ماہنامہ

روحانی ڈائجسٹ

کراچی

نومبر ۲۰۰۰ء

زیارت نبی ﷺ بعد از وصال نبی ﷺ نمبر

فی شمارہ 30 روپے	جلد 23 شمارہ 2	نومبر 2000ء	شعبان ۱۴۲۱ھ

سب ایڈیٹر
جمیل احمد خان

سرکولیشن منیجر
محمد ناصر

اعزازی معاونین
☆ سیدہ راشدہ عفت
☆ سعیدہ خاتون
☆ سہیل احمد

AZEEMIA RO... E LIBRARY

سالانہ خریداری کی شرح

پاکستان (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)	سالانہ 340 روپے
مشرقِ وسطیٰ اور عرب ممالک	سالانہ 800 روپے
ترکی۔ مصر۔ انڈونیشیا۔ سری لنکا۔ نیپال۔ ایران۔ برما	سالانہ 800 روپے
مالدیپ۔ لکادیپ۔ بھارت۔ بنگلہ دیش	سالانہ 800 روپے
ہالینڈ۔ تھائی لینڈ۔ چین۔ نائیجیریا۔ ملائیشیا۔ جاپان	سالانہ 1000 روپے
آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ امریکہ۔ کینیڈا	سالانہ 1200 روپے

خط وکتابت کا پتہ

1-D,1/7 ناظم آباد کراچی 74600 پوسٹ بکس 2213 ۔ فون نمبر : 6688931
فیکس : 6621037 ۔ ای میل : roohani@azeemia.org

ایڈیٹر و پبلشر وقار یوسف عظیمی نے فرخ اعظم کے زیر اہتمام مکتبہ تاج الدین سے طبع کروا کر 1-D,1/7 ناظم آباد کراچی سے شائع کیا۔

پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے

اسلامی سائنس روحانی علوم اور نظریہ رنگ و نور کا نقیب

ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کراچی

ممبر آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی

سرپرست اعلیٰ
ابدالِ حق قلندر بابا اولیاءؒ

چیف ایڈیٹر
خواجہ شمس الدین عظیمی

ایڈیٹر
وقار یوسف عظیمی

کہکشاں

نورالٰہی نورِ نبوت ..... اللہ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی لازم و ملزوم ہے	☆☆☆	14
صدائے جرس — زندہ شخص کے اندر نرمی ہوتی ہے جب کہ مردہ میں اکڑ فوں	☆☆☆	16
دبستانِ خیال ..... معزز قارئین کرام کے گرامی نامے	قارئین کرام	22
رباعیات ..... نورِ معرفت سے لبریز اور علم حقیقی کی روشنیوں سے مزین رباعیات	قلندر بابا اولیاءؒ	26
اصحاب رسولؐ پر فیضانِ نبوت — زیارتِ نبیؐ بعد از وصالِ نبی ﷺ کے منتخب واقعات	مرتبہ: منور شعور	53
اکابرینِ اسلام فیضِ نبوی ﷺ کے سائے میں	مرتبہ: دانیال	61
فاتحین پر رحمتِ نبوی ﷺ — مسلمان فاتحین کی روحانی مدد اور بشارت کا ایمان افروز تذکرہ	مرتبہ: سید سلیم	65
زیارتِ نبی ﷺ کے لئے اوراد و وظائف	مرتبہ: غلام مرتضیٰ	77
کیریئر پلاننگ — نہایت کم سرمائے سے خوشبویات کا کاروبار شروع کر کے منافع حاصل کیجئے	سراج حفیظ خان	97
بیوی کا نان نفقہ ..... اسلامی تعلیمات اور ہمارے عدالتی قانون کا ایک مختصر جائزہ	خالد ریاض ایڈوکیٹ	101
ایوانِ فکر — کیا مہنگائی کی ذمہ دار خواتین ہیں؟؟ آپ کی کیا رائے ہے	☆☆☆	105
تصوف حقائق کی روشنی میں — علمی اور عقلی دلائل پر مبنی تحقیقی مقالہ	پیر کرم شاہ الازہری	113
دم درست، دل درست، دمہ درست ..... کاربن ڈائی آکسائڈ تھراپی کے ذریعے	طارق محمود (بریڈ فورڈ)	117
چراغ تلے — سوشل ورک اور حقوق العباد کے متوالوں کے لئے بطور خاص	امید اقبال صغیر	121
قندیل — لوحِ محفوظ کی کہانیوں میں سے ایک ایسی کہانی جو دل کے تاروں پر بار بار دہرائی جا رہی ہے	سعیدہ خاتون	123
ذوقِ آگہی — علم و آگہی کی تلاش میں سرگرداں ایک نوجوان کی سرگزشت	منیر حسین کیف	131
تنہا مسافر — تاریخ کے اوراق سے ایک عبرت انگیز سلسلہ وار کہانی	نورالہدیٰ قاضی	139
سیہون کا لعل — قلندرانہ طرزِ فکر کے حامل اللہ کے ایک دوست کا تذکرہ	سید نعمان ظفر عالم	143
مشعلِ معرفت — اولیائے کرام کی پاکیزہ زندگی کے منتخب واقعات	مرتبہ: سید نعمان علی	147
حاصلِ مطالعہ — قارئین کرام کے پسندیدہ اقتباسات	مرتبہ: دانش علی	149
قرآنی انسائیکلوپیڈیا — معدنِ علم و حقیقت قرآن کی تعلیمات پر مبنی سلسلہ	ادارہ	151
روحانی سوال و جواب — ...	الشیخ عظیمی	155
ایک ادیب ایک تعارف — ...	احتشام الحق	159
گوشہ کتب — بلوچستان میں تحریکِ تصوف اور اولیاء اور ...	ب۔ق	163
شوخیٔ تحریر — اردو ادب کے نثری فن پاروں سے دلچسپ انتخاب	مرتبہ: نعمان اعظمی	165
ہمارا جسمِ مثالی — اور اس پر ہونے والی تحقیق کا مختصر جائزہ	عبید خان	167
عینک سے نجات — عینک سے نجات کے لئے مفید مشورے	رضیہ سلطانہ	175
دسترخوان — خواتین خانہ کا پسندیدہ سلسلہ	مرتبہ: فرحت صدیقی	181
جہاں نما — دلچسپ و عجیب عالمی واقعات اور سائنسی تحقیقات پر مبنی سلسلہ	ادارہ	187
معلوماتِ عالم / اس ماہ کے بہترین مضامین — مقبول عام انعامی سلسلے	ادارہ	189
بچوں کا روحانی ڈائجسٹ — بچوں کے لئے خصوصی کہانیاں اور مختصر تحریریں	مرتبہ: محمد ذیشان خان	191
انعامی مقابلوں کے نتائج — انعام یافتگان سید عبدالعلیم اور وحیدہ اسلم کو مبارک باد	ادارہ	197
روحانی ینگ رائٹرز کلب — نئے قلمکاروں کی تحریروں کا ہمہ رنگ گلدستہ	ادارہ	199
الشیخ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کا دورہ برطانیہ	رپورٹ: عبدالحفیظ بٹ	205
اُفق — روحانی مشن کی سرگرمیوں پر مبنی روداد	ادارہ	211
محفلِ مراقبہ — ان خواتین و حضرات کے نام جن کے لئے محفلِ مراقبہ میں اجتماعی دعا کی گئی	ادارہ	221
ماورائی دنیا — روحانی طالبات، طلباء کی روحانی واردات و کیفیات	روحانی طالبات و طلباء	227
روحانی ڈاک — لاعلاج امراض اور پیچیدہ نفسیاتی و روحانی مسائل کا حل	خواجہ شمس الدین عظیمی	233

پیارے نبیؐ زندہ نبیؐ	جب بھی مسلمان اپنی کوتاہیوں کی پاداش میں کسی بڑے سانحے سے دوچار ہوئے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اولیاء اللہ نے اسلامی تشخص کا احیاء کیا............ (جمیل احمد خان ۔ 31)
بصیرت اور بصارت	بزرگانِ دین کی تعلیمات کی روشنی میں زیارتِ نبی ﷺ کے مدارج، روحانی سکت میں اضافے اور واقعاتِ زیارت کی توجیہات پر مبنی تحقیقی مقالہ............ (محمد اقبال جیلانی ۔ 41)
نورِ اول	احادیث مبارکہ سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تخلیق فرمایا اور اسی نور سے افرادِ کائنات کو زندگی فیڈ ہو رہی ہے............ (رخسانہ کوثر ۔ 49)
سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی زیارت	حضور ﷺ کی زیارت حالتِ خواب ایک سعادت ہے۔ اس کے علاوہ ایسے بھی بے شمار واقعات ہیں کہ بزرگانِ دین حضور ﷺ کی زیارت سے بیداری کی حالت میں اور پورے ہوش و خرد کے ساتھ مشرف ہوئے............ (مرتبہ: احسن عظیم محامد ۔ 57)
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے	غریبوں کے ملجا و ماوا اور بے سہاروں کے سہارا حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات نے ظاہری دنیا سے پردہ فرمالیا ہے لیکن آپ ﷺ اب بھی مسلمانوں کی خبر گیری و دستگیری فرما رہے ہیں............ (مرتبہ: عامر تقی ۔ 69)
نینو ٹیکنالوجی	سائنسدان آنکھ سے اوجھل کائنات تک رسائی حاصل کر کے ایک نئی ٹیکنالوجی کی بنیاد رکھنے میں مصروف ہیں............ (سید اسعد علی ۔ 81)
تعلیم میں کامیابی کے گر	ایسے طالب علموں کے لئے بطور خاص جن کو سبق ذہن نشین کرنے میں دشواری ہوتی ہے یا مطالعہ کے دوران ذہنی مرکزیت کے حصول میں ناکام رہتے ہیں............ (مشعل رحیم ۔ 87)
صحت کا سرچشمہ	ریکی طریقۂ علاج کے ذریعے اپنا علاج خود کیجئے اور آنکھوں کی تھکن، جسمانی کمزوری، کان اور گلے کی تکالیف، پھیپھڑوں، جگر، گردوں اور ہاضمہ کی خرابیوں سے نجات پایئے............ (ایم اے جی خان ۔ 91)
ہائی بلڈ پریشر	کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کس طرح ہوتا ہے؟؟ ایسے مریض کے لئے کیا غذائی یا دوائی احتیاط و علاج کی ضرورت ہے؟؟ اگر نہیں تو آیئے آپ بھی یہ معلومات حاصل کیجئے............ (شاہ عالم ۔ 171)
آپ کا کچن — آپ کا بیوٹی پارلر	اگر خواتین غور کریں تو آپ کے گھر میں آپ کا اپنا قدرتی بیوٹی پارلر موجود ہے۔ حیران نہ ہوں ہم بات کر رہے ہیں آپ کے کچن کی............ (صدف قمر ۔ 183)

نورِ الٰہی

"نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق اور مغرب کی طرف کر لو لیکن نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور آسمانی کتابوں پر اور نبیوں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں"۔ (سورہ البقرہ)

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے"۔ (سورہ النساء)

"اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے"۔ (سورہ نساء)

اللہ رب العزت سارے جہانوں کا پرورش کرنے والا، سب کی ضروریات کا کفیل اور سب کا نگہبان ہے۔ چنانچہ جب ہم انسانوں سے بھلائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ قرآن پاک نے ہم پر حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق پورا کرنا لازم و ملزوم کر دیا ہے اور اس کی بہت تاکید کی ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی رشتہ داروں سے شروع ہوتی ہے جن میں والدین سب سے پہلے مستحق ہیں۔ ماں باپ کی خدمت اور ان کی اطاعت اولین فریضہ ہے۔ اہل و عیال کے لئے حلال رزق کا حصول اور بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت بھی حقوق العباد میں سے ہے۔ اس کے بعد دوسرے رشتہ داروں اور پڑوسی کا نمبر آتا ہے۔ آخر میں تمام انسان حقوق العباد کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

نورِ نبوت

نبی آخر الزماں سید الانبیاء خیر البشر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی بھائی کی کسی پریشانی کو دور کرے گا تو اللہ اس کی پریشانی دور کرے گا۔ جو شخص کسی بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ جب اس سے ملو تو اس کو سلام کرو، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب وہ تم سے خیر خواہی چاہے تو اس سے خیر خواہی کرو، جب اسے چھینک آئے اور اللہ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب دو، جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ"۔

دین کا بنیادی جذبہ خیر خواہی ہے، چنانچہ اگر ہم کسی کے لئے اچھائی نہیں کر سکتے تو اس کے لئے برائی کے مرتکب بھی نہ ہوں۔ اگر ہم اس پوزیشن میں نہ ہوں کہ مالی لحاظ سے کسی کی مدد کر سکیں تو خدمت کے اور بھی ذرائع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ہم ان کو لوگوں کے فائدے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

خیر خواہی کے لئے محض مالی حالت کا اچھا ہونا ضروری نہیں ہے۔ لوگوں سے خوش اخلاق سے پیش آنا، سلام میں پہل کرنا، کسی کی غیبت نہ کرنا اور نہ سننا، اللہ کی مخلوق سے حسنِ ظن رکھنا، لوگوں کے چھوٹے موٹے کام کر دینا، کسی ضعیف یا بیمار کو سڑک پار کرا دینا، بیمار کی مزاج پرسی کرنا، سڑک پر پڑے ہوئے پتھر یا کانٹوں کو راہ سے ہٹا دینا حقوق العباد کے زمرے میں آتے ہیں۔

زندگی ہر لمحہ تغیر و تبدل کا نام ہے۔ زندگی کا تسلسل حرکت کے ساتھ قائم ہے۔ حرکت اور زندگی دونوں ایک ہی ساتھ ہیں۔ جب تک آدمی زندہ ہے حرکت کرتا ہے اور جب تک آدمی حرکت کرتا ہے وہ زندہ ہے۔

زندگی کی معراج، زندگی کا مفہوم یا زندگی کا مقصد مسلسل جھکنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، پھرنا، دوڑنا یعنی حرکت سے وابستہ ہے۔ ہر شخص کے ساتھ ہمیشہ دو ہی حالتیں پیش آتی ہیں۔ ایک اس کا زندہ رہنا اور دوسرا اس کے اوپر زندگی کے ماہ و سال کا ختم ہو جانا۔

آپ غور فرمایئے!

عظیمیہ روحانی لائبریری نمبر 5

جو آدمی زندہ ہوتا ہے وہ جھکتا ہے، اٹھتا، بیٹھتا ہے، سیدھا ہوتا ہے، مڑ کر دیکھتا ہے۔ کسی سے کچھ لیتا ہے، کسی کو کچھ دیتا ہے۔ کسی کو اچھا کہتا ہے کسی کو برا کہتا ہے۔ یہ سارا تسلسل اس وقت تک ہے جب تک کہ آدمی زندہ ہے۔ لیکن جب آدمی مر جاتا ہے تو مرنے کی کیفیت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اکڑ جاتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو جسمانی حیثیت میں بظاہر کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا لیکن اس کے جسم کا ہر حصہ اکڑ جاتا ہے...... کھنچ جاتا ہے...... سخت ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی ایسی بات ہمیں نظر نہیں آتی جس میں زندگی کا کوئی شائبہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ آدمی کا وصف یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جھکتا ہے اور مُردہ آدمی کا وصف یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اکڑتا ہے۔ اگر کسی انسان

[illegible]

کے اندر ایسی عادات وخصائل موجود ہیں جن میں اکڑفوں شامل ہے تو دراصل وہ آدمی مُردہ کی طرح ہے...... اگر کسی انسان کے اندر Mouldness ہے، نرمی ہے، گداز ہے، لچک اور جھکنا ہے تو یہ دراصل زندگی ہے۔

میرے دوستو! میرے عزیزو! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر واقعی آپ زندہ ہیں تو آپ کے اندر کسی قسم کی اکڑ نہیں ہونی چاہیے۔ کسی قسم کا کبر، تکبر اور نفرت نہیں ہونی چاہیے۔ زندگی کا مفہوم ہی یہ ہے کہ آدمی جھکتا ہے اور مُردنی کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اکڑتا ہے۔ اس طرح ایک آدمی بظاہر تو چلتا اور پھرتا نظر آتا ہے لیکن اگر اس کے اندر اکڑ ہے تو وہ زندہ نہیں ہے بلکہ مُردہ ہے۔

عظیمیہ روحانی لائبریری [illegible]

عزیز دوستو!

آدم اور شیطان دونوں کا وصف آپ کے سامنے ہے۔ آدم سے جب بھول یا غلطی سرزد ہوئی تو آدم نے جھکنے کا وصف اپنایا۔ اللہ کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکا اور معافی تلافی کی۔ لیکن شیطان نے غلطی کی اور اس غلطی کے بارے میں استفسار کیا گیا کہ تُو نے یہ غلطی کیوں کی تو وہ اکڑ گیا۔ یعنی وہ زندگی سے دور ہو کر مُردہ ہو گیا۔

کائنات ہر لمحہ حرکت میں ہے اس لئے مُردنی کو پسند نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اکڑ اور اس کے غرور و تکبر نے اسے ذلیل و خوار کر دیا اور وہ زندہ ہونے کے بعد بھی مُردوں سے بدتر ہے۔

انبیائے کرام، اولیاء اللہ اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کے بارے

عظیمیہ روحانی لائبریری نمبر
F ...

میں کبھی آپ نے غور کیا؟ ان قدسی نفس حضرات کی زندگی پر آپ غور کریں وہ اس دنیا سے جانے کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن دوسری جانب غور کیجئے شداد، نمرود اور فرعون پیدا ہوئے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی مُردہ رہے اور اس دنیا سے جانے کے بعد کسی نے ان کی تعریف کے دو بول بھی نہیں بولے بلکہ ان کا نام بجائے خود ایک عبرت بن گیا۔

تمام دوستوں اور عزیزوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ اپنے اندر ایسا کردار پیدا کریں جس میں جھکاؤ ہو، جس میں حلم ہو، جس میں مروت ہو، جس میں بھائی چارہ ہو، جس میں محبت، خلوص اور ایثار ہو۔ اگر یہ باتیں اور یہ اوصاف کسی فرد میں پیدا نہیں ہوئے تو بظاہر وہ شخص زندہ ہے، چلتا پھرتا اٹھتا بیٹھتا ہے لیکن اصل میں وہ مُردہ ہے۔

علمی تعاون کیجئے!

موجودہ دور ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ اس دور میں کسی بھی پیغام کو پھیلانے کے لئے ذرائع ابلاغ کا کردار نہایت موثر ہے۔ اس وقت جبکہ پوری دنیا اخلاقی بحرانوں کی زد میں ہے، ثقافتی اور تہذیبی یلغار عالم اسلام پر حملہ آور ہے ایسے میں روحانی ڈائجسٹ وسائل کی کمی کے باوجود مسلسل بیس سال سے لوگوں کی روحانی، مذہبی اور اخلاقی تعلیم و اصلاح میں کوشاں ہے۔ پیغمبران علیہم السلام کی طرزِ فکر اور روحانی اقدار کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔

الحمدللہ! روحانی ڈائجسٹ کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی علوم کے وارث حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی روحانی سرپرستی اور آپؒ کے شاگرد رشید حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی نگرانی حاصل ہے۔ روحانی بزرگوں کی توجہ اور سرپرستی میں شائع ہونے والے اس رسالہ سے ہزاروں لوگ معرفت الٰہی کی راہوں پر گامزن ہوئے اور پیغمبرانہ طرزِ فکر کے تحت زندگی گزارنے لگے۔ روحانی ڈائجسٹ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی مشن کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہے اس مشن میں ہمارے معزز قارئین کرام بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

ہم آپ کے پسندیدہ رسالہ روحانی ڈائجسٹ کو ماہ بماہ مزید بہتر سے بہتر بنانے کے خواہاں ہیں اور اس کے نفس مضمون میں مزید نکھار پیدا کر کے معزز قارئین کرام کی روحانی و علمی تشنگی پوری کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے پسندیدہ رسالہ کو مزید بہتر بنانے کے لئے کثیر تعداد میں کتب اور علمی مواد کی شدید ضرورت ہے۔ کرم فرما قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اپنے پسندیدہ رسالہ کے ساتھ اس سلسلہ میں تعاون فرمائیں اور مختلف موضوعات پر کتابیں اور دیگر علمی مواد عطیہ کریں۔ کسی بھی موضوع، عنوان، صنف، نصابی، غیر نصابی، اردو یا غیر ملکی زبان پر نئی اور پرانی کتاب، کتابچہ، رسالہ، جریدہ یا ہفت روزہ اور سال کے جا سکتے ہیں۔ آپ کے ارسال کیے ہوئے ایک صفحہ اور ایک کتابچہ کو بھی ہم شکریے اور محبت کے ساتھ قبول کریں گے۔

جو کتابیں آپ کے زیر استعمال نہیں ہیں، بوسیدہ یا شکستہ ہو گئی ہیں وہ بھی عطیہ کی جا سکتی ہیں۔ آپ کی یا آپ کے لواحقین کی منتخب کردہ ان کتابوں کا عطیہ ایک علمی اور قلمی جہاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا اجر عظیم آپ کو اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک ان کتب سے اخذ کیا ہوا علم لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہے گا۔ روحانی ڈائجسٹ میں معزز عطیہ کنندگان خواتین و حضرات کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کیے جائیں گے۔

ہم آپ کے علمی تعاون کے منتظر ہیں۔

نیاز مند

وقار یوسف عظیمی

ایڈیٹر روحانی ڈائجسٹ

1-D, 1/7، ناظم آباد ۔ کراچی 74600

وہ معزز کرم فرما خواتین و حضرات جنہوں نے ہماری درخواست پر کتب، رسائل و جرائد ادارہ روحانی ڈائجسٹ کو ارسال کئے ہم ان کے نہایت شکر گزار ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

1- بیگم نرگس خانم۔ سمندری، فیصل آباد 2- ڈاکٹر سہیل مختار، ناظم آباد، کراچی 3- ماجد علی جوکھیو اور ساجد علی جوکھیو۔ نوشہرو فیروز 4- شگفتہ نکہت۔ نیو کراچی 5- عظیمیہ روحانی لائبریری۔ نیو کراچی 6- منور سلطانہ۔ کراچی 7- امجد علی۔ لاہور 8- دانش رضا۔ کراچی 9- مسز راشدہ شیر خان۔ کراچی 10- فرزانہ سلطانہ، ناظم منظور حقانی۔ کراچی 11- عظمیٰ انعام۔ کراچی

دبستانِ خیال میں خط لکھنے والے کرم فرما خواتین و حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے خطوط اس طرح سپردِ ڈاک کریں کہ ہمیں مہینے کی پندرہ تاریخ تک موصول ہو جائیں۔

خالد ریاض ایڈووکیٹ کا مضمون "نشانِ عزت۔ حق مہر" کے مطالعہ سے کئی پرانے خیالات تبدیل کرنے پڑے۔ مثلاً بعض گھرانوں میں یہ سنی سنائی مفروضہ روایت پائی جاتی ہے کہ لڑکی کا مہر جتنا کم ہوگا اتنا ہی نکاح میں برکت ہوگی۔ معلوم نہیں کن مفاد پرستوں نے اس مفروضہ کو ہوا دی اور قرآن کی اس آیت کو یکسر فراموش کردیا جس میں مہر کو قنطار سے ظاہر کیا گیا ہے جس کے معنی سونے کے ڈھیر کے ہیں۔ مہر کے بارے میں قرآن وحدیث کے احکامات پر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح عورت کو ایک تحفظ عطا کیا گیا ہے تاکہ مرد اسے طلاق دے کر اپنی جان چھڑانے سے پہلے کئی بار سوچے۔ یہ مہر ایک نفسیاتی دباؤ ہے ورنہ اگر حق مہر کو درمیان سے ہٹا کر دیکھیے تو وہ بالکل آزاد نظر آتا ہے۔ دورِ نبوی ﷺ سے قبل عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ میراث میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا حق مہر کی توقعات ہی کیا کی جائے۔ حضور ﷺ نے عورت کو میراث میں حصہ کے ساتھ حق مہر دینے کی بھی ہدایت فرمائی ہے۔

(رانا عبدالقیوم۔ گلبرگ۔ لاہور)

"مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ" کے مطالعے کے بعد ذہن میں ایک مثال آگئی کہ ایک ماں کے تین بیٹے ہوں۔ تینوں اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار اور فرمانبردار ہوں اور اپنی تمام تر آمدنی اور صلاحیتیں گھر کی بہتری پر لگاتے ہوں تو ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ ایسی ماں کو اپنی اولاد پر کتنا فخر ہوگا۔ فرض کریں ان میں سے ایک بیٹا اپنی ماں سے روٹھ کر الگ ہو جائے تو اسے کتنا افسوس ہوگا۔ دوسرا اپنا خودکشی کرلے اور تیسرا اپنا جرم کی راہ پر چلنے لگے تو ہم اس ماں کے غم اور بدنصیبی کا اندازہ نہیں کرسکتے۔ میرے منہ میں خاک ہم نے بھی اس مادرِ وطن کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ اس دھرتی پر پلنے بڑھنے اور تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں میں سے ایک بڑا طبقہ ملک کو چھوڑ کر جارہا ہے۔ جو نوجوان اپنے مقاصد حاصل کرنے میں مایوسی میں حد سے گزر جاتے ہیں خودکشی کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں اور جن کا خون گرم ہوتا ہے وہ غیر اخلاقی ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سارے اعلیٰ تعلیم یافتہ دماغ اس ملک سے نکل جائیں گے تو ہمارے پاس باقی کیا بچے گا؟ یہ مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دور نہ ہوئے تو خودکشی اور جرائم کیسے رکیں گے؟ جب جرائم و ناانصافی ہوگی تو سنگ مرمر و گیس کے پلازہ اور ہزاروں بیرل تیل ہمارے کس کام آئے گا؟

(بدرالدجیٰ صدیقی۔ کراچی)

"اپنی آمدنی میں سو فیصد اضافہ کیجئے" مجھے بہت پسند آیا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا خود ہمارے لئے ہی فائدہ مند ہے۔ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ ایک کے بدلے دس دنیا اور ستر آخرت میں ملیں گے۔ آخرت میں تو اللہ میاں جب حساب کتاب کریں گے تو جو ملنا ہوگا وہ ملے گا لیکن اللہ کی رحمت دنیا میں بھی برستی ہے۔ معاشی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمارا خرچ کیا ہوا ایک روپیہ پورے معاشرے میں نہ جانے کتنے لوگوں کے تصرف میں آتا ہے۔ اگر ہم اسے دبا کر بیٹھ جائیں تو معاشرے کے سینکڑوں ہزاروں لوگ اس روپیہ سے محروم ہو جائیں گے۔

(آصف رضا۔ ملتان)

صدائے جرس پڑھ کر تفکر کے بے شمار دروازے کھل جاتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ صدائیں دور سے نہیں بلکہ اپنے اندر سے ہی آرہی ہے۔ ہم بحیثیت مجموعی شاید غور وفکر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد حقیقت کی تلاش نہیں بلکہ مادیت کی تلاش بنتا جارہا ہے۔ قرآن پاک میں ترقی و کامیابی کے فارمولے اور علم و آگہی کے فارمولے قرآن پڑھنے والوں کے لئے ہی ہیں۔

حقیقت کی کسے خبر ہے
یہ دنیا فریبِ نظر ہے

مادہ فانی ہے۔ ہمارا اپنا جسم نظر نہ آنے والی قوت "روح" پر قائم ہے اور روح اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ روح غیر فانی اور حقیقت ہے۔ پھر ہم کیوں مادے کے حصول کے لئے اپنا سکون برباد کررہے ہیں۔

(ڈاکٹر شاہد رحمٰن۔ فیصل آباد)

اس ماہ کے ڈائجسٹ میں "مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ" پڑھا۔ میری طرف سے اس کے مضمون نگار کو اتنا اچھا مضمون لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ اس طرز کے مضامین بعض اوقات سوچنے پر مجبور کردیتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ کیا کررہے ہیں۔ اور وہ کے مضامین بھی خاصے جاندار ہوتے ہیں اس دفعہ "بند گلی میں راستہ" کے ذریعے انہوں نے بہت سارے روشن راستے دکھادیے ہیں۔ میری ایک درخواست وقار یوسف عظیمی کے نام ہے کہ وہ ہر ماہ ایک مضمون ضرور لکھا کریں۔ وہ روحانیت اور معاشرے کو جس توازن سے لے کر چلتے ہیں اس سے ذہن کے دریچے کھل جاتے ہیں اور مقصد واضح ہو جاتا ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ ان کے مضامین کا ایک اپنا منفرد انداز ہے۔

(عرفانہ کوثر۔ دستگیر سوسائٹی، کراچی)

ماہ اکتوبر کے شمارے میں "تاریخ گواہ ہے" کے عنوان سے محمد اقبال جیلانی نے جو تحریر لکھی اس نے مجھ کو بہت متاثر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی بعض روایات جو حضور ﷺ کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد وضع کی گئیں کو جانچنے کا طریقہ کار صرف یہ ہے کہ جو روایت قرآن کریم کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہو اسے ہم ہرگز قبول نہ کریں کیونکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ کوئی ایسی بات کرہی نہیں سکتے جو قرآن کریم کی تعلیمات کے خلاف ہو کیونکہ آپ ﷺ تو صاحبِ قرآن ہیں۔

میں ادارہ روحانی ڈائجسٹ کا بہت شکر گزار ہوں کہ ایک اہم مسئلہ کو ان صفحات میں جگہ دی جو سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کو درست طور پر اجاگر نہیں ہونے دیتا۔ اس طرح کے مزید مضامین شائع کئے جائیں۔

(امجد علی۔ شہر کا نام نہیں لکھا)

میں اور میرے گھر والے ہر ماہ پابندی سے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ روحانی ڈائجسٹ پڑھتے ہیں۔ حضرت عظیمی صاحب اور وقار یوسف عظیمی ہماری آئیڈیل شخصیات ہیں۔

جمیل احمد خان نہایت اہم موضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ معاشرے میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی فضول خرچی اور فضول سامان تعیش کے استعمال پر بھی قلم اٹھائیں جس کی وجہ سے قومی معیشت کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہم روحانی ڈائجسٹ کے پچھلے شماروں سے بھی کچھ پڑھنا چاہتے ہیں اس لئے براہِ مہربانی "مکرر" کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے۔ صحت کے موضوع پر اگر یوگا کے سلسلے کو مستقل کردیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ آج کل "جسم مثالی" کا موضوع میرا پسندیدہ موضوع ہے لیکن ابھی تک اس میں مغربی تحقیقات ہی مکمل نہیں ہوئیں جب کہ ہم تصوف کی روشنی میں اس کے فوائد، نقصانات اور اس کی بہتری کے بارے میں پڑھنا چاہتے ہیں۔

کم سرمائے سے کاروبار شروع کرنے کا سلسلہ ایک انتہائی مفید سلسلہ ہے۔ اسے مستقل جاری رکھا جائے۔

(محمد عثمان۔ لیاقت آباد، کراچی)

میں آپ کا روحانی ڈائجسٹ بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ اس رسالے میں سائنسی دلائل اور تحقیق نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ اس دفعہ ڈائجسٹ میں کئی تبدیلیاں دیکھیں صدائے جرس، قند سخن، حاصل مطالعہ وغیرہ میں بڑے خوبصورت انداز میں تبدیلی ہوئی۔ روحانی ڈاک ڈائجسٹ سروس کے بارے میں پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی اس سے قبل خط کا جواب بہت دیر سے ملتا تھا۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس بارے میں مکمل تفصیلات شائع کریں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ خط کس طرح لکھنا ہے؟ اور ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے؟

(عزیز احمد۔ حجرہ شاہ مقیم)

روحانی ڈائجسٹ میں سراج حفیظ خان کے سلسلہ "کامیاب مستقبل کی راہیں" کا مضمون صابن سازی مجھ کو بہت پسند آیا مگر اس میں کاروبار کے بارے میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ صابن کا کاروبار کتنی رقم سے شروع کرسکتے ہیں اور مشینری وغیرہ کی کیا قیمت ہے اور وہ ہم کہاں سے لے سکتے ہیں۔ آپ نے اس میں فارمولے لکھے ہیں یہ ہمارا سامان کہاں سے مل سکتا ہے۔ اور اس کی کیا قیمت ہے۔ مہربانی کرکے اس کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کریں میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

(عبدالعلیم۔ منظور روڈ، کراچی)

(مختلف شہروں میں میٹریل کی قیمت میں فرق ہوسکتا ہے اس لئے قیمتوں کی اشاعت سے گریز کیا گیا ہے۔ کیمیکلز کے لئے کسی کیمسٹ کی شاپ سے رجوع کریں۔ قیمت معلوم ہونے کے بعد آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ کتنی رقم سے یہ کاروبار کیا جاسکتا ہے۔)

یہ ماہنامہ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ان عنوانات کے تحت مضامین شائع کیے جائیں۔ کمپیوٹر کیا ہے۔ نئے سیکھنے والے اس کو کیسے سیکھ سکتے ہیں۔ E-Commerce کیا ہے؟ مکمل تفصیل سے نوازیں اسے کس طرح سیکھا جاسکتا ہے۔ نیز اس مقصد کے لئے کس قدر

تعلیمی قابلیت اور سرمایہ درکار ہے۔ آج کل کونسا پیشہ سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی پر معلومات فراہم کریں۔ اس سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ انٹرنیٹ کیا ہے، اور کس طرح کام کرتا ہے؟

(دلشاد احمد۔ بہاولنگر)

ہمیشہ کی طرح اکتوبر کا شمارہ بھی منفرد تھا۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ میں نے خط میں آپ کو "شوگر" کے مرض پر مضمون کی تجویز بھیجی تھی اور آپ نے اسی شمارہ میں تجویز کو پورا کیا۔ اس مضمون کے شائع کرنے پر میری طرف سے شکریہ قبول کیجئے۔ صدائے جرس ہمیشہ کی طرح شاندار رہا۔ "اوور دوہ" ہر دفعہ معیاری تحریر پیش کرتے ہیں۔ "قرآنی انسائیکلوپیڈیا" کے اوراق کی تعداد بڑھادی جائے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اوپر مضمون سلطان الہند مجھے بہت پسند آیا۔ پہلے قارئین کی پرنٹنگ کے حوالے سے شکایات سامنے آئی تھیں مگر اب میرے خیال میں یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا ہے لیکن اس پر اب بھی توجہ کی ضرورت باقی ہے۔ اگر ممکن ہو تو ڈائجسٹ کے صفحات میں اضافہ کردیا جائے ڈائجسٹ کے اندر رنگین تصاویر کا استعمال شروع کیا جائے اس طرح ڈائجسٹ کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوگا۔

(چوہدری عزیز احمد۔ جہلم)

اس ماہنامہ میں معاشرے کے ہر پہلو اور ہر موضوع پر اظہار خیال کیا جاتا ہے اس ماہ مجھے خصوصیت کے ساتھ "تصوف حقائق کی روشنی میں" بہت پسند آیا۔ اس مضمون میں مصنف نے جس طرح تصوف پر روشنی ڈالی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ روحانی ڈائجسٹ میں اس طرح کے مضامین ضرور شائع ہوتے رہنے چاہئیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے شک وشبہات کو دور کیا جاسکے۔

(محمد شہزاد۔ اوکاڑہ)

گزشتہ کئی ماہ سے بہت اچھی تحریریں پڑھنے کو مل رہی ہیں۔ مستقل سلسلوں میں قندیل، ذوق آگہی اور تنہا مسافر کافی اچھے جارہے ہیں۔ روحانی سوال جواب کا سلسلہ بہت معلوماتی ہے۔ روحانی ڈائجسٹ کی بائنڈنگ بھی اب پہلے سے کافی بہتر ہوگئی ہے۔ اس سے کافی خوشی ہوئی۔ ہماری آپ سے ایک درخواست ہے کہ حضور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیات کی مختصری سی تشریح ضرور پیش کریں۔ تاکہ ایک عام قاری بلکہ تمام لوگ اس سے پوری طرح مستفید ہوں۔

(محمد اطہر خان۔ لانڈھی)

روحانی ڈائجسٹ برصغیر میں چھپنے والا منفرد ڈائجسٹ ہے جس نے "روح" اور "تصوف" جیسے نازک موضوع پر قلم اٹھایا۔ روح سے تعلق کو سمجھنے پر زور دیا اور اپنی اصل سے واقف ہونے کی راہ دکھائی۔

روحانی ڈائجسٹ میں چھپنے والے مضامین معیاری اور تحقیقی ہوتے ہیں۔ سردست ایک موضوع کے متعلق تجویز پیش کرنا چاہوں گا، موضوع ہے "ماں کا اولاد سے روحانی تعلق"۔ اس مضمون میں بتایا جائے کہ ماں کی فرمانبرداری سے بچہ مصائب اور آفات سے محفوظ رہتا ہے اور زندگی میں کامیابیاں حاصل کرتا ہے۔ اس کی زندگی امن وسکون سے گزرتی ہے۔ بے سکونی اور ڈپریشن اس کے قریب سے بھی نہیں گزرتے۔ اس موضوع پر قرآن وحدیث سے بے شمار حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ اس مضمون میں اولیاء اللہ کے واقعات بھی نقل کیے جاسکتے ہیں۔ کئی اولیاء اللہ محض ماں کی خدمت کی وجہ سے بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئے۔ مضمون میں اس نقطہ پر بھی روشنی ڈالی جائے کہ ماں یا والدین کے وفات پاجانے کے بعد بھی ان کا اولاد سے روحانی تعلق رہتا ہے۔

(حسن علی گوندل۔ گوجرانوالہ)

(آپ کی تجویز بہت عمدہ ہے۔ ہم کوشش کریں گے جلد ہی اس موضوع پر مفصل مضمون شائع کریں۔ اگر آپ اس موضوع پر تحریر ارسال کریں تو معیاری ہونے پر نوک پلک درست کر کے شائع کی جاسکتی ہے)

گزارش یہ ہے کہ "کامیاب مستقبل کی راہیں" کے عنوان کے تحت براہ کرم C.S.S. کے بارے میں معلومات فراہم کیجئے کہ آیا یہ ریگولر، پرائیویٹ دونوں صورتوں میں کیا جاسکتا ہے۔ اس کے فوائد کیا ہیں۔ اس میں ایڈمیشن لینے کا طریقہ کار کیا ہے۔ اور C.S.S. کرنے کے لئے کتنی تعلیمی قابلیت درکار ہے۔ یہ کتنے عرصے میں مکمل ہوتا ہے۔ اس کے ایڈمیشن سال کے کس مہینے میں شروع ہوتے ہیں۔ کیا یہ لڑکے لڑکیاں دونوں کرسکتے ہیں۔

(محمد شکیل۔ کراچی)

اس رسالہ میں الشیخ عظیمی کے کالم روحانی سوال وجواب اور روحانی ڈاک بہترین سلسلے ہیں۔ روحانی ڈاک سے لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا۔ اسے پڑھ کر ایک تو لوگوں کے مسائل کا ادراک ہوتا ہے دوسرا عظیمی صاحب کے بصیرت افروز اور فہم و فراست سے بھرپور جوابات پڑھ کر ان پر رشک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عظیمی صاحب کو خلائق کے لئے ایک سایہ دار

درخت بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سدا سلامت رکھیں اور لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت پیدا کریں۔ اکتوبر کے شمارے میں حضرت غریب نوازؒ کے بارے میں پڑھ کر دل و دماغ میں سرور کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

(رابعہ سجاد علی۔ نواب شاہ)

آپ نے لوگوں کے مسائل کے حل کے لئے روحانی ارجنٹ سروس شروع کرکے مجھ جیسے کئی لوگوں کے مسائل کے حل میں آسانی پیدا کردی ہے اور میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں۔

(شاہدہ سلیم اعوان)

وہ خواتین و حضرات جن کے خطوط جگہ کی کمی یا تاخیر سے ملنے کی صورت میں شائع نہ ہوسکے۔

تنویر پھول، ارم فرید خان، آصفہ عبدالوہاب۔ کراچی، عارف گل۔ محراب پور، صبیحہ سیال۔ شہدادپور، مہوش مبشر۔ سیالکوٹ، محمد شریف ایڈوکیٹ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، شاہدہ سلطان شیخ۔ حیدرآباد، غلام مرتضیٰ۔ خانپور، امجد جمشید خٹک۔ پشاور، زرین تاج۔

روحانی ڈاک ارجنٹ سروس کو بیشتر قارئین کرام نے پسند فرمایا ہے اور ہمیں اس سروس سے استفادہ کرنے والوں کی جانب سے شکریہ کے خطوط موصول ہورہے ہیں، جن معزز کرم فرماؤں نے اس سروس کی پذیرائی کی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

شیخ، فرزانہ اختر، قادر بخش، باجرہ، محمد عثمان، کریم الدین۔ کراچی، چھوٹے خان، یاسر، ترنم ناز۔ حیدرآباد، مسز ہارون۔ مانسہرہ، عبدالحکیم شیخ، غازی افراہیم۔ راولپنڈی، عبدالجبار۔ آزاد کشمیر، میمونہ عباسی۔ لاہور، بی بخش سومرو۔ لاڑکانہ، فراست مرزا، شہیلا، فاطمہ بی بی۔ گوجرانوالہ، مہر النساء۔ سکھر، نعل محمد چانڈیو۔ بدین، شیخ خان۔ ہزارہ، محرش، غزالہ بی بی، سروری، انوری، اکبری۔ فیصل آباد، نورجہاں، محمد عاقل، یوسف، دلشاد بی بی۔ نوشہرو فیروز، میرا خان، شاکر محمود۔ اٹک، الحاج تحمل، حسن ثنی، شاہ بانو۔ ملتان، خورشیدہ، آمنہ بی بی۔ سانگھڑ، منیر احمد، فدا محمد۔ جہلم، سائرہ، عظمت علی۔ کوٹ ادو۔

نیوزپرنٹ کی قیمتوں میں اضافہ

معزز قارئین کرام کے علم میں یہ بات ہوگی کہ نیوزپرنٹ کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے جس کے باعث طباعت کی لاگت مسلسل بڑھ رہی ہے۔ نیوزپرنٹ کی شدید گرانی کی وجہ سے اس وقت تقریباً تمام اخباری ادارے شدید مالی دباؤ کا شکار ہیں۔

معزز قارئین کرام کاغذ کی گرانی کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس تین راستے ہیں۔ اول یہ کہ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کردیا جائے۔ دوم یہ کہ موجودہ قیمت برقرار رکھتے ہوئے زیادہ صفحات میں کمی کی جائے اور سوم یہ کہ صفحات میں بہت زیادہ کمی نہ کی جائے اور قیمت میں اضافہ کردیا جائے۔

اس ماہ ہم نے اس گرانی کو خود برداشت کیا ہے لیکن اگر نیوزپرنٹ کی قیمتیں معمول پر نہ آئیں تو مجبوراً ہمیں مندرجہ بالا راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے قارئین کرام کا بھرپور تعاون ہمیشہ حاصل رہا ہے ہمیں یقین ہے اس موقع پر بھی آپ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

آپ کے تعاون کے لئے شکر گزار

وقار یوسف عظیمی

ایڈیٹر روحانی ڈائجسٹ

عظیمیہ روحانی لائبریری
سیکٹر F-1 بلاک 116

رباعیات

قلندر بابا اولیاءؒ

ساقی ہے شب برات پانے کی رات
یہ رات ہے سوتوں کو جگانے کی رات
جو مانگے کا سائل وہ ملے گا بے شک
یہ رات تو ہے خاص پلانے کی رات

ساقی وہی مے لا جو ہمیں آئے پسند
ساقی وہی خم کھول دے جو ہو سربند
اِک آن میں یہ رات گذر جائے گی
ہوجائیں گے ہم صبح زمیں کے پیوند

عظیمیہ روحانی لائبریری نمبر
116 بلاک 11-F

میں کیا ہوں یہ عقدہ تو کھلے گا آخر
پردہ جو پڑا ہے وہ اٹھے گا آخر
ذرہ کو مرے کوئی تو صورت دیں گے
ساغر نہ بنا خم تو بنے گا آخر

مٹی کی لکیریں ہیں جو لیتی ہیں سانس
جاگیر ہے پاس ان کے فقط ایک قیاس
ٹکڑے جو قیاس کے ہیں مفروضہ ہیں
ان ٹکڑوں کا نام ہم نے رکھا ہے حواس

اے پی این ایس کی پندرہویں سالانہ تقریب

2 اکتوبر 2000ء کو آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کی جانب سے پندرہویں سالانہ تقریب برائے تقسیم ایوارڈ کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف تھے۔ اس موقع پر سندھ کے گورنر محمد میاں سومرو اور (اس وقت کے) وفاقی وزیر اطلاعات جاوید جبار بھی موجود تھے۔ اخبارات و جرائد اور ایڈورٹائزنگ ایجنسیوں سے وابستہ شخصیات بھی اس تقریب میں مدعو تھیں۔ تقریب میں خطبہ استقبالیہ اے پی این ایس کے صدر میر شکیل الرحمٰن نے دیا۔ جس میں انہوں نے بڑی دردمندی، جرأت اور بے باکی کے ساتھ قوم کو درپیش مسائل پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور ملک کے حکمران کو مخلصانہ اور قابل عمل مشورے دیئے۔ میر شکیل الرحمٰن کی ایک گھنٹہ طویل تقریر کو چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف اور تقریب میں موجود ملک کے نامور صحافیوں، دانشوروں اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بہت توجہ اور غور سے سنا۔ چیف ایگزیکٹو آف پاکستان جنرل پرویز مشرف نے اپنے خطاب میں میر شکیل الرحمٰن کی جانب سے پیش کئے گئے اکثر نکات کی تائید نہایت خوشدلی سے کی اور اے پی این ایس کے صدر کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس موقع پر اورینٹ ایڈورٹائزنگ کے روحِ رواں ایس ایچ ہاشمی کو میلینئم ایوارڈ سے نوازا گیا۔ دی نیوز کے اعجاز ہاشمی کو بہترین فوٹوگرافر، روزنامہ جنگ لاہور کے جاوید چوہدری کو بہترین کالم نگار، روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ کے نوید معراج کو اسکوپ آف دی ایئر، ماہنامہ نیوزلائن کے مسعود انصاری کو بہترین تحقیقاتی رپورٹ، روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ پشاور کے محمد ظہور کو بہترین کارٹونسٹ، ماہنامہ نیوزلائن کے زاہد حسین کو بہترین آرٹیکل اور ماہنامہ ہیرالڈ کے حسن زیدی کو بہترین فیچر تحریر کرنے پر ایوارڈز دیئے گئے۔ چیف ایگزیکٹو پاکستان نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی اشتہاری ایجنسیوں اور ممتاز ایڈورٹائزرز کو ایوارڈز تقسیم کئے۔

قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نمبر

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی علوم کے وارث، مردِ حق آگاہ، صدر الصدور، ابدالِ حق امام سلسلہ عظیمیہ حضرت سید محمد عظیم برخیا المعروف حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا یوم وصال 27 جنوری ہے۔

رواں صدی میں روحانیت کو موجودہ دور کے انسانی ذہن کے مطابق پیش کرنے میں قلندر بابا اولیاءؒ نے نہایت اہم کردار ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے براہِ راست روحانی تعلق بیدار کرنے کی راہ دکھائی۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے ماہِ وصال کی مناسبت سے ہر سال ماہ جنوری کا روحانی ڈائجسٹ قلندر بابا اولیاءؒ نمبر ہوتا ہے۔

اس خاص نمبر میں حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات، صوفیانہ افکار، کرامات اور ان کی روحانی توجیہات شاملِ اشاعت کی جاتی ہیں۔ جنوری 2001ء کا روحانی ڈائجسٹ "قلندر بابا اولیاءؒ نمبر" ہوگا۔ اس خاص شمارے کے لئے مضمون نگاروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی روحانی تعلیمات یا صوفیانہ افکار کے کسی نکتے پر گہرائی کے ساتھ تفکر کریں اور اس کے نتیجہ میں منصہ شہود پر آنے والے مضامین کو دلچسپ اور معلوماتی انداز میں تحریر کرکے ہمیں ارسال کردیں۔ اگر آپ کی تحریر معیار پر پوری اتری تو خاص نمبر کی زینت بن جائے گی۔

اپنی نگارشات ہمیں اس طرح ارسال کیجئے کہ ہمیں 30 نومبر 2000ء تک موصول ہوجائیں۔ نگارشات کے ہمراہ تصویر، کوائف، مکمل پتہ اور فون نمبر ضرور ارسال کریں۔ نیز لفافے پر "برائے قلندر بابا اولیاءؒ نمبر" تحریر کرنا مت بھولیں۔

نیاز مند
ایڈیٹر
روحانی ڈائجسٹ
D-1/7 [illegible] آباد کراچی 74600

عظیمیہ روحانی لائبریری سیکٹر 11-F ... 116

چہرۂ مصطفیٰ

من رآنی کا مدعا چہرہ
صورت حق کا آئینہ چہرہ

سرمگیں چشم آئینہ مازاغ
زلف والیل وضحیٰ چہرہ

عالمِ خواب میں حقیقت ہے
آپ کا چہرہ آپؐ کا چہرہ

مصطفیٰ آنکھ ہو خدا صورت
ہو خدا آنکھ مصطفیٰ چہرہ

یہی چہرہ نشانِ وجہ اللہ
ورنہ رکھتا ہے کیا خدا چہرہ

یہ ہے تفسیر احسنِ تقویم
ابتدا چہرہ انتہا چہرہ

مرنے والے کی آخری خواہش
میرے آقا مجھے دکھا چہرہ

ریگزار حیات میں واصف
باغِ فردوس کی ہوا چہرہ

(واصف علی واصفؔ)

ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ﷺ

ہمارا یقین ہے کہ اسلام کا روحانی نظام پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نگرانی میں چل رہا ہے۔

جمیل احمد خان

مسلم تاریخ کے جس دور کو ہم اس مضمون میں فوکس کر رہے ہیں وہ بارہویں صدی عیسوی کا پُرفتن دور ہے۔ جب ملتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ مسلم خلافت جسے ہارون الرشید سے لے کر معتصم باللہ کے دور میں زبردست عروج حاصل رہا......بارہویں صدی میں اُس کی حدود سمٹ کر محض بغداد اور اُس کے مضافات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ خلافتِ اسلامیہ میں ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے۔

ہارون الرشید کے دور میں عروس البلاد بغداد جسے مغرب کے لوگ دیکھنے کی تمنا کیا کرتے تھے ایک ایسی وسیع و عریض اور عظیم الشان سلطنت کا دارالخلافہ تھا جو ہندوستان، منگولیا، بحر لوقیانوس کے ساحلی علاقوں، خراسان، فارس، ایران، عراق، شام، عرب، ہمدان، یورپ کے کچھ علاقے، ایشیائے کوچک اور افریقہ کے بہت بڑے خطے پر پھیلی ہوئی تھی۔

سوائے ہسپانیہ کے یہ تمام علاقے بغداد کے مرکزِ خلافت کے تابع فرمان تھے۔ ہسپانیہ کے حکمران بھی بغداد کی مسلم لمٔہ میں مرکزی حیثیت کو تسلیم کرتے تھے اور اُس دور میں یورپ جس پر ناز کر سکتا تھا وہ صرف روم یا یونان کے ممالک تھے اور یہ دونوں بھی اُس وقت خلافتِ اسلامیہ کے باجگزار تھے۔ چنانچہ اُس دور میں مسلم خلافت دنیا کی واحد سُپر پاور کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔

خلیفہ بغداد کی مرکزی حیثیت گو کہ محض سیاسی تھی لیکن حکمران خاندان نے اپنے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے اُسے مذہبی تقدس بھی دے رکھا تھا اور خود کو "مامور من اللہ" کہلواتے تھے۔ اس حوالے سے اُن کی نیت پر اعتراض کرنے کے بجائے ہم اس بات کو اہم قرار دیں گے کہ ملتِ اسلامیہ ایک مرکز سے وابستہ تھی اس مرکز کی وجہ انتشار سے بھی محفوظ تھی گو کہ اُس دور میں خلافتِ اسلامیہ کی اکثر سرحدی ریاستوں کے حکمران اپنی ریاستوں میں مطلق العنان بھی تھے لیکن وہ اپنی حکمرانی کے لئے خلیفہ بغداد کی خوشنودی اور رضامندی کے طالب رہتے تھے اور اس رضامندی کے بدلے میں اُسے خراج ادا کیا کرتے تھے۔

پُرامن ماحول، معاشی آسودگی اور وسائل کی فراوانی جسے ہم آج یورپ و امریکہ میں دیکھتے ہیں ہارون الرشید کے دور میں مسلم خطے میں بافراط موجود تھی۔

لیکن تین صدیوں کے بعد ہی خلافت اسلامیہ اس طرح بکھری کہ مختلف ریاستوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور رفتہ رفتہ صورت حال اس قدر خراب ہوتی چلی گئی کہ کبھی ویلمی (آل بویہ) اور کبھی سلجوقی بغداد پر قبضہ کر لیتے اور بزور شمشیر کٹھ پتلی خلیفہ کو تخت خلافت پر بٹھا دیتے۔ گو کہ آل سلجوق نے آل بویہ کی طرح خلیفہ کے قتل سے خلافت کے ادارے کا تقدس پامال نہیں کیا اور ان کے دور میں خلیفہ اپنے گزارے کی "معینہ رقم" اور اپنی املاک کی آمدنی کو اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا تھا، خلیفہ کو اجازت تھی کہ وہ اپنا وزیر خود منتخب کرلے، آل سلجوق کے دور حکمرانی میں خلیفہ بغداد کو اپنے معاملات میں پوری آزادی تھی لیکن درحقیقت خلیفہ مذہبی شناخت کی ظاہری علامت بن گیا تھا اور اس کی حیثیت

دنیاوی اعتبار سے بالکل بے جان ہو کر رہ گئی تھی۔ گویا خلیفہ کا عہدہ سیاسی سجادہ نشین کا سا تھا جس کے پاس نہ مذہبی قیادت تھی اور نہ ہی سیاسی..... صرف خلافت کے نام پر محض نمائشی مذہبی تقدس حاصل تھا۔ اسی کی بناء پر سلاطین کی دستار بندی کرتے تھے اور سلاطین اُن کا خطبہ و سکہ چلاتے تھے اور بعض ادوار میں تو خلیفہ ان دونوں رعایتوں سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔

خلافت کی اس کمزوری نے اپنے پہلو میں سلطنت کے لئے گنجائش پیدا کر دی تھی چنانچہ سلطنت کے قیام کے لئے طرح طرح کی دلیلیں ڈھونڈی جانے لگیں، درباری علماء اور جاہ پرست مفتی اس بات سے بے خبر کہ مرکز کے اندر ایک اور مرکز پیدا کر دینے کا انجام کس قدر بھیانک ہو سکتا ہے سلطنت کو شرعی جامہ زیب تن کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔

آل سلجوق کے آخری حکمران ملک شاہ سلجوق کا انتقال ہوا تو اس کی اولاد میں جانشینی کے حصول کے لئے خانہ جنگی شروع ہو گئی..... خلافت کے ادارے میں جرأت کا اس قدر فقدان ہو گیا تھا کہ اس طویل اور خونریز خانہ جنگی سے بھی کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکا اور خلیفہ اس بات کا منتظر رہا کہ جنگ جیتنے والا سلطان کا عہدہ سنبھالے اور مرکز خلافت میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

یہی وہ دور تھا جب خوارزم شاہ کی سلطنت کی بنیاد پڑی، تاتاریوں کی خون آشام آندھی مشرقی افق پر اپنے اندر بربادی کا پیغام لئے نمودار ہوئی۔ مغربی حکمرانوں نے مذہب کے نام پر عیسائی عوام کو مشتعل کر کے مسلم خلافت کی دم توڑتی ہوئی سیاسی قوت کو بالکل کچل دینے کی کوششوں کا آغاز کیا۔

مغربی حکمرانوں کے لئے یہ نادر موقع تھا کیوں کہ اسلامی دنیا اس وقت چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں میں تقسیم ہو چکی تھی، مصر میں فاطمی برسرِ اقتدار تھے۔ سلجوقی شہزادوں نے اپنی خود مختار حکومتیں قائم کر لی تھیں، یہی وجہ ہے کہ جب صلیبیوں کے حملے شروع ہوئے تو خلافت بغداد کی طرف سے کوئی دفاعی اقدام نہیں کیا گیا۔

بیرونی خطرات کے ساتھ ساتھ قرامطہ اور حشاشین یا فدائین کے اندرونی فتنوں نے بھی عوام و خواص کا سکون برباد کر دیا تھا۔ حشاشین کی جماعت کا سربراہ حسن بن صباح تھا اس کی جماعت کو فدائین بھی کہا جاتا ہے۔ حسن بن صباح نے اپنے پیروؤں کی مدد سے ماژندران کے پہاڑی علاقے میں الموت نامی ایک قلعے پر قبضہ کر لیا۔ یہ قلعہ کوہ البرز کے اوپر سطح سمندر سے دس ہزار دو سو فٹ کی بلندی پر واقع تھا۔ اس قلعے کے محل وقوع نے اُسے ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا، یہاں سے حسن بن صباح کے پیرو نواحی علاقوں کو تاراج کرتے رہتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا..... اور آذربائیجان اور شمالی شام کے بعض حصے بھی اُن کے زیرِ اثر آگئے۔

مشہور مغربی سیاح مارکوپولو لکھتا ہے کہ حسن بن صباح نے نہایت خوبصورت باغ تعمیر کرایا۔ اس باغ میں نہایت حسین و جمیل لڑکیاں ہمہ وقت موجود رہتی تھیں، کسی کو اس باغ میں داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ نوجوان فدائیوں کو بھنگ پلا کر بے ہوش کر کے اس باغ میں پہنچا دیا جاتا، جب وہ نوجوان فدائی ہوش میں آتا تو سر سبز و شاداب باغ اور گل اندام حسیناؤں کے جھرمٹ میں خود کو پاتا اور وہ یہ خیال کرتا کہ وہ شاید حقیقی جنت میں پہنچ گیا ہے۔ کچھ دن اس عیش و نشاط کے ماحول میں وقت گزارنے کے بعد اُسے جام کوثر کے بہانے دوبارہ بھنگ پلا دی جاتی اور بے ہوشی کی حالت میں باہر پہنچا دیا جاتا۔ یوں اس واقعہ کے بعد نوجوان فدائی کا اپنے امام پر یقین بے حد پختہ ہو جاتا۔ لہٰذا وہ موت سے ہمکنار ہو کر "جنت" میں پہنچنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا۔ چنانچہ حسن بن صباح جب کسی کو قتل کروانا چاہتا تو ان میں سے کسی کو بلا کر اُسے حکم دیتا اور کہتا کہ اس کے صلے میں اسے دوبارہ بہشت کی سیر کرائی جائے گی اور بالفرض وہ اس مہم میں مارا بھی گیا تو بھی آخرت میں اُسے ہمیشہ کے لئے جنت مل جائے گی۔ فدائیوں کا پہلا شکار نظام الملک طوسی تھا جسے 1092ء میں قتل کیا گیا۔ اس کے بعد دیکھا تو تقا...

بعد سے دلوں لوگ نہایت پراسرار طریقے سے قتل ہوتے رہے۔ ان لوگوں میں خلفاء، سلاطین، امراء اور علماء بھی شامل تھے۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ لوگ فدائیوں کے خلاف گفتگو سے بھی پرہیز کرنے لگے تھے کہ مبادا تیسرا فرد فدائین کے گروہ کا نہ ہو اور یوں اُسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑیں..... حتیٰ کہ ایک روایت کے مطابق صلیبی جنگوں میں شریک مغربی حکمران اور سردارانِ لشکر حسن بن صباح اور پھر اس کے جانشینوں کو اپنی جان کے تحفظ کے لئے رقوم بھیجا کرتے تھے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ فدائی کسی بھی بھیس میں آکر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

صلیبی جنگوں کا آغاز **1095**ء میں ہوا۔ مارچ **1095**ء میں اس زمانے کے پوپ نے روم میں عیسائیوں کی ایک کانفرنس طلب کی جس میں ارضِ مقدس (فلسطین) سے مسلمانوں کو بے دخل کرنے کے امکانات پر غور کیا گیا۔ پوپ نے دوسری کانفرنس اسی سال نومبر میں منعقد کی اور اس موقع پر اس نے فتویٰ دیا کہ جو عیسائی ارضِ مقدس کو آزاد کرانے والے لشکر میں شامل ہو گا خدا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دے گا اور جو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے گا اسے بہشت میں جگہ دے گا۔

مسلم دنیا کے انتشار سے فائدہ اُٹھا کر ارضِ مقدس کی فتح کے خواب کی تعبیر مغربی حکمرانوں کو مل سکتی تھی اور اس طرح وہ مسلمانوں کی بچی کچی قوت کو کچل کر ان کا وجود بھی ختم کر سکتے تھے۔ چنانچہ پوپ کے فتوے کے بعد یورپ کے بیشتر ممالک ارضِ مقدس کو مسلم قبضے سے آزاد کرانے کے لئے تیار ہو گئے یوں دیکھتے ہی دیکھتے کئی لاکھ افراد پر مشتمل ایک ٹڈی دل فوج بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئی جس کی قیادت ایک متعصب راہب پیٹر اور دیگر سلاطین یورپ کے اقرباء کر رہے تھے۔ یہ انبوہ کثیر خلیج قسطنطنیہ کو عبور کر کے شام پہنچا اور انطاکیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں قتل و غارت گری کر کے اس نے دوسرے شہروں کا رخ کیا اور کئی شہروں میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کرنے کے بعد بیت المقدس میں داخل ہوا۔ صلیبی فوج نے چالیس دن کے محاصرے کے بعد بیت المقدس فتح کر لیا۔ فتح کی خوشی میں مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور کمزوروں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا گیا اور اس قتل و غارت گری کے بازار میں ساتھ ہزار کی آبادی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

معروف مغربی مورخ انتھونی ویسٹ اپنی کتاب **THE CRUSADES** میں تحریر کرتا ہے کہ

"صلیبیوں کے یوم فیروز مندی پر جب رات کی سیاہی غالب آئی تو ان کا شوقِ جنگ جنون کی حد تک پہنچ گیا۔ صلیبی فوج کے سپاہی ساری رات شہر کا گشت کرتے رہے، بوڑھا، جوان، بچہ، مرد، عورت جس پر نظر پڑی ہلاک کر دیا گیا..... صبح ہوئی تو صلیبیوں کے گروہ مسجد الاقصیٰ **Dome of The Rock** میں داخل ہوئے، جہاں شہر حوالے کرنے اور ہتھیار ڈالنے کے بعد شہر کے مسلمان مقیم تھے۔ صلیبیوں نے ان تمام مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ جب روزِ روشن نمودار ہوا تو بیت المقدس خون میں نہایا ہوا تھا۔"

مسلم دنیا میں اندرونی سازشوں کی بیخ کنی کے لئے کوئی مرکزی طاقت موجود نہ تھی اور کسی نے ان سازشوں اور حملوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش بھی کی تو اس کی یہ کوشش محض صحرا میں ٹمٹماتے چراغ کی مانند ہی ثابت ہوئی اور تباہی و بربادی کا یہ سلسلہ دراز ہوتے ہوتے سقوطِ بغداد پر منتج ہوا۔ یہ حادثہ اسلامی تاریخ کا سب سے المناک حادثہ ہے۔ جسے سن کر آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلم مورخین نے اس لرزہ خیز واقعہ کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ دس لاکھ افراد قتل کئے گئے پردہ نشین عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ بغداد کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں دجلہ کا پانی تین دن تک بے گناہ شہریوں، معصوم بچوں اور اصحاب علم و دانش کے خون سے سرخ ہو کر بہتا رہا۔ وہ علمی خزانے جو صدیوں کی محنت و کاوش سے جمع ہوئے تھے، چند گھنٹوں میں تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ کتابوں کو آگ لگا دی گئی یا انہیں دجلہ کی لہروں کے سپرد کر دیا گیا۔ محلات،

مدرسے، شفاخانے، مساجد، عمارات، مقبرے سب نذرِ آتش کر دیئے گئے۔ یہاں تک کہ مرکزِ اسلام عروس البلاد میں خاک و خون کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔

غرض اس حادثۂ عظیم نے عالمِ اسلام میں تہلکہ مچا دیا۔ ہر طرف غم و الم کے بادل چھا گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی سیاست اور اس کے تمدن کو کسی ایک واقعہ نے اس قدر متاثر نہیں کیا جس قدر بغداد کی تباہی نے کیا۔ خلافت کے خاتمے پر مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت ختم ہو گئی۔ بغداد مسلم ثقافت و علوم کا مرکز تھا۔ اس کی تباہی سے مسلمان اپنے آباؤ اجداد کی علمی تحقیق کے سرمائے سے محروم ہو گئے اور ان کی علمی ترقی رُک گئی۔

یہاں تک تو مورخین کا بیان قابلِ قبول ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلامی امت کو ایسا زوال آیا کہ دوبارہ ان میں کبھی جرأت و جذبے کا احیاء نہ ہو سکا؟

نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے...... تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ 1258ء کے سقوطِ بغداد کے صرف اکتالیس سال بعد ہی 1299ء میں خلافتِ عثمانیہ کی بنیاد پڑی جو 600 سال تک قائم رہی خلافتِ عثمانیہ کے دوران ہی رومی سلطنت کا پایہ تخت قسطنطنیہ فتح ہوا۔

یہاں ہم ایک سوال مزید اٹھائیں گے اور قارئین کرام اسی سوال کے جواب کے حصول کے لئے ہم نے اس قدر طویل تمہید باندھی ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ

مسلم امت بہت ناک تباہی اور دردانگیز حادثوں کے باوجود بھی اس دینی حمیت اور جرأت سے یکسر محروم ہرگز نہ ہوئی جو ایسی صورتحال کا لازمہ سمجھی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسا کیوں کر ہوا؟

آپ تاریخِ عالم کا مطالعہ فرمائیے، آپ کو بہت سی قومیں نظر آئیں گی جنہوں نے مختلف دور میں زبردست عروج حاصل کیا لیکن ان میں سے اکثر کا تو اب نام و نشان ہی مٹ گیا ہے اور کچھ موجودہ دور تک باقی ہیں تو ان میں زندگی کی ایسی رمق موجود ہی نہیں ہے جیسی کہ زوال در زوال سے دوچار ہونے کے باوجود مسلم امت کی اکثریت میں آج بھی نظر آتی ہے......

پارسی اقوام کو دیکھ لیجئے ...... روم و یونان کے ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کر کے ان کے موجودہ حالت پر ایک طائرانہ نظر ہی ڈال لیجئے...... دنیا بھر کے سیاح رومن امپائر کے کھنڈرات اور آثارِ قدیمہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں لیکن یہ سب کچھ ماضی کا حصہ ہے...... کیا آج ان میں اتنی جرأت موجود ہے کہ وہ خود کو اقوامِ عالم کی قیادت کے لئے تیار کر سکیں جیسا کہ ماضی میں انہوں نے کیا تھا...... زوال اور تباہی کے بعد ان میں ایسی بیداری یا جرأت پیدا نہ ہو سکی......

اب مسلم تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ اندرونی خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کے نتیجے میں خلافتِ اسلامیہ کا مرکز بغداد کتنی بار تباہ ہوا پھر تاتاریوں کے بیرونی حملے نے اُسے بالکل ہی برباد کر ڈالا۔ لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے۔ پھر مغرب کی اتحادی فوجوں نے صلیبی جنگوں میں کتنے ہی مسلمان شہروں کو روند دیا۔ مسلسل جنگوں میں الجھے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشی اور اقتصادی حالت مستحکم نہ ہو سکی۔

بارہویں صدی عیسوی سے لے کر دسویں صدی عیسوی تک 8 سو سالوں میں مسلمان کتنی ہی بار تباہی و بربادی سے دوچار ہوئے ان کی سلطنتیں تباہ کر دی گئیں۔ ان کے شہر اجاڑ دیئے گئے...... ان کا علمی سرمایہ دریا برد کر دیا گیا۔ ان کو معاشی طور پر بالکل قلاش کر دیا گیا...... ان کی عصمتوں کو پامال کر کے ان کی حمیت و غیرت کا جنازہ نکالنے کی کتنی ہی بار کوششیں کی گئیں ...... لیکن کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں میں حمیت و غیرت اور جرأت و بے باکی کسی بھی دور میں مفقود ہو گئی ہو......

ایسا ہرگز نہیں ہوا......

1991ء میں روسی جبر سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ روسی حکومتوں نے وہاں مسجدوں میں تالے ڈال دیئے تھے اور اللہ رسول کا نام لینا قانونی جرم قرار دے دیا گیا۔ برسوں وہ اس قید میں مقید رہے لیکن کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ روس سے اسلام کا نام و نشان مٹ گیا...... روس کی آزاد مسلمان ریاستوں کے صرف نام

لیجیے، کہنے والے کا منہ بند ہو جائے گا۔

تباہی و بربادی کی طویل تاریخ کے ہمراہ مسلم امت آج اکیسویں صدی میں بھی اس قابل ہے کہ آج دنیا کی واحد سپر پاور مسلم امت سے ہی سب سے زیادہ خوف زدہ محسوس ہوتی ہے۔

ہمارے خیال میں اس سوال کا جواب "اسلام کا روحانی نظام ہے"...... ہمارا یقین ہے کہ یہ روحانی نظام پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نگرانی میں چل رہا ہے۔

جی ہاں بارہویں صدی عیسوی میں جب کہ انتشار و افتراق اپنے عروج پر تھا، اسی روحانی نظام کے اراکین سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی مشن کی ترویج میں ہمہ تن مشغول تھے۔

بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سلسلہ قادریہ کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش اپنا کام پایہ تکمیل کو پہنچا کر 1072ء میں وصال فرما چکے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینے میں اپنی جسمانی زیارت سے سرفراز فرمایا اور سلطان الہند کا لقب عطا فرما کر ہندوستان میں روحِ اسلام کی ترویج کا مشن سونپ کر روانہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ ہندوستان کے شہر اجمیر 1190ء میں پہنچے۔ آپ نے ہندوستان میں اسلام کی ترویج میں زبردست کردار ادا کیا۔

مورخین کے مطابق مسلم خلافت کے دورِ عروج اور شان و شوکت کے زوال کی ابتداء 861ء میں ہوئی جب منتصر باللہ اپنے باپ متوکل کو قتل کر کے تختِ خلافت پر بیٹھا۔ یہ دورِ انحطاط چار صدیوں پر محیط رہا اور 1258ء میں سقوطِ بغداد پر ختم ہوا۔ اس دور میں ہی مذہب کو مناظرے بازی کے ذریعے کھیل تماشہ بنا دیا گیا۔ ظاہر پرستی کو اس قدر فروغ ملا کہ فروعات ہی اصل قرار پا گئیں۔ قریب تھا کہ اسلام اپنی اصل شکل کھو بیٹھے اور عیسائیت کی طرح مذہبی اجارہ داروں اور حکمرانوں کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ جائے۔

لیکن دوسری طرف اسلام کے روحانی نظام کے اراکین بھی اپنی ذمہ داریوں کو حسن و خوبی ادا کر رہے تھے۔ تقریباً 900ء میں سلسلہ چشتیہ قائم ہوا امام سلسلہ حضرت ممشاد دینوریؒ تھے۔ 1150ء میں سلسلہ قادریہ قائم ہوا امام سلسلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تھے۔ 1100ء میں سلسلہ سہروردیہ جاری ہوا حضرت شیخ عبدالقاہر ابو النجیب سہروردی امام سلسلہ تھے۔

بغداد جسے اُس دور میں فرقہ واریت اور مناقشوں سازشوں کا مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ روحانی سیادت سے بھی خالی نہیں رہا۔ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی نے وفات پائی تو حضرت شیخ عبدالقاہر ابو النجیب سہروردیؒ نے روحانی سیادت سنبھالی اور جب شیخ عبدالقاہر وفات پا گئے تو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اس سیادت پر فائز ہو گئے۔

یہ تمام اہلِ باطن سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی میں ہی روحانی مشن کی ترویج میں کردار ادا کر رہے تھے۔ روحانی مشن کی ترویج کا ہی اثر تھا کہ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والے تاتاریوں نے ایک دن ایک مسلمان روحانی بزرگ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ بغداد کی تباہی کے بعد تو علماء فضلا اور دانشور اسلام کے مستقبل سے ہی مایوس ہو گئے تھے لیکن روحانی نظام کے اراکین نے تاتاریوں کے اس سرکش طوفان کا رُخ ہی موڑ دیا۔ سلسلہ قادریہ کے بزرگ نے ہلاکو خان کے بیٹے کے سامنے اس حکمت سے اسلام پیش کیا کہ اس کے ساتھ اس کی پوری قوم بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئی۔

پھر اسی نو مسلم قوم سے مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ قائم ہوا اور خلافتِ عثمانیہ کی بنیاد پڑی۔ خلافتِ عثمانیہ کے ایک سلطان محمد نے اپنے مرشد کریم حضرت عاق شمس الدینؒ کی ترغیب اور بشارت سے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ جس کی فتح صدیوں سے مسلمانوں کے لئے ایک خواب بنی ہوئی تھی اُسے تعبیر مل گئی۔

دینِ اسلام میں فرقہ پرستی کی بنیاد پر اجارہ داری کرنے والے نہ رہے لیکن اسلام اپنی اصلی صورت میں قائم

رہا ہو۔ ایک ایسے پہاڑی چشمے کی مانند رواں دواں رہا جو کبھی سطحِ زمین پر بہتا ہے اور کبھی زمین کے اندر۔ کہیں اُبھر جاتا ہے اور کہیں نظروں سے او جھل لیکن اُس کی روانی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

کپتان واحد بخش سیال اپنی کتاب "روحانیت اسلام" میں "ہر زمانے میں ولایت کا منبع و مصدر رسول خدا ﷺ" کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں "جس طرح اپنے زمانے میں رسول خدا ﷺ تمام ظاہری اور باطنی تعلیمات، فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کا منبع و مصدر تھے اسی طرح آج بھی اور آج کے بعد قیامت تک بلکہ بعد قیامت بھی آنحضرت ﷺ تمام روحانی فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کا منبع اور مصدر رہیں گے۔ کیوں کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں"۔

حیات النبی بعد از وصال النبی ﷺ، ایک ایسا موضوع ہے جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء، فقہا اور بزرگ دل و جان سے متفق نظر آتے ہیں۔

اس ضمن میں مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ایک قول کتاب "زیارت نبی ﷺ حالت بیداری" میں محمد عبدالمجید صدیقی نے نقل کیا ہے۔ ... آپ فرماتے ہیں "موصوف کے بغیر صفت کی بقا محال ہے" اپنے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ "حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نبوت تو قیامت تک باقی رہے گی کہ آپ ختم النبیین ہیں زمانے کے اعتبار سے (خاتمیت زمانی کہ آپ سب سے آخر زمانہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا) اور مراتب نبوت و کمالات رسالت (خاتمیت رتبی) کے اعتبار سے بھی کہ جو علم کسی بشر کے لئے ممکن ہے اور جو کمالات وہ سب آپؐ پر ختم ہوگئے۔ آپؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جو دعویٰ نبوت کرے مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے"۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں "امت کا مشاہدہ، ان کے احوال، نیتوں، عزائم، تصورات و خیالات کی معرفت آپ ﷺ کو آج بھی اسی طرح ہے جس طرح ظاہری حیات میں تھی۔ یہ بات میرے نزدیک واضح ہے اس میں کچھ پوشیدہ نہیں"۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک کا قول ہے "کوئی دن ایسا نہیں جس دن صبح و شام آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں امت کے اعمال پیش نہ ہوتے ہوں۔ آپ ﷺ سب کو چہروں اور ان کے اعمال کی وجہ سے پہچانتے ہیں اسی بنا پر آپ ﷺ ان کے گواہ ہوں گے"۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "جس طرح انبیاء علیہم السلام مثالی وجود کا مشاہدہ کر سکتے تھے بعد نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام کے مثالی وجود کا مشاہدہ کر سکتے ہیں یہ روحانی حضرات عالم بیداری میں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو دیکھتے ہیں اور آوازیں سنتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں"۔ المنقذ من الضلال میں آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ "ارباب قلوب کو حالت بیداری میں ملائکہ و ارواح انبیاء علیہم السلام کا دیکھنا نصیب ہوتا ہے اور وہ ان کا کلام سن کر اس سے مستفید ہوتے ہیں"۔

حافظ ابن قیم اپنی کتاب "کتاب الروح" میں رقمطراز ہیں "حضرت سرور انس و جاں ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے۔ پس روح تو وہاں ہے اور وہیں سے اُسے روضہ اطہر میں رکھے جسد اطہر کے ساتھ اتصال ہو رہا ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی روح مقدس سے فیض حاصل کرنے کو اویسی طریقہ کہتے ہیں۔ اپنی کتاب "الفوز الکبیر" کے صفحہ 47 پر فرماتے ہیں کہ "میں نے قرآن مجید حضور نبی کریم ﷺ سے بلاواسطہ پڑھا۔ جس طرح آپؐ کی روح مقدسہ سے (فیض باطنی کے اکتساب میں) میں آپ کا اویسی ہوں، بالمشافہ اور عالم خواب میں حضرت الانبیاء ﷺ سے احادیث سنیں۔ بعض کی حضور ﷺ نے فوراً اصلاح فرمائی"۔

ان احادیث مقدسہ کو ایک رسالے کی صورت میں

حضرت شاہ ولی اللہ نے مرتب فرما کر اس کا نام "دُرِ ثمین" رکھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" کے مقدمے میں تحریر کرتے ہیں "مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے یہ نعمت بھی عطا فرمائی کہ مجھے 1143ھ میں حج بیت اللہ معرفت اور مشاہدے کے ساتھ ہوا۔ میں نے سرور عالم ﷺ کو بار بار اکثر امور میں اسی صورت میں دیکھا جس میں آپؐ تھے باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں آپ ﷺ کو دیکھوں جسمانیت میں نہ دیکھوں۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ آپؐ اپنی روح کو جسم میں ظاہر فرماتے ہیں"۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ "شمائم امدادیہ" میں رقمطراز ہیں کہ "اگر احتمال تشریف آوری جناب رسالت مآب ﷺ کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ عالم خلق مقید بہ زمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات سے بعید ہرگز نہیں ہو سکتا (نزدیک و دور کی قید عالم خلق یعنی عالم ناسوت کے لئے ہے عالم امر کے لئے نہیں۔ روح زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوتی ہے جب عالم ارواح اس قید سے مقید نہیں تو حضور انور ﷺ کی روح اقدس جو روح الارواح ہے کیوں کر قریب و دور کی قید میں مقید ہو سکتی ہے) محققین کے نزدیک تو انبیاء علیہم السلام کے اجسام بھی اس قدر لطیف تھے کہ ان میں اور ارواح میں کوئی فرق نہ تھا"۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا یہ قول علامہ احمد سعید شاہ کاظمی نے اپنی کتاب "حیات النبیؐ" میں نقل کیا ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "موت سب کے لئے برحق ہے مگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح مشاہدہ و جمالِ حق تعالیٰ شانہ و تقابل آفتاب وجود باری تعالیٰ سے اس درجے تک پہنچ جاتی ہیں کہ اجزاء بدن پر ان کا یہ اثر ہوتا ہے کہ تمام بدن حکم روح پیدا کر لیتا ہے اور ان کا جسم عین اور اک اور عین حیات ہو جاتا ہے"۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ "حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسی کہ دنیا میں تھی۔ ان کی زندگی کو صرف روحانی اور معنوی نہ سمجھا جائے"۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنیؒ، خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی صفحہ 260 پر تحریر کرتے ہیں "صوفیاء کا قول ہے کہ معلم عالم حضرت رسول اللہ ﷺ کی بعید زیارت ہوتی ہے"۔

حضرت مولانا محمد عتیق فرنگی محلی اپنی تصنیف "تنویر المعان" میں فرماتے ہیں کہ بزرگان دین اور کاملین کی پرورش اب بھی حضور سرور دین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خود ہی فرماتے ہیں اور میں ایسے مردان خدا سے واقف ہوں جن کو آپ ﷺ کی زیارت وقتِ بیداری ہوئی اور جن کی ظاہری و باطنی مشکلات کو آپ ﷺ نے خود حل فرمایا"۔

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری انبٹھوی ثم مدنی جو حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کے دادا ہیں، اپنی کتاب المہند (یعنی عقائد علمائے دیوبند) کے صفحہ 16 پر تحریر فرماتے ہیں "ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی یہ حیات دنیا کی سی ہے۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے"۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ "جن نفوس قدسیہ و مبارکہ نے حضرت سرور عالم ﷺ کی حیات مبارکہ میں شرف صحبت و مکالمت حاصل کیا اور انوار نبوت سے ظاہراً مستفید ہوئے، وہ صحابی ہیں۔ دنیا کے تمام قطب، ابدال، علماء، فضلاء، اصحاب مال و ارباب کمال، حفاظ و قراء، محدثین و مجتہدین اگر جمع کئے جائیں تو ان سب کو وہ فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی جو ایک صحابیؓ کو بلاواسطہ اکتساب انوار رسالت و شرف صحبت کی وجہ سے حاصل ہے۔ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا اجزائے نبوت کے

چھیالیسویں حصے سے بہرہ ور اور عالم مثال میں شرف صحابیت سے مشرف و ممتاز ہوتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے یہ دولت بیدار بار بار اس کے حصے میں آتی ہے تو اس کا شمار مثالی صحابہؓ کی قسم اول میں ورنہ، معمولیت تو کہیں گئی ہی نہیں جو خود اپنی حالت میں تمام تحریفات عالم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد خود سمجھ لیجئے کہ زیارت حضرت رسول اللہ ﷺ کیا شے ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے؟" (حوالہ سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ۔ مولف: محمد عبدالمجید صدیقی)

مصر حاضر میں عالم عرب کے معروف مفکر الشیخ ڈاکٹر محمد علوی مالکی ساکن مکہ المکرمہ اپنی بے مثل کتاب "الذخائر المحمدیہ" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت ہر جگہ موجود ہے پس آپ کی روح طیبہ مجالس ذکر و فکر اور خیر میں حاضر رہتی ہے۔ علمائے امت نے بیان کیا ہے کہ تمام اہل زمین کے لئے ایک ہی رات میں حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ممکن ہے کیوں کہ تمام عالم آئینے کی مانند ہے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت ایک سورج کی مانند ہے اور جب یہ سورج چمکتا ہے تو ہر ایک آئینے کی مقدار کے مطابق اس میں سورج کی صورت نظر آتی ہے۔ اب یہ آئینے پر منحصر ہے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا۔ صاف ہے یا گندا۔ لطیف ہے یا کثیف پس جس طرح کا شیشہ ہوگا سورج بھی اسی لحاظ سے اس میں چمکے گا"۔

حیات النبی ﷺ کے موضوع پر بزرگوں کے اقوال نقل کرنے کے بعد اب ہم دوبارہ بارہویں صدی عیسوی کے دور انحطاط کی جانب پلٹتے ہیں۔ اس دور میں جب صلیبیوں نے مسلمانوں کی کمر توڑ دی تھی۔ روم کے حکمران فریڈرک اول نے مسلم امّہ کو بالکل تباہ کردینے کے لئے ایک شرمناک منصوبہ تیار کیا۔ لیکن اس منصوبے کا ذکر ہم بعد میں کریں گے پہلے ہم سلطان نور الدین زنگی کا تعارف کرادیں۔ یہ زنجبار افریقہ کے باشندے تھے۔ وہ اپنے والد ابو القاسم محمود بن عماد الدین زنگی کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے اور حلب و دمشق کی حکمرانی سنبھالی۔ نور الدین نے صلیبیوں کی کوششوں کو اس وقت ناکام بنادیا جب وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ لیکن نور الدین نے ان کو فلسطین کی طرف بھاگنے پر مجبور کردیا۔ اس کے بعد نور الدین نے انطاکیہ کے بیشتر علاقے بھی صلیبیوں سے چھین لئے۔ شام میں مسلمانوں کی ان کامیابیوں نے فلسطین کے عیسائیوں کو اس قدر ہیبت زدہ کردیا کہ انہوں نے گھبرا کر یورپ سے مدد طلب کی ان کی مدد کے لئے سینٹ برنارڈ نے مذہبی جوش دلایا اور جرمن کا بادشاہ کونراڈ سوم فرانس کا بادشاہ لوئی ہفتم فوج لے کر اپنے ہم مذہبوں کی مدد کے لئے بڑھا۔ لیکن اس فوج کو بھی نور الدین زنگی کے ہاتھوں مختلف مقامات پر شکست سے دوچار ہونا پڑا اور ان کی فوج کا اکثر حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔

1173ء میں نور الدین زنگی نے ایشیائے کوچک پر حملہ کیا اور کئی شہر فتح کرلئے۔ ابھی وہ اس مہم میں مصروف تھے کہ بغداد کے عباسی خلیفہ کا ایلچی ایک سند لے کر پہنچا جس میں سلطان نور الدین زنگی کو موصل، الجزیرہ، اربل، خلاط، شام، مصر اور قونیہ کا بااختیار حکمران تسلیم کرلیا گیا تھا۔

مغرب کی اتحادی فوجوں کی راہ میں نور الدین زنگی بہت بڑی رکاوٹ بن کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ان کے جنگی منصوبے ناکام ہونے لگے تو فریڈرک اول نے ایک بھیانک منصوبہ تیار کرلیا۔ علامہ نور الدین سمہودیؒ نے یہ واقعہ اپنی کتاب "خلاصۃ الوفا" میں بیان کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی مشہور کتاب "جذب القلوب" میں بھی تحریر کیا ہے۔

ایک رات سلطان نور الدین زنگی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ دیکھا کہ آپ ﷺ نیلی آنکھوں والے دو اشخاص کی جانب اشارہ کرکے فرما رہے ہیں۔ "مجھے ان دونوں کے شر سے بچاؤ"۔

سلطان گھبرا کر اٹھ بیٹھے فوراً وضو کیا۔ نماز قائم کی اور لیٹ گئے۔ فوراً آنکھ لگ گئی اور پھر یہی خواب دیکھا۔ گھبرا کر

دوبارہ اٹھے وضو کیا، نماز قائم کی پھر لیٹ گئے ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ آنکھ لگ گئی اور تیسری بار پھر یہی خواب دیکھا۔ اب گھبرا کر اٹھے تو سوچا کہ بس اب نیند کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی وقت خادم کو دوڑایا کہ وزیر جمال الدین موصلی کو بلا لائے۔ جمال الدین کو خواب بیان کیا تو اس نے کہا "تاخیر نہ کیجئے۔ فوراً مدینہ روانہ ہو جائیے۔ کسی سے اس خواب کا ذکر بھی مناسب نہیں"۔

نور الدین زنگی نے یہ خیال کیا کہ شاید مدینہ طیبہ میں کوئی حادثہ پیش آیا ہے لہٰذا انہیں جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہئے اور نور الدین زنگی تو پہنچنے کا انتظار کئے بغیر اپنے وزیر، بیس اراکین مجلس اور دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لے کر بہت سے مال و زر کے ساتھ نہایت تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوگئے۔ مسلسل دن رات سفر میں رہنے کے بعد سولہ روز میں شام سے مدینہ طیبہ پہنچے۔ اس وقت عرب کا علاقہ بھی سلطان نور الدین کے زیر اثر آچکا تھا۔ سلطان کی اچانک آمد سے مدینے کے لوگ حیران رہ گئے۔ امیر مدینہ نے اچانک آمد کی وجہ دریافت کی تو سلطان نے سارا ماجرہ کہہ سنایا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔

امیر مدینہ نے شہر میں منادی کرادی کہ "سلطان وقت تمام اہلیان مدینہ کی دعوت کررہے ہیں اور ساتھ انعام و اکرام سے نوازنا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہاں کا رہنے والا کوئی محروم نہ رہے۔ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ سلطان کے حضور حاضر ہو"۔

چنانچہ تمام اہلیان شہر سلطان کی دعوت میں شریک ہوئے۔ انعام دیتے وقت سلطان ہر فرد پر گہری نظر ڈال کر پہچاننے کی کوشش کرتے۔ یہاں تک کہ تمام شہری رخصت ہوگئے۔ لیکن نیلی آنکھوں والے دونوں اشخاص جن کی شکلیں خواب میں نظر آئی تھیں۔ دکھائی نہ دیئے۔ انہوں نے امیر مدینہ اور دیگر حاضرین سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ "کیا مدینے کی آبادی کے تمام افراد آچکے ہی ہیں کوئی باقی تو نہیں رہ گیا؟"

ایک خادم نے عرض کیا "حضور! صرف دو اہل مغرب جو نہایت صالح، سخی، عبادت گزار اور گوشہ نشین ہیں باقی رہ گئے۔ وہ دونوں جنت البقیع میں پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے ہیں"۔

سلطان فی الفور ان کے حجرے میں پہنچے ان سے مصافحہ کیا۔ عزت کے ساتھ ان سے باتیں کیں گفتگو کے دوران سلطان کی آنکھیں حجرے کا مسلسل جائزہ لیتی رہیں۔ حجرے کے فرش پر ایک معمولی چٹائی بچھی ہوئی تھی طاق میں قرآن پاک کا ایک نسخہ اور وعظ و نصیحت کی چند کتب۔ ایک طرف کچھ کھانے پینے کا سامان۔ بس حجرہ میں کل یہی سامان تھا۔ سلطان سخت حیران ہوا کہ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔ مایوس ہو کر واپس جانے والے ہی تھے کہ ان کو چٹائی کے نیچے اٹھتی ہوئی کوئی چیز محسوس ہوئی۔ چٹائی کو ہٹایا تو ایک تختہ نظر آیا۔ تختے کو ہٹایا گیا تو ایک سرنگ نظر آئی۔ جو روضہ رسول ﷺ کی سمت جارہی تھی۔ اسی وقت دونوں کو گرفتار کرلیا گیا اور ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ دونوں نے اقبال جرم کرلیا اور اعتراف کیا کہ وہ روم کے عیسائی باشندے ہیں۔ روم کے بادشاہ فریڈرک اول نے ہمیں اس کام کے لئے باقاعدہ تربیت دلائی اور ہمیں عرب کی معاشرت کے بارے میں بتایا گیا اور یہاں کی زبانوں کا علم سکھایا گیا۔ ہم مسلمانوں کا سا حلیہ بنا کر یہاں پہنچے کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک لحد مبارک سے نکال کر روم لے جائیں تاکہ مسلمانوں کی مرکزیت ختم ہو جائے اور ان کا نام و نشان مٹ جائے۔

ہم نے جب حب رسول اللہ (ﷺ) اور دینداری کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم تو صرف اس لئے ترک وطن کرکے یہاں آئے ہیں کہ شہر رسول اللہ (ﷺ) میں رہیں تو بسنے والے بھی ہماری بے پناہ عقیدت اور خیرات، صدقات دیکھ کر ہم پر مہربان ہوگئے اور روضہ کے بالکل متصل رہنے کے لئے ہمیں حجرہ دے دیا۔ ہم نے چپکے چپکے روضہ مبارک کی طرف سرنگ کھودنا شروع کردی۔ رات بھر کھودتے اور صبح سویرے چمڑے کے دو تھیلوں میں بھر کر وہ مٹی جنت البقیع میں فاتحہ کے بہانے جا کر ڈال آتے

اور دن میں ارد گرد کے نخلستانوں اور قبا وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم پھر کر پانی پلاتے۔ برس ہا برس کی محنت کے بعد آج ہم جسد مبارک کے قریب پہنچ گئے تھے"۔

کہتے ہیں جس رات یہ سرنگ جسد اطہر کے قریب پہنچنے والی تھی اسی رات ابر و باراں و بجلی کا طوفان اور زبردست زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے لوگ سخت دہشت زدہ اور پریشانی میں مبتلا رہے۔

یہ واقعات سن کر سلطان پر رقت طاری ہو گئی۔ وہ زار و قطار رونے لگے اور اسی وقت حجرہ میں ان لعینوں کا سر تن سے جدا کر دیا پھر سلطان سجدہ شکر بجا لائے اور اس کے بعد روضہ شریف کے ارد گرد اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا۔ پھر اس خندق میں سطح زمین تک سیسہ پگھلا کر بھروا دیا کہ آئندہ ایسے خطرہ کا کوئی امکان ہی نہ رہے۔

قارئین کرام ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ "ہمارے نبی زندہ نبی" ہیں۔ حضور سرور کونین ﷺ کے عین وصال کے بعد ہی حضور ﷺ کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آگئی تھی۔ صحابہ کرام، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کے بعد صلحاءؒ، اولیاء اللہ اور مجاہدین اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں، نہایت شفقت محبت اور رحمت کے ساتھ رہنمائی اور مدد فرماتے ہیں۔

صرف پچاس سال قبل کے حالات پر نظر ڈالنے تو بہت سے بزرگوں کے بیان کے مطابق برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک آزاد خطے کے قیام میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت و شفقت شامل تھی۔ مثال کے طور پر ہم یہاں دو واقعات پیش کر رہے ہیں۔

کلیات حسرت موہانی صفحہ 28 تا 29 پر تحریر ہے کہ جولائی 1946ء میں مسلم لیگ کونسل کا ایک تاریخی اجلاس بمبئی میں منعقد ہو رہا تھا۔ اس میں شرکت کے لئے پیر سید علی محمد راشدی بھی ہوائی جہاز میں مولانا حسرت موہانی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں مولانا نے پیر راشدی سے کہا "سنئے صاحب پاکستان تو مل جائے گا اب آئندہ کی فکر کرنی چاہئے" پیر راشدی صاحب نے کہا کہ آپ کو کیسے یقین ہو گیا کہ پاکستان مل جائے گا فرمانے لگے میں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے آپؐ نے پاکستان کے قیام کی بشارت دی ہے"۔

دوسرا واقعہ شیخ الاسلام نمبر روزنامہ۔ الجمعیتہ دہلی۔ فروری 1377ھ بمطابق 1958ء صفحہ 17 پر تحریر ہے کہ "1946ء کا طوفانی دور گذر چکا تھا اور پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے والا تھا۔ جمعیتہ العلماء ہند اور مسلم لیگ کی تاریخی کش مکش جاری تھی۔ اسی اثناء میں حضرت حسین احمد مدنیؒ بہرائچ (یوپی۔ بھارت) کسی کام سے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ بہت سے حضرات ملاقات کو آگئے۔ کسی نے کہا حضرت بازار میں پانچ آنہ کا ایک پرچہ بک رہا ہے جس میں تحریر ہے کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے محمد علی جناح (قائد اعظم) کو ایک جھنڈا دیا ہے...... یہ کہاں تک درست ہے؟ غصہ سے کسی نے تیز لہجے میں کہا یہ سب جھوٹ ہے مگر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہر شخص کے خواب میں آسکتے ہیں۔ ممکن ہے محمد علی جناح نے بھی آپ کو خواب میں دیکھا ہو۔ آپ کا جواب سن کر تمام سامعین دم بخود رہ گئے۔

ہر دور میں آپ ﷺ کی نگرانی میں کوئی ایسا پلیٹ فارم ضرور موجود رہتا ہے۔ جس کے ذریعے سعید روح امتیوں کو تزکیہ قلوب کے بعد نور باطن سے منور کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ، معاشرے میں بتدریج مثبت تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف انتشار و افتراق پھیلا ہوا ہے۔ لیکن ہمارا یہ یقین ہے کہ آج بھی ایک پلیٹ فارم ایسا ضرور موجود ہو گا جس پر حضور ﷺ کی براہ راست شفقت و رحمت ہو گی اور آپ کی نگرانی میں وہ امت کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہو گا۔

بصیرت اور بصارت

بزرگانِ دین کی تعلیمات کی روشنی میں زیارتِ نبی ﷺ کے مدارج، روحانی سکت میں اضافے اور واقعات زیارت کی توجیہات پر مبنی تحقیقی مقالہ......

محمد اقبال جیلانی

تاریخ اسلام میں بے شمار ایسے خوش نصیبوں کے واقعات ملتے ہیں جنہیں جمال آرائے کائنات محبوب رب العالمین سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بابرکات کی نعمت عطا ہوئی یہ بلاشبہ اللہ کے محبوب ﷺ کی بے پایاں کرم نوازی اور امت پر رحمت ہے۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہؒ تو اسے معرفت کی راہ پر چلنے والے مسافر کے باطن کو روشن کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آپؒ اپنی کتاب "البلاغ المبین" میں تحریر فرماتے ہیں" یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ اس (معرفت کے) راستہ پر چلنے والوں اور حقیقت کی باریکیوں کے واقف کاروں نے باطن کو روشن کرنے کے لئے جناب سید الوجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت و دیدار کو بہترین ذریعہ قرار دیا ہے چاہے وہ زیارت خواب کی حالت میں ہو یا استغراق و مراقبہ کی صورت میں"۔

جن خوش نصیبوں کو سردار دو جہاں حضور اکرم ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ان تمام واقعات پر غور کیا جائے تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت لوگوں کو دو طرح ہوئی۔

1- حالتِ خواب

2- حالتِ بیداری

بنیادی طور پر زیارت رسول پاک ﷺ کے بھی دو مدارج ہیں۔ حالت استغراق یا مراقبہ کی کیفیت میں بھی زیارت مصطفیٰ ﷺ کے بے شمار واقعات ہیں لیکن ہم اس موضوع کو تفصیلاً آگے بیان کریں گے ہم بنیادی طور پر زیارت حالت خواب یا بیداری کے حوالہ سے بزرگان دین کی تشریحات سے رجوع کریں گے۔

زیارت نبی ﷺ کے حوالہ سے واقعات تو ہمیں بے شمار ملتے ہیں مگر اس شرف کے پس پردہ کونسی حکمت یا لوجک کام کرتی ہے اس بارے میں کم ہی روشنی ڈالی گئی ہے۔ زیارت نبی ﷺ کا تعلق سب سے پہلے حضور ﷺ کے خصوصی کرم اور عطا پر ہے یعنی ذاتی کوشش اس میں کام نہیں آتی۔ یہ صرف حضور پاک ﷺ کا فضل و کرم اور رحمت ہے کہ کسی شخص کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ اس لحاظ سے کیا بادشاہ کیا گدا سب ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ کسی کی ذاتی قابلیت، علمیت زیر بحث نہیں آتی۔ زیارت نبی ﷺ کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یا ممکنات حضور انور ﷺ بذات خود ہیں۔ حضور ﷺ کے خصوصی فضل و کرم کے بعد شعوری و روحانی سکت کی بھی اہمیت ہے۔ یہ سکت کس طرح پیدا کی جائے، خواب یا بیداری میں مشاہدہ کی صلاحیت کس طرح بیدار کی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں حضرت عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں

"جب کسی کی نظر صاف ہو جاتی ہے اور اس کی بصیرت کا نور مکمل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرماتا ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کی بدبختی کا خطرہ نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ اسے سیدنا حضرت محمد رسول

اللہ ﷺ کا دیدار عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور بیداری میں آپ ﷺ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے اس نعمت سے مالا مال فرماتا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال تک گزرا۔ مشاہدہ نبی پاک ﷺ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مدد نہ فرمائیں تو انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ ایک شخص بہت طاقتور ہے کہ اس میں ایسے 40 آدمیوں کی طاقت ہے جو اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شیر کو کان سے پکڑ سکتے ہیں۔ پھر ہم فرض کریں کہ آفتاب رسالت ﷺ اس شخص کی طرف نکل آئیں تو آپ ﷺ کے دبدبہ اور رعب کی وجہ سے اس شخص کا جگر پھٹ جائے، اس کی ذات پگھل جائے اور روح نکل جائے اور اس قدر دبدبے اور رعب کے باوجود اس مشاہدہ میں وہ لذت پائی جاتی ہے کہ نہ اس کی کیفیت بیان ہو سکتی ہے نہ اس کا احاطہ ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل مشاہدہ کے نزدیک یہ جنت میں جانے سے بھی افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ جنت میں جائیں گے انہیں جنت کی تمام نعمتیں عطا نہ ہوں گی بلکہ ہر شخص کے لئے مخصوص نعمتیں ہوں گی۔ بر خلاف مشاہدہ نبی اکرم ﷺ کے کہ جب انسان کو یہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی ذات کو جنت کی تمام نعمتوں سے سیر اب کیا جاتا ہے۔ پس جو چیز جنت میں داخل ہونے سے بہتر اور افضل ہے وہ بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار مبارک ہے۔ چنانچہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے دوست آپ ﷺ کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے"۔

اس بیان سے ہمیں دیدار نبی ﷺ کے لئے روحانی سکت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی ملی اب ہم بزرگان دین کی توجیہات کی روشنی میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ زیارت نبی ﷺ میں کون سی روحانی حکمت پوشیدہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب "مدارج النبوت" جلد اول میں "خصوصیات" کے بیان میں اس پر یوں روشنی ڈالتے ہیں "وصال کے بعد حضرت نبی الرحمت ﷺ کی زیارت کرنا مثالی صورت میں ہے جیسا کہ خواب میں آپ ﷺ کی مثال شریف کا دیدار ہوتا ہے۔ جاگتے میں بھی مثال شریف کا دیدار ہوتا ہے۔ ایک وقت میں کئی مثالی وجود عوام کو خواب میں اور خواص کو جاگتے میں نظر آتے ہیں"۔

علامہ انور شاہؒ فیض الباری جلد اول میں تحریر کرتے ہیں "نبی پاک ﷺ کی روح مبارک کبھی وجود مثالی کے ساتھ خواب میں جلوہ افروز ہوتی ہے اور کبھی آپ ﷺ بیداری میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک آپ ﷺ کا بیداری میں بھی دیدار ممکن ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطیؒ کا بیان ہے کہ انہیں 22 مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دیدار حالت بیداری حاصل ہوا اور آپ ﷺ سے چند احادیث کے بارے میں دریافت کیا اور ان کی تصحیح فرمائی اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی لکھا ہے کہ انہوں نے مع اپنے آٹھ ساتھیوں کے حضور انور ﷺ کا دیدار کیا"۔

حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کو زیادہ تر مکاتب فکر تسلیم کرتے ہیں جبکہ حالت بیداری زیارت کے موضوع کو بعض لوگ نہایت ناقابل فہم سمجھتے ہیں۔ اگر ہم خواب اور بیداری کی حقیقت تک رسائی حاصل کریں تو ہم اسے بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

انسان ساری زندگی خواب اور بیداری میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ سارا دن شعور کا بوجھ اٹھائے وہ بیداری کے اشغال انجام دیتا ہے اور رات کو اس کا لاشعور تھپک تھپک کر خواب کے عالم میں لے جاتا ہے۔ انسانی زندگی کا نصف خواب اور نصف بیداری ہے۔ پیدائش کے بعد انسانی عمر کا ایک حصہ غیر شعوری حالت میں گزرتا ہے اگر ہم پوری زندگی میں نیند کا وقفہ شمار کریں تو وہ عمر کی ایک تہائی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر غیر شعوری عمر اور نیند کے وقفے ایک

مسجد نبوی کی قدیم اور نایاب تصویر

جگہ کئے جائیں تو تمام عمر کا نصف ہوں گے۔ یہ وہ نصف ہے جس کو انسان لاشعور کے زیر اثر بسر کرتا ہے۔

بیداری اور خواب دونوں رخوں کا تذکرہ قرآن پاک میں لیل و نہار کے عنوان سے کئی جگہ آیا ہے۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حواس ایک ہی ہیں۔ جب یہ حواس رات کے پیٹرن میں داخل ہوتے ہیں تو خواب بن جاتے ہیں اور یہی حواس جب دن کے پیٹرن میں داخل ہوتے ہیں تو بیداری بن جاتے ہیں۔ بیداری میں زمانیت اور مکانیت ہم پر مسلط ہے اور خواب ہمیں زمانیت اور مکانیت سے آزاد کر دیتا ہے۔ مثلاً بیداری کی حالت میں ہم انگلینڈ جانا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لئے کچھ وقت لگے گا اور بہت سا فاصلہ طے کرنا پڑے گا لیکن دوسری طرف ایک شخص نیند کی حالت میں وقت اور فاصلہ کی حد بندیوں کو توڑتا ہوا انگلینڈ پہنچ جاتا ہے، وہاں کے مقامات کی سیر کرتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواب کے حواس کی اسپیڈ بیداری کے حواس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے اگر ہم کوشش کرکے خواب کی اسپیڈ بیداری میں حاصل کرلیں تو یہی سب کچھ بیداری میں ممکن ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں انبیاء و صوفیاء کے واقعات سے ملتی ہیں۔

بابا تاج الدین ناگپوریؒ کی خدمت میں ایک ضعیف العمر صاحب آئے اور کہا کہ کچھ ایسا انتظام کروا دیجئے کہ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرلوں۔ بابا صاحبؒ نے انہیں اطمینان دلایا۔ دن گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ حج پر جانے کا وقت قریب آگیا۔ ان صاحب نے دوبارہ عرض کیا۔ بابا صاحبؒ خاموش رہے۔ اسی خاموشی میں حج پر جانے کا وقت بھی گزر گیا۔ یہ صاحب نہایت مضطرب اور بے چین تھے ایک روز پہلے بابا صاحبؒ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا "حضور کل سے حج شروع ہو جائے گا لیکن آپ نے حج پر جانے میں میری کوئی مدد نہیں کی"۔ اگلے دن بابا صاحبؒ حسب معمول باہر نکلے تو ان صاحب نے دوبارہ اپنی بے چینی اور محرومی کا ذکر کیا۔ بابا صاحبؒ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور لے جا کر ایک جگہ بٹھا دیا۔ بیٹھے بیٹھے ان صاحب کی پلکیں بوجھل ہو گئیں اور وہ وہیں لیٹ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مکہ میں موجود ہیں اور حاجیوں کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہے ہیں۔ اسی حالت میں انہوں نے خود کو تمام مناسک حج ادا کرتے دیکھا۔ حج کا وقت ختم ہوا تو بابا صاحبؒ وہاں پہنچے اور ان سے کہا "کیا یہیں پڑا رہے گا"۔ ضعیف العمر صاحب کے پپوٹوں میں حرکت ہوئی اور وہ اٹھ کر مستانہ وار بابا صاحبؒ کے ساتھ ہو لئے۔

اس واقعہ میں بابا صاحبؒ نے تصرف کرکے ان صاحب کے خواب کے حواس کو بیدار کر دیا اور بڑے صاحب نے اپنے جسم مثالی کو بیت اللہ شریف میں موجود پایا۔ خواب کے حواس کو بیداری میں لانا روحانیت کا باقاعدہ ایک باب ہے۔ آیئے یہ تلاش کرتے ہیں کہ خواب کے حواس بیداری میں کن مراحل کے تحت منتقل ہوتے ہیں۔

روحانیت میں خواب کے حواس تک رسائی کے لئے مراقبہ کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مبتدی آنکھیں بند کرکے کسی تصور کی طرف دھیان لگا دیتا ہے۔ جب اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے تو روحانی طالب علم بھی دنیا کی سیر

کرتا ہے، غیب کی دنیاؤں میں چلتا پھرتا، کھاتا پیتا اور وہ سارے کام انجام دیتا ہے جو اس کے نورانی مشاغل کہلا سکتے ہیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب مراقبہ کی مشق کے ساتھ ساتھ آدمی کے ذہن میں دنیا کی کوئی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ یہاں وہ مکان کی قید و بند سے آزاد ہوتا ہے۔ اس کے قدم زمان کی ابتداء سے زمان کی انتہا تک ارادے کے مطابق اٹھتے ہیں۔ جب انسان کا نقطۂ ذات مراقبہ کے مشاغل میں پوری معلومات حاصل کرلیتا ہے تو اس میں اتنی وسعت پیدا ہوجاتی ہے کہ زمان کے دونوں کناروں ازل اور ابد کو چھو سکتا ہے اور ارادے کے تحت اپنی قوتوں کا استعمال کرسکتا ہے۔ وہ ہزاروں سال پہلے یا ہزاروں سال بعد کے واقعات دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ شہود کی اس کیفیت کو عارفوں کی اصطلاح میں سیر یا معائنہ بھی کہتے ہیں۔ اس تمام عمل میں آنکھیں بند رہتی ہیں۔ مراقبہ اور نیند میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نیند میں شعور معطل ہوجاتا ہے اور مراقبہ میں شعور بحال رہتا ہے۔

اعلیٰ ترین شہود کو فتح کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو شہود کا کمال میسر آجائے تو وہ عالم غیب کا نظارہ کرتے وقت آنکھیں بند نہیں رکھ سکتا بلکہ از خود اس کی آنکھوں پر ایسا وزن پڑتا ہے جس کو وہ برداشت نہیں کرسکتیں اور کھلی رہنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔ جب سیر یا معائنہ کھلی آنکھوں سے ہونے لگتا ہے تو اس کو فتح کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فتح میں وہ تمام غیبی مشاہدات کو کھلی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس حالت کو ہم کامل بیداری سے موسوم کرتے ہیں۔ یعنی حالتِ فتح میں کوئی شخص جنت دوزخ، بعید ترین زمینوں اور دنیاؤں اور لاشمار کہکشاؤں اور ستاروں کا مشاہدہ پوری بیداری میں کرتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ خواب و بیداری حواس کی تقسیم ہیں۔ عام طور پر عالم بیداری میں وسیع تر حواس تک ہماری رسائی نہیں ہوتی جب کسی وسیلے سے ہم ان حواس کو بیداری میں جاری کرنے کے قابل ہوجائیں تو تمام مشاہدات کھلی آنکھوں سے ہوتے ہیں۔

خواب کا یہ علم علم نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے"۔

حضور اکرم ﷺ کے ہر امتی کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ یہ علم سیکھنا چاہے تو اللہ کے فضل و کرم سے سیکھ سکتا ہے۔ اس بارے میں حضور ﷺ نے اس طرح روشنی ڈالی ہے۔ "نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا (یعنی نبوت ختم ہوچکی ہے) مگر مبشرات"۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "سچے خواب"۔

خواب کے حواس کی بیداری میں منتقلی تدریجی Gradually عمل ہے۔ یہ صلاحیت آہستہ آہستہ بیدار ہوتی ہے۔ تمام صوفیائے کرام کی روحانی تربیت میں یہی بات نظر آتی ہے۔ یہ طرز تربیت صوفیائے کرام نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ سے سیکھا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ سے ہمیں دنیاوی و روحانی زندگی گزارنے کے لئے مکمل روشنی ملتی ہے۔ اگر ہم حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ابتدائی دنوں سے ہی سچے خوابوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ حضور ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر صبح کو ظاہر ہوجاتی۔ خوابوں کا یہ سلسلہ وحی نازل ہونے سے پہلے مسلسل چھ ماہ تک جاری رہا۔

یہاں تک تو ہم نے خواب و بیداری کے بارے میں چند معلومات حاصل کیں اب ہم دوبارہ اپنے موضوع یعنی زیارت نبی ﷺ کے درجات کی جانب آتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت عبدالعزیز دباغؒ کی تشریح نہایت رہنما ثابت ہوسکتی ہیں جس میں آپؒ نے چند دیگر ضروری معلومات بھی ہم پہنچائی ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں "اگر کوئی شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کرلے تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ وہ قسم ہے کہ ذاتِ محمدی ﷺ کو بعینہٖ اسی حالت (صورت مبارکہ) میں دیکھے جس حالت میں آپ ﷺ دنیا میں تھے اور جس حالت میں صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ مزید برآں اگر دیکھنے والا اہل فتح یا اہل عرفان و شہود و عیان میں سے ہو تو جو کچھ اس نے دیکھا ہوگا وہ حقیقتاً حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہوگی اور اگر دیکھنے والا اہل فتح نہیں تو بھی تو اس کا خواب اسی قسم کا ہوگا اور یہ بہت کم ہوتا ہے۔ کبھی انسان آپ ﷺ کی ذات شریف کی صورت دیکھ لیتا ہے نہ کہ آپ ﷺ کی حقیقی ذات کی۔ کیونکہ ذات شریف کی کئی صورتیں ہیں جو خواب و بیداری میں بہت سے مقامات پر دیکھی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات سے ایک نور نے دنیا کو بھر دیا ہے چنانچہ دنیا کی کوئی جگہ نہیں جہاں یہ نور شریف نہ ہو اور اس نور میں آپ ﷺ کی ذات اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح چہرے کی شکل آئینہ میں۔ چنانچہ یہ تمام نور بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے جس نے تمام دنیا کو بھرا ہوا ہے اور اس میں آپ ﷺ کی ذاتِ کریمہ کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو ایک شخص مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جنوب میں، ایک شمال میں اور اسی طرح لاتعداد لوگ ایک ہی آن میں مختلف مقامات میں دیکھ لیتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کو اپنے پاس دیکھتا ہے کیونکہ وہ نور کریم جس میں آپ ﷺ کی ذات کی تصویر آتی ہے ہر ایک کے پاس موجود ہوتی ہے اور صاحبِ فتح جب آپ ﷺ کی صورت مبارک دیکھتا ہے جو اس کے پاس ہوتی ہے تو اپنی باطنی بصیرت سے اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسی بصیرت کے نور سے چیرتا ہوا آپ ﷺ کی ذاتِ کریمہ تک جا پہنچتا ہے۔ بعض اوقات یہ غیر صاحبِ فتح کے لئے بھی واقع ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے آپ ﷺ کی ذات کریمہ کا دیدار کرادیتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اس شخص کا کمال محبت اور کمال صدق معلوم ہوتا ہے تو آپ ﷺ بہ نفسِ نفیس اس کے پاس تشریف لاتے ہیں لہٰذا اس بات کا دار و مدار حضرت رسول اللہ ﷺ پر ہے جس کو چاہیں اپنی ذات کریمہ کا دیدار کرائیں اور جسے چاہیں نہ کرائیں"۔

زیارت نبی ﷺ کرنے والی دوسری قسم کے بارے میں فرماتے ہیں "خواب کی دوسری قسم وہ ہے جس میں تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں تعبیر ظلمت (یعنی اس کی سیاہی) کی بناء پر ہوتی ہے خواب کی تاویل کی بناء پر نہیں کیونکہ دراصل اس میں تو کوئی تاویل ہو ہی نہیں ہوسکتی"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی کتاب "فتویٰ عزیزی" میں یوں رقمطراز ہیں "حضرت رسول مقبول ﷺ کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔ پہلا رویائے الٰہی یعنی آپ ﷺ کا اتصال (تعلق براہ راست) اللہ کے ساتھ دیکھنا۔

یہ پہلی قسم عارفانہ طرز میں شامل ہے جس میں صوفیائے کرام حضور ﷺ کو اللہ کے ساتھ منسلک دیکھتے ہیں مثلاً حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والد محترم) اپنا مشاہدہ بتاتے ہیں "ایک مرتبہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے کمالِ ظہور کو آپ ﷺ کے اندر مشاہدہ کیا تو میں سجدہ میں گر پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے دانتوں میں انگلی داب کر اشارتاً مجھے اس سے منع کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اس صورت میں منع کرنے میں کیا نکتہ ہوگا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ آدمی کو سجدہ دو صورتوں میں کیا جاتا ہے ایک اس کے معبود ہونے کے اعتبار سے اور یہ صریحاً کفر ہے۔ دوسرا اس میں صفات الٰہیہ کے ظہور کے مشاہدہ سے اور یہ منع ہے۔ چونکہ یہ کفر سے مشابہ ہے چنانچہ مجھے اس سے منع کیا گیا"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ خواب کی اگلی اقسام کے بارے میں فرماتے ہیں "دوسری قسم رویائے ملکی (نورانی) ہے اور تیسرا رویائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں

آپ ﷺ کی جو صورت ہے اس صورت کو دیکھنا"۔

رویائے نفسانی کے حوالہ سے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا "انفاس العارفین" میں بیان کردہ واقعہ مشعلِ راہ ہے۔

"حضرت والا (شاہ عبدالرحیم دہلویؒ) فرماتے تھے کہ ایک بزرگ کی توفیق نے مدد کی۔ اس نے اپنی تمام ہمت درود پڑھنے اور آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہونے میں صرف کردی، ایک روز مجھ سے کہا کہ میں حضور ﷺ کو خلاؤں میں، زمین پر، اٹھتے بیٹھتے، کھانا کھانے وغیرہ ہر حالت میں دیکھتا ہوں یہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ نے مجھے مخصوص فرمایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ فرطِ محبت سے تمہاری مخیلہ میں آنحضرت ﷺ کی صورتِ کریمہ جلوہ گر ہے۔ یہ حضور ﷺ کی رویت (دیدار) حقیقی نہیں ہے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا اس بات پر کوئی دلیل دیں تاکہ میں اس کی تصدیق کروں۔ میں نے کہا فلاں آیت کے معنی یا غزوہ بدر و احد کا قصہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کرو۔ اگر وہاں سے اس کے مطابق جواب ملا تو رویت حقیقی ہے اگر کچھ معلوم نہ ہوا یا اس کے خلاف معلوم ہوا تو صورتِ خیالیہ ہے۔ ان صاحب نے اسی کے مطابق عمل کیا اور بعض آیات و احادیث کے بارے میں پوچھا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے کہا اس سے واضح ہو گیا کہ یہ کیفیت خیالیہ ہے جو فرطِ محبت سے تمہارے خیال میں جاگزین ہو گئی ہے حقیقی رویت نہیں ہے"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے مطابق "خواب کی چوتھی قسم رویاء شیطانی ہے۔ لیکن حضور ﷺ کی زیارت میں یہ بات صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ شیطان اپنی صورت آپ ﷺ کی سی بنا کر خواب میں نہیں دکھا سکتا"۔

یہاں تک تو ہم نے زیارت کے دونوں مدارج یعنی خواب و بیداری کو بیان کیا اب ہم ایک اہم سوال کی جانب آتے ہیں جو اکثر کیا جاتا ہے کہ خواب میں ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہم نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے؟

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "تکمیل الایمان" میں تحریر کرتے ہیں کہ "جس صورت میں بھی حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور اس کو یقین ہو کہ یہ صورت مبارک آپ ﷺ کی ہے یا کوئی اور شخص کہہ دے یا وہ خود فرما دیں کہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں تو وہ یقیناً آپ ﷺ کی صورتِ مبارک ہے"۔

بزرگانِ دین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کا تعارف تین طرح سے ہوتا ہے۔

1- آپ ﷺ بذاتِ خود اپنا تعارف کراتے ہیں۔

2- کوئی دوسرے صاحب یا بزرگ حضور ﷺ کا تعارف کراتے ہیں یا پسِ منظر میں کسی کی آواز آتی ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات جلوہ افروز ہے۔

3- کوئی صاحب تعارف نہیں کراتے لیکن خود ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ رحمتِ عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔

عام طور پر تیسری طرز کے حوالہ سے بعض لوگ تشکیک کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ یہ بھی بہت موثر ذریعہ ہے اس ذریعہ تعارف کو سمجھنے کی ضرورت ہے آئیے اس بارے میں ابدالِ حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ سے رجوع کرتے ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں "ذہنِ انسانی کی دو سطحیں ہیں۔ ایک سطح وہ ہے جو فرد کی ذہنی حرکت کو کائناتی حرکت سے ملاتی ہے یعنی یہ حرکت فرد کے ارادوں اور محسوسات کو کائنات کے ہمہ گیر ارادوں اور محسوسات تک لاتی ہے۔ ایک سطح انفرادی شعور ہے جس میں افرادِ کائنات کا شعور جدا جدا ہے جبکہ دوسری سطح اجتماعی شعور ہے جسے لاشعور کہا جاتا ہے۔ اس سطح میں کائنات کے تمام افراد کا شعور ایک نقطہ پر مرکوز ہے"۔

آپ مزید فرماتے ہیں "انبیاء اور روحانی طاقت رکھنے والے انسانوں کے کتنے ہی واقعات اس کے شاہد ہیں کہ ساری کائنات میں ایک ہی لاشعور کارفرما ہے۔ اس کے ذریعے غیب و شہود کی ہر لہر دوسری لہر کے معنی سمجھتی ہے، چاہے یہ دونوں لہریں کائنات کے دو کناروں پر واقع ہوں۔ غیب و شہود کی فراست اور معنویت کائنات کی رگِ جاں ہے۔ ہم اس رگِ جاں میں جو خود ہماری اپنی رگِ جاں بھی ہے، تفکر اور توجہ کرکے اپنے سیارے اور دوسرے سیاروں کے آثار و احوال کا انکشاف کرسکتے ہیں"۔ اس پیرائے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات لاشعوری طور پر ایک دوسرے سے متعارف ہیں۔ لاشعوری طور پر تمام نوعیں اور نوعوں کے افراد ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ خواب کا تعلق بھی چونکہ لاشعور سے ہے لہٰذا اگر خواب کی حالت میں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ شخصیت آنحضور ﷺ ہیں تو یہ لاشعوری اطلاع ہے جو حقیقت پر مبنی ہو سکتی ہے۔

زیارتِ نبی ﷺ کے انسانی زندگی پر اثرات

حضرت امام جعفر صادقؒ "کامل التعبیر" میں تحریر فرماتے ہیں "خواب میں پیغمبروں کی زیارت دس وجوہ سے ہوتی ہے یا دس فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ 1- رحمت، 2- نعمت، 3- عزت، 4- بزرگی، 5- دولت، 6- فتح مندی، 7- سعادت، 8- جمعیت، 9- قوت، 10- خیر و برکت"۔ (صفحہ 47 تا 49)

حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہو جانا خود ایک رحمت ہے۔ جس نے آنحضرت ﷺ کا دیدار کیا اس پر رحمت کے دروازے تو از خود ہی کھل جاتے ہیں۔ امام صاحب کے مطابق دوسری وجہ اس شخص کو نعمت ملنا ہے۔ ان تمام وجوہ کے حوالہ سے بے شمار واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں جو ایک تفصیل طلب موضوع ہے۔ حاصلِ کلام یہ کہ آپ ﷺ کے دیدار کے بعد آدمی کی انفرادی زندگی میں کئی انقلابی تبدیلیاں دیکھی گئی ہیں۔ انہیں مصیبتوں اور پریشانیوں سے مقابلہ کی توانائی ملتی ہے، نیا جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے اور محبوبِ ربّ العالمین ﷺ سے تعلق مزید مستحکم و مضبوط ہو جاتا ہے۔ مسائل اور پریشانیوں سے چھٹکارے کی راہ آدمی کو مل جاتی ہے، اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ مزید قوی ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم ایک چیز کی مزید وضاحت کرنا چاہیں گے۔ بعض لوگ ایسے بھی پائے گئے ہیں جن کو زیارت تو ہوئی لیکن ان کی عملی زندگی میں اس سے کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو کیا ہم یہ تصور کرلیں زیارت سے اس کے اوپر (نعوذباللہ) مثبت اثرات نہ ہوئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر کسی کے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے دے دیئے جائیں اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے اور خستہ حالی میں پڑا رہے تو آپ کسے قصوروار کہیں گے۔ اس شخص کو یا ایک کروڑ روپے دینے والے کو۔ آپ کا دوست آپ کو ایک بیش قیمت سوٹ بنوا کر دے اور آپ اسے الماری میں بند کرکے رکھ دیں اور پھٹے پرانے کپڑے ہی زیبِ تن کئے رکھیں تو اس حالت پر کسے موردِ الزام ٹھہرائیں گے اپنے دوست کو یا اپنے آپ کو۔ چلیں آپ کسی کو کوئی الزام نہ بھی دیں تو جب آپ کے دوست کو معلوم ہو گا کہ آپ اس کے دیئے گئے تحفے کو استعمال نہیں کرتے اور وہی پرانے کپڑے پہنتے ہیں تو اس کے دل پر کیا گزرے گی ہو سکتا ہے وہ آپ سے ناراض ہی ہو جائے۔ ہمارے نبی ﷺ کی زیارت بھی امتی کے اوپر بے پایاں انعام ہے۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے۔ اپنے عمل و کردار پر بار بار نظر ڈالنا چاہئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور دوسرے لوگوں کے لئے کتنے فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

آج ایسے لوگ تو بکثرت مل جاتے ہیں جو حضور ﷺ کی زیارت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے لوگ انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی اور قومی زندگی میں تبدیلی کیوں نہیں لاتے۔ حضور ﷺ نے صرف 23 سال میں ایسا انقلاب برپا کردیا کہ ریگزارِ عرب علم و فکر کا گہوارہ بن گیا لیکن حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے بکثرت لوگ علم، اخلاق، پاکیزگی اور صفائی کے حوالہ سے پسماندہ کیوں ہیں.....؟؟

*

اک کرن ہو عطا

ترے طلوع سے بستان ایزدی روشن
زمیں منور و چرخِ زبرجدی روشن
ترے ظہور سے بزم الست رخشندہ
تیرے فروغ سے اقلیم سرمدی روشن
تیرے جمال سے احوالِ منتہی تاباں
تیرے خیال سے افکارِ مبتدی روشن
ازل سے تا بہ ابد تیری جلوہ پاشی سے
ظہورِ کن کی یہ بہتی ہوئی ندی روشن
انہی کے نام سے کرتا ہوں اکتسابِ ضیا
کہ جن کے دم سے رہی چودھویں صدی روشن
کرم نہیں ہے اگر یہ تو اور کیا شے ہے
میری نظر میں رہی میری ہر بدی روشن
مجھے بھی اس مہِ تاباں کی اک کرن ہو عطا
ہے جس سے روحِ بلالؓ و دلِ ابنِ عدیؓ روشن

(نذر صابری)

نورِ اول

قرآن پاک میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی جگہ "نور" کہا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تخلیق فرمایا اور اسی نور کی تقسیم در تقسیم سے افرادِ کائنات کو زندگی فیض ہو رہی ہے۔

رخسانہ کوثر

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔
"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے"۔
یعنی اللہ کا نور تمام آسمانوں اور زمینوں پر محیط ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بھی نور فرمایا۔

سورہ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ کی طرف سے آیا نور اور کتاب مبین"

سورہ تغابن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ہے"۔

سورہ نساء میں ہے "اے لوگو تمہارے پاس خدا کی طرف سے دلیل آچکی۔ ہم نے تمہاری طرف وہ نور اتارا جو ہر چیز کو روشن کرتا ہے"۔

سورہ احزاب میں ہے "اے نبی ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا، خوشخبری سنانے والا چوکنا کرنے والا خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر"۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کا تعارف نور اور روشن چراغ کی حیثیت سے کرایا ہے۔ نور کی مزید تشریح سے قبل ایک حدیث مبارکہ پر غور کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ایک بڑی مشہور حدیث ہے جسے تمام فقہاء نے مستند مانا ہے۔ یہ بہت طویل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر بے شک

سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا پھر اس کی مزید تقسیم در تقسیم سے یہ مخلوقات وجود میں آئیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق نور آسمانوں اور زمینوں کو زندگی فیڈ کر رہا ہے۔ یہی نور مخلوقات کا چراغ حیات ہے۔ اس نور کا منبع و مصدر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ اس بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

انامن نور اللہ و الخلق کلھم من نوری

ترجمہ: میں اللہ کا نور ہوں اور تمام خلق میرے نور سے پیدا ہوئی ہے۔

کائنات کا تخلیقی فارمولا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب کائنات بنانے کا ارادہ فرمایا تو کہا کن۔ اس کے ساتھ ہی دو صفات تھیں جن کی وجہ سے پوری کائنات تخلیق ہوئی۔ ایک رحمان اور دوسری رحیم۔ رحمان کی صفت کے زیر اثر تکوینی نظام تخلیق ہوا اور اس نظام کو زندگی رحیم کی بدولت ملی۔ ان دونوں صفات کے ساتھ ہی اگلے مرحلے میں ساڑھے گیارہ ہزار صفات مزید تخلیق ہوئیں اور ان صفات سے تمام کائنات اور افراد کائنات خلق ہوئی لیکن ان سب کی بنیاد وہی دو صفات ہیں جو بسم اللہ شریف میں بیان ہوئی ہیں۔

رحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت ہے۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: یعنی آپ مومنوں پر رافت اور رحیم ہیں۔

اس حوالہ سے شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔

"رحیم کے ساتھ کمال وجود ہے اور رحیم کے ساتھ بسم اللہ پوری ہو گئی اور اس کے ساتھ خلق و ابداع (ایجادات) کا عالم پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ وجود عالم کا عقلاً اور نقلاً مبتداء ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ اس میں وجود باطن کی ابتداء ہوئی اور اس کے ساتھ عالم تخلیط یعنی عالم منقوش میں ظاہر کا مقام اختتام پذیر ہو گیا"۔

اسی کتاب میں ایک جگہ شیخ عربی لکھتے ہیں۔

"اگر عالم میں انسان کامل ﷺ کا وجود نہ ہوتا جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہے تو اللہ کے علم کا مقصد حاصل نہ ہوتا اس سے میری مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لئے محبت کے ساتھ خلق کو پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کامل کو شیئت وجودی کا لباس پہنایا تو اس کے ظہور سے خزانہ ظاہر ہو گیا"۔

حضرت عبد الکریم جیلیؒ نے اپنی کتاب "ناموس اعظم" کے دسویں جز میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی تکوینی حیثیت کو اس طرح بیان کیا ہے "آنحضرت ﷺ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں کیونکہ آپ ﷺ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہیں۔ پس آپ اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے موجود ہوئے ہیں اور مخلوقات آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ صورت و معنی اور حکم و عین دونوں جہتوں سے اور دونوں وصف کے ساتھ موصوف ہیں"۔

اسی بناء پر آپ ﷺ کو نور اول اور باعث تخلیق کائنات کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ ہی کی بدولت کائنات میں چراغ حیات روشن ہے آپ ﷺ کی رحمت مخلوقات میں زندگی بن کر دوڑ رہی ہے۔ اس کو چند مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے جو کہ نہایت ناقص ہیں لیکن ذہن کو کسی قدر نیا زاویہ دیتی ہیں۔

جب ہم ایک پودے کی نشوونما پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اسے اپنی نمو کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ پانی مٹی سے جذب کرتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پانی کے وسیلے کے بغیر نہ تو پودا مٹی سے اپنی غذائی ضروریات پوری کر سکتا ہے اور نہ ہی جنم لے سکتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو پودے کی ہر شاخ، ہر پتے اور اس کی رگ رگ

میں پہنچتا ہے اور ہر حصہ کو زندگی و توانائی عطا کرتا ہے۔ اگر کسی بھی حصہ میں اس کی سپلائی بند ہو جائے تو وہ خشک ہو کر جھڑ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ پانی نہ صرف پودے کی ساخت کی نشوونما بلکہ اس کی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔

ایک مثال بجلی کے نظام سے دی جا سکتی ہے۔ مختلف تقریبات میں روشنی کے قمقموں کی جھالریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ قمقمے کئی رنگوں کے ہوتے ہیں۔ جب بجلی کی رو تاروں میں سے گزرتی ہے تو ہر قمقمہ کو روشن کر دیتی ہے۔ بعض اوقات چند قمقمے روشن نہیں ہو پاتے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں کرنٹ کا بہاؤ نہیں ہو پاتا۔ یعنی کرنٹ کا بہاؤ قمقموں کی تابانی کا سبب ہے یا یہی اس کی زندگی ہے۔

جس طرح پودے کی زندگی پانی سے اور بجلی کے قمقموں کی زندگی کرنٹ سے وابستہ ہے اسی طرح تمام موجودات کی لائف انرجی نور ہے جس کا مبداء نور اول ﷺ ہیں کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا پھر اس نور سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئیں۔ الغرض ہر شے میں پوشیدہ توانائی کی بنیاد یا پھر اس کے پس پردہ نور اول ہی کی کائناتی انرجی ہے اور یہی کائناتی انرجی کائناتی اجسام کے وجود اور ان کی حرکات کی ذمہ دار ہے۔

اگر کسی شے کو انرجی ملنا بند ہو جائے تو اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔ مثلاً اگر پودے کو لائف انرجی کی شکلیں پانی اور غذائی اجزاء ملنا بند ہو جائیں تو وہ سوکھ کر ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح انسان کو لائف انرجی کی سپلائی رک جائے تو اس کا مادی جسم ختم ہو جائے گا۔

المختصر یہ کہ نور اول ہی وہ کائناتی انرجی ہے جو تمام کائنات کے بنیادی اجزاء پر مشتمل ہے اور ہر قسم کے مظاہرات کے پس منظر میں نور اول کی کائناتی انرجی ہی کار فرما ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی حدیث میں نور کی تقسیم کا جو ذکر ہے اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ نور تقسیم ہو کر کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ سورج اپنی جگہ روشن ہے۔ اس کی روشنی ہمیں مختلف شکلوں میں نظر آ سکتی ہے مثلاً کسی کمرے میں اگر کئی شکلوں کے روشندان بنا دیئے جائیں تو سورج کی روشنی کمرے میں مختلف شکلوں میں نظر آئے گی۔ اگر روشن دان مربع ہے تو روشنی بھی مربع ہو گی، گول، مثلث یا مستطیل شکلوں کے روشندانوں میں سے ہمیں روشنی انہی مختلف شکلوں کی نظر آئے گی۔ درختوں کے نیچے چھن کر آنے والی روشنی قطعی مختلف ہو گی۔ اس کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ سورج کی روشنی مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

دوسری مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ کسی بلب پر ایک اس طرح کا کاغذی گلوب چڑھا دیا جائے جس پر ہر سمت میں مختلف شکلیں کاٹ کر بنائی گئی ہوں، پھول پتیاں یا مختلف جانوروں کی شکلیں اس میں تراش دی گئی ہوں۔ اب بلب سے جو روشنی نکلے گی وہ اسی شکل میں دکھائی دے گی جیسے تراشے اس پر لگے ہوں۔ مثلاً کہیں پھول کی شکل نظر آئے گی کہیں جانوروں کی شکل میں۔ یعنی روشنی کا مبداء ایک ہی ہے۔ یہ روشنی جب کسی شکل کے پس منظر میں جاتی ہے تو اس شئے میں حرکت شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نور اول بھی جب ظاہر ہوا تو وہ نور ٹکڑے ہو کر نہیں آیا بلکہ وہی نور ہے جو اپنی جگہ جلوہ گر ہے۔ اسی نور کی شعاعیں یا تابانی تمام عالم کو منور کئے ہوئے ہے اور وہی نور مختلف شکلوں میں یا مختلف شاخوں میں آشکار ہے۔

حضور ﷺ کی نورانی حیثیت پر کئی بزرگان دین نے اظہار خیال کیا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ "مدارج النبوت" میں رقمطراز ہیں۔

"حضور ﷺ کا ہر مقام اعلیٰ میں مقام نزول سے اکمل و اتم ظہور ہوتا ہے اور ہر ظہور میں اسی کے مطابق خاص جلالت اور ہیبت و اسرار ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ تو بالکل ہی تنہا ہے جہاں کسی نبی و ولی کی استطاعت بھی نہیں۔ حضور ﷺ کے اس قول کے یہی معنی ہیں "میرا

وقت اللہ کے ساتھ ہے جہاں کسی فرشتے کی رسائی ہے نہ نبی و مرسل کی"۔

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب "انیس الجلیس" میں رقمطراز ہیں "حضور ﷺ دو چیزوں سے مرکب ہیں۔ ایک بشریت اور دوسری ملکیت (نورانیت)۔ چنانچہ زمین پر آپ بشر کے ساتھ ہیں، ہواؤں میں پرندوں کے ساتھ، آسمانوں میں ملائکہ کے ساتھ۔ یہاں تک کہ ملائکہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم ہی میں سے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہماری جنس سے ہیں اور پرند کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہماری جنس سے ہیں اور بشر کہتے ہیں کہ نہیں وہ ہماری جنس سے ہیں"۔

یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ نورِ اول کی حیثیت سے ہر نوع میں موجود ہیں جب کہ بشری پیراہن میں انسانوں کے درمیان رہے۔ "تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن" کے مولف شیخ شیرازیؒ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"ایسا شخص خواہش سے کب بول سکتا ہے جس میں خواہش کی علت ہی نہ ہو۔ آپ ﷺ خلقت کی آمیزش سے پاک اور انوار حقیقت سے منور ہیں۔ آپ ﷺ کا کلام، کلام حق اور آپ ﷺ کا دل تجلیاتِ حق کا میدان ہے پس اس پر خطراتِ شیطانی اور ہوائے نفسانی کب جاری ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نظر حفاظت اور حسن رعایت میں محفوظ ہیں۔ سو جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہ وحی الٰہی اور اس کا کلام، اشاراتِ الٰہی اور اس کا الہام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم میں اپنے وجود کا چراغ اور بنی آدم میں اپنی بخشش کے انوار کا مجموعہ بنایا ہے۔ آپ ﷺ کدوراتِ بشری سے پاک اور شہودِ احدیت کی طرف بلند ہونے والے اور جمالِ صمدیت کے ظاہر کرنے والے ہیں اور اپنی ہستی سے باللہ فانی ہیں۔ آپ ﷺ میں حق کے لئے حق کے سوا کچھ باقی نہیں رہا"۔ (ترجمہ تحقیق العارفین)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

شاہِ دین اپنی حضوری میں بلالیں مجھ کو
سایۂ رحمت و شفقت میں چھپالیں مجھ کو
قلزمِ وقت کی ہر موج ہے گردابِ بلا
بحرِ عصیاں کے تھپیڑوں سے بچالیں مجھ کو
پاؤں لغزیدہ، دلِ افسردہ، نگاہیں بے نور
ڈگمگاتی ہوں بہر گام، سنبھالیں مجھ کو
چاند تارے بھی مقدر پہ میرے ناز کریں
اپنی راہوں کا اگر ذرہ بنالیں مجھ کو
روضۂ پاک پہ ہر بات کہوں گی جاکر
جتنا چاہیں غم و آلام ستالیں مجھ کو
نظرِ لطف مری سمت بھی اے شاہِ اُمَمؐ!
غمِ دوراں کے تلاطم سے بچالیں مجھ کو
ملتجی ہوں سدا اس رحمتِ کل سے نجمہ
دشتِ امکاں کے سرابوں سے نکالیں مجھ کو

(نجمہ خان۔ بریڈفورڈ)

اصحاب رسول ﷺ پر فیضانِ نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیابت عطا کر کے تمام مخلوقات میں امتیاز عطا۔ انسانوں میں سب سے برگزیدہ رتبہ پیغمبران علیہم السلام کو حاصل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے مرتبے پر سرفراز فرمایا۔ انبیاء میں بھی سب سے زیادہ افضل ہمارے پیارے رسول مقبول ﷺ ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد امت کی روحانی طور پر دستگیری کے واقعات صوفیائے کرام اور دیگر عوام و خواص میں تواتر سے ملتے ہیں۔ زیارت نبی بعد از وصال نبی کے بہت سے واقعات صحابہ کرام سے بھی ملتے ہیں۔ جس سے یہ یقین پختہ ہوتا ہے کہ وصال کے فوراً بعد سے ہی فیضان رسول ﷺ نے امت کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

اسلام کے تقریباً تمام مکتبہ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ افضلیت صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ یہ وہ قدسی نفس حضرات ہیں جنہوں نے بنفس نفیس سردار الانبیاء ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ کی محفلوں میں شرکت کی، آپ ﷺ کے خطبات کو براہ راست سنا، حضور ﷺ کے مشن کے لئے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہیں کی۔ اس لئے نبی کریم ﷺ سے تعلق اور اسلام کے فروغ و اشاعت میں سرفروشانہ خدمات کی بدولت صحابہ کرامؓ کو بلند فضیلت و مرتبہ حاصل ہے۔

نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد امت کی روحانی طور پر دستگیری کے واقعات صوفیائے کرام اور دیگر عوام و خواص میں تواتر سے ملتے ہیں۔ زیارت نبی بعد از وصال نبی ﷺ کے بہت سے واقعات صحابہ کرامؓ سے بھی ملتے ہیں جس سے یہ یقین پختہ ہوتا ہے کہ ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے فوراً بعد ہی سے فیضان رسول ﷺ نے امت کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور کبھی بھی ایسا موقع نہ آیا کہ یہ امت بے سہارا و یتیم ہو گئی ہو۔ اگر کہیں نقصان پہنچا تو نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی صریح خلاف ورزی کی وجہ سے پہنچا۔ ان سطور میں ہم صحابہ کرامؓ کو زیارتِ نبی ﷺ کے واقعات پیش کرتے ہیں۔

مرتبہ: منور شعور

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو زیارتِ مصطفی ﷺ

"التحفہ مرضیہ" میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ کی یاد نے اچانک تڑپا دیا۔ وہ محفلیں، وہ قربتیں یاد آنے لگیں جو آپ ﷺ کے ساتھ گزری تھیں۔

شدتِ فراق سے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اس قدر روئے کہ بے حال ہو گئے اور غشی چھا گئی۔ کافی دیر اسی حالت میں رہے حضرت عمر فاروقؓ قریب ہی تھے وہ حضرت صدیق اکبرؓ کی حالت سے تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اور کچھ دیر بعد ہی ان کو جگا دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جذبات کو بحال کیا اور کہا "اے عمر میں نے ابھی دیکھا کہ نبی کریم ﷺ عرش کے نیچے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر عرض کر رہے ہیں کہ میری امت کو بخش دیں۔ میں نے حضور ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس قدر پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد برلائے گا۔ یکایک ندا آئی کہ ہم نے بخشا، ہم نے بخشا۔ اتنے میں آپ نے مجھے جگا دیا"۔

حضرت عمر فاروقؓ کے لئے بارگاہِ نبوی ﷺ سے اعزاز :- "کراماتِ صحابہ" میں تحریر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ ان کے جسم سے خوشبو نکلتی رہتی تھی۔ آپؓ فرماتے تھے "ایک مرتبہ میں سخت بیمار تھا۔ پیٹھ میں تلوار کا کاری زخم تھا۔ پیٹ کی آنتیں کھنچ رہی تھیں۔ اسی عالم میں حضور اقدس ﷺ خواب میں جلوہ افروز ہوئے اور تکلیف کے دونوں مقامات کو اپنے لعاب دہن سے معطر کر دیا۔ میں صحت یاب بھی ہو گیا تو اس کی خوشبو نہیں گئی"۔

حضرت عثمانؓ کی دلجوئی :- حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں "جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور گھر میں ایک بوند پانی لے جانے کی بھی ممانعت کر دی۔ حضرت عثمان غنیؓ پیاس کی شدت سے بے تاب تھے۔ میں آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو آپؓ اس دن روزہ سے تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپؓ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور نبی اکرم ﷺ کے دیدارِ پُرانوار سے خواب میں مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان کیا ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ تو فوراً ہی آپ ﷺ نے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا۔ میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا۔ وہ پانی نہایت شیریں اور ٹھنڈا تھا جس کی ٹھنڈک بیدار ہونے کے بعد بھی دونوں چھاتیوں اور کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عثمان! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد و نصرت کروں اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے دربار پُرانوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں رخصت ہو کر چلا آیا اس کے بعد باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو زیارت :- مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی نے یہ واقعہ اپنی کتاب نزہۃ المجالس میں بیان کیا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "حضرت نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نماز فجر آپ ﷺ کے پیچھے ادا کر رہا ہوں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا کہ ایک لڑکی چھوارے لائی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ایک چھوارا لے کر میرے منہ میں دے دیا پھر دوسرا لے کر بھی یوں ہی کیا۔ میں جب بیدار ہوا تو چھواروں کی حلاوت میری زبان پر باقی تھی۔ وہ وقت فجر کا تھا میں اٹھا اور نماز فجر ادا کرنے مسجد کی طرف روانہ ہو گیا"۔

سیدہ فاطمہ زہراؓ کی بیتابی کو قرار :- صحیح بخاری میں رقم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد گوشہ رسول حضرت فاطمہؓ کی مسکراہٹ جاتی رہی اور کسی نے آپؓ کو ہنستے نہ دیکھا۔ اس سانحہ کو چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک شب آپؓ نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ سرہانے کھڑے ادھر ادھر ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے کسی کا انتظار ہو۔ حضرت سیدہ کی نگاہ جیسے ہی آپ ﷺ پر پڑی تو بیتاب ہو کر پکارا "ابا جان آپ کہاں ہیں"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹی میں یہاں تمہارا منتظر ہوں۔ تم کل ہم سے آملو گی۔ اتنے میں آپؓ کی آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز سیدہ فاطمہ زہراؓ کا وصال ہو گیا۔

حضرت بلالؓ کا فراق :- عاشقِ رسول حضرت بلالؓ کو ایک شب آقائے نامدار حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا "کیا ابھی وہ وقت نہیں کہ تم میری زیارت کے لئے آؤ"۔ یہ خواب دیکھتے ہی سیدنا بلالؓ کی طبیعت بے چین ہو گئی اور دیوانگی کے عالم میں شام سے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے اور شدتِ جذبات سے تربت مقدس پر سر رکھ کر زار زار رونے لگے۔ بعد میں حضرات

حسنین نے اصرار کیا کہ اذان دیجئے۔ اذان کے ساتھ ہی اہل مدینہ کی طبیعت میں بے خودی آنے لگی اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد مسجد کی جانب بڑھنے لگی۔ اذان دیتے ہوئے ہجر کا احساس اتنا بڑھا کہ اذان پوری کئے بغیر ہی نیچے اتر آئے۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد یہ حضرت بلال کی پہلی اور آخری اذان تھی۔ (محبوب القلوب صفحہ 336)

حضرت امام حسنؓ کو زیارت :- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" میں تحریر کرتے ہیں حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ "میں نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے شانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ حضرت عمر فاروقؓ کے کندھوں پر ہاتھ لگائے ہوئے ہیں"۔

حضرت امام حسینؓ کو شہادت کی بشارت :- کوفہ روانہ ہونے سے چند روز پہلے ایک شب حضرت امام حسینؓ نے دربار حضرت نبی کریم ﷺ میں حاضری دی۔ مزار مقدس کے قریب آنکھ لگ گئی اور نانا جان (حضور ﷺ) کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا آپ ﷺ ملائکہ کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ آپ ﷺ نے امام حسینؓ کا سر اٹھا کر سینہ سے لگا کر چوما اور فرمایا اے لختِ جگر عنقریب تم کربلا میں پہنچنے والے ہو اور وہاں سے بھوکے پیاسے جام شہادت نوش کر کے مجھ سے آملو گے۔ تیسری رات پھر حاضر ہوئے اور ایسا ہی خواب دیکھا۔ اسی طرح کے دو خواب مزید ملتے ہیں۔ (کامل ابن اثیر صفحہ 17 جلد چہارم)

حضرت حذیفہؓ بن یمان بطور پیامبر :- حضرت عمر فاروقؓ کے فرزند ابو شحمہ نے نشہ آور مشروب پی لیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت تھا۔ آپؓ نے انصاف کے تقاضے کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور

میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مدینہ منورہ میں مکان

ابو شحمہ پر حد جاری کرتے ہوئے سو کوڑوں کی سزا سنا دی۔ اس سزا کی وجہ سے ابو شحمہ کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعہ کے چالیس روز بعد حضرت حذیفہؓ بن یمان کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا "اے حذیفہ عمر سے میرا سلام کہنا واقعی اس نے قرآن پڑھا اور اللہ کے احکام کی تعمیل کا حق ادا کر دیا"۔ یہ خبر انہوں نے حضرت عمرؓ کو سنائی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت حذیفہؓ نے مزید فرمایا "ابو شحمہ بھی آپ کو سلام کہہ رہے تھے انہوں نے کہا کہ میرے والد کو میرا یہ پیغام دینا کہ آپ نے حد جاری کر کے مجھے پاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے"۔ ("یہ تھے فاروق اعظمؓ" از مولانا نور احمد خان فریدہ صفحہ 18)

حضرت انسؓ بن مالک کا فرطِ محبت :- تاریخ الاولیاء جلد اول صفحہ 127 میں تحریر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد اگرچہ ظاہری آنکھیں محبوب کو ترس گئی تھیں مگر محبت کا بابِ فیض ابھی تک کھلا ہوا تھا چنانچہ حضرت انسؓ اکثر خواب میں حضور ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا کرتے تھے

اور صبح بیدار ہونے کے بعد ہجر میں دل بھر آتا تھا۔ عشق رسول ﷺ کا یہ عالم تھا کہ صبح اٹھ کر سب سے پہلے کاشانۂ نبوت پر حاضری دیتے پھر حضور ﷺ کو سلام کرنے کے بعد دوسرے کام انجام دیتے۔

یہاں تک وہ واقعات بیان کئے گئے جو زیارت بعد از وصال سے متعلق ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی بعض صحابہؓ حالت خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس کے جو اثرات ہوئے وہ بیان کئے جارہے ہیں۔ اب ہم ایسے صحابہ کرام کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے زیارت پاک کی بدولت اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت عمرۃ بن مرہ :۔حیاۃ الصحابہ حصہ اول میں ہے کہ قبول اسلام سے پہلے حضرت عمروؓ حج کے لئے نکلے راستہ میں خواب دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ یکایک ایک ایسا نور کعبہ شریف سے نکلا جس نے یثرب کی پہاڑیوں کو منور کر دیا اور قبیلہ جہینہ تک کی آبادیاں روشن ہو گئیں اور یہ آواز آئی "اندھیرا چھٹ گیا، روشنی غالب آگئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے"۔ دوبارہ نور روشن ہوا اس کی روشنی میں حیرہ تک کے محل اور مدائن تک کی تمام عمارتیں نظر آئیں اور آواز آئی "اسلام ظاہر ہو چکا ہے، بت توڑ دیئے گئے ہیں۔ صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا"۔ حضرت عمرۃؓ فرماتے ہیں جب میں واپس گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ احمد (ﷺ) نامی ایک پیغمبر مبعوث کیے گئے ہیں پس میں نے اپنے وطن سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت خالدؓ بن سعید :۔حیاۃ الصحابہ حصہ اول صفحہ 65 میں ہے محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بتاتے ہیں کہ حضرت خالدؓ بن سعید نے بہت ابتدائی ایام میں اسلام قبول کیا تھا۔ اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے وہی اسلام سے وابستہ ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ ایک خواب تھا۔ خواب میں دیکھا کہ آگ کے گڑھے پر کھڑے ہیں جس کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ دیکھا کہ ان کے والد حضرت خالدؓ کو اس آگ کے الاؤ میں دھکیلتے ہیں مگر حضور نبی کریم ﷺ فوراً ان کو سنبھال لیتے ہیں کہ کہیں آگ میں نہ گر جائیں۔ حضرت خالدؓ کے قبول اسلام پر حضور نبی کریم ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا لیکن ان کے والد ابو احیحہ نے اس کے بعد حضرت خالدؓ پر سخت مظالم ڈھائے مگر وہ ثابت قدم رہے۔

حضرت سوادؓ بن قارب :۔شاہ معین الدین ندوی اپنی کتاب "سیر مہاجرو انصار صحابہؓ" جلد ہفتم میں لکھتے ہیں "حضرت سوادؓ بن قارب اسلام لانے سے پہلے کاہن مشہور تھے۔ (کاہن غیب بین کو کہتے ہیں۔ ایسے لوگ جو غیب بینی کی صلاحیت بیدار کر لیتے تھے کاہن کہلاتے تھے) ہجرت مدینہ کے زمانہ میں ظہور نبوی ﷺ کی بشارت ملی۔ رویائے صالحہ دل پر اثر کر گیا فوراً اپنے وطن سے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ راستہ میں خبر ملی کہ جس گوہر مقصود کی تلاش میں نکلے وہ مدینہ منورہ جا چکا ہے۔ اسی وقت مدینہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مسجد میں جلوہ افروز ہیں۔ اونٹ بٹھا کر مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضرت سوادؓ نے اجازت لے کر اپنا خواب بیان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے خلعت اسلام سے سرفراز کرنے کے بعد نہایت خوشی کا اظہار فرمایا"۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ :۔خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ 122 پر ہے "حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام میں آنے سے تین شب قبل یہ خواب دیکھا کہ سخت تاریکی ہے جس کی وجہ سے مجھے کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ اچانک ایک نور ظاہر ہوا اور میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ دیکھا کہ زید بن حارثؓ، علیؓ اور ابو بکرؓ مجھ سے پہلے اس نور کی طرف سبقت کر چکے ہیں۔ (اس خواب سے متاثر ہو کر) میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

طیبہ روحانی لائبریری نمبر
16 ... 514 لاہور

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی زیارت

مرتبہ: احسن عظیم محامد

حضور ﷺ کی زیارت بحالتِ خواب ایک سعادت ہے۔ لیکن ایسے بھی بہت سے واقعات منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض بزرگوں نے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف بیداری کی حالت میں اور پورے ہوش و خرد کے ساتھ حاصل کیا۔
ان میں سے چند واقعات قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دفعہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے پھر بیچ دوران وعظ منبر سے اتر آئے اور باادب سر جھکا کر بیٹھ گئے ایک شخص نے وجہ دریافت کی تو آپؒ نے فرمایا کہ میں حضور سید کون و مکاں ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور جلوہ افروز ہو گئے۔ میری کیا مجال تھی کہ حضرت ساقی کوثر ﷺ کے برابر بیٹھا یا آپ ﷺ کی جانب پشت کرتا۔ میں اتر آیا اور خاموش ہو گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ :۔مصر کے علامہ حافظ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطیؒ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس ایک فریادی نے درخواست کی کہ میں سلطان قائتبائی کے پاس جا کر اس کی سفارش کروں۔ میں نے اس کو جواب دیا میرے بھائی میں 75 مرتبہ سلطان الانبیاء ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ سوتے جاگتے میں آپ ﷺ سے بعض احادیث کی صحت کے بارے میں دریافت کر چکا ہوں مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں سفارشی بن کر تمہارے ساتھ سلطان کے پاس گیا تو پھر مجھے زیارت نصیب نہ ہو گی۔ میں اس شرف کو شرف سلطان پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ :۔جب حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ نے اپنے مرشد گرامی حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا مزار مبارک تعمیر کرانا شروع کیا تو جہاں بہشتی دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ اس جگہ پر آپ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت حالتِ بیداری میں ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد محترم :۔حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم نے آپ کی پیدائش کے وقت ہادی عالم رحمت مجسم حضرت رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا دیدار کیا کہ آپ ﷺ نے تشریف لا کر بچہ کے کانوں میں اذان و تکبیر

کی اور اس چہ کے بارے میں چند باتیں ارشاد فرمائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ :۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے روح مبارک ﷺ کو ظاہراً و عیاناً دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالمِ مثال میں ان آنکھوں سے زیارت کی۔

حضرت رکن الدین سہروردی ملتانیؒ :۔ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے 17 ربیع الثانی 725ھ کو دہلی میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ حضرت رکن الدین سہروردی ملتانیؒ نے پڑھائی تدفین کے وقت آپؒ محبوب رب العالمین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کا اتنا اثر ہوا کہ فرطِ تاثیر سے بے ہوش ہو گئے۔

حضرت شیخ فرید الدین بن ابو اسحٰقؒ :۔ حضرت شیخ فرید الدینؒ ہر شب جمعہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی نیاز پکا کر درویشوں کو کھلاتے تھے۔ ایک دن خادم نے ناداستگی میں کمہاروں کے گھر سے بغیر اجازت برتن لا کر طعام کے لئے استعمال کئے۔ جب رات گزر گئی تو شیخ فرید الدینؒ حجرہ سے باہر آئے۔ ایک خادم نے وجہ دریافت کی تو فرمایا "آج رات میں نے حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم نبی مکرم ﷺ کو خلاف معمول حجرہ سے باہر قیام فرما دیکھا میں نے بڑھ کر باادب سلام کے بعد عرض کیا کہ میری بدقسمتی ہے کہ آج آپ ﷺ نے میرے حجرۂ تاریک کو منور نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے فرزند فرید تمہارے گھر میں مشتبہ برتن پڑا ہے جو میرے اندر آنے میں رکاوٹ ہے۔ شیخ فریدؒ نے فوراً وہ برتن باہر نکلوا دیا اور دوسری شب جمعہ پہلے سے دگنا کھانا پکا کر سرکار دو عالم ﷺ کی روح پر فتوح پر ایثار کیا۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ :۔ "مناقب غوثیہ" میں تحریر ہے کہ میر سید جلال الدین المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز مدینہ منورہ میں حضور روضہ رسول ﷺ بعد نماز تہجد مراقبہ میں تھا کہ ایک صاحب عظمت بزرگ کو دیکھا جو حضور ﷺ کے حجرہ شریف کے دروازہ پر آئے۔ ان کے لئے دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوئے اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔ دوسری اور تیسری شب بھی ویسا ہی ہوا۔ میں نے چاہا کہ میں بھی انہی کے پیچھے پیچھے داخل ہو جاؤں مگر دروازہ بند ہو گیا اور میں کامیاب نہ ہو سکا۔ حاضرین سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا خاموش رہو اندر رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں اور تم باتیں کرتے ہو۔ صبح اپنے مرشد کریم شیخ عبداللہ یافعیؒ سے یہ حال بیان کیا کہ کبھی کبھی حضرت سرورِ عالم ﷺ کا دیدار ہوتا ہے مگر ہمکلامی کی سرفرازی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر آپ کی توجہ سے یہ نعمت حاصل ہو جائے تو اپنے آپ کو بہت خوش بخت سمجھوں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے پیر و مرشد کے پاس لے جاؤں گا جو حضرت غوث الوریٰ ہیں۔ اس کے بعد آپ مدینہ شریف سے باہر تشریف لے آئے میں بھی ساتھ تھا۔ جب ایک جنگل میں پہنچے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب نہایت شان و شوکت سے ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ دربار پر نور ہستیوں سے بھرا ہوا ہے جس میں بہت سے آپ کے دائیں جانب اور بہت سے بائیں جانب کھڑے ہیں اور بعض بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں رقعہ جات اور عرضیاں لکھی جا رہی ہیں۔ جب میں نزدیک گیا اور دیکھا تو یہ وہی بزرگ نکلے جو نیم شب روضہ اطہر میں داخل ہوتے نظر آئے تھے۔ شیخ عبداللہ یافعیؒ نے آپ سے، نزدیک جا کر عرض کیا کہ یا غوث الاعظم یہ سید زادہ نہایت شائستہ اور آرزو مند ہے کہ حضور انور ﷺ کی مجلس میں داخل ہو کر دولت کاملہ سے سرفرہ ہو پس ایک پروانہ اس کو بھی عنایت فرما دیجئے آپ نے میری جانب التفات سے دیکھا اور فرمایا کہ اس کے لئے چٹھی کی ضرورت نہیں اس کو میں اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ جب دربار برخاست ہوا آپ اُٹھے اور مجھے اپنے ہمراہ لے کر چلے اور مجلس عالیہ میں داخل کیا۔ دولت کاملہ و سعادت مشاہدہ حضور نبی کریم ﷺ مجھے حاصل ہوئی جو کچھ نعمت مجھے ملی وہ

حضرت پیر دستگیر غوث الوریٰ کی رحمت و عنایت ہے"۔
(تواریخ الاولیاء جلد دوم صفحہ 333)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ :۔ جب حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے مدرسہ گورنمنٹ کے مقابلے میں مدرسہ کھولا تو بعض شرپسندوں نے حکومت کو یہ درخواست دی کہ حضرت مولانا نانوتویؒ نے ایک مدرسہ کھولا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سرحد کے لوگوں سے تعلقات پیدا کر کے گورنمنٹ سے جنگ کی جائے۔ دراصل یہ مدرسہ خفیہ طور پر طلباء کو قواعد جنگ کی تعلیم دیتا ہے اور ہندوستان پر چڑھائی کے لئے کابل کو تیار کر رہا ہے۔ حکومت نے اس درخواست پر فوراً تفتیش کے احکامات جاری کر دیئے حکام نے دورے کئے اور بعض نے دیوبند میں حضرت نانوتویؒ سے ملاقات کے لئے مسجد میں آنے کی اجازت مانگی۔ آپؒ نے اجازت دے دی کہ جوتے اتار کر آئیں۔ حاکم آیا کچھ دیر تک حضرت نانوتویؒ کے سامنے کھڑا رہا۔ واپس جا کر اس نے حکومت کو رپورٹ دی کہ یہ محض الزام اور لوگوں کی شرارت ہے ایسی کوئی بات نہیں۔

اس واقعہ کے بعد حضرت نانوتویؒ نے فرمایا میں اکثر دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور اپنی ردائے مبارک میں ڈھانپ کر مجھے کبھی اندر لاتے اور کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ سوتے جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ سب نے سمجھا کہ شر سے تحفظ منظور ہے لیکن حضرت رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں نہیں رکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت قاسم نانوتویؒ کا قریب ہی زمانہ میں وصال ہو گیا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ :۔ رمضان المبارک میں حضرت سید احمد شہیدؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ لیلۃ القدر کب آئے گی؟ شاہ صاحبؒ نے فرمایا "فرزند عزیز! شب بیداری کا معمول جاری رکھو۔ یہ بھی واضح رہے کہ محض جاگتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پاسبان ساری رات آنکھوں میں گزار دیتے ہیں مگر انہیں فیض آسمانی کب نصیب ہوتا ہے۔ خدائے برتر کا فضل شامل حال ہونا چاہئے۔ نصیب یاوری کرے تو انسان کو سوتے سے جگا کر دامن طلب برکات کے موتیوں سے بھر دیا جاتا ہے۔ سید صاحبؒ قیام گاہ پر چلے گئے اور شب بیداری کا معمول جاری رکھا۔ 27 رمضان المبارک کو عشاء کے بعد بے اختیار نیند آ گئی۔ رات کا ایک حصہ باقی تھا کہ اچانک کسی نے جگا دیا۔ اٹھے تو دیکھا دائیں بائیں حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ تشریف فرما ہیں اور زبان مبارک پر کلمات جاری ہیں "احمد اٹھو اور غسل کرو آج شب قدر ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہو اور قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا و مناجات کرو"۔ اس کے بعد یہ دونوں بزرگ تشریف لے گئے۔ سید صاحبؒ دوڑ کر حوض کی طرف گئے اور باوجود یہ کہ سردی سے حوض کا پانی برف ہو رہا تھا اس سے غسل کیا اور کپڑے بدل کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ سید صاحب فرماتے ہیں اس رات مجھ پر فضل الٰہی کی بارش ہوئی اور حیرت انگیز واردات و کیفیات مجھ پر وارد ہوئیں۔ میری بصیرت اس طرح روشن ہو گئی کہ میں نے دیکھا تمام درخت، پتھر اور دنیا کی ہر چیز سجدہ میں ہے اور تسبیح و تہلیل میں مشغول ہے مگر ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی صبح اذان تک یہی کیفیت رہی۔

حضرت سید جماعت علی شاہؒ :۔ حضرت جماعت علی شاہؒ کے خادم حاجی عبداللہ امرتسری نے بیان کیا کہ چودھویں صدی کی دوسری دہائی تھی۔ شاہ صاحبؒ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ میں ہمرکاب تھا۔ آپ بمبئی سے جدہ پہنچ کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ ہمارا قیام مدینہ منورہ ایام حج تک رہا۔ یہاں سے واپسی کے وقت شاہ صاحبؒ مواجہہ شریف کے سامنے طلوع آفتاب کے بعد ہدیہ صلوٰۃ والسلام پیش کر کے رخصت کی اجازت کی استدعا

کر رہے تھے کہ آپ کو عالم بیداری میں حضور رحمت ﷺ کی زیارتِ مبارکہ کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "خیر المبین صاحب کو حیدر آباد دکن میں ہمارا سلام پہنچادو"۔ اس حکم کی تعمیل میں شاہ صاحبؒ مناسک حج کی تکمیل کے فوراً بعد پہلے جہاز سے بمبئی تشریف لے گئے اور وہاں سے حیدر آباد دکن جانے والی پہلی گاڑی سے سوار ہو کر حیدر آباد دکن پہنچے اور اسٹیشن سے تانگہ کے ذریعے خیر المبین صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے حالانکہ آپ نے ان کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور آپ کا یہ سفر دکن بھی پہلا تھا جو حضرت اشرف الانبیاء ﷺ کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں کیا تھا۔ آپ نے مکان پر پہنچ کر دستک دی۔ ایک صاحب باہر آئے۔ آپؒ نے ان سے دریافت کیا خیر المبین صاحب گھر میں تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو اندر بلالیا۔ خیر المبین صاحب کو آپ نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت ارشاد فرمایا کہ آپ کو حیدر آباد دکن میں سلام پہنچادوں۔ یہ سنتے ہی ان کے اوپر وجد طاری ہو گیا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ جب بہت دیر بعد ہوش آیا تو اٹھ کر شاہ صاحبؒ سے معانقہ کیا۔ (تذکرہ شاہ جماعت صفحہ 242)

حضرت مولانا احمد رضا خانؒ :۔ جب حضرت مولانا احمد رضا خانؒ نے مدینہ طیبہ میں حاضری دی تو دیدار شوق میں درود شریف پڑھتے رہے یقین تھا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور عزت افزائی فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپؒ نے ایک نعت کہی۔ نعت عرض کرنے کے بعد انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور آقاو مولیٰ سید عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت کی دولت سے شرفیاب ہوئے۔

مولانا محمد علی جوہر :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں مولانا محمد علی جوہر ڈوبے ہوئے تھے انگریز حکومت کو اپنے ملک کی آزادی کے لئے جدو جہد کرنے کے جرم میں سزا سنائی تھی۔ مولانا جوہر کو بیجاپور جیل میں ایک روز دوپہر کو جمالِ تاجدار مدینہ ﷺ نظر آیا۔ ہوشیار ہونے کے بعد مولانا جوہر شکر بجالائے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

ایک عاشقِ صادق :۔ ایک نوجوان زمیندار 12 برس سے درود شریف پڑھ رہے تھے مگر حضور اقدس ﷺ کی زیارت نہ ہوئی تھی۔ حالانکہ دل میں آپ ﷺ کے لئے بے پناہ محبت تھی۔ بہت جتن کئے مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا تو یہ خیال کرنے لگے کہ ضرور حضور اقدس ﷺ مجھ سے ناراض ہیں۔ لہٰذا ایسی زندگی سے کیا حاصل اور خودکشی کے لئے ایک درخت پر چڑھ گئے۔ رسی کا پھندا گلے میں ڈالا اور دوسرا درخت کی ٹہنی سے باندھ کر کود پڑے۔ درخت سے لٹکے ابھی تڑپ ہی رہے تھے کہ محبوب رب العالمین ﷺ نے تشریف لا کر ان کو کمر سے پکڑلیا۔ رسی فوراً ٹوٹ گئی اور خواب میں دیدار کے خوش بخت تمنائی کو حالت بیداری کی ظاہری آنکھوں سے شرف زیارت حاصل ہو گیا۔ مگر تاب دیدار نہ لاتے ہوئے گر کر بے ہوش ہو گئے۔ دو تین دن بعد جب ہوش آیا تو اس نوجوان زمیندار کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ مجذوبانہ کیفیت طاری تھی۔ کبھی مساجد اور کبھی ویرانوں میں نظر آتے۔ اسی حالت میں چند سال زندہ رہ کر جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ (زیارت نبی ﷺ حالت بیداری از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ، صفحہ 84)

قارئین متوجہ ہوں

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ آپ کی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر آیات و احادیث درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

اکابرینِ اسلام فیضِ نبوی ﷺ کے سائے میں

تاریخ اسلام کی نامور علمی شخصیات پر نبی کریم ﷺ کی نظرِ عنایت ......

مرتبہ: دانیال

ہمارے پیارے رسول ﷺ کو ظاہری دنیا سے پردہ فرمائے چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے اس عرصہ میں بے شمار لوگ آپ ﷺ کی عنایات و انعامات سے مستفیض ہوئے۔ یہاں ہم نے اسلامی تاریخ کی چند نمایاں علمی شخصیات کے خواب منتخب کیے ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؒ :۔ تحفہ رضویہ صفحہ 9 پر مرقوم ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عالم رویا میں رسول اللہ ﷺ اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ یہ تمہارا فرزند (امام موسیٰ رضاؒ) اللہ کے انوار معرفت کا بیٹا اور حکمت الٰہی کا جاننے والا ہوگا۔ عالم زمانہ ہوگا کیونکہ یہ علم و حکمت سے بڑا ہے"۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز :۔ کیمیائے سعادت میں امام غزالیؒ نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور میں اس مجلس میں حاضر ہوں۔

حضرت سالمؒ بن عبداللہ بن عمر :۔ خیر المونس جلد دوم صفحہ 444 میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ حضرت سالم بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات تمام پیغمبروں کو اس شان میں دیکھا کہ ہر پیغمبر کے ساتھ چار چار چراغ ہیں اور ان کے حواریں کے ہمراہ ایک ایک چراغ۔ مگر ایک پیغمبر کے ہر رونگٹے میں ایک چراغ ہے اور اس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے اور ان کے ساتھیوں کے پاس چار چار چراغ ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ شخصیت کون ہیں؟ جواب ملا یہ پیغمبر آخر الزماں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

سید عبداللہؒ :۔ حضرت سید عبداللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت عطا ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ کے اہل میں سے کون آپ سے زیادہ قریب تر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور آخرت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا اور ایسی حالت میں مجھ سے ملا کہ اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک تھا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ :۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوفل بن حیانؒ نے وفات پائی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت بپا ہے اور تمام مخلوق حساب کتاب کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک حوض کے کنارے قیام فرما ہیں۔ آپ کے دائیں و بائیں بہت سے بزرگ کھڑے ہیں اور حضرت نوفلؒ آپ ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ حضرت نوفلؒ میرے نزدیک آئے تو میں نے پانی طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل کرلوں۔ آپ ﷺ نے انگشتِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پانی پلادو۔ حضرت نوفلؒ نے مجھے پانی پلایا۔ لیکن پانی پینے کے باوجود پیالہ میں پانی کی سطح کم نہ ہوئی۔ میں نے حضرت نوفلؒ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کے

دائیں جانب کھڑے بزرگ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ ہیں اور آپ ﷺ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ (خیرات الحسان فی مناقب النعمان)

حضرت امام مالکؒ :۔ ایک مرتبہ حضرت امام مالک کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے حضرت امام مالک کی طرف دایاں ہاتھ کھول کر اشارہ فرمایا۔ حضرت ابن سیرینؒ نے اس خواب کی تعبیر یہ دی کہ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے کہ پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ان کو "مفاتح الغیب" فرمایا گیا ہے۔ (خواب نامہ حضرت ابن سیرینؒ)

حضرت امام شافعیؒ :۔ رئیس احمد جعفری نے "سیرت ائمہ اربعہ" صفحہ 347 میں تحریر کیا ہے "امام شافعی فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دینے لگے۔ میں نے قریب ہو کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی کچھ سکھایئے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک ترازو عطا فرمایا"۔

عبداللہ بن مبارکؒ :۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس فلک عبادت نامی ایک غلام تھا جس نے آپ سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ میں آپ کو ایک درہم روزانہ دیا کروں گا اور جب معینہ رقم پوری ہو جائے گی تو آزاد ہو جاؤں گا۔ ایک روز ایک شخص نے عبداللہ سے شکایت کی کہ آپ کا یہ غلام رات کو کفن چراتا ہے اور ان کی فروخت سے آپ کو رقم دیتا ہے۔ چنانچہ آپ اسی شب چپ چاپ اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔ وہ واقعی قبرستان پہنچ کر ایک قبر کو کھودنے لگا۔ آپ نے دیکھا کہ قبر کے اندر ایک محراب برآمد ہوئی اور وہ نماز میں مشغول ہو گیا۔ اب آپ اس کے قریب آگئے اور دیکھا کہ گلے میں زنجیر اور جسم پر ٹاٹ کا لباس ہے اور یہ بہ خشوع و خضوع مراقبے میں محو ہے۔ آپ یہ حالت دیکھ کر دور ہٹ گئے۔ صبح ہونے کے قریب غلام نے قبر کا منہ اسی طرح بند کر دیا اور مسجد میں آکر نماز ادا کی۔ پھر دعا مانگی کہ اے بار الٰہی صبح ہو گئی اور میرا مجازی مالک مجھ سے ایک درہم مانگتا ہے۔ میں مفلس ہوں اور مفلس کو دینے والا تیرے سوا کوئی نہیں جہاں سے مناسب سمجھے عطا فرمادے۔ آپ نے دیکھا کہ اسی وقت ایک نورانی شعلہ نمودار ہوا اور ایک درہم اس غلام کے ہاتھ میں آگیا۔ اب تو آپ کو تاب ضبط نہ رہا۔ دوڑ کر گئے غلام کو سینے سے لگایا اور کہا کاش تم آقا ہوتے اور میں تمہارا غلام۔ غلام نے راز فاش ہوتے ہی دعا کی کہ اے رب العالمین تیرے بندے کا راز افشا ہو گیا بہت رسوائی ہوگی۔ تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اب تو میری روح قبض کر لے۔ اسی وقت وہ انتقال کر گیا اور آپ نے اسی ٹاٹ میں اس کو دفن کیا۔ اسی شب عبداللہ بن مبارک کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں "عبداللہ! تم نے ہمارے دوست کو ٹاٹ میں دفن کر دیا؟"

امام بخاریؒ :۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ "صحیح بخاری" کی تدوین کا محرک ایک خواب تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ تشریف فرما ہیں اور میں پنکھے سے ہوا جھل رہا ہوں۔ آپ ﷺ کے رخ انور کے قریب جانے والی مکھیوں کو بھی اڑا رہا ہوں۔ اس خواب کے بعد میرے دل میں صحیح بخاری کی ترتیب و تدوین کا خیال پیدا ہوا۔

علامہ ابن جوزیؒ :۔ خیر المونس جلد دوم صفحہ 443 پر تحریر ہے کہ علامہ ابن جوزی نے دو برس تک قرآنی آیت "کل یوم ھو فی شان" پر خطبات پڑھے۔ ایک دن اپنی نکتہ آفرینی پر ناز کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا ہمارا خدا اس وقت کس شان میں ہے اور کیا کر رہا ہے؟ علامہ لاجواب ہو گئے۔ وہ شخص تین روز تک بدستور یہی سوال کرتا رہا اور ابن جوزی کو سوائے خاموشی کے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ چوتھی شب اسی پریشانی میں سوئے تو سرور کائنات ﷺ جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا" ابن جوزی یہ شخص خضر

ہے تم اس کو یہ جواب دینا کہ ہمارا خدا اپنی ازلی اور قدیمی شانوں کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا ہے اس لئے اس وقت بھی وہی ہو رہا ہے جو ازل میں ہو چکا ہے"۔ حضرت خضر نے یہ جواب سن کر ابن جوزی سے کہا آپ حضور پرنور ﷺ پر درود بھیجئے جنہوں نے آپ کو تعلیم دی۔

حضرت امام جزریؒ :۔ مسنون دعاؤں کے مجموعہ "حصن حصین" کے مرتب امام جزریؒ نے یہ مجموعہ 22 ذی الحجہ بروز یک شنبہ 691ھ میں اپنے دمشق میں واقع مدرسہ میں مکمل کیا۔ جب یہ کتاب مکمل ہوئی تیمور لنگ کی وجہ سے دمشق فتنہ و فساد کا گھر بنا ہوا تھا۔ شہر کے گردونواح میں آگ لگی ہوئی تھی اور لوٹ مار جاری تھی۔ پانی تک بند کر دیا گیا تھا۔ ہر شخص اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے بارے میں متفکر تھا۔ مولف کے ایک جانی دشمن نے جس سے بچانے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ تھا اسی زمانہ میں ایذاء پہنچانے کے لئے ان کو طلب کیا۔ یہ چھپ کر بھاگ گئے اور حصن حصین کا مطالعہ کرنے لگے۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ بتاتے ہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھا ہوں اور آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا فرمایئے۔ میری درخواست پر آپ ﷺ نے دست مبارک اٹھائے اور دعا فرمائی۔ جمعرات کی رات میں نے یہ خواب دیکھا اور اتوار کی رات کو دشمن خود بخود بھاگ گیا۔

مورخ طبرانیؒ :۔ تاریخ طبری کے مولف کہتے ہیں میں نے ایک حدیث سنی جس میں حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں شفقت، دوستی اور حسن سلوک سے رہیں اور ایک جسم کی مانند ہوں کہ اگر ایک عضو میں درد ہوتا ہے تو پورا بدن بے چین رہتا ہے۔ ایک روز مجھے حضور ﷺ کی زیارت کی سعادت ملی تو میں نے حضور ﷺ سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے تین دفعہ فرمایا صحیح ہے۔

امام ابو عبیدہؒ :۔ امام ابو عبیدہ 214 ہجری میں ہجرت کر کے مکہ معظمہ جالیے تھے اور دس سال مقیم رہنے کے بعد ان کا وصال مکہ معظمہ ہی میں ہوا۔ "معجم الادباء" میں مذکور ہے کہ جب وہ مکہ معظمہ آئے اور حج سے فارغ ہو کر لوٹ جانے کا ارادہ کیا اور کرایہ کی سواری بھی طے کر لی تو اسی رات حضرت محمد ﷺ کے دیدار سے سرفراز ہوئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ جلوہ افروز ہیں اور کچھ لوگ دربانی کر رہے ہیں۔ لوگ جوق در جوق آکر حضور ﷺ کو صلوٰۃ والسلام پیش کر رہے ہیں۔ میں جب قریب پہنچا اور اندر داخل ہونا چاہا تو مجھے روک دیا گیا۔ میں نے دربانوں سے کہا کہ مجھے حاضر خدمت کیوں نہیں ہونے دیتے۔ انہوں نے کہا کہ تم کل عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ تم خدمت اقدس میں نہیں پہنچ سکتے اور نہ سلام عرض کر سکتے ہو۔ میں نے کہا اگر میں عراق نہ جاؤں تو ؟ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے عہد لے کر اجازت دے دی چنانچہ پیغمبر اعظم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ صبح اٹھ کر میں نے واپسی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

علامہ احمد بن قسطلانیؒ :۔ مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ 885 ہجری میں جب میں مدینہ شریف کی زیارت سے واپس ہو رہا تھا تو راستہ میں ایک ہرن نے میری خادمہ کے ایسی ٹکر ماری کہ وہ کئی دن تک سخت تکلیف میں مبتلا رہی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے اس کی صحت کے لئے دعا کی تو خواب میں دیکھا ایک شخص کے ساتھ ایک جن ہے۔ بتایا گیا اس جن نے ہرن کی صورت میں خادمہ کو ٹکر ماری تھی۔ اس شخص نے مجھے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اس جن کو سرزنش کی اور قسم دی کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ میری آنکھ کھلی تو خادمہ پر تکلیف کا کوئی اثر نہ تھا وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔

حاصلِ زندگی

آنسوؤں کی رواں جب جھڑی ہو گئی
موتیوں کی وہ رنگین لڑی ہو گئی

میں اندھیرے میں جب نعت لکھنے لگا
میرے چاروں طرف روشنی ہو گئی

آپؐ کی یاد دل میں ہوئی ضوفشاں
ہر گھڑی حاصلِ زندگی ہو گئی

میں نے جو کچھ بھی مانگا وہی مل گیا
میری مقبول نعتِ نبیؐ ہو گئی

انؐ کی چوکھٹ پہ جب میرا سر جھک گیا
عمر بھر کی ادا بندگی ہو گئی

میں بھیجا ہوا جب مدینے چلا
شوقِ دیدار سے رہبری ہو گئی

میں غلامِ غلامانِ احمدؐ سمیع
میری نسبت بھی کتنی بڑی ہو گئی

(صاحبزادہ سمیع الوری)

فاتحین پر رحمتِ نبوی ﷺ

فتح اور شکست کسی بھی جنگ کے دو پہلو ہیں۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر یقین پختہ ہو اور ان کے احکامات کی پاسداری کی جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں بعض فاتحین کو اللہ کے رسول ﷺ کی خصوصی مدد کے چند منتخب واقعات پیش کیے جا رہے ہیں۔

"فتوح الشام" کے واقعہ یرموک میں ملا واقدیؒ بیان کرتے ہیں۔

جب فتح میں تاخیر ہونے لگی اور خبر آئی کہ ساڑھے دس لاکھ سے زائد فوج مسلمانوں کے مقابلے پر ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت فکر کے عالم میں مبتلا ہو گئے اسی اثناء میں حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ ایک باغ میں جلوہ افروز ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا دل سپاہیوں میں پڑا ہوا ہے۔ خدا جانے ان کی کیا حالت ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کفار کی دس لاکھ ساٹھ ہزار فوج مقابلے پر آئی ہے۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر خوش ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ نے اہل ایمان کو فتح دی اور ان کے دشمنوں کو شکست ہوئی اور کفار بکثرت مارے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ترجمہ "ہم نے ان لوگوں کے لئے جو زمین میں نہ برائی چاہتے ہیں نہ فتنہ و فساد اس دوسرے گھر کو مقرر کیا اور عاقبت تو متقیوں کے لئے ہے"۔ صبح بعد نماز فجر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو یہ خواب اور بشارت سنائی۔ سب بہت خوش ہوئے اور اس خواب کی تاریخ لکھ لی۔ چند دن بعد جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح کی خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس کا مضمون رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کے عین مطابق تھا اور اسی روز فتح ہوئی تھی جس روز آپ ﷺ نے فتح کی بشارت دی تھی۔

❁ ❁ ❁

ایک رات حضرت ابو عبیدہؓ کو حضرت رسول اللہ ﷺ نے خواب میں سختی سے فرمایا "اے ابن جراح ایک بزرگ قوم دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنس گئی ہے اور تم سو رہے ہو۔ جلدی اٹھ جاؤ انشاء اللہ وقت پر پہنچ جاؤ گے"۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہؓ فوراً اٹھے اور عالم اضطراب میں کہا "النفیر النفیر" یعنی دوڑو دوڑو، لوگوں نے کہا خیر تو ہے۔ فرمایا حضرت رسول اللہ ﷺ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ موحدین کی ایک جماعت کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے چنانچہ اسی وقت فوج لے کر آپ روانہ ہوئے اور عین ضرورت کے وقت ان کے پاس پہنچ گئے۔ (مقاصد الاسلام حصہ دہم صفحہ 105)

مرتبہ: سرمد سلیم

❁ ❁ ❁

جب مسلمانوں کو شام میں فتح پر فتح ہونے لگی تو ہرقل نے مدد کے لئے فوجیں جمع کیں۔ قلنطانوس بادشاہ روم نے بھی ارادہ کیا اور چاہا کہ سلاطین سابقہ نے جو خزانہ جمع کیا ہے اس کو اس کام میں لائے۔ اس غرض سے اس مقفل مکان کو کھولنے کا ارادہ کیا جو حکمت سے بنایا گیا تھا۔

وہاں کے محافظین نے کہا اے بادشاہ اس مکان کو سات سو برس سے کسی بادشاہ نے نہیں کھولا۔ بلکہ ہر ایک نے وصیت کی کہ کوئی نہ کھولے۔ فلنطانوس نے بہر حال اسے کھولا تو دیکھا کہ ایک تختی پر بہت سی نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں اور یہ بھی تحریر ہے کہ جب زمین پر گمراہی پھیل جائے گی تو زمین تہامہ میں ایک چراغ ہدایت روشن ہوگا جس سے جہل کی تاریکی دور ہوگی۔ ان کی سواری اونٹ ہوگی۔ وہ توحید کی طرف بلائیں گے۔ ان کا دین تمام دینوں پر غالب آجائے گا۔ پھر جب وہ عالم روحانی کو جائیں گے تو ایک نحیف شخص ولی ملک ہوں گے جن کا دل منور بہ نور صدق ہوگا۔ ان کے بعد ایک شخص جن کا حملہ سخت ہوگا، عدل ان کی صفت، حق ان کا منقبت اور جبہ ان کا پیوند لگا ہوا ہوگا، وہ ان کا تلوار کا کام کرے گا۔ ان کے زمانہ میں بہت سی فتوحات ہوں گی۔ ان کے زمانہ میں یہ مکان جو حکمت سے بنایا گیا ہے کھولا جائے گا۔ اس شخص کو خوشخبری ہے جس کے دل میں حکمت مستحکم ہے۔ عقل اور حکمت کے چراغ روشن ہوں۔ حق سمجھ کر پیروی کرے اور باطل سے دور رہے، فلنطانوس نے یہ پڑھ کر علماؤس سے جو اس کا متولی تھا دریافت کیا کہ اس حکمت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ کہا اے بادشاہ کیا کہوں جس کو بڑے بڑے لوگوں نے بنایا ہے اور حکماء نے اسے معلوم کرلیا ہے مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہرقل کی دولت معرض زوال ہے۔ فلنطانوس تیس ہزار فوج لے کر انطاکیہ پہنچا جہاں ہرقل نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور بھی دشمنان اسلام کی کثیر فوجیں وہاں جمع ہونے لگیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ دعا میں مشغول تھے کیونکہ مسلمانوں کو ظاہری اسباب کے لحاظ سے کسی کامیابی کی امید نہ تھی بس اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا۔ فلنطانوس کا دل اسلام کی طرف راغب ہوچکا تھا اور وہ خفیہ طور پر مسلمانوں کی مدد کر رہے تھے۔ اسی دوران ایک رات امیر لشکر حضرت ابو عبیدہؓ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی دیکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابو عبیدہؓ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رحمت کی تمہیں بشارت ہو کہ کل انطاکیہ صلح سے فتح ہو جائے گا اور جو واقعات بادشاہ روم یعنی فلنطانوس پر اس موقع پر گذرے اور جو پیش آنے والے ہیں وہ سب بیان کردیئے اور فرمایا کہ یوقنا اور فلنطانوس تم سے قریب ہیں ان کو اس سے مطلع کردو۔ فلنطانوس نے جب واقعات سنے تو ان پر وجد طاری ہوگیا اور توحید و رسالت کی شہادت دے کر کہا کہ بے شک یہی دین حق ہے۔ فتح کے بعد یوقنا اور فلنطانوس اور ان کے رفقا جب حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آئے تو سب ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ ان کا پورا خاندان مسلمان ہوگیا اور دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کیا یہاں تک کہ تمام شہر فتح ہوگئے۔ اس کے بعد فلنطانوس حج کر کے حضرت رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ پہنچے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اور دیگر مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کیا پھر وہ بیت المقدس جاکر عبادت میں مشغول ہوگئے اور وہیں انتقال کیا ہوا۔

❁ ❁ ❁

حاکم ومیاط (مصر) کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حاکم نے شہر کے ایک عاقل انسان حکیم زرقان سے مشورہ کیا۔ حکیم نے مشورہ دیا کہ شہر ومیاط مسلمانوں کے حوالے کردو۔ حاکم کو اس بات پر غصہ آگیا کہ میرا بیٹا مارا گیا اور اب یہ مشورہ دیتا ہے کہ یہ شہر بھی مسلمانوں کے حوالے کردو۔ پس حکیم کی گردن اڑادی۔ حکیم کا مکان شہر پناہ سے ملا ہوا تھا۔ اس کے ایک عقلمند بیٹے نے راتوں رات ایک سرنگ وہاں سے کھودی اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گیا اور مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ حضرت ضرارؓ نے اسے دھوکا سمجھا اور فرمایا اے تیرا جس نے تجھ کو اس کام پر بھیجا اور اس کو مار ڈالنا چاہا کہ حضرت مقدادؓ نے ان کو روکا اور فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل کیا اور دیکھا

کہ آپ ﷺ اپنے دستِ مبارک سے اس کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ میں نے اس کو خواب میں اسی حالت میں دیکھا۔ اس کی کمر میں ایک کمربند چمڑے کا دیکھا جس میں چاندی کی کڑیاں تھیں۔ حضرت مقدادؓ نے پھر فرمایا اے لڑکے اپنی کمر کو کھول۔ لڑکے نے اپنی کمر کو کھول دیا تو ویسا ہی کمربند موجود تھا۔ لڑکا یہ واقعہ سن کر فوراً مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت مقدادؓ اور حضرت ضرارؓ نے اس لڑکے سے معانقہ کیا۔ بہت خوش ہوئے اور اس کی مدد سے شہر ومیاط فتح کرلیا۔ شہر ومیاط اسی حکیم کے لڑکے کے سپرد کر کے خود اس دروازے سے جس کو باب التراحیم یعنی باب الجہاد کہتے تھے اور جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے نکل گئے۔

❁ ❁ ❁

دمشق کی جنگ میں اہل اسلام کو بہت مشکلات کا سامنا ہوا اس موقع پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا "انشاء اللہ اسی رات یہ شہر فتح ہوجائے گا" یہ فرما کر آپ ﷺ نے تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ بہت جلد تشریف لے جا رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "ابوبکرؓ کے جنازے پر جانا ہے" بعد میں اسی طرح ہوا کہ اسی شب فتح بھی ہوئی تھی اور حضرت ابوبکرؓ کا وصال بھی ہوا تھا۔ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کی خبر دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کوئی شہادت طلب نہ کی کیونکہ آپ نے حضور اقدس ﷺ سے خواب میں بشارت پالی تھی۔

❁ ❁ ❁

بربر قبائل کو جزیرہ روم کے عیسائی اہل اسلام کے خلاف ابھارتے رہتے تھے لہٰذا ان کے فتنوں کو ختم کرنے کے لئے جزیرہ روم کے تمام جزیروں پر اسلامی پرچم لہرا لیا گیا لیکن سیوطا کا جزیرہ کاؤنٹ جولین کی قیادت میں مسلمانوں کے خلاف ڈٹا رہا۔ اسی جزیرے کے قریب ہی ہسپانیہ کا ملک واقع تھا۔ جہاں گاتھوں کی حکومت تھی۔ اس کا فرمانروا راڈرک تھا جو وزیا کو تخت سے اتار کر خود بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ راڈرک نے رعایا کو تنگ کر کے رکھ دیا تھا بادشاہ اور جاگیردار عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کسانوں، غلاموں اور غریبوں پر سخت ظلم توڑے جاتے تھے یہودی رعایا بھی بادشاہ اور امراء کے ظلم و ستم سے تنگ تھی۔ سیوطا جزیرے کے کاؤنٹ جولین کی حسین و جمیل جوان سال بیٹی فلورنڈا کو راڈرک نے اغوا کرلیا پھر جب کاؤنٹ جولین فلورنڈا کو ہسپانیہ سے لے کر آیا تو اس نے افریقہ کے مشہور سپہ سالار اور فاتح "موسیٰ بن نصیر" کو اپنی داستانِ غم لکھی اور راڈرک کے ظلم و ستم اور سرکشی کے حالات بتائے اور اندلس پر حملہ کی درخواست کی۔ موسیٰ بن نصیر نے درست حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے ایک غلام "ظریف" کو اندلس بھیجا پھر جب "ظریف" نے حالات کی رپورٹ دی تو موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دے کر اندلس کی فتح پر مامور کیا۔ طارق بن زیاد چار جنگی جہازوں میں سات ہزار کا لشکر لے کر اندلس کی فتح کے لئے روانہ ہوئے بذریعہ سمندر سفر کرتے ہوئے جب یہ لشکر ساحل پر آیا تو فوج کو نیچے اتارنے کے بعد طارق بن زیاد نے جہازوں کو آگ لگادی لوگوں کے دریافت کرنے پر تلوار ہاتھ میں لے کر جواب دیا جو بزدل جہازوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو وہ ناامید ہوجاتا ہے ہمارا معبود صرف اللہ ہے جو حی و قیوم ہے ہم اسی کا پیغام لے کر آئے ہیں اب ہمیں اسی ملک میں جینا مرنا ہے۔ سفر کے دوران جب طارق بن زیاد جہاز میں بیٹھے غور و فکر کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ سے امداد کے طالب تھے تو اسی دوران ان کی آنکھ لگ گئی اور طارق بن زیاد نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہاجرین و انصار کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلواریں لٹکائے اور مونڈھوں پر کمانیں چڑھائے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "طارق اسی شان سے آگے قدم بڑھاتے جاؤ"۔ پھر آپ ﷺ نے طارق بن زیاد کو مخالفوں

کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ طارق بن زیاد نے خواب میں مزید دیکھا کہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اندلس میں داخل ہوگئے اور پیچھے طارق بن زیاد خود بھی ہے۔ خواب میں ملنے والی اس بشارت کے بعد اندلس کے بارے میں طارق بن زیاد کے اندیشے دور ہوگئے اور ان کا یقین مستحکم ہوگیا۔ آخر کار اس مہم میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور مجاہدین نے ایک لاکھ فوج کو مار بھگایا عیسائی بادشاہ راڈرک مارا گیا اور خواب کی یہ پیشین گوئی بہت عمدہ انداز سے پوری ہوئی۔

✿ ✿ ✿

بادشاہت ملنے سے قبل سلطان سبکتگین نیشاپور میں مقیم تھا صرف ایک گھوڑا اس کے پاس تھا جس پر سوار ہوکر وہ جنگلوں میں شکار تلاش کرتا اور گزر بسر کرتا ایک دن شکار کی تلاش میں جنگل میں گھومتا رہا صبح سے شام ہوگئی لیکن کوئی شکار نہ ملا آخر اسے ایک ہرنی نظر آئی جو اپنے بچے کے ساتھ جنگل میں چر رہی تھی سبکتگین نے گھوڑے کو ایڑ لگائی ہرنی تو نکل گئی بچہ پکڑا گیا بچہ کو لے کر وہ شہر کی جانب چل پڑا شہر کے قریب پہنچ کر اس نے جنگل کی طرف مڑ کے دیکھا تو حیران رہ گیا بے چاری ممتا کی ماری ہرنی اپنے بچے کی محبت میں اس کے پیچھے پیچھے چلی آرہی تھی۔ سبکتگین نے یہ دیکھا تو اس کو بہت ترس آیا اس نے سوچا آج بغیر شکار کے گزارہ کرلیں گے ورنہ اس کی ماں تو غم سے نڈھال ہوجائے گی چنانچہ بچہ کے پاؤں کھول کر اسے آزاد کردیا ہرنی کا بچہ اچھلتا کودتا اپنی ماں کے پاس چلا گیا پھر ہرنی اپنے بچے کے ساتھ جنگل کی طرف چل دی اور مڑ مڑ کر سبکتگین کو دیکھتی اور آنکھوں آنکھوں میں رحمدل شکاری کا شکریہ ادا کرتی جاتی۔
اسی رات سبکتگین کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا "سبکتگین! اس کمزور ہرنی پر رحم کرکے تم نے ہمارا دل خوش کردیا ہے تم ایک دن بہت بڑے بادشاہ بنو گے جب بادشاہ بنو تو خدا کے بندوں پر ایسی ہی شفقت کرنا تاکہ تمہاری سلطنت کو قیام ودوام حاصل ہو"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سبکتگین کو سلطان سبکتگین بنادیا اور اس کی اولادوں میں چودہ حکمران پیدا فرمائے۔

✿ ✿ ✿

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی کو کسی وجہ سے قیامت کے بارے میں، اس بارے میں کہ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اور سلطان سبکتگین سے اپنی نسبت کے بارے میں کچھ شکوک تھے۔ ایک دن سلطان غزنوی کہیں سے آرہے تھے رات کا وقت تھا فراش شمع اور سونے کا شمعدان ساتھ تھا سلطان نے دیکھا کہ ایک طالب علم اندھیرے میں تنہا سبق یاد کر رہا ہے جب اسے کتاب کی عبارت دیکھنے کے لئے روشنی کی حاجت ہوتی تو وہ ایک بنیے کے چراغ کے پاس جاکر دیکھتا اور پھر یاد کرنا شروع کردیتا یہ دیکھ کر سلطان محمود کا دل بھر آیا اور اس نے شمع دان طالب علم کو دے دیا تاکہ اسے پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔ اسی شب محمود غزنوی کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا "اے امیر سبکتگین کے بیٹے! اللہ تجھ کو دونوں جہان میں عزت دے جیسی کہ تو نے میرے وارث کو دی"۔ اس خواب کے بعد سلطان محمود کے تینوں شبہات بھی دور ہوگئے۔

✿ ✿ ✿

سید قطب الدین مدنی عرب سے سیر کرتے ہوئے قصبہ کڑا پہنچے۔ وہاں کے ہندوؤں نے آپ کو سخت اذیتیں دینی شروع کردیں، پریشان کرنے لگے اور وہاں رہنے نہ دیا۔ آپ سخت غم میں مبتلا ہوکر واپس مدینہ طیبہ آگئے۔ رات کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے فرزند تم بادشاہ غزنی کے پاس جاؤ اور اس کی مدد سے جہاد کرو فتح پاؤ گے"۔ بیدار ہونے کے بعد ارشاد کے مطابق غزنی روانہ ہوئے اور وہاں سے لشکر لے کر قصبہ کڑا میں داخل ہوئے اور اس کو فتح کرلیا۔

مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

غریبوں کے ملجا و ماوا اور بے سہاروں کے سہارا حضور نبی کریم ﷺ ظاہری دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں لیکن اب بھی مسلمانوں کی خبرگیری اور دستگیری فرمارہے ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ سے ذہنی و روحانی طور پر تعلق بیدار کرلیں۔

مرتبہ: عامر غنی

رحمت للعالمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت، فیض، کرم، عنایات اور امداد بے کسوں، مجبوروں اور پریشان حالوں پر آج بھی اسی طرح محیط ہے جیسے بوقت بعثت آپ ﷺ کی ذات سے حرماں نصیب لوگوں کی مشکلات اور حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں حضور ﷺ نے بحالتِ خواب یاوری بے کسوں اور غم زدوں کی حاجت روائی کی اور انہیں پریشانیوں سے نجات دلائی یہاں ہم قارئین کی خدمت میں حضور ﷺ کے وصال کے بعد بے کسوں پر عنایات کے چند واقعات پیش کرتے ہیں۔

✱.... جس شب حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ غربت کی وجہ سے گھر میں چراغ کے لئے تیل تک نہ تھا۔ آپ کی والدہ نے شوہر سے کہا کہ فلاں ہمسایہ کے پاس جاکر تھوڑا سا روغن لے آؤ تاکہ چراغ جلا سکیں۔ آپؒ کے والد بہت خوددار شخصیت تھے اس لئے یہ گوارا نہ کیا کہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ گھر سے باہر آئے اور ہمسایہ کے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر واپس آگئے اور اہلیہ سے کہا کہ وہ دروازہ نہیں کھولتا اور اسی حالت میں سوگئے۔ اسی شب قسمت نے یاوری کی اور حضرت نبی رحمت ﷺ خواب میں جلوہ فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "غمگین نہ ہو تمہاری بیٹی سیدہ ہے۔ میری امت کے 70 ہزار افراد اس کی شفاعت میں ہوں گے۔ عیسیٰ زردان کے پاس جاؤ جو امیر بصرہ ہے۔ اور یہ پیغام اس تک پہنچاؤ کہ تم ہر رات مجھ پر سو بار درود بھیجتے تھے اور شب جمعہ چار سو بار۔ پچھلی جمعرات جو گزر گئی کیا وجہ کہ تم نے درود نہیں پڑھا۔ اب اس کے عوض چار سو دینار بطور کفارہ اس آدمی کو دے دو" آپ جب بیدار ہوئے تو یہ سب کچھ ایک کاغذ پر لکھ کر دربان کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا۔ امیر نے یہ دیکھا تو دس ہزار درہم درویشوں میں بانٹنے کا حکم دیا اس شکرانے میں کہ حضرت محمد رسول ﷺ نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ چار سو دینار حضرت رابعہؒ کے والد کو دیئے جائیں اور وہ میرے پاس آئیں تاکہ میں ان کو دیکھوں۔ لیکن اچانک اس نے کچھ سوچا اور بولا میں اس بات کو مناسب نہیں سمجھتا کہ حضرت محمد ﷺ کا پیغام بر ہو اور اس کو اپنے پاس بلاؤں، نہیں میں خود جاؤں گا اور اپنی داڑھی سے اس کے در کی خاک روبی کروں گا۔ پھر حضرت رابعہ بصریؒ کے والد کے پاس جاکر کہا خدا کی قسم جب بھی آپ کو ضرورت ہو تو مجھ سے فرمایا کریں۔ آپ نے چار سو دینار لئے اور ان سے ضروری اشیاء خریدیں۔

✱.... ایک شخص قرضے کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ بہت ہاتھ پیر مارنے کے باوجود بندوبست نہ کرسکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوکر التجا کرنے لگا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم عیسیٰ

بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاؤ وہ تمہیں چار سو اشرفیاں دے گا۔ وہ شخص اٹھا تو دربار کی طرف چل دیا دربار پہنچا تو دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ اتنے میں ایک ملاقاتی باہر آیا تو اس شخص نے ملاقاتی سے اپنا حال بیان کیا ملاقاتی نے کہا کہ وزیر تو صبح سے تمہارے انتظار میں ہے۔ جب یہ شخص وزیر کے پاس پہنچا تو وزیر نے کہا اے شخص حضرت رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو چار سو اشرفیاں دوں۔ اس شخص نے کہا میں نے بھی حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں وزیر کے پاس جاؤں وہ مجھے چار سو اشرفیاں دے گا۔ وزیر نے ایک ہزار اشرفیاں دیتے ہوئے کہا چار سو اشرفیاں حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق لے لو اور چھ سو اشرفیاں بھی میری طرف سے رکھ لو اس شخص نے جواب دیا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے زیادہ نہ لوں گا۔ حالانکہ میں چھ سو اشرفیوں کا قرضدار ہوں۔ اللہ اسی میں برکت ڈال دے گا۔ اس شخص نے چار سو اشرفیاں لیں اور کچھ رقم قرضدار کو دی اور باقی سے تجارت کرلی اور تجارت میں اللہ نے اتنی برکت دی کہ ایک سال میں اسے ایک لاکھ اشرفیوں کا منافع ہوا تمام قرض ادا ہو گیا اور وہ خوشحال ہو گیا۔

✸...... مشہور محدث علامہ احمد بن قسطلانیؒ "مواہب لدنیہ" میں لکھتے ہیں کہ "میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز آگئے اور میں کئی سال تک مسلسل بیمار رہا۔ ایک مرتبہ جب میں مکہ مکرمہ میں تھا تو حضرت رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگنی شروع کی دعا کے بعد مجھے نیند آگئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں یہ تحریر ہے کہ یہ دوا احمد بن قسطلانی کے لئے نبی کریم ﷺ کی جانب سے آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عطا ہوئی ہے۔ جب میں خواب سے جاگا تو حیرت انگیز طور پر مرض کا ذرا بھی اثر باقی نہ رہا"۔

✸...... حاجی محمد احسنؒ فرماتے ہیں کہ حج کے بعد جب قافلے کے ہمراہ میں جدہ ہو کر براستہ سمندر مدینہ طیبہ جانے لگا تو ہماری بوٹ جس میں ہم سوار تھے مخالف رخ پر چلنے والی تیز ہواؤں کی وجہ سے بے راہ ہو گئی اور ہم بھٹک گئے۔ دو دن بے آب و دانہ گزر گئے۔ دوسرے دن میرے ایک ساتھی نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ تشریف فرما ہیں اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہؓ آپ ﷺ سے عرض کر رہی ہیں کہ بابا جان کیا اپنے مہمانوں کو یوں ہی بھوکا پیاسا رکھے گا۔ آپ ﷺ نے کھانا تقسیم کرنے کا حکم فرمایا اور جناب سیدۃ النساءؓ نے خمیری روٹیاں اور گوشت کھانے کو دیا۔ یہ خواب دیکھ کر حاجی صاحب جاگ اٹھے پھر تھوڑی دیر بعد ہی ہماری بوٹ خیریت کنارے پر جا لگی اور جیسا خواب میں کھانا دیکھا تھا ویسا ہی کھانا ہم لوگوں نے بعد میں کھایا۔

✸...... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی تربت مبارک پر رو رہا تھا اور عرض کرتا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنے بیٹے کو آپ ﷺ کے سپرد کیا آپ ﷺ ہی اس کو پھر مجھ سے ملا دیں۔ ان بزرگ نے اس سے احوال دریافت کیا تو وہ کہنے لگا جب میں جدہ سے چلا تو میرا بیٹا میرے ساتھ سوار تھا۔ قضائے حاجت کے لئے نیچے اترا بس اسی وقت سے غائب ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ دو سال بعد اسی شخص سے مصر میں میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کے بیٹے کا حال دریافت کیا تو وہ بتانے لگا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اس سے ملا دیا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک قوم کے اونٹ چراتا تھا اس قوم کی ایک بی بی نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ فلاں مصری لڑکے کو اس کے گھر پہنچا دو۔ اس نے تلاش کر کے یہاں پہنچا دیا۔

✸...... ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے بیت اللہ روانہ ہوا۔ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو خرچ بالکل ختم ہو گیا اور فاقہ کرنے لگا۔ میں روضہ اطہر کے قریب گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا مہمان ہوں

اور اللہ کی راہ کا مسافر میری مدد فرمایئے۔ نماز عصر سے قبل مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ قبر مبارک شق ہو گئی اور تین صاحب اس میں سے تشریف لائے۔ ایک ان میں سے حضور ﷺ ہیں میں نے سلام عرض کیا ان میں سے ایک صاحب میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا اٹھ جاؤ نبی کریم ﷺ حاجیوں میں کھانا تقسیم فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں بھی ایک بے کس ہوں اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھے کھانا عنایت فرمایا۔ میں نے خواب میں ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔ جب بیدار ہوا تو اپنے منہ میں عمدہ کھانے کا مزہ محسوس کیا اس کے بعد ایک شخص نے بلا معاوضہ مجھے اپنی سواری پر بٹھا کر مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔

استنبول کے توپ کاپی میوزیم میں محفوظ نقش کف پائے رسولؐ

✸...... بغداد شہر کی ایک سیدانی پندرہ برس اس قدر بیمار رہیں کہ نشست و برخاست سے مجبور ہو گئیں اور زندگی سے عاجز آگئیں ایک رات خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا میں تمہارا باپ ہوں سیدانی کو خیال آیا کہ حضرت علیؓ ہیں کہنے لگیں کہ امیر المومنین آپ میری حالت دیکھئے۔ فرمایا میں تمہارا باپ محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ سیدانی یہ سن کر رونے لگیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری حالت پر رحم فرمایئے اور مجھے تندرست کر دیں۔ آپ ﷺ نے کچھ پڑھا اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جاؤ۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑ کر سیدانی کو کھڑا کیا اور فرمایا تم کو اس وقت سے صحت ہے۔ وہ سیدانی اسی وقت اچھی ہو گئیں اور پورے بغداد میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا۔

✸...... ایک شخص پر پانچ سو درہم قرض تھے اور وہ قرض کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ اس نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا "تم ابوالحسن کسائی کے پاس جاؤ وہ نیشاپور کا آدمی ہے اور ہر سال دس ہزار افراد کو کپڑے مہیا کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ پانچ سو درہم میرے قرضے کے ادا کر دو اگر ابوالحسن کوئی نشانی طلب کرے تو کہنا کہ "تم ہر رات ایک سو مرتبہ درود بھیجتے تھے۔ کل رات درود نہ بھیجا"۔ وہ صاحب ابوالحسن کے پاس گئے اور پانچ سو درہم طلب کئے۔ ابوالحسن نے کوئی خاص التفات نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ نشانی دی ہے۔ ابوالحسن نے جب یہ سنا تو سجدہ شکر بجالائے اور کہا کہ یہ ایک راز تھا میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان جو کسی اور کو معلوم نہ تھا۔ ابوالحسن نے اسے ڈھائی ہزار درہم دیئے اور کہا کہ ہزار درہم عوض اس بشارت کے ہیں کہ تم نے حضور ﷺ کی جانب سے مجھے پہنچائی اور ہزار درہم اس کے عوض کہ تم نے اس خاکسار تک قدم رنجہ فرمایا اور پانچ سو درہم تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ہیں۔ جس کا حکم حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو دیا ہے۔ آئندہ جب کسی امر کی حاجت ہو تو میرا در تمہارے لئے ہر وقت کھلا ہے۔

٭...... ملا واقدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر بڑی تنگی ہوئی اور رمضان المبارک بھی قریب آگیا میں نے ایک علوی دوست کو لکھا کہ مجھے ایک ہزار درہم قرض دے دو۔ اس نے بھیج دیئے اسی روز میرے ایک دوست نے بھی مجھ سے ایک ہزار درہم قرضہ مانگا۔ میں نے وہ درہم اسے دے دیئے۔ چند روز بعد وہ علوی دوست جس نے قرض دیا تھا۔ اور وہ دوست جس نے قرض لیا تھا دونوں میرے پاس آئے علوی دوست نے کہا ماہ رمضان المبارک آگیا اور میرے پاس وہی ہزار درہم تھے جو تم نے قرض لے لئے۔ جب تینوں دوستوں کو اصل واقعہ کا علم ہوا تو ایک ہزار درہم کو تین حصوں میں تقسیم کرکے تینوں نے ایک ایک حصہ لے لیا۔ جب میرا حصہ ختم ہونے کو آیا تو بہت پریشان ہوا۔ اسی دوران خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ کو کشائش کی بشارت دی۔ صبح ہوئی تو یحییٰ بن خالد برمکی کا آدمی مجھے بلانے آیا۔ (یحییٰ بن خالد برمکی بغداد کے مشہور برامکہ خاندان کے فرد تھے) اس کے ساتھ ہو لیا۔ یحییٰ نے پوچھا واقدی تمہارا کیا حال ہے۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ تم نہایت پریشانی میں ہو۔ اس پر میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ یحییٰ نے اسی وقت مجھے تیس ہزار اور میرے دوستوں کو تیس تیس ہزار درہم دیئے۔

٭...... ابو جعفر قاضی کوفی کی یہ عادت تھی کہ جو شخص اولاد علی بن ابی طالبؓ میں سے ان سے کوئی چیز طلب کرتا اگر قیمت دے دیتا تو لے لیتے ورنہ اپنے ملازموں سے کہہ دیتے کہ جو چیز مانگے دے دو اور حضرت علیؓ کے ذمہ مطالبہ قیمت لکھ دو۔ کچھ عرصہ یہی حال رہا۔ اتفاق سے قاضی کوفی پھر محتاج اور غریب ہوگئے۔ ایک بدخواہ نے ان سے کہا تمہارا علیؓ جو تمہیں روپیہ دیتا تھا کہاں چلا گیا۔ یہ سن کر قاضی صاحب کو سخت ندامت ہوئی اور وہ رنجیدہ اپنے مکان میں آگئے اور اسی پریشانی کے عالم میں سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ اور حضرات حسنینؓ تشریف لائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرات حسنینؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا باپ کہاں ہے۔ اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف لے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علیؓ تم اس غریب کا قرضہ کیوں نہیں ادا کرتے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں لایا ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے ایک تھیلی ابو جعفر قاضی کوفی کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا یہ اس کی قیمت ہے جو میری اولاد نے تم سے سامان لیا اور تم نے بلا قیمت ان کو دیا تھا۔ بعد میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے ابو جعفر اس کو لے لو اور اولاد علیؓ میں سے جو تم سے سامان لینے آئے اس کو دے دیا کرو۔ تم کبھی محتاج نہیں ہوگے۔ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں جب میں اٹھا تو تھیلی میرے ہاتھ میں تھی۔

٭...... ابو عبد اللہ محمد بن زرعہ صوفی ذکر کرتے ہیں کہ وہ، ان کے والد اور ابو عبد اللہ بن خفیف مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ وہ رات کو بھوکے رہے۔ محمد بن زرعہ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے اور بار بار اپنے والد سے کہتے تھے کہ میں بھوکا ہوں۔ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ آج رات ہم آپ کے مہمان ہیں"

یہ عرض کرکے ان کے والد مراقبہ میں چلے گئے۔ کچھ دیر تک حالت مراقبہ میں رہنے کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی روتے تھے اور کبھی ہنستے تھے۔ ان سے اس کیفیت کا سبب دریافت کیا گیا تو کہنے لگے:

"میں نے مراقبہ کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور ﷺ نے کچھ درہم میرے ہاتھ پر رکھ دیئے ہیں۔ مراقبے کے بعد میں نے ہاتھ کھولا تو اس میں وہ درہم موجود تھے"۔

ابو عبد اللہ محمد بن زرعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان درہموں میں اتنی برکت دی کہ مدینہ منورہ سے وہ شیراز آگئے اور وہاں بھی ان درہموں میں سے خرچ کرتے رہے۔

٭...... اندلس میں ایک شخص کا بیٹا رومیوں کی قید میں چلا گیا۔ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رہائی کا کوئی ظاہری وسیلہ نہ رکھتا تھا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے کے ارادے سے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں کوئی اس کا واقف کار ملا۔ اس نے پوچھا:

"کہاں جاتے ہو؟" اس نے جواب دیا: "رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے لئے تین سو دینار زر فدیہ مانگتے ہیں۔ مجھ میں اس کی استطاعت نہیں سو میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے جاتا ہوں"۔ اس واقف کار نے کہا:

"ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنا اچھی بات نہیں ہے"۔

مگر وہ شخص نہ مانا اور اپنے ارادے پر قائم رہا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اس نے روضہ شریف پر حاضری دی اور اپنا حال عرض کرکے رسول اللہ ﷺ سے توسل کیا۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ۔ وہ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق واپس ہوا۔ جب اپنے شہر میں پہنچا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا۔ اس سے حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات کو مجھے اور بہت سے قیدیوں کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دی۔ وہ رات وہی تھی جس میں وہ شخص اپنے بیٹے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

٭...... بیرسٹر کے ایل گابا 1899ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد لالہ ہرکشن لال گابا ڈپٹی کمشنر ملتان کے دفتر میں کلرک تھے مگر دیکھتے ہی دیکھتے اتنی ترقی کی کہ حکومت پنجاب کے وزیر تعلیم بن گئے۔ وہ کروڑ پتی سرمایہ دار تھے اور ان کا دل اور دستر خوان وسیع تھا۔ آخر زمانہ میں انگریز حکمرانوں کے زیر عتاب آئے اور نہایت کسمپرسی کے عالم میں جان دی۔ وسیع جائیداد کوڑیوں کے مول نیلام کر دی گئی۔ کے ایل گابا نے 1932ء میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام کنہیا لال گابا کی جگہ خالد لطیف گابا رکھ دیا گیا یعنی دستخط اب بھی K.L.GAUBA ہی رہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر ہندوؤں کی جانب سے انہیں دوبارہ ہندو بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مگر یہ اسلام پر قائم رہے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی جس کا نام PROPHET OF THE DESERT (پیغمبرِ صحرا) ہے۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گابا نے اپنی خود نوشت سوانح حیات FRIENDS AND FOES کے اندر حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے۔

"پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ (یہ وہی ینگ ہیں جنہوں نے بوڑھے لالہ کشن لال گابا پر ظلم ڈھائے تھے) کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے اور ایک جھوٹے مقدمے میں مجھے ملوث کرکے پابند سلاسل کر دیا۔ ضمانت پر رہائی کے لئے انگریز ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج

لاہور نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ زر ضمانت مقرر کیا۔ روزنامہ "زمیندار" اور "احسان" نے مسلمانانِ ہند سے بار بار اپیل کی کہ اس نو مسلم کو قید سے رہائی دلائی جائے مگر پورے ہندوستان میں ایک مسلمان بھی اتنی رقم بطور ضمانت پیش نہ کر سکا جس کی وجہ سے مجھے چند ہفتے جیل میں گزارنے پڑے۔ اسی اثناء میں سیالکوٹ کے ایک ٹھیکیدار الحاج ملک سردار علی کو سرور کونین حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا: "سردار علی اٹھو اور صبح لاہور جا کر ایک نو مسلم قیدی خالد لطیف گابا کی سیشن کورٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضمانت دے آؤ اور اسے قید سے رہائی دلاؤ۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا۔ اس نے میرے بارے میں ایک کتاب "پیغمبر صحرا" لکھی ہے جو مجھے بہت پسند آئی ہے۔"

ملک سردار علی اس زیارت بابرکت سے بے حد مسرور ہوئے۔ صبح کاغذات کی تصدیق کے لئے عدالت پہنچے مگر ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر چندر آئی سی ایس نے آپ کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ گابا باہر بھاگ جائے گا اور رقم ضبط ہو جائے گی۔ تم ضمانت نہ دو۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ جس بزرگ و برتر ہستی نے اس کام کے لئے حکم فرمایا ہے اس پر اگر میری جان قربان ہو جائے تو مقام مسرت ہوگا ڈیڑھ لاکھ روپیہ کیا چیز ہے! میں نہیں جانتا خالد لطیف گابا کون شخص ہے۔ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے تو خواب میں اس کا نام بتلایا گیا ہے۔

ہندو ڈپٹی کمشنر نے کاغذات کی تصدیق نہ کی۔ مجبوراً ملک صاحب نے دو تین دوستوں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد جمع کیا اور لاہور آ کر انگریز سیشن جج کی عدالت میں نقد زر ضمانت پیش کر کے مجھے رہائی دلائی۔

✱......ابو عبداللہ ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا۔ دو روز کے فاقے سے تھا۔ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول امین ﷺ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی ہے۔ آدھی روٹی تو میں نے حالت خواب ہی کھا لی اور جب بیدار ہوا تو باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (محبوب القلوب صفحہ 351)

✱......ابراہیم بن اسحاق کوتوال بغداد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ "قاتل کو قید خانے سے رہا کر دو"۔ بیدار ہونے پر میں نے دریافت کیا کہ قید خانہ میں کیا کوئی قتل کا ملزم ہے معلوم ہوا کہ ہے اس کو میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے ملزم سے احوال بیان کرنے کو کہا۔ اس نے کہا کہ میں ایک گناہ گار گروہ سے تعلق رکھتا ہوں جو ہر رات حرام کاری کیا کرتے ہیں۔ ایک بڑھیا ہم نے مقرر کر رکھی تھی جو حیلے بہانے اور دھوکے سے عورتوں کو ہمارے پاس لے آتی تھی۔ ایک روز ایک نہایت خوبصورت حسینہ کو لائی جس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میری عصمت کو داغ دار نہ بناؤ میں سیدانی ہوں میرے نانا حضرت رسول اللہ ﷺ اور ماں حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں۔ خدا کے واسطے مجھے پناہ دو۔ اس بڑھیا نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میرے دل پر اس کی باتوں کا اثر ہوا مگر میرے ساتھی بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ تو ہم کو فریب دے کر اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ وہ اس حسینہ کی عزت و آبرو لوٹنے پر تلے بیٹھے ہیں تو میں نے ان کا مقابلہ کیا۔ چھری میرے ہاتھ میں تھی میں نے حملہ کر دیا اس دوران میں خود بھی زخمی ہو گیا لیکن اس شیطان کو جو اس حسینہ کی عصمت دری پر ادھار کھائے بیٹھا تھا قتل کر ڈالا۔ میں نے حسینہ کو اشارہ کیا۔ وہ ہمیں لڑتا ہوا دیکھ کر چپ چاپ فرار ہو گئی۔ غل غپاڑہ سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ خون آلود چھری میرے ہاتھ میں اور ایک لاش دیکھ کر سپاہیوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ کوتوال نے یہ واقعہ سن کر ملزم سے کہا کہ خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کی راہ میں میں نے تجھ کو رہا کیا۔ اس کے بعد وہ ملزم جملہ افعالِ قبیحہ سے تائب بھی ہو گیا۔ (الخیرہ ذوی الاحلام)

✱......"تذکرۃ الاولیاء" میں تحریر ہے کہ ایک آدمی دن بدن لاغر ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ یہ حالت ہوئی کہ چارپائی سے جا لگا۔ ایک رات اسے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور عرض کیا کہ میں اتنا لاغر ہوں کہ اٹھ بھی نہیں سکتا بڑی مشکل میں ہوں اور بیماری کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ میرے واسطے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں دن ایک پرندہ کا بچہ تیرے اوپر آ گرا تھا اور اس کی ماں تیرے سر پر اڑ رہی تھی مگر تو نے سختی سے ہاتھ مارا جس کی وجہ سے وہ بچہ مر گیا اور اس کی ماں نے تیرے لئے بددعا کی جو قبول ہوئی۔ اب تیرے واسطے کوئی دعا نہیں۔ چند روز بعد اسی آدمی کے گھر میں ایک بلی نے بچے دیئے۔ بلی کہیں گئی ہوئی تھی کہ ایک سانپ اس کے بچوں کو کھانے کے لئے آ گیا۔ اس شخص نے لکڑی سے سانپ کو بچوں کے پاس جانے سے روکا۔ اتنے میں بلی بھی آ گئی۔ اسی روز سے اس آدمی کو صحت ہونے لگی۔ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے قابل ہو گیا۔ چند روز بعد پھر حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا اب مجھے بہت آرام ہے اور دن بدن طاقت آتی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس روز جو تو نے بلی کے بچے سانپ کے منہ میں جانے سے بچائے تھے تو بلی نے تیرے حق میں دعا کی تھی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی اور اس وجہ سے تجھے صحت حاصل ہوئی۔ (خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم صفحہ 105)

روضہ مبارک کے غلاف کا نمونہ

✱......بیان کیا جاتا ہے کہ ملک شام میں کبھی قحط نہیں پڑا۔ باوثوق لوگوں سے سنا گیا ہے کہ ایک بزرگ نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ معاش میں ہماری اعانت فرمایئے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"روٹی اور روغن زیتون ہمارے ذمہ ہے"۔

(سفر نامہ حکیم ناصر خسرو، مترجم مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری، شائع کردہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی 1941ء صفحہ 32)

✱......قدرت اللہ شہاب نے خود نوشت شہاب نامہ میں ایک واقعہ تحریر کیا ہے جسے انہی کی زبانی ملاحظہ کیجئے

"ایک روز ایک پرائمری اسکول کا استاد رحمت الٰہی میرے پاس آیا۔ وہ چند ماہ کے بعد ملازمت سے ریٹائر ہونے والا تھا۔ اس کی تین جوان بیٹیاں تھیں۔ رہنے کے لئے اپنا گھر بھی نہیں تھا۔ پنشن نہایت معمولی ہوگی۔ اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ ریٹائر ہونے کے بعد وہ کہاں رہے گا؟ لڑکیوں کی شادیاں کس طرح ہو سکیں گی؟ کھانے پینے کا خرچ کیسے چلے گا؟ اس نے مجھے سرگوشی میں بتایا کہ پریشانی کے عالم میں وہ کئی ماہ سے تہجد کے بعد رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریادیں کر رہا ہے۔ چند روز قبل اسے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جھنگ جا کر ڈپٹی کمشنر کو اپنی مشکل بتاؤ۔ اللہ ہی تمہاری مدد کرے گا۔

پہلے تو مجھے شک ہوا کہ یہ شخص ایک جھوٹا خواب سنا کر مجھے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرے چہرے پر شک اور تذبذب کے آثار دیکھ کر رحمت الٰہی آبدیدہ ہو گیا اور بولا۔ "جناب میں جھوٹ بولتا تو اللہ کے

نام پر ہو گا۔ حضور رسول پاک ﷺ کے نام پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں"؟

اس کی اس منطق پر میں نے حیرانی کا اظہار کیا، تو اس نے فوراً کہا، "آپ نے سنا نہیں کہ باخدا دیوانہ مصطفےٰ ہشیار باش"۔

سن کر میرا شک پوری طرح تو دور نہ ہوا لیکن سوچا کہ اگر یہ شخص غلط بیانی سے بھی کام لے رہا ہے تو ایسی عظیم ہستی کے اسم مبارک کا سہارا لے رہا ہے، جس کی لاج رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے رحمت الٰہی کو تین ہفتہ کے بعد دوبارہ آنے کے لئے کہا۔ اس دوران میں نے خفیہ طور پر اس کے ذاتی حالات کا کھوج لگایا اور یہ تصدیق ہو گئی کہ وہ اپنے علاقے میں نہایت سچا پاکیزہ اور پابند صوم و صلوٰۃ آدمی مشہور ہے اور اس کے گھریلو حالات بھی وہی تھے جو اس نے بیان کئے تھے۔

اس زمانے میں کچھ عرصے کے لئے صوبائی حکومت نے ڈپٹی کمشنروں کو یہ اختیار دے رکھا تھا کہ سرکاری بنجر زمین کے آٹھ مربعے تک ایسے خواہشمندوں کو طویل میعاد پر دیئے جا سکتے ہیں جو انہیں آباد کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ میں نے اپنے مال افسر کو بلا کر کہا کہ وہ کسی مناسب جگہ کراؤن لینڈ کے ایسے آٹھ مربعے تلاش کرے جنہیں جلد از جلد زیر کاشت لانے میں کوئی خاص دشواری پیش نہ آئے۔ غلام عباس مال افسر نے غالباً یہ سمجھا کہ شاید یہ اراضی اپنے کسی عزیز کو دینا چاہتا ہوں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے پکی سڑک کے قریب نیم آباد سی زمین ڈھونڈ نکالی اور رحمت الٰہی کے نام الاٹمنٹ کی ضروری کارروائی کر کے سارے کاغذات میرے حوالے کر دیئے۔

دوسری پیشی پر جب رحمت الٰہی حاضر ہوا تو میں نے یہ نذرانہ اس کی خدمت میں پیش کر کے اسے مال افسر کے حوالے کر دیا تاکہ قبضہ وغیرہ دلوانے اور باقی ضروریات پوری کرنے میں وہ اس کی پوری پوری مدد کرے۔

تقریباً نو برس بعد میں صدر ایوب کے ساتھ کراچی میں کام کر رہا تھا کہ ایوان صدر میں میرے نام ایک رجسٹرڈ خط موصول ہوا۔ یہ ماسٹر رحمت الٰہی کی جانب سے تھا کہ اس زمین پر محنت کر کے اس نے تینوں بیٹیوں کی شادی کر دی ہے اور وہ اپنے اپنے گھر میں خوش و خرم آباد ہیں۔ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ حج کا فریضہ بھی ادا کر لیا ہے اور اپنے گزارے اور رہائش کے لئے تھوڑی سی ذاتی زمین خریدنے کے علاوہ ایک کچا سا کوٹھا بھی تعمیر کر لیا ہے۔ ایسی خوشحالی میں اب اسے آٹھ مربعوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ اس الاٹمنٹ کے مکمل کاغذات اس خط کے ساتھ واپس ارسال ہیں تاکہ کسی اور حاجت مند کی ضرورت پوری کی جا سکے"۔

ممتاز مفتی اپنی کتاب لبیک میں رقمطراز ہیں "قدرت نے مجھے یہ واقعہ سنایا "مکہ معظمہ میں بچوں کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں، لیکن مسجد نبوی ﷺ میں بچے کھیلیں یا شور مچائیں تو انہیں کوئی نہیں روکتا۔ پاکستان کا ایک فوجی افسر عمرہ کرنے کے لئے ایک مہینے کی چھٹی پر یہاں آیا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ میں اس نے دیکھا کہ بچے شور مچا رہے ہیں۔ اسے بے حد غصہ آیا۔ کہنے لگا۔ "یہ سراسر بے ادبی ہے"۔ اس نے بچوں کو ڈانٹا۔ اس پر اس کے ساتھی نے جو مدینہ منورہ کی ڈسپنسری کا ڈاکٹر تھا اس کو منع کیا کہ بچوں کو نہ ڈانٹیں۔ افسر نظم و نسق کا متوالا تھا، اس نے ڈاکٹر کی ان سنی کر دی۔ رات کو اس موضوع پر دونوں میں بحث چھڑ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا "حضور اعلیٰ ﷺ یہ پسند نہیں کرتے کہ بچوں کو ڈانٹا جائے"۔

اسی رات افسر نے خواب دیکھا۔ حضور ﷺ اعلیٰ خود تشریف لائے، خشمگین لہجے میں فرمایا "اگر آپ مسجد میں بچوں کی موجودگی پسند نہیں کرتے تو مدینہ سے چلے جایئے"۔

اگلے روز پاکستان کے فوجی ہیڈ کوارٹر سے ایک تار موصول ہوا جس میں اس افسر کی چھٹی منسوخ کر دی گئی تھی اور اسے فوراً ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا"۔

زیارت النبی ﷺ کے لئے اوراد و وظائف

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے فیضیاب ہونا دنیا و آخرت کے لئے بڑی سعادت ہے۔ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین نے اس سعادت کے حصول کے لئے کچھ خاص اوراد و وظائف بھی بتائے ہیں۔

پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی امتی کا قلبی و ذہنی تعلق جب اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو اکثر حضور نبی کریم ﷺ اپنی زیارت اقدس سے مشرف فرماتے ہیں۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے فیض یاب ہونا دنیا و آخرت کے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔

مرتبہ: غلام مرتضیٰ

اولیاء اللہ اور بزرگان دین نے اس سعادت کے حصول کے لئے کچھ خاص ورد بھی بتائے ہیں۔ ان اوراد و وظائف کا مقصد بھی قلب کو مجلّیٰ کر کے اپنی توجہ کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی جانب مبذول کرنا ہے۔

اوراد و وظائف کا اہتمام اس طرح کیا جائے کہ پابندی وقت کے ساتھ وظیفہ یا ورد، جس جگہ بیٹھ کر پڑھا جائے وہ جگہ پاک صاف اور ہوادار ہو۔ اس جگہ گھٹن نہ ہو وظیفہ پڑھنے والا خود بھی غسل کر کے صاف ستھرا لباس پہنے اور خوشبو لگائے۔ ماحول کو معطر کرنے کے لئے اگربتی جلائی جائے یا ایئر فریشنر کا اسپرے کیا جائے۔ یوں خیالات لطیف ہو کر پاکیزگی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

سب سے پہلے ملاحظہ کیجئے کہ خود سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اپنی زیارت اقدس کے حصول کے لئے کیا طریقہ مرحمت فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص شب جمعہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک ایک مرتبہ

پڑھے اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے پھر نماز کے آخر میں ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے

اللھم صل علی محمد النبی الامی

تو وہ میرا دیدار خواب میں کرے گا۔ جس نے مجھے دیکھا اس کے لئے جنت ہے اور اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ

حضرت امام جعفر صادق نے خواب میں دیدار رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ طریقہ مرحمت فرمایا ہے۔ نماز عشاء کے بعد ایک ایک دفعہ سورہ والشمس، سورہ واللیل، سورہ القدر، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھیں۔ اس کے بعد سو مرتبہ کلمہ توحید یعنی

لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ

لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت

وھو حی لایموت ابدا ابدا

ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر

وھو علیٰ کل شی قدیر

پڑھیں اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹ جائیں۔ اس عمل کو اگر بارگاہ رسالت میں قبولیت عطا ہو گئی تو ممکن ہے کہ خواب میں جمال جہاں آراء محبوب خدا ﷺ عطا ہو جائے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حدیث بیان کرتے ہیں امام الانبیاء رحمت عالم سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کی رات دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف اور آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو اگلے جمعہ سے پہلے میری زیارت کرے گا درود شریف درج ذیل ہے۔

الھم صل وسلم علیٰ سیدنا

محمد الجامع لاسرارک والدال علیک

وعلی آلہ وصحبہ وسلم

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو زیارت رسول کریم ﷺ کے لئے ہر رات ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

اللھم صل علی محمد عبدک وحبیبک

ورسولک النبی الامی وعلیٰ الہٖ

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص جمعہ کے روز ایک ہزار مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے گا تو انشاء اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرم فرمائیں گے اور خواب میں اپنے دیدار سے مستفیض فرمائیں گے۔ اگر پہلی مرتبہ میں مقصد پورا نہ ہو تو دوسرے جمعہ کو بھی اس کو پڑھ لے۔ انشاء اللہ پانچ جمعہ میں اس کو زیارت نبی ﷺ نصیب ہو سکتی ہے۔

درود شریف یہ ہے:

اللھم صل علی محمدن النبی الامی

اسی کتاب میں تحریر ہے کہ زیارت کا خواہشمند شخص نہایت عجز و انکسار کے ساتھ شب جمعہ دو رکعت نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی گیارہ بار اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد

اللھم صل علی محمدن النبی الامی وآلہ وسلم

سو بار پڑھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ایک اور عمل زیارت نبی ﷺ کے لئے مرحمت فرمایا ہے۔ شب جمعہ دو رکعت نفل ادا کریں۔

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچیس بار سورہ اخلاص پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ

صل اللہ علی النبی الامی

پڑھیں انشاء اللہ خواب میں دیدار حبیب ﷺ نصیب ہو گا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کریں۔ دائیں طرف یا احمد بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے۔ بفضلہ تعالیٰ بیداری یا خواب میں زیارت ہو سکتی ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

اگر کوئی شخص خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا خواہاں ہو تو اس کو چاہئے کہ جمعہ کی رات کو دو رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورہ قل ھواللہ نہایت ہی خلوص دل سے پڑھ کر کسی سے بات کئے بغیر سو جائے۔ سوتے وقت مقصد ذہن میں ہو۔ انشاء اللہ وہ شخص خواب میں رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہو گا۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

بعد نماز عشاء 101 مرتبہ

اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح

اللھم صل علیٰ جسد سیدنا محمد فی الاجساد

یہ درود شریف پڑھ کر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے یہ تصور باندھیں کہ روضہ انور کے حضور حاضر ہوں اور حضور اقدس ﷺ مجھے دیکھ رہے ہیں میری آواز سن رہے ہیں اور میرے دل کے خطروں سے مطلع ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ

مولانا اشرف علی تھانویؒ زیارت رسول کریم ﷺ کے لئے بتاتے ہیں کہ شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ سورہ کوثر اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا جائے تو حضور پرنور ﷺ کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے۔

حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محمد علی مونگیریؒ نے ایک بار حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ سے عرض کیا کہ کوئی درود شریف بتایئے جس کی برکت سے سرورِ کائنات حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے کچھ تامل کے بعد کہا حضرت سید حسن کو اس درود شریف کی برکت سے حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔

درود شریف

اللھم صل علی محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک

ابدالِ حق حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

معروف روحانی اسکالر اور خانوادہ سلسلہ عظیمیہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کو آپ کے روحانی استاد اور سلسلہ عظیمیہ کے امام حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے زیارت نبی ﷺ کی سعادت کے حصول کے لئے یہ وظیفہ مرحمت فرمایا

پیارے نبی، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، سرورِ دو عالم آقائے دو جہاں باعث تخلیق کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور قدم بوسی حاصل کرنے کے لئے بعد نماز عشاء سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد رات کو سونے سے پہلے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاودود یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع

بسم اللہ الواسع جل جلالہ یا حفیظ

تین سو مرتبہ پڑھ کر آنکھیں بند کر کے پندرہ منٹ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کریں اور بات کئے بغیر اسی تصور کو قائم رکھتے ہوئے سو جائیں۔ اکیس روز کے اس عمل کی برکت سے انشاء اللہ حضور ﷺ کی زیارت وقدم بوسی کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔

زیارت نبی ﷺ کی سعادت جس خوش بخت کو اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں۔ اسے چاہئے کہ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرے۔ بچوں میں شیرینی تقسیم کرے اور حسب استطاعت غریبوں میں کھانا کھلائے۔

سیرتِ طیبہ **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر دور میں اور دنیا کی ہر زبان میں اتنا زیادہ لکھا گیا ہے کہ آج صفحات کا شمار کرنا ناممکن العمل بن گیا ہے ـــ رسول اللہؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر گوہر افشانی کی گئی ہے۔

مؤلفِ کتاب **محمد رسول اللہ** خواجہ شمس الدین عظیمی

کی دانست میں سیرت پاکؐ کے دو پہلو ابھی ایسے ہیں جن پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "روحانی زندگی" اور کہکشانی دُنیاؤں سے خاتم النبیینؐ کا براہ راست تعلق۔

(۲) **معجزات کی سائنسی تشریح۔**

یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ چاند شق ہو گیا لیکن ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی سائنسی توجیہہ کیا ہے ـــ کنکریوں نے کس فارمولے کے تحت کلمہ پڑھا ـــ منبر رسولؐ کے قریب کھجور کے درخت کے رونے کی آواز صحابہ کرام نے کس فارمولے کے تحت سُنی۔ وغیرہ وغیرہ

سیرتِ طیبہ پر منفرد کتاب مُحمّد رسول اللہؐ جلد اوّل میں مؤلفِ کتاب خواجہ شمس الدین عظیمی نے بتایا ہے کہ توحید کو عام کرنے اور مخلوق کا خالق سے رشتہ جوڑنے میں شرک کے نمائندوں نے کیسی کیسی رکاوٹیں کھڑی کیں ـــ اور حق کے نمائندے مُحمّد رسول اللہؐ نے ثابت قدمی سے کس طرح ان کا مقابلہ کیا ـــ اور کیسی کیسی لرزہ براندام تکلیفیں برداشت کیں ـــ

۱۔ **محمد رسول اللہؐ جلد اوّل** پڑھ کر۔ دل شکن حالات کا مقابلہ کر کے ایک مرکز توحید پر قائم رہنے کا جرأت مندانہ حوصلہ پیدا ہوتا ہے ـــ اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور اپنی روح کا عرفان حاصل کرنے کیلئے عزم و ہمت کے چراغ جل اُٹھتے ہیں۔

۲۔ **محمد رسول اللہؐ جلد دوم** کا مطالعہ کر کے کہکشانی نظام۔ چاند، سورج، زمین، سات آسمانوں اور شجر و حجر کی ماہیت کا علم حاصل ہوتا ہے۔

کتاب **محمد رسول اللہؐ** ـــ تسخیر کائنات کے فارمولوں کی ایک دستاویز ہے۔ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے مینارۂ نور و ہدایت ہے۔

جاری کردہ:- الکتاب پبلیکیشنز 5-K-1 ناظم آباد ۔ کراچی

نینو ٹیکنالوجی

کیا آپ ایک ایسی کائنات کے بارے میں جانتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہی موجود ہے لیکن ہمیں اس کا شعور نہیں ہے؟ سائنسدان اس آنکھ سے اوجھل کائنات تک رسائی حاصل کر کے اس سے نئی ٹیکنالوجی کی بنیاد کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سید اسد علی

آج ہم آپ سے اس وسیع و عریض دنیا میں واقع بہت چھوٹی سی دنیا کی بڑی بڑی باتیں کریں گے۔ کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے اور آپ کے ارد گرد ایک ایسی نادیدہ دنیا آباد ہے جو ہمیں اپنی آنکھوں سے نظر تو نہیں آتی مگر ہماری دنیا سے زیادہ گنجان آباد ہے اس میں بڑی بڑی کالونیاں آباد ہیں جو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ بیکٹریا اور وائرس کی کائنات کچھ ایسی ہی ہے یہ ہمیں دکھائی دینے والے باریک نقطے سے بھی ہزاروں گنا چھوٹے چھوٹے اجسام ہیں جن کو صرف خورد بینی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے یعنی جب تک ہم خورد بین استعمال نہیں کرتے یہ ہمارے لئے غیب ہی ہوتے ہیں۔ ان بیکٹریا میں نہ صرف عمل تنفس، نظام ہضم، مختلف رطوبتوں کی ترسیل اور بیکٹریا کو حرکت دینے کے لئے اطلاعات کا نظام ہوتا ہے بلکہ یہ اپنی پیداوار اور نشوونما میں بھی اضافہ کرتے ہیں اور ہر دس منٹ میں ایک بیکٹریا اپنے جیسے بیکٹریا کو جنم دیتا ہے یوں کہہ لیں کہ یہ قدرت کی بنائی ہوئی انتہائی چھوٹی مشینیں ہیں بیکٹریا سے کئی ہزار گنا بڑی اور ہمارے لئے انتہائی چھوٹی مخلوقات میں سے ایک نوع چیونٹیوں کی ہے موجودہ دور کے مائیکرو چپ اب چیونٹی جتنی جسامت اختیار کر چکے ہیں۔

اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی حکومت بشمول انسان، ہوا، پانی، جنات اور چرند پرند پر بھی تھی۔ آپؑ کا لشکر عظیم جب ایک ایسی وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی تو وہاں موجود چیونٹیوں کی ملکہ نے چیونٹیوں کو حکم دیا "اے چیونٹیوں! تم سب اپنے بلوں میں چلی جاؤ ایسا نہ ہو کے سلیمانؑ کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل دے" حضرت سلیمانؑ جن کو اللہ نے حیوانات اور حشرات الارض کی بولیوں کا علم بھی دیا تھا چیونٹیوں کی ملکہ کو اپنی ہتھیلی پہ رکھ کر پوچھا کہ بتاؤ کس کا لشکر بڑا اور عظیم ہے تو ملکہ نے جواباً کہا

کہ "تخت گی تو آپ ہی کو لائق ہے لیکن اس وقت سلیمان کا ہاتھ میرا تخت ہے" چیونٹیوں کی ملکہ کی دانائی سے مُدّ اس جواب سے اور بیکٹریا اور وائرس کی طرز زندگی سے یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ کار خانہ قدرت میں حیات کے ان انتہائی چھوٹے نمونوں میں بھی عقل و شعور موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تخلیقی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے موجودہ دور کا انسان اس قابل ہوتا جارہا ہے کہ وہ چیونٹیوں کی جسامت کے برابر الیکٹرانک سرکٹ بنا سکے بلکہ اب تو بیکٹریا اور اس سے چھوٹے خدوخال کی مشینیں اور موٹرز بنانے کے دور کی بنیادیں بھی رکھی جاچکی ہیں اور اس میں خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے۔ اس نئی ٹیکنالوجی کو نینو Nano ٹیکنالوجی اور مالیکیولی ٹیکنالوجی کا نام دیا جارہا ہے۔ نینو سے مراد کسی شے کا ایک ارب واں حصہ ہے ایک میٹر کے دو، تین، چار نہیں بلکہ ایک ارب حصے کئے جائیں تو ایک حصے کو ایک نینو میٹر کہیں گے جو آپ کے بال سے پچاس ہزار گنا زیادہ باریک ہوگا اور جس کو صرف الیکٹرانک خوردبین سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی تعریف کے مطابق دس ایٹموں کو برابر برابر رکھا جائے تو یہ ایک نینو میٹر کے برابر ہوں گے اس ٹیکنالوجی کا پہلا آئیڈیا رچرڈ فے مین نے دسمبر 1959 میں کیلی فورنیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں پیش کیا۔ بڑے صنعتی ممالک سائنسی ترقی کے اس نئے دور کو 21ویں صدی میں اہم معاشی توانائی کے حصول کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ امریکی صدر بل کلنٹن نے اس پر تحقیق کے لئے 49 کروڑ 70 لاکھ ڈالر، جاپان نے 22 کروڑ ڈالر اور جرمنی نے ساڑھے 6 کروڑ ڈالر مختص کردیئے ہیں۔ NSF کے ڈائریکٹر نیل لین نے کہا کہ "اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ مستقبل میں کونسی تحقیق سائنس میں انقلابی تبدیلیاں لے آئے گی تو میں نینو ٹیکنالوجی کا نام لوں گا" جب کہ IBM زیورچ کے سائنسدانوں نے مالیکیولوں سے بنی دنیا کی سب سے چھوٹی مشین ابا کس Abacus بنانے کا دعویٰ کیا ہے جو صرف خوردبین سے نظر آسکتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ مستقبل قریب میں ایسی مشینیں ایجاد ہو جائیں جو آپ کی نظروں سے اوجھل ہوں گی اور محاورتاً نہیں حقیقتاً آپ کی آنکھوں کا کاجل چرا کر لے جائیں گی تو بے جانہ ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ بیکٹریا کی جسامت کے برابر کمپیوٹر بنانے پر بھی تحقیق جاری و ساری ہے اب ذرا آپ حضرات دل تھام کر بیٹھیں کیونکہ ہم اب مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نینو ٹیکنالوجی کی بدولت قیاس کی جانے والی مختلف تبدیلیوں اور اثرات کا جائزہ لیں گے۔

زرعی ترقی کے سنگ میل: ٹوکیو یونیورسٹی شعبہ روبوٹکس کے انجینئر ہیروشی میورا، سیلیکون مائیکرو کیڑے کوڑے بنانے میں مصروف عمل ہیں جو چند سینٹی میٹر تک پرواز کرنے کے قابل بھی ہوں گے میورا کہتے ہیں "ان مصنوعی مشینی کیڑوں کی بدولت فصلوں کو پہنچانے والے جراثیم اور کوڑوں کے خلاف جنگ کی جا۔۔۔ گی اور اس طرح فصلوں کو محفوظ بنادیا جائے گا" ان کی اس تحقیق کو ایک اہم پیش رفت قرار دیا جاسکتا ہے مگر مستقبل میں بنائے جانے والے مشینی جراثیم بیہودہ ہوں گے بہت ممکن ہے کہ ایسے مصنوعی مشینی جراثیم بنائے جائیں جو دشمن ملک کی فصلوں کو چند منٹ میں چٹ کردیں اور لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"۔

زراعت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی حضرت انسان کی اس دنیا میں آمد..... حضرت موسیٰؑ کے قصے میں بھی مولی، پیاز اور دالوں کا ذکر ملتا ہے الغرض انسان ہزاروں سال پہلے بھی زراعت کے طریقوں سے واقف تھا اور فصلوں کے خواص اور ان کی قسموں کے متعلق جانتا تھا۔ صدیوں کا سفر طے کر کے زمانہ حال میں جینیٹک سائنس کی ترقی کی بدولت پیداواری صلاحیت کو کئی گنا بڑھالیا گیا ہے میکسیکو میں گندم کی ایسی اقسام پیدا کی گئی ہیں جن پر کھاد کا مثبت اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ میکسیکو ہر سال لاکھوں ٹن

گندم برآمد کرتا ہے اور مستقبل کے بارے میں نینو ٹیکنالوجی میں ریسرچ کے نتیجے میں اس خیال کا اظہار بھی کیا جارہا ہے کہ آلو، ٹماٹر، پیاز وغیرہ کو کھیتوں میں اگانے کے بجائے فیکٹریوں میں Manufacture کیا جائے اس سلسلے میں جس نظریے سے استفادہ کیا جارہا ہے وہ سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کہ جب ہم ایٹموں سے مل کر بنے ہیں اور ہر شے ایٹموں کی خاص ترتیب سے ہی ظہور میں آئی ہے تو ٹماٹر، آلو اور دوسری اجناس کو فصلوں میں اگانے کے بجائے کیوں نہ لیبارٹریز اور فیکٹریوں میں ایٹموں کی اس ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھ کر تیار کرلیا جائے مگر اس بارے میں قیمتوں کے تعین کو اصل مسئلہ کہا جارہا ہے مثلاً اگر لیبارٹری میں تیار ہونے والا ٹماٹر 5000 ہزار روپے کا بنتا ہے تو ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ہی ممالک میں مہنگائی کے ہاتھوں پریشان عوام مزید اس منہ زور اور کمر توڑ مہنگائی کو دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیں گے۔ اس کے حل کے لئے ذاتی نقل Self Replication تیار کرنے کا خیال پیش کیا گیا ہے کہ ایسی اشیاء بنائی جائیں جو خود ہی اپنی ہو بہو نقل تیار کرلیں یعنی ایک ٹماٹر اپنے آپ کو تقسیم کر کے دو بن جائے اور وہ اپنے آپ کو مزید تقسیم کر کے چار بن جائیں اور یوں گرانی پر قابو پایا جاسکے گا۔

طب میں انقلابات: نیڈ سیمین لیب Ned Seeman's Lab میں نینو ٹیکنالوجی کے حوالے سے DNA (جو وراثتی خصوصیات مثلاً رنگت، قد کاٹھ، ڈیل ڈول، بیماریوں وغیرہ کے ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقلی کے ذمہ دار ہوتے ہیں) پر تحقیقی کام جاری ہے اور ایسی باریک اشیاء جو صرف مائیکرواسکوپ سے نظر آسکیں بنائی جارہی ہیں جو اس میں ٹوٹ پھوٹ اور تغیر وغیرہ کی روک تھام کرسکیں۔

نیو کیسل اپون ٹائن یونیورسٹی کا نینو اسکیل سائنس اور ٹیکنالوجی کا سینٹر اس بات پر تحقیق کررہا ہے کہ اس طرح کے نہایت باریک سینسر بنائے جائیں جن کو انسان کے دماغ اور دیگر اعضاء میں بہ سہولت نصب کردیا جائے اور یوں کسی بیمار شخص کے متاثرہ عضو میں ہونے والی تمام کیمیائی اور حیاتیاتی تبدیلیوں کی رپورٹ لمحہ بہ لمحہ وصول کی جائے مثال کے طور پر اگر کوئی شخص دماغی رگ پھٹنے کے خطرات سے دوچار ہے تو اس کے دماغ میں نصب یہ سینسر بتا سکے گا کہ اس کے دماغ میں واقع واحد خلیہ (سیل) اور خلیوں کے مجموعے نے کسی وقت کتنی پروٹین (جو خلیے کی غذا ہے) استعمال کی؟ دماغ میں دوران خون کی شرح کیا ہے؟ کس قسم کی کیمیائی تبدیلیاں ہورہی ہیں اور اس طرح اس آدمی کے لئے

نینو ٹیکنالوجی کی بدولت عظیم الجثہ سیٹلائٹ ڈش آپ کی ڈائننگ ٹیبل کی ڈش کی جسامت اختیار کرلیں گی جو کارکردگی میں بھی موجودہ سیٹلائٹ ڈش سے کہیں بڑھ کر ہوں گی۔

بروقت حفاظتی اقدامات کیے جاسکیں گے جب کہ کیلی فورنیا یونیورسٹی کے امریکی سائنسدانوں نے اس سال فروری میں اعلان کیا تھا کہ انہوں نے حیاتیاتی Biochip I.C تیار کرلی ہے امریکی سائنسدانوں نے کہا کہ انہوں نے کامیابی سے انسانی خلیہ کو کمپیوٹر چپ میں لگادیا ہے اور اس سے طب میں انقلاب برپا ہوجائے گا انہوں نے مزید کہا کہ پہلی دفعہ انسانی جاندار خلیوں کو کمپیوٹر کے کنٹرول کی مدد سے کنٹرول کیا جاسکے گا۔

گذشتہ ماہ ستمبر میں بی بی سی نے خبر دی کہ مستقبل قریب میں مہلک بیماریوں کا علاج مائیکرو چپ سے کیا جائے گا اس کو جسم کے اندر تنصیب کردیا جائے گا اور اسی کی مدد سے دوا فراہم کی جاسکے گی اور نئے سیل بھی تیار کیے جاسکیں گے۔ مائیکرو چپ تیار کی جاچکی ہے۔ جانوروں پر تجربات کیے جارہے ہیں اس بات کا اظہار بائیو میڈیکل نینو ٹیکنالوجی کانفرنس کے موقع پر امریکہ کی اوہایو یونیورسٹی میں دل کی جراحی کے شعبے کے سربراہ ڈاکٹر رابرٹ مچلز نے کیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ مستقبل میں کینسر اور دل کی جان لیوا بیماریوں کا علاج مائیکرو چپ کے ذریعے کیا جاسکے گا۔

بائیو لوجیکل مائیکرو الیکٹرو مکینکل آلات Bio-logical Micro- Electro Mechanical System جنہیں بائیو میمز Bio-Mems کہا جاتا ہے کی جسم کے اندر پیوند کاری کردی جائے گی جن سے دوا کی خوراک فراہم کی جاسکے گی رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ صحت میں نینو ٹیکنالوجی کے استعمال سے مائیکرو روبوٹ کی مدد سے جراحی کی تکنیک میں بہتری بھی شامل ہوگی ڈاکٹر مچلز نے ننھے روبوٹ کی مدد سے 60 مریضوں کے سینے کے اندر دل کی جانب شریانیں بھی تبدیل کی ہیں اس تکنیک سے جو ادویات دی جائیں گی وہ 50 سے 150 نینو میٹر حجم کی ہوں گی جن کو بغیر مائیکرو اسکوپ کے دیکھنا ناممکن ہے اس کے علاوہ امریکا کے ایک اور مائیکرو ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ میں مائیکرو الیکٹرو مکینکل سسٹم Mems کو بنیاد بنا کر ایک ایسا "مائیکرو ہاتھ" بنایا جارہا ہے جو صرف چند ملی میٹر لمبا ہوگا یہ انسانی جسم کے اندر داخل کیا جاسکے گا اور اسکا ریموٹ ڈاکٹر سے ہوگا حیرت انگیز بات یہ کہ ڈاکٹر اس مائیکرو ہینڈ کا لمس خود اس طرح محسوس کرسکے گا جیسے وہ جسم کے اندر خود انسانی اعضاء کا معائنہ کررہا ہو۔

مستقبل کے کمپیوٹر: آج کل کے کمپیوٹر مائیکرو چپ یا سیلی کون چپ سے بنے ہوتے ہیں سیلی کون چپ مشکل آپ کی قمیض کے بٹن کے حجم کے برابر ہوتی ہے مگر اس چھوٹے سے رقبے میں سیلی کون اور ویفر وغیرہ کی 20 سے زائد تہیں ہوتی ہیں اور اس میں ساڑھے چار لاکھ حصے ہوتے ہیں جن کو صرف مائیکرو اسکوپ سے دیکھا جاسکتا ہے اکثر مائیکرو چپ سیلی کون سے بنی ہوتی ہیں یہ عنصر زمین پر بکثرت پایا جاتا ہے کچھ مائیکرو چپ گیلیم اور آرسینک سے بھی بنتی ہیں ایک مائیکرو چپ 25 کروڑ حسابی عمل ایک سیکنڈ میں سرانجام دینے کی لیاقت رکھتی ہے مائیکرو چپ بنانے کے لئے سائنسداں سیلی کون اور روشنی کی مدد سے ایک سرکٹ کو چھوٹی سے چپ پر منتقل کرلیتے ہیں لیکن یہ سرکٹ جو کہ انسانی آنکھ سے نظر نہیں آتا اپنے اندر ایک دنیا سموئے ہوئے ہوتا ہے جبکہ سپر کمپیوٹر میں دو لاکھ سے زیادہ مائیکرو چپ ہوتی ہیں اس کے علاوہ ہماری زندگی کے ہر گوشے میں ان I.C کا عمل دخل ہے مثلاً کار کے بے شمار خود کار سسٹم اسی کے ذریعے ہوتے ہیں دل کی دھڑکن کو قائم رکھنے والے آلہ کی حرکت ان ہی کی مرہون منت ہے۔ ڈیجیٹل گھڑیوں، واشنگ مشین، ریڈیو، ٹی وی اور موبائل فون سے لے کر مسافر بردار طیاروں تک کی کارکردگی میں یہ پس پردہ کار فرما ہیں مگر جناب نینو ٹیکنالوجی سے تیار کیے جانے والے چپ صرف ایک مالیکیول پر مشتمل ہوں گے۔ زمانہ حال کے مائیکرو چپ کو اگر انگلی کے پور پر رکھا جائے تو پھر وہ کچھ نہ کچھ اپنی اہمیت کا احساس ضرور دلاتے ہیں مگر مالیکیولی ٹیکنالوجی سے تیار کیے جانے والے چپ کھلی آنکھوں سے قطعاً نظر

نہیں آئیں گے اور موجودہ مائیکرو چپ سے زیادہ تسلی بخش کارکردگی کے مالک ہوں گے۔ مائیکرو چپ کی ایجاد سے پہلے کمپیوٹر بڑے بڑے کمروں کے برابر ہوتے تھے 1970 میں مائیکرو چپ نے منظر عام پر آکر اس کے حجم کو اتنا مختصر کردیا کہ وہ دیو ہیکل کمپیوٹر آپ کی ٹیبل پر سٹ گئے۔ نینو ٹیکنالوجی اس کو اور سکیڑ دے گی اگر دس ہزار کمپیوٹر کو برابر برابر رکھا جائے تو پانچ میل سے زیادہ لمبی قطار بن جائے گی مگر نینو سائنس کی مدد سے دس ہزار کمپیوٹر کے الیکٹرانک حصے جتنی جگہ گھیرتے ہیں ان کو ایک چھوٹے سے کمپیوٹر میں فٹ کیا جاسکے گا اس سنگ میل کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے پروفیسر جیمس ٹور اور اس کے ساتھیوں نے پہلا مالیکیولوں سے بنا ہوا تار بنالیا ہے جس میں سے کرنٹ بھی گزر جاتا ہے اور جسے صرف الیکٹرانک خوردبین سے دیکھا جاسکتا ہے اس کے علاوہ انسانی خلیے میں پائے جانے والے DNA کو بھی بطور تار استعمال کرنے پر غور و خوض کیا جارہا ہے جن کو اگر خوردبین سے دیکھا جائے تو وہ ریشے نما نظر آتے ہیں۔

جنگی وحربی استعداد: کسی دانا شخص نے یہ بات کہی کہ "آدمی کا شیطان آدمی ہے" قطعاً غلط نہیں کہی حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت انسان کو اپنے جیسے انسانوں سے جتنا نقصان پہنچا ہے اتنا کسی دوسری نوع سے نہیں پہنچا۔ اس ٹیکنالوجی سے جہاں زراعت، طب اور دیگر شعبوں میں عظیم الشان تبدیلیاں لانے کے متعلق سوچا جارہا ہے وہیں دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹادینے کے لئے بھی منصوبے بنائے جارہے ہیں مستقبل میں ایسے مائیکرو میکانکی ٹینک بنانے کا ارادہ ہے جن پر دشمن کا فائر اثر نہ کرے اسی طرح فوجی کی ہیلمٹ میں ایک ایسا مائیکرو چپ نصب ہوگا جو اس کی صحیح پوزیشن کے بارے میں ہیڈ کوارٹر کو مطلع کرے گا بلکہ اس کے گردونواح میں اگر دشمن حرکت کررہا ہے تو اس کی پوزیشن کی بھی اطلاع دے گا لڑاکا طیاروں اور آبدوزوں میں اسی قسم کے چھوٹے آلات نصب کیے جارہے ہیں جو دشمن کے حملے کی صورت میں خود ہی دفاعی حکمت عملی مرتب کرکے بچاؤ کی صورت تلاش کرلیں گے۔ بیان کردہ شعبوں کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی انقلابی پیش رفت ہونے کی توقع ہے ٹائم میگزین کے مطابق "کائنات میں سب سے زیادہ توانائی ان اشیاء سے حاصل ہورہی ہے جو سب سے زیادہ چھوٹی ہیں جیسے کائنات میں پائے جانے والے بڑے بڑے ستاروں کی قوت کا سرچشمہ اتنے چھوٹے ایٹم ہیں جو نظر نہیں آتے اب فطرت کا یہی اصول صنعت و حرفت میں اپنایا جارہا ہے اور اس بات کی کوشش ہورہی ہے کہ توانائی کے انبار کو ایسی شے میں سمو دیا جائے جو سب سے چھوٹی ہو"

ایک جاپانی فرم نے چاول کے دانے کے برابر ایک مشین تیار کرلی ہے اور ایک اور فرم نے صرف ایک ملی میٹر حجم کے برابر ایک موٹر تیار کی ہے جو ایٹمی توانائی کے پلانٹوں میں جاکر اس میں آنے والی دراڑوں کا سراغ لگائے گی۔

یہ تو تھی موجودہ سائنسی عروج کی ایک مختصر سی داستان ...... دنیا ہر طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ ساتھ نت نئی ایجادات کی کہانیاں قلم بند کرتی جارہی ہے سنگ میل پر سنگ میل عبور کیے جارہے ہیں اور ہم مسلمان اغیار کی ترقی پر سوائے چراغ پا ہونے کے کچھ نہیں کرتے اور اس سے بھی چراغ کے تیل ہی کا ضیاع ہوتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کے علم و فضل کے چرچے تھے اور یورپ پر جہالت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے مگر اس کے بعد سے ہم خواب غفلت کی چادر اوڑھ کر بے خبری کی نیند سوئے کہ لگتا ہے جیسے مُردوں سے شرط لگا کر سوئے ہیں کہ دیکھتے ہیں یہ مردے پہلے سوکر اٹھتے ہیں یا ہم سو کر اٹھتے ہیں۔ ہمیں غیر جانبداری سے اپنا تجزیہ کرنا ہوگا کہ ہم نے کیا کھویا ہے؟ کیا پایا ہے؟ اور ہمیں کیا کرنا ہے؟ مگر لگتا ہے کہ ہم اس انتظار میں ہیں کہ ۔

پڑوس میں مینہ برسے گا تو بوچھاڑ یہاں بھی آئے گی

روحانی ڈاک - ارجنٹ جواب

جواب کا فوری حصول اور خدمت خلق کے مشن میں تعاون ساتھ ساتھ

ممتاز روحانی اسکالر حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کا کالم روحانی ڈاک ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کا انتہائی مقبول کالم ہے۔ الحمد للہ روحانی ڈائجسٹ کے ذریعے اب تک لاکھوں لوگ حضرت عظیمی صاحب سے اپنے مسائل و مشکلات کے حل اور پرانے و پیچیدہ امراض کے سلسلے میں مشورہ حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت عظیمی صاحب کے بتائے ہوئے وظائف و مشوروں سے لوگوں کی بڑی تعداد کو فائدہ پہنچا ہے۔

روحانی ڈائجسٹ کی معرفت مسائل کے حل کے لئے جو خطوط موصول ہوتے ہیں ان کا فرداً فرداً مطالعہ کے بعد جواب دیا جاتا ہے۔ اب تک یہ کام زیادہ تر رضاکارانہ بنیاد پر اپنی خدمات پیش کرنے والے افراد کے گرانقدر تعاون سے چلتا رہا ہے۔ ہم ان تمام افراد کے شکر گزار ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خصوصی اجر اور انعامات کے لئے دعا گو ہیں۔

روحانی ڈاک کے شعبے میں موصول ہونے والے خطوط کے جواب کے لئے علیحدہ و مستقل اسٹاف اور دیگر انتظامات کی عدم موجودگی کی وجہ سے براہ راست جواب ارسال کرنے میں بہت وقت لگ جاتا ہے۔ مسائل کے حل کے لئے موصول ہونے والے خطوط کے جلد از جلد جواب دینے کے لئے اب ادارہ روحانی ڈائجسٹ نے اضافی دفتری اور دیگر اخراجات کرکے خاص انتظام کے تحت علیحدہ اسٹاف ممبران کا تقرر کیا ہے۔ براہ راست جواب حاصل کرنے کے خواہشمند افراد اخراجات کی مد میں تعاون کرکے اس انتظام سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف یہ کہ آپ اپنے خط کا ارجنٹ جواب منگوا سکتے ہیں بلکہ اس طرح خدمت خلق کے پروگرام کی توسیع میں آپ کا مالی تعاون بھی شامل ہو جائے گا۔

اس ارجنٹ جواب اسکیم کے تحت براہ راست جواب حاصل کرنے کے خواہشمندوں کو مقررہ رقم وصول ہونے کے بعد انشاء اللہ پانچ روز یا بارہ روز کے اندر جواب بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ ارسال کر دیا جائے گا۔

ارجنٹ جواب کے لئے مدت	رقم
5 روز کے اندر جواب کی ترسیل	=/110 روپے
12 روز کے اندر جواب کی ترسیل	=/55 روپے

رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ، بنام "روحانی ڈائجسٹ" کی جا سکتی ہے۔ کراچی کے کسی بنک میں قابل ادائیگی کراس چیک بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ رقم کی یہ ادائیگی ارجنٹ جواب حاصل کرنے کے لئے ہے۔ مسئلہ کے جواب کے لئے کوئی فیس نہیں ہے۔ براہ راست جواب کے خواہشمند جو افراد اس اسکیم کے تحت جواب حاصل نہ کرنا چاہیں انہیں حسب سابق کسی ادائیگی کے بغیر باری آنے پر جواب ارسال کیا جائے گا۔

خط لکھنے کا پتہ: روحانی ڈاک۔ روحانی ڈائجسٹ 1/7-D-1 ناظم آباد کراچی 74600

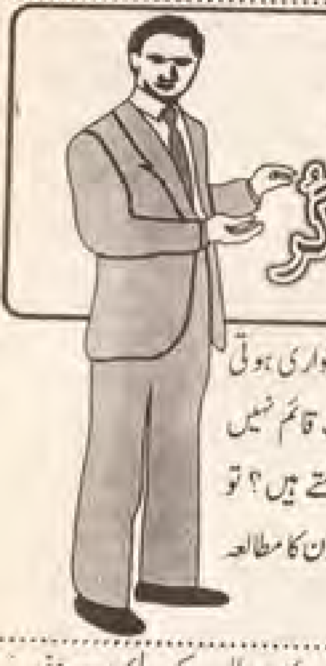

تعلیم میں کامیابی کے گر

کیا آپ کو سبق ذہن نشین کرنے میں دشواری ہوتی ہے؟ پڑھنے کے دوران ذہنی مرکزیت قائم نہیں ہوتی؟ اور سب لوگ آپ کو کند ذہن کہتے ہیں؟ تو ان مسائل سے چھٹکارا پانے میں اس مضمون کا مطالعہ آپ کے لئے سود مند ثابت ہوگا۔

مشعل رحیم

دنیا کے بیشتر ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات طلبہ کے پڑھنے کے طریقہ کار اور ان کے ذاتی مطالعہ کرنے کی تکنیک کے اوپر مشاہدات و تجربات کر رہے ہیں۔ ایک مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر سی ایڈورڈ پار کرنے تجربات کے دوران مشاہدہ کیا کہ کامیاب طالب علم اپنے ہم عمر اور یکساں ذہانت کے ناکام طالب علم سے عادت و اطوار اور حالات میں زیادہ مختلف نہیں ہوتے تاہم ان میں جو فرق موجود ہے وہ اپنی جگہ بہت ہی اہم ہے۔ ڈاکٹر پار کرنے پہلے تو کمزور طلبہ کے پڑھنے لکھنے کے حالات کا جائزہ لیا جو امتحانات میں بار بار فیل ہوتے رہتے تھے۔ طلبہ سے مختلف سوالات کئے گئے ان کی کاپیوں اور نوٹس کو خوب اچھی طرح دیکھا بھالا اور یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ ان ہدایات پر کہاں تک عمل کرتے ہیں جو انہیں پروفیسروں کی جانب سے دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد کامیاب طلبہ کے پڑھنے لکھنے کے حالات کا جائزہ لیا اور ان سے بھی ویسے ہی سوالات کئے اور ان کی کاپیوں اور نوٹس کا معائنہ کیا۔ اس طرح انہوں نے جو جائزے لئے اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ کمزور طلبہ نے عام طور پر مطالعہ کا غلط طریقہ اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ڈاکٹر پار کرنے جب کمزور طلبہ کو ماہرانہ نقطہ نظر سے پڑھنے لکھنے کے سلسلے میں صحیح مشورے دیئے تو اکثر طلبہ نے اپنی خامیاں بہت جلد سنوار لیں اور رفتہ رفتہ وہ بھی اچھے طلبہ میں شمار ہونے لگے۔ اس مضمون میں خاص طور پر طلبہ کے لئے ایسے اصول درج کئے جا رہے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر تعلیم کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

مطالعہ میں توجہ کی اہمیت :- توجہ، محویت، استغراق، یکسوئی یا Concentration ایک ہی صلاحیت کے مختلف نام ہیں۔ اکثر طلبہ پڑھتے وقت اس صلاحیت کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور انہیں پڑھتے وقت اپنے ذہن و توجہ کو ہم آہنگ کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ اس سلسلے میں طلبہ کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑھنے لکھنے کے ماحول کو اپنے لئے سازگار بنائیں، اچھے ماحول میں آپ کی توجہ ادھر ادھر نہیں بھٹک سکتی۔ بعض ماہرین نفسیات نے اس سلسلے میں جو تجربات اور مشاہدات کئے ہیں ان کی روشنی میں یہ نکات طلبہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے۔

✲ اگر ممکن ہو تو آپ اپنے مطالعہ کے لئے ایک ہی جگہ مقرر کر لیجئے اس طرح کچھ روز میں ہی آپ اس جگہ کے عادی ہو جائیں گے اور آپ کی توجہ ادھر ادھر نہ بھٹک سکے گی۔

✲ اپنی میز، ڈیسک یا دری وغیرہ سے توجہ بھٹکانے والی تمام چیزیں ہٹا دیجئے اور صرف مطالعہ کے وقت ہی اس پر بیٹھئے۔ اپنے دوستوں وغیرہ سے گفتگو کے لئے بھی یہ جگہ

استعمال نہ کریں اور نہ ہی اسے کھانے پینے کے لئے استعمال کریں یہ جگہ صرف پڑھنے لکھنے کے لئے مخصوص کریجئے۔

✽ پڑھنے کے لئے بیٹھتے وقت اپنی توجہ اس بات پر مرکوز کریں کہ ابھی کس چیز کا مطالعہ کرنا ہے فیصلہ کرنے کے بعد صرف اسی سبجیکٹ کی پڑھائی کریں اور دوسری فکریں ذہن سے نکال دیں۔

مختلف طلبہ کے پڑھنے کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے۔ ایک طالب علم خاموشی اور تنہائی میں بآسانی پڑھائی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جب کہ دوسرا لوگوں کی موجودگی یا کم شور شرابے میں بھی اپنا مطالعہ جاری رکھ سکتا ہے۔ کچھ طلبہ ٹہل کر پڑھتے ہیں جب کہ کچھ کھائے پیئے بغیر نہیں پڑھ پاتے۔ طالب علم کو جو طریقہ بھی مناسب لگتا ہو وہ اسی طرح پڑھے اور دوسرے طلبہ کے مزاج کے بجائے اپنی ذہنی کیفیت کو مدّ نظر رکھے اس طرح طالب علم کی یکسوئی یا توجہ بآسانی قائم ہو جائے گی۔ اپنے تمام مضامین میں دلچسپی کے بغیر محویت یا یکسوئی مشکل سے قائم ہوتی ہے۔ اس لئے اپنے مضامین کی مقصدیت جانئے اور ان کے فوائد کی معلومات بھی رکھیں کہ یہ مضمون ہم کیوں پڑھ رہے ہیں۔

یادداشت:۔ تعلیم میں کامیابی کے دارومدار کا بڑا حصہ قوت حافظہ یادداشت پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ نارمل صحت رکھنے والے طلبہ اگر یادداشت کی کمزوری کی شکایت کرتے ہیں تو ایسے طلبہ کے لئے ایک مشہور ماہر نفسیات کا نظریہ پیش کرتے ہیں "کیونکہ ہم بھول جانا چاہتے ہیں اس لئے بھول جاتے ہیں"۔ اچھی اور بری یادداشت کوئی چیز نہیں ہے اگر ہم کسی چیز کو یاد نہیں رکھ سکتے تو اس کا سبب صرف ہماری عدم دلچسپی اور عدم توجہی ہے۔ کسی بھی مضمون کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کو ضرور ذہن میں رکھیں کہ "تجسس ذہن کی غذا ہے اور یہی تجسس ذہن کی صلاحیتوں میں اضافہ کرتا ہے"۔ اپنے سبق کو غیر ضروری طور پر رٹنا زیادہ کھانے کے مترادف ہوتا ہے۔ اگر کسی بات کو معلوم کرنے کی خواہش نہ ہو تو آپ کوئی بھی معلومات حاصل نہیں کر سکیں گے اور اگر کچھ یاد رہا بھی تو ذہن کچھ عرصے میں ہی اسے بھلا دے گا۔ الفاظ رٹنے کے بجائے مضمون سمجھنے پر زیادہ زور دیں کہ اس مضمون میں کیا بات کہی جا رہی ہے اگر طلبہ یادداشت تیز کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل اصولوں پر عمل کریں۔

✽...... جس چیز کو یاد کرنا مقصود ہو اس میں پوری دلچسپی لیجئے۔

✽...... صرف اسی چیز پر پوری توجہ صرف کیجئے اور باقی خیالات سے توجہ ہٹالیجئے۔

✽...... اپنی پرانی معلومات اور نئی معلومات میں ربط رکھیں۔

✽...... اگر کوئی خیال پریشان کر رہا ہے تو پہلے اسے دور کریں۔ اور اگر اسے دور کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو یکسر نظر انداز کر کے پورے انہماک کے ساتھ مطالعہ میں منہمک ہو جائیں۔

✽...... روز پانچ دس منٹ نکالیں اور ایک کاپی پر جو مضامین اس دن پڑھے ہیں ان کے اہم نکات تحریر کریں کہ فلاں مضمون کا فلاں سبق پڑھا ہے اور اس پورے سبق کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے۔ اس طرح تمام مضامین کے اہم نکات کاپی پر مختصراً تحریر کریں اور ہر ہفتہ ان نکات کو ایک دوبار ضرور پڑھیں۔

ذہنی یکسوئی و حافظہ بڑھانے کے لئے:۔ لمحہ بھر میں کسی بھی مضمون کی جانب مستغرق ہونے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لئے کچھ ہدایات دی جا رہی ہیں۔

کیا آپ نے خیالات کے ذریعے ابھرنے والی اپنی اندرونی سرگوشیوں کو سننے کی کبھی کوشش کی ہے؟ آپ کے اندر کا شخص ہر وقت کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے۔ ایک خاموش جگہ بیٹھیں اور اپنے اندر ابھرنے والی سرگوشیوں کو سننے کی کوشش کریں تو ہمیں اپنی ذہنی طرز کے مطابق اپنے اندر سے باتیں سنائی دیں گی۔ جیسے مجھ میں سردمہری پائی جاتی

ہے۔ وہ بہت ذہین ہے، یہ لوگ غلط کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ذہن ڈھیلا چھوڑ کر اپنے ذہن میں ابھرنے والی سرگوشیوں یا خیالات کا مشاہدہ کرتے رہیں آپ کو اپنے اندر کی عجیب خواہشات، فیصلے، آرزوئیں، تمنائیں اور زندگی کے مختلف واقعات کا عکس نظر آنا شروع ہو جائے گا اور ذہن میں خاکوں کا ایک انبار لگ جائے گا۔ اب بتائیں کہ اس منتشر ذہن سے کوئی کام بہتر طور پر ہو سکتا ہے؟ چلیں ایک لفظ "تکلیف" مسلسل دہرائیں اور یہ تصور کریں کہ آپ یہ لفظ دو گھنٹوں سے دہرا رہے ہیں۔ چند منٹ بعد اپنے اندر آنے والی تبدیلی کا مشاہدہ کریں۔ اب اپنی توجہ سانس پر مرکوز کریں اور سانس اندر کھینچ کر روک لیں۔ تکلیف کے لفظ سے پیدا ہونے والا احساس ختم ہو جائے گا اب ایک لفظ "پاکیزگی" یا "مسکراہٹ" مندرجہ بالا طریقے پر دہرائیں تھوڑی دیر بعد ہی آپ اپنے اندر نئی تبدیلی محسوس کریں گے جو کہ پہلے لفظ کے مقابلے میں مختلف ہوگی۔ دراصل لفظوں کی تکرار سے انسان کے اندر تبدیلی آنے لگتی ہے۔ اسی طرح اگر آپ اپنی علمی صلاحیت میں بے پناہ اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہ ہے۔

طریقہ:۔ یا علیم (اے علم والے) پانچ منٹ تک پوری یکسوئی کے ساتھ اس اسم کے مفہوم پر غور کرتے ہوئے دہرائیں اور اس کے بعد سانس کی یہ مشق کریں۔

سانس کی مشق:۔ دوزانو ہو کر بیٹھ جائیں۔ کمر اور گردن بالکل سیدھی رہے۔ دائیں ہاتھ کی درمیانی اور شہادت کی انگلی بند کر لیں اب اپنی ناک کے دائیں نتھنے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بند کر دیجئے اور پھیپھڑوں میں موجود تمام ہوا کو بائیں نتھنے سے خارج کر دیجئے۔ پھر بائیں نتھنے سے ہی آرام آرام سے سانس اندر لیجئے اور ذہن کو سانس کے بہاؤ پر مرکوز رکھیں سانس لینے کے بعد تیسری انگلی سے بایاں نتھنا بھی بند کر دیں اور دس سیکنڈ سانس روک کر انگوٹھا ہٹالیں اور دائیں نتھنے سے سانس آہستہ آہستہ باہر خارج کر دیں۔ اب دائیں نتھنے سے ہی سانس آہستہ آہستہ اندر کھینچیں اور پھر سینے میں لے جا کر دس سیکنڈ کے لئے روک دیں انگوٹھے سے نتھنا بند کر لیں۔ اب تیسری انگلی ہٹا کر آہستہ آہستہ سانس بائیں نتھنے سے خارج کرتے جائیں۔ یہ ایک چکر ہوا اس طرح پانچ چکر کریں۔ سانس کی مشق کے بعد یا علیم دوبارہ پانچ منٹ تک پوری توجہ سے پڑھیں۔ اس سارے عمل میں آپ کے صرف پندرہ منٹ صرف ہوں گے اور یکسوئی و حافظہ میں بہت زبردست اضافہ ہو جائے گا اور مضامین بآسانی سمجھ میں آجائیں گے۔

دماغی کمزوری دور کرنے کے نسخے:۔

✽ سات مغز بادام شیریں دھو کر رات بھر پانی میں بھیگا رہنے دیں اور صبح سویرے ایک ایک کر کے بادام چباتے رہیں اور خوب چبا کر کے کھائیں۔

✽ گلاب کی خوشبو استعمال کریں یہ بھولنے کی بیماری کا علاج ہے۔

✽ صبح سویرے تازہ ہوا میں ترتیبا گھاس پر آدھا گھنٹہ تیز رفتاری سے چہل قدمی کریں۔

✽ حافظہ بڑھانے کے لیے شربت عناب یا شربت بنفشہ دو چمچے ٹھنڈے پانی کے ساتھ صبح یا شام کو استعمال کریں۔

✽ سر دھوتے وقت بہت گرم یا بہت ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے بھی دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔

✽ سوتے وقت ناریل کے تیل کی سر میں دس منٹ تک مالش کریں۔

✽ مغز بادام 20 عدد، خشخاش 10 گرام، نشاستہ گندم 20 گرام ان تمام ادویات کو پانی میں خوب گھوٹ کر کپڑے سے چھان لیں اور قدرے گھی ڈال کر آگ پر پکائیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو حسب ضرورت شکر ملا لیں اور یہ حریرہ ناشتہ میں استعمال کریں۔ دماغی صلاحیت بڑھانے کے ساتھ ساتھ نزلہ، زکام اور کھانسی میں بھی فائدہ کرتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے ؟!؟

لفظ "مسلمان" قرآن پاک میں موجود نہیں ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ فرمائیے........

قرآن میں ایک جگہ بھی اہل اسلام کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال نہیں ہوا اور نہ ہی حدیث کی کتابوں میں یہ لفظ مسلمان استعمال ہوا ہے۔

قرآنِ مجید میں اسلام کے پیروکاروں کو مسلم MUSLIM کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

قرآن میں مسلما ، مسلمون ، مسلمات ، مسلمین اور مسلمۃ کی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ ان سب کا ماخذ "مسلم" ہے مسلمان نہیں۔ مسلمان عربی زبان کا لفظ نہیں ہے، یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔

اس طرح قرآن و حدیث میں براہِ راست یا بالواسطہ ہر جگہ اہلِ اسلام کو مسلم کہا گیا ہے۔ مسلمان نہیں۔

قرآن کی رو سے ہماری شناخت اور ہمارا تعارف مسلم ہے۔

اپنا تعارف بحیثیت مسلم کرائیے۔

ایک بندہ خدا

صحت کا سرچشمہ۔ آپ خود ہیں

ریکی کی تھیوری بتاتی ہے کہ ہمارا جسم کائناتی توانائی کا ریسیور ہے۔ ہم اس توانائی کو مجتمع کر کے نہایت قلیل وقت میں نہ صرف اپنا علاج کر سکتے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی صحت سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔

ایم ایچ خان

تین سال پہلے شہر کے معروف فائیو اسٹار ہوٹل میں ایک جاپانی معالج آکر ٹھہرے اور اخبار میں علاج کی نئی تکنیک متعارف کرانے کے لئے علمی نشست کا اعلان کیا۔ اس نشست میں رجسٹریشن کی انہوں نے معقول فیس وصول کی جو ہزاروں میں تھی۔ اس پروگرام کا پہلا حصہ ان کے لیکچر پر مشتمل تھا، اس کے بعد وہ اس طریقہ علاج کا طریقہ بتاتے، پھر عام لوگوں کے سامنے اس کا مظاہرہ کرتے۔ آخر میں شریک محفل کو ایک تصدیق نامہ دیا جاتا جس میں یہ تصدیق کی جاتی کہ اس آدمی نے اس طریقہ علاج کا ایک روزہ کورس مکمل کر لیا ہے اور اب یہ کسی کا بھی علاج کر سکتے ہیں۔

جاپانی معالج نے اس طریقہ علاج کا نام ریکی Reiki بتایا۔ انہوں نے اس کے عملی مظاہرہ کے طور پر تمام شرکاء کو دعوت دی کہ آپ میں سے کسی صاحب کو کوئی تکلیف ہو تو میرے قریب آئیں میں چند سیکنڈ میں تکلیف رفع کر دوں گا۔

میں اپنے جس دوست کے توسط سے اس پروگرام میں شریک تھا اتفاقاً اس وقت ان کے سر میں بہت درد ہو رہا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ فوراً آگے بڑھئے۔ اسی بہانے معالج کے دعوے کی سچائی کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔ ہمارے دوست نہایت جھجکتے ہوئے اُٹھے۔ معالج نے نہایت دلآویز مسکراہٹ سے ان کا استقبال کیا۔ ان کو کرسی پر بٹھایا۔ پیچھے کھڑے ہو کر کہا آپ اپنی آنکھیں بند کر لیجئے۔ اس کے بعد معالج نے اپنی ہتھیلی دوست کے سر سے دو انچ اوپر رکھی اور آنکھیں بند کر لیں۔ تقریباً تین یا چار منٹ کے بعد آنکھیں کھول کر دوست سے کہا آپ واپس اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیے کیونکہ آپ کا درد ٹھیک ہو گیا ہے۔ دوست نے آکر بتایا کہ واقعی میرا سر درد ٹھیک ہو چکا ہے۔ اسی دوران ایک خاتون نے سخت ڈپریشن کی شکایت کی۔ معالج نے چار پانچ منٹ ان کا علاج بھی اسی طرح کیا اور خاتون نے بتایا کہ وہ بہت بہتر محسوس کر رہی ہیں۔ ایک بڑے صاحب جوڑوں کے درد کے مریض تھے۔ انہوں نے بھی علاج ہونے کے بعد درد میں بڑی حد تک کمی محسوس کی۔

اس پروگرام میں شرکت کو میں نے سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔ ایک روز محض چند گھنٹوں کی مشق سے معالج ہونے کا تصدیق نامہ ہی مجھے بڑا مضحکہ خیز محسوس ہو رہا تھا کہ بھلا اتنے سے وقفہ میں کیا کوئی معالج بن سکتا ہے۔ میری نظر میں ایم بی بی ایس، ڈی ایچ ایم ایس اور Herbs کی برسوں پر محیط تعلیم تھی۔ طالب علموں کی شبانہ روز محنت، کلاسز اٹینڈ کرنا، اسائنمنٹ بنانا، عملی تجربات کرنا میرے سامنے تھا۔ یعنی ایک معالج بننے کے لئے برسوں کی

AZEEMIA ROHANI LIB

محنت شاقہ درکار ہے تب جاکر کوئی گوہر نایاب حاصل کر پاتا ہے۔ یہی بات تھی کہ ریکی کے ماہر کا دعویٰ مجھے بہت عجیب اور کسی حد تک مضحکہ خیز محسوس ہو رہا تھا لیکن جب میں نے ریکی کے چند عملی مظاہرے اپنی آنکھوں سے دیکھے تو یقین کرنا پڑا کہ چند گھنٹوں کے عمل سے چاہے کوئی معالج نہ بن پائے لیکن اس طریقہ علاج سے چند منٹوں میں کچھ نہ کچھ افاقہ ضرور ہوتا ہے۔

ریکی Reiki جاپانی زبان کا لفظ ہے جو کائناتی حیاتیاتی توانائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ Rei سے مراد کائناتی روح یا پراسرار طاقت ہے جب کہ Ki کا مطلب حیاتیاتی توانائی ہے۔ جاپانی توضیح کے مطابق ہم میں سے ہر شخص کے اندر ریکی کی قوت موجود ہے جو پیدائش ہی سے ہمارے مادی جسم میں ڈال دی جاتی ہے۔ ریکی کا شفائی طریقہ کار مادی نہیں بلکہ وجدانی ہے۔ مادی طور پر ان اثرات کا جائزہ لیا جائے تو ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتے۔ ہم اس کا مظاہرہ اسی صورت میں دیکھتے ہیں جب مریض کو تکلیف میں افاقہ ہو جاتا ہے یعنی یہ پورا مرحلہ وجدانی ہے مادی نہیں۔

ریکی طریقہ علاج کی ترویج و فروغ میں جاپانی ماہر ڈاکٹر میکاؤ یوسوئی نے اہم کردار ادا کیا۔ انیسویں صدی کے نصف میں وہ کرسچین یونیورسٹی کیوٹو جاپان کے سربراہ تھے۔ یہ وہ دور ہے جب جاپان تبدیلی کے عمل سے گزر رہا تھا۔ صنعتی دور کی ترقی کا اثر جاپان پر بھی پڑ رہا تھا۔ مغرب اور مشرق کے درمیان فاصلے سمٹنے لگے تھے۔ ڈاکٹر میکاؤ نے بھی پہلے مغربی علوم سے استفادہ کیا۔ انہوں نے بائبل کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ جاپانی تعلیمات ان کے خون میں رچی بسی تھیں چنانچہ انہوں نے ان دونوں تعلیمات کے ملاپ سے ریکی کی بنیاد رکھی۔ بائبل میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مریض کو چھوتے تھے تو بڑے بڑے لاعلاج مریض ٹھیک ہو جاتے تھے۔ پیدائشی بینا اور کوڑھی صحت کی دولت لے کر ہنستے مسکراتے وہ دولت سے جاتے۔

عام طور پر ہم مسلمان ہی نہیں عیسائی اور یہودی بھی ان واقعات کو محض معجزہ سمجھ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کی حکمت میں غور نہیں کرتے۔ ڈاکٹر میکاؤ نے ایسے واقعات پر گہرا تفکر کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ حضرت عیسیٰ ضرور کسی مخفی طاقت کو استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ طاقت کیا تھی اس کی تفصیل ڈاکٹر میکاؤ بائبل سے معلوم نہ کر سکے۔ یہ تفصیل انہیں ملی جاپانی تعلیمات سے ـــــ جاپانی تعلیمات بتاتی ہیں کہ کائنات ایک ماورائی قوت سے بھری ہوئی ہے اس کائناتی روح کو وہ لوگ Rei کے نام سے جانتے ہیں۔ اسے کائنات کی تخلیق اول بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ کائناتی روح خاص توانائی سے متحرک ہوتی ہے جسے Ki کہا گیا ہے۔ اس ماورائی قوت سے شفایابی کے لئے ڈاکٹر میکاؤ نے جو طریقہ وضع کیا وہ حضرت عیسیٰ کے "رائل ٹچ" سے مشابہ ہے۔ جب اس

اندازے سے عمل کیا گیا تو انہوں نے بہت اچھے نتائج کا مشاہدہ کیا۔ ایک روز اپنے لیکچر کے دوران طلباء و طالبات سے پوچھا آپ لوگ بائبل پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے اثبات پر انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ بائبل میں فرماتے ہیں "جس طرح میں نے (علاج) کیا تم بھی کرو گے بلکہ اس سے بھی بہتر اگر تم کر سکو تو؟" طلباء یہ سن کر کافی حیران ہوئے کیونکہ ان میں سے کئی یہ پڑھ تو چکے تھے لیکن اس طرح کبھی نہیں سوچا تھا۔ طلباء نے پوچھا اگر یہ بات صحیح ہے تو بہت سے معالج حضرت عیسیٰ کی طرح کیوں علاج نہیں کرتے۔ ڈاکٹر میکاؤ نے مسکرا کر کہا اس لئے کہ وہ اس حقیقت کو ذہنی طور پر تسلیم ہی نہیں کرتے کہ یہ کرنا ممکن ہے۔ طلباء نے کہا اگر یہ سچ ہے تو ہمیں اس کا طریقہ بتایئے۔

ڈاکٹر میکاؤ کے کئی شاگرد دنیا کے مختلف حصوں میں گئے اور ریکی کو متعارف کرایا۔ 1930ء سے 1980ء تک یہ طریقہ علاج پوری دنیا میں جانا پہچانا اور مشہور ہو گیا۔

یہاں تک تو ریکی کی مختصر تاریخ بیان کی گئی۔ اب ہم ریکی کے بارے میں چند عملی معلومات دیں گے۔ اس طریقہ علاج کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ اپنا اور دیگر لوگوں کا علاج کر سکتے ہیں۔ معالج بننا قطعی مشکل یا صبر آزما مرحلہ نہیں ہے۔ ہم آپ کو ریکی کی توانائی حاصل اور اپنے اندر جذب کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ جب یہ توانائی آپ کے اندر موجود ہو گی تو آپ اسے دوسرے لوگوں میں منتقل بھی کر سکیں گے۔

شفائی قوت کا حصول

1- کھلی فضا میں کھڑے ہو جایئے جہاں آلودگی کم سے کم ہو۔ کوئی پارک یا باغیچہ مناسب رہے گا۔ چپلیں یا جوتے اتار دیجئے۔ اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں قریب کر لیں۔ سانس گہرائی میں لیں۔

اپنا سر آسمان کی جانب کر لیجئے۔ اب دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح کر لیں کہ انگریزی لفظ V کی طرح بن جائیں اب یہ تصور کیجئے کہ فضا میں توانائی مرغولوں کی شکل میں موجود ہے۔ (دیکھئے تصویر A)

2- اب اسی حالت میں کہنیوں کو اندر کی طرف موڑنا شروع کیجئے اور یہ تصور کریں کہ آپ توانائیوں کو ہاتھوں کے درمیان جمع کر رہے ہیں۔ اس دوران سانس اندر کھینچیں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا لیں۔ (دیکھئے تصویر B)

3- جب توانائی آپ کے ہاتھوں کے احاطہ میں آ جائے تو اسی صورت میں ہاتھوں کو آہستہ آہستہ نیچے لائیں اور یہ تصور کریں کہ توانائی پورے جسم میں مرغولہ دار انداز میں اتر گئی ہے۔ (دیکھئے تصویر C)

پہلے مرحلے میں سانس آہستگی سے لیں۔ دوسرے مرحلے

میں سانس اندر کھینچیں اور تیسرے مرحلہ میں سانس روک لیں۔ یہ مشق اس وقت تک جاری رکھیں جب آپ محسوس کریں کہ جسم میں توانائی جمع ہو گئی ہے۔ اس دوران اگر آنکھیں بند رکھی جائیں تو زیادہ مرکزیت سے مشق پوری ہو سکتی ہے۔ اس مشق کے لئے خالی پیٹ ہونا ضروری ہے۔ اس مشق میں زیادہ حساس لوگ اس توانائی کو دیکھ بھی لیتے ہیں تاہم اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا احساس بھی کافی ہے۔ اب چند ضروری باتیں جو ریکی کے طالب علم کو ذہن نشین رکھنی چاہئیں۔

1۔ یہ توانائی نہایت لطیف ہے اس کے بہتر انداز میں حصول کے لئے ضروری ہے کہ طبیعت میں ٹھہراؤ ہو۔ ایسے شخص کو غصہ کم سے کم کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے ورنہ غصہ سے جسم میں کثیف گرم لہریں دور کرنے لگتی ہیں جس سے اس توانائی کا فطری عمل سست پڑ جاتا ہے۔

2۔ غیر اخلاقی امور سے آدمی میں اندرونی کشمکش ہونے لگتی ہے۔ اس سے ذہنی مرکزیت ٹوٹ جاتی ہے اس لئے ریکی کے طالب علم کو ایسے تمام امور سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کی ذہنی صحت میں خلل انداز ہو سکتے ہیں۔

3۔ تمام مشقوں کے دوران یقین پختہ ہونا چاہیے۔ جب تصور کریں کہ توانائی جسم میں منتقل کی جارہی ہے تو شک و شبہات پیدا نہ ہوں۔ آپ کو اپنی ماورائی قوت پر مکمل بھروسہ و یقین ہو ورنہ شک آپ کی صلاحیتوں پر زنگ لگا دے گا۔

اب چند تکالیف اور ان کا ریکی کے ذریعے علاج پیش کیا جارہا ہے۔ ان مشقوں کے دوران اسٹول پر بیٹھیں یا زمین پر دوزانو بیٹھئے۔ ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ ہو۔ سانس آہستگی سے لیں ہر مشق کا دورانیہ پانچ سے دس منٹ تک ہے جسے دن میں دوبار کیا جاسکتا ہے۔ فضا بہت زیادہ گرم یا سرد نہ ہو۔ مشق کے دوران آنکھیں بند رکھئے۔ ذہن خیالات سے عاری ہو اور توجہ صرف تصور کی جانب ہو۔

صحت کا سر چشمہ:۔ ریکی تعلیمات کے مطابق ہمارا جسم کائناتی توانائی کا ریسیور ہے۔ جب ہم ذاتی ارادے سے یہ توانائی صحیح طور پر حاصل نہیں کرپاتے تو بیمار پڑ جاتے ہیں۔ اس توانائی کا حصول ریکی میں بہت آسان ہے۔ آپ آرام دہ نشست کے ساتھ بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیجئے۔ دونوں ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر اٹھائیے بالکل اسی طرح جیسے نماز کے دوران تکبیر کہنے کے لئے اٹھاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کی طرف ہوں اور کانوں سے اندازاً ایک فٹ دور ہوں۔ سامنے سے دیکھنے پر آپ کے ہاتھوں اور سر سے انگریزی حرف W بنے گا۔ اب یہ تصور کریں کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان توانائی دور کر رہی ہے۔ (دیکھئے تصویر D)

آنکھوں کی تھکن:۔ بتائے گئے طریقے کے مطابق بیٹھنے کے بعد دائیں ہاتھ سے داہنی آنکھ اور بائیں ہاتھ سے بائیں آنکھ ڈھانپ لیں۔ اب یہ تصور کریں کہ آپ کے ہاتھوں سے توانائی نکل کر آنکھوں میں جذب ہو رہی ہے۔ زیادہ باریک بینی کے کام سے آنکھوں کے اعصاب تھک جاتے ہیں۔ یہ تھکن اگر متواتر رہنے لگے تو نظر کمزور

ہونے لگتی ہے جس کا حل ماہرین چشم عینک تجویز کرتے ہیں۔ اس مشق کے علاوہ کھانے میں سبزیاں زیادہ لیں۔ دن میں ایک مرتبہ تھوڑی سی سونف اور مصری کھالیا کریں۔ (دیکھئے تصویر E)

بہتر نشوونما کے لئے:۔ پچوٹری گلینڈز ہماری نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی بدولت جسم کے دیگر غدود اور نظام متحرک ہو جاتے ہیں۔ ہاضمہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جسم میں خلیوں کی شکست و ریخت اور تعمیر و توسیع صحیح طریقہ سے ہوتی ہے۔ دونوں ہاتھوں کی بڑی انگلی کی پوروں کو ملالیں اور سر پر اس طرح رکھیں کہ ہتھیلیاں کنپٹی، ماتھے اور سر کے ایک حصہ کو ڈھانپ لیں۔ دونوں پوریں بالوں کی درمیانی مانگ پر جمع ہوں۔ اب یہ تصور کریں کہ ہاتھوں سے لہریں نکل کر سر میں جمع ہو رہی ہیں۔ (دیکھئے تصویر F)

کان کی تکالیف:۔ بعض لوگ کان کی مختلف تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں یعنی کان کا درد یا پانی آنا وغیرہ اس کے لئے ریکی میں یہ مشق بتائی جاتی ہے۔ سر کے پچھلے حصہ پر کانوں کے عین پیچھے دونوں ہتھیلیاں اس طرح رکھیں کہ دایاں ہاتھ داہنے حصے پہ اور بایاں ہاتھ بائیں حصے پر ہو اور یہ تصور کیجئے کہ ہاتھوں سے لہریں نکل کر جذب ہو رہی ہیں۔ (دیکھئے تصویر G)

گلے کی تکالیف:۔ گلا بیٹھ جانا، درد یا آواز کی خرابی کے لئے دایاں ہاتھ گردن کے پچھلے حصے پر مہروں کے اوپر رکھیں جبکہ بایاں ہاتھ گلے پر رکھیں۔ یہ تصور کیجئے کہ حرام مغز سے توانائی کی رو دائیں ہاتھ میں داخل ہو کر بائیں ہاتھ تک اور پھر گلے میں جذب ہو رہی ہے۔ (دیکھئے تصویر H)

کمزور دل:۔ بائیں ہتھیلی سینے پر دل کے مقام پر رکھئے۔ اس کے برابر میں نیچے داہنی ہتھیلی رکھ کر تصور کیجئے کہ ہتھیلیوں سے لہریں نکل کر دل میں جذب ہو رہی ہیں۔ اس مشق سے دل کو قوت ملتی ہے۔ (دیکھئے تصویر I)

پھیپھڑوں کی فعالی:۔ داہنا ہاتھ سینے کی داہنی جانب پھیپھڑے کے مقام پر اور بایاں ہاتھ بائیں جانب پھیپھڑے کے مقام پر رکھ کر یہ تصور کیجئے کہ ہاتھوں سے نکلنے والی لہروں سے پھیپھڑے طاقت حاصل کر رہے ہیں۔ (دیکھئے تصویر J)

جگر کی قوت:۔ جگر کی خرابی سے صفرے کی زیادتی ہو جاتی ہے جسے یرقان کہا جاتا ہے۔ سرخ خلیوں کی کمی ہونے لگتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دایاں ہاتھ پیٹ کی داہنی جانب رکھئے اور بایاں ہاتھ اس کے عین نیچے رکھئے اور یہ تصور دہرائیے کہ ہاتھوں سے لہریں نکل کر وہاں جذب ہو رہی ہیں۔ (دیکھئے تصویر K)

ہاضمہ کی بحالی:۔ داہنی ہتھیلی پیٹ کے بائیں حصہ پر پسلیوں کے اختتامی مقام پر رکھئے اور بایاں ہاتھ اسی کے نیچے رکھئے اور بتایا گیا تصور کیجئے اس سے تلی اور لبلبہ کی کارکردگی پر اچھا اثر پڑتا ہے اور ہاضم رطوبتوں کا اخراج بہتر ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے تصویر L)

گردوں کی کارکردگی:۔ گردوں کی بہترین کارکردگی سے جسم کے فاضل مادے بآسانی خارج ہو جاتے

ہیں اس نظام کو تقویت دینے کے لئے یہ مشق کیجئے۔ دایاں ہاتھ کمر کے دائیں حصہ یعنی گردے کے مقام پر اور بایاں ہاتھ بائیں گردے کے مقام پر یعنی کمر کی بائیں جانب رکھیں اور بتایا گیا تصور دہرائیں۔

*

ضلع غربی کراچی کے ایڈمنسٹریٹر عمرخان انتقال کرگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے لواحقین میں بیوہ، ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی، والدہ، دو بھائیوں اور تین بہنوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ رات کو سوتے وقت اچھے بھلے تھے لیکن صبح جب انہوں نے جگانے کی کوشش کی تو اس سے پہلے ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

عمر خان 21 جنوری 1957ء کو کراچی میں پیدا ہوئے کراچی ہی میں انہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر کراچی یونیورسٹی سے شعبہ کامرس میں ماسٹرز اور قانون میں گریجویشن کی ڈگریاں حاصل 1982ء سے انہوں نے لوکل گورنمنٹ سے وابستگی اختیار کی اور حیدر آباد میں بحیثیت اسسٹنٹ کمشنر اپنے فرائض سنبھالے۔ 1983ء میں ضلع جنوبی کراچی میں بحیثیت ACM ترقی ہوئی۔ 1983ء سے 1987ء تک جنوبی ضلع کراچی میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے اور 1987ء میں ان کی ترقی بحیثیت SDM ہوئی اور ساکرو سندھ میں تبادلہ ہوا۔ 1987ء میں ساکرو سندھ سے کراچی شمالی ضلع میں SDM کی پوسٹ پر فائز ہوئے۔ 1988ء سے 1990ء تک ضلع وسطی کراچی میں بحیثیت ADC کے عہدے پر فائز رہے 1990ء میں ان کا تبادلہ اورنگی ہوا اور وہاں سے لیاقت آباد پوسٹنگ ہوئی اور 1993ء تک لیاقت آباد میں بحیثیت SDM اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

1993ء میں ڈپٹی سیکریٹری انڈسٹری کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1994ء میں ضلع وسطی کے ADM رہے۔ 1994ء سے 1997ء تک ADM کے عہدے پر فائز رہے۔ 1997ء میں پاپولیشن اینڈ پلاننگ میں ایڈیشنل سیکریٹری کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ 1997ء کے آخر میں میونسپل کارپوریشن کراچی میں فنانشل ایڈوائزر مقرر ہوئے۔ 1998ء میں ضلع غربی کراچی کے ایڈمنسٹریٹر کے عہدہ پر فائز ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری دنوں تک ضلع غربی میں کام کرتے رہے۔ لوکل گورنمنٹ میں ذمہ داریوں کے علاوہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن اور ICMA میں بھی مختلف کورسز کے حوالے سے خدمات انجام دیں۔ ان کی بیٹی نجمہ عمر خان نویں کلاس میں جب کہ ان کا بیٹا عبد الجبار آٹھویں کلاس میں پڑھتے ہیں۔ عمر خان کے بھائی عمران شعبہ اکاؤنٹس سے وابستہ ہیں جب کہ دوسرے بھائی عرفان ایسوسی ایٹ انجینئر ہیں۔

عمر خان بہت ہی ملنسار خوش اخلاق انسان تھے دفتر میں ان کا رویہ بہت دوستانہ اور خوشگوار رہتا تھا۔ ان کی جدائی پر جہاں ان کے گھر والوں کو دکھ اور صدمہ پہنچا ساتھ ساتھ ان کے دفتری حلقہ احباب بھی نہایت غمگین اور سوگوار ہیں عمر خان زمانہ طالبعلمی میں نہایت متحرک شخصیت کے مالک تھے قائدانہ صلاحیتیں بچپن ہی سے موجود تھیں۔

ان کے حلقہ احباب میں کراچی شہر کے کئی اداروں کے سربراہ لوکل گورنمنٹ کے اعلیٰ افسران شامل تھے۔ اس کے علاوہ روحانی ڈائجسٹ کے ایڈیٹر وقار یوسف عظیمی سے زمانہ طالبعلمی سے ان کی رفاقت رہی۔

ادارہ روحانی ڈائجسٹ مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔ قارئین کرام سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

خوشبویات کا کاروبار

عطر یا پرفیوم کی پروڈکشن چند ہزار روپے سے گھریلو طور پر شروع کی جاسکتی ہے۔ اعلیٰ اور درمیانہ درجہ کا عطر اور پرفیوم بنانے کے آسان فارمولے.....

سراج حفیظ خان

مشہور کہاوت ہے "اچھے دوست کی مثال عطر فروش کی مانند ہے کہ اس سے دیگر کوئی فائدہ ہو نہ ہو لیکن خوشبو تو آئے گی اور بُرے دوست کی مثال لوہار کی مانند ہے کہ کوئی نقصان نہ بھی پہنچائے تو آگ کی تپش اور کالک تو لگے گی"۔ بے فکر رہئے ہم یہاں آپ کو اچھے یا برے دوست کی خصوصیات بتانے نہیں جارہے بلکہ آپ کی توجہ خوشبو کی اہمیت کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

ایک اور کہاوت ہے "عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے"۔ مشک بھی ایک خوشبو ہے۔ یہاں ہم آپ کو خوشبو کے کاروبار کے لئے چند تجاویز دے رہے ہیں۔ اس سے ایک طرف تو آپ کو مالی فائدہ ہوگا دوسرے آپ کی ہستی ایک گلستان کی صورت ہو جائے گی کہ جہاں بھی گئے خوشبو پھیلا گئے۔ لوگ آپ کی سنگت میں لطیف احساس پائیں گے۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ عطر یا پرفیوم کی پروڈکشن بہت مشکل کام ہے۔ ایک طرح سے یہ تصور تو ہر کام پر ہی صادق آتی ہے۔ وہ کونسا کام ہے جسے آسان کہا جاسکتا ہے۔ ہر کام میں محنت اور توجہ ضروری ہے۔ کچھ لوگ خوشبو کے اجزاء یا فارمولے کے حوالے سے بہت حساس ہوتے ہیں کہ اگر فارمولا صحیح نہ ہوا تو الٹا نقصان ہو سکتا ہے۔ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے اسی لئے ہم نے ایسی خوشبویات کا انتخاب کیا ہے جن کو بنانے میں پیچیدگیاں کم ہیں اور جلد کو نقصان پہنچانے والے اجزاء بھی نہیں ہیں۔

خوشبو کی دو بڑی اقسام یہ ہیں۔

1- عطر

2- سینٹ (پرفیوم)

عام زبان میں خوشبو کی دو اقسام میں الکحل اور غیر الکحل شامل ہیں۔ اصلی عطر قدرتی پھولوں سے تیار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں پھولوں کی نہایت اچھی اقسام وافر مقدار میں مل جاتی ہیں۔ پھول خرید کر ان کا عطر اپنی نگرانی میں تیار کروا کر آپ کے عطر کو زیادہ خالص بنا سکتا ہے تاہم یہ ایک اضافی کام ہے۔ بازار میں پھولوں کے عرقیات مل جاتے ہیں۔ معیار سے بچنے کے لئے عطر یا کیمیکل کی کسی مستند دکان سے Branded عرقیات کا انتخاب کیجئے۔

خوشبو کی دوسری قسم الکحلی خوشبویات کی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں الکحل یا اسپرٹ کی آمیزش کی

جاتی ہے۔ ایسے پرفیومز اور کولون سے بازار بھرے پڑے ہیں۔ آج کل سب سے زیادہ مانگ اسی کی ہے اور اسی کا اسٹینڈرڈ سب سے بہتر مانا جاتا ہے۔ بے شمار ملکی و غیر ملکی کمپنیاں پرفیومز کے کاروبار سے مالی منفعت حاصل کررہی ہیں۔ دنیا بھر میں فرانس کی وجہ شہرت خوشبو ہی سے تو ہے۔

خوشبویات کی کھپت :۔ خوشبو ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ اس لئے تقریباً ہر مسلمان کی قلبی وابستگی خوشبو سے قائم ہے تاہم خوشبو مذہبی اشخاص ہی نہیں ہر ایک کو پسند ہے۔ کون سا شخص ہے جس کے پاس حس شامہ تو ہے مگر وہ خوشبو کو پسند نہ کرتا ہو شاید ایک بھی نہیں۔

کیمیکل انڈسٹری نے موجودہ صدی میں اتنی ترقی کرلی ہے کہ مصنوعی طور پر بھی سینکڑوں خوشبوئیں تیار کی جارہی ہیں۔ جس کی بدولت دنیا بھر میں خوشبو لگانے کا رواج تیزی سے بڑھا ہے۔ آپ کسی بھی جنرل اسٹور پر جاکر دیکھئے شوکیس میں ہمہ رنگ کے ملکی و غیر ملکی پرفیومز رکھے ہوں گے۔ شہروں میں پرفیومز اسپرے اور دیہات میں عطریات لگانے کا بہت زیادہ رجحان ہے۔ چنانچہ بلا تفریق شہر و دیہات، تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ، امیر و غریب ہر جگہ خوشبو کی مانگ ہے۔

ہمارے ہاں خوشبوئیں تین طرح سے فروخت ہوتی ہیں۔ پرفیومز یا کولون کا معیار سب سے زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت ملکی و غیر ملکی بے شمار پرفیومز ہمارے بازاروں میں فروخت ہورہے ہیں جن کی قیمت سو سے ہزاروں تک ہے۔ ان کی مقبولیت کی دو بڑی وجوہات ہیں۔

پہلی یہ کہ ان میں اسپرٹ یا الکحل پایا جاتا ہے جو لباس پر اپنا نشان نہیں چھوڑتا اور دوسری بڑی وجہ ان کی خوشنما پیکنگ ہے۔ آپ بھی پرفیومز بآسانی بناسکتے ہیں۔ اگر آپ پرفیوم سازی شروع کریں تو یہ سب سے زیادہ منافع بخش ثابت ہوسکتا ہے۔

اس کی پیکنگ کی اپنی اہمیت ہے۔ اس کے لئے شیشیاں اور پیکٹ بازار سے مل جاتے ہیں آپ اپنے طور پر بھی تیار کرواسکتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا اسی شکل کی پیکنگ مارکیٹ میں نہ لاسکے۔

دوسرے نمبر پر عطریات یا آئلی خوشبویات آتی ہیں۔ ان میں اسپرٹ کی آمیزش نہیں کی جاتی۔ بعض مذہبی ذہن کے لوگ بھی الکحل کی خوشبویات سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہمارے دیہی اور شہری علاقوں میں بزرگ اور سنجیدہ لوگ اس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے ہماری ثقافتی روایات کا اظہار ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں آئلی خوشبوؤں کی فروخت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ایک خاص کمی جو ہم نے نوٹ کی ہے یہ ہے کہ عموماً ان خوشبوؤں کی پیکنگ پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ زیادہ تر مخصوص دکانوں یا پھر کسی سے لوگ بنوالیتے ہیں۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اس حوالے سے باقاعدہ صنعت ... درپے کام نہیں ہوا ہے اور یہی آپ کے لئے سب سے بڑا پلس پوائنٹ ہے۔ آپ اگر عطریات یا آئلی خوشبویات کے کاروبار کا ارادہ رکھتے ہیں تو اچھی سی شیشی اور خوبصورت پیکنگ کے ساتھ اس کی مارکیٹنگ کریں۔

خوشبو کی فروخت کا ایک ذریعہ دستی خوشبو فروش ہیں۔ آپ نے بسوں، ویگنوں، لاریوں، ریل اور پبلک پلیسز میں ایسے لوگوں کو ضرور دیکھا ہوگا جو چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں خوشبو آواز لگاکر اور اس کی خوبیاں بتاکر فروخت کرتے ہیں۔ یہ خوشبویات کی سب سے نچلی اقسام میں شمار ہوتی ہیں۔ نہایت کم سرمائے سے تیار کیا جاسکتا ہے آپ چاہیں تو درمیانے درجے کی خوشبو بناکر پھیری والوں کے ہاتھ فروخت کردیں۔ اس کو اچھا منافع ملے گا تو وہ آپ کا مستقل گاہک بن جائے گا۔ اس خوشبو کے خریدار عموماً نچلے طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔

آیئے اب ہم آپ کو مختلف اقسام کی خوشبو تیار کرنے کے طریقے اور فارمولے بتاتے ہیں۔

غیر الکحلی خوشبویات

عطر حنا آئل پر بنا ہوا 4 اونس، روغن صندل اصلی میسور کا 1/4 اونس، عطر کیوڑہ آئل پر بنا ہوا نصف اونس، فینسی بوکٹ 9/14 اونس اور روح خس ایک ماشہ لیں۔

ایک صاف شیشے کی بوتل میں تمام چیزوں کو باہم ملالیں۔ کارک یا ڈھکنا مضبوطی سے لگاکر کسی محفوظ جگہ رکھ دیں۔ روزانہ ایک دوبار ہلادیا کریں۔ ایک ہفتہ کے بعد خوبصورت شیشیوں میں بھریں، لیبل و پیکٹ کے ہمراہ فروخت کریں۔ نہایت روح افزاء خوشبو ہونے کے علاوہ دیرپا بھی ہوگی۔

☆☆☆

عطر کیوڑہ آئلی 2 اونس، روغن صندل 2 ڈرام، آئل آف یلانگ یلانگ 2 ڈرام، روز پرفیوم ایک ڈرام، فینسی فلور۔

ان تمام اجزاء کو ملاکر مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق تیار کریں اور ہفتہ بھر بعد پیک کرلیں۔ آئلی عطریات دو تین اقسام کے ہوتے ہیں۔ ان فارمولوں میں "الکحل" پر بنے ہوئے آئلی عطر کام نہیں دیتے بلکہ ہیڈروڈ آئل پر بنے ہوئے عطر کام کرتے ہیں۔ کسی مشہور عطار یا کیمسٹ سے خریدیئے۔

☆☆☆

عطر کیوڑہ آئلی ایک اونس، یلانگ یلانگ آئل ایک ڈرام، عطر حنا آئلی 2 اونس، جیاسنتھ گن نصف ڈرام وینلین 30 گرین، ہروسسٹی روڈل نصف ڈرام، کومارین 15 گرین، فینسی بوکٹ 2 ڈرام۔

پہلے عطر کیوڑہ اور عطر حنا ایک شیشی میں ملالیں۔ دوسری خوشبویات علیحدہ ملالیں۔ جب یہ حل ہوجائیں تو عطریات کا مرکب ملاکر ہفتہ بھر بعد شیشی میں بھرلیں۔

☆☆☆

عطر کیوڑہ آئلی 4 اونس، آئل آف یلانگ یلانگ 2 ڈرام، جیاسنتھ نصف ڈرام، کومارین 10 گرین، وینلین 30 گرین، آلڈی ہائیڈ سی نمبر 16 (100%) چار ڈرام۔

کیوڑہ کے سوا باقی تمام چیزوں کو ایک شیشی میں بند کرکے ہلائیں۔ جب سب حل ہوجائیں عطر کیوڑہ ملائیں اور کارک لگاکر رکھ دیں۔ آٹھ روز بعد خوبصورت پیکنگ کے بعد فروخت کریں۔

الکحلی خوشبویات (پرفیومز)

عطر گلاب آئل پر بنا ہوا 4 اونس، روز پرفیوم ایک ڈرام، فینل ایتھل الکحل 3 ڈرام، فینل ایتھل الکحل میں روز پرفیوم حل کرلیں۔

☆☆☆

آلڈی ہائیڈ سی نمبر 16 (100%) ایک اونس، جیاسنتھ ایک ڈرام، ہلوٹروپین ایک ڈرام، یلانگ یلانگ آئل ایک ڈرام، وینلین 1/4 ڈرام، روغن صندل 2 ڈرام، لیلاک پرفیوم (سنتھیٹک) ایک ڈرام، بنزائل الکحل 4 اونس۔

تمام چیزیں ملالیں۔ ایک ہفتہ بعد شیشیوں میں بھرلیں۔ نہایت معطر دماغ اور دیرپا خوشبو تیار ہے۔

☆☆☆

فینسی فلور ایک اونس، روغن صندل ایک ڈرام، پچولی آئل ایک ڈرام، وینلین 1/4 ڈرام، کنتگا جاوا ایک ڈرام کومارین 1/8 ڈرام، ٹرپی نول ایک اونس، بنزائل الکحل 6 اونس۔ سب چیزوں کو اوپر بتائے گئے طریقے کے مطابق حل کرلیں۔ ایک ہفتہ کے بعد استعمال کے لئے تیار ہے۔

درمیانہ درجہ کی خوشبو

جیسمین پرفیوم (کسی اچھی کمپنی کا) 4 اونس، بنزائل ایسی ٹیٹ 8 اونس، فینسی بوکٹ 20 ڈرام، ٹرپی نول 3 اونس تمام اجزاء کو ملاکر اچھی طرح ہلالیں۔ خوشبو تیار ہے۔ اگلی خوشبوئیں بھی اسی طرح تیار ہوں گی۔

☆☆☆

مارسس پرفیوم 3 اونس، ٹرپی نول ایک پونڈ، للی آف دی ولی (یا لیلاک) 2 اونس، بنزائل ایسی ٹیٹ 4 اونس۔

انتخاب

کوثر معین رضوان

اصلاح میں تدریج

ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ نے فرمایا کہ "قرآن میں سب سے پہلے وہ آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیں جن میں توحید کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگ مائل ہو گئے تو اس کے بعد معاشرتی احکام نازل ہوئے اگر ایسا ہوتا کہ شروع ہی میں یہ حکم اترتا کہ تم لوگ شراب نہ پیو تو یقیناً لوگ کہتے کہ ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح اگر شروع میں یہ حکم اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم کبھی زنا نہیں چھوڑیں گے"۔

اس روایت سے ایک عظیم حکمت نبوی معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی عملی حکمت ہے جس کو تدریج Graduation کہا جاتا ہے۔ انسان کی اصلاح ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ انسان عام طور پر کچھ خیالات اور عادات سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ وہ اسی کو درست سمجھنے لگتے ہیں۔ اس بنا پر وہ کسی نئی چیز کو فوری طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں انسانوں کی اصلاح کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس کام کو حکمت اور تدریج کے ساتھ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے عرب میں پہلے لوگوں کی طرز فکر کو بدلا۔ لوگوں کے اندر قبولیت کا مزاج پیدا کیا۔ یہاں تک کہ جب ان کے اندر اصلاح کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو گئی تو اس کے بعد آپ نے معاشرے کی اصلاح کے لئے بھی احکامات بیان فرمائے۔ اگر آپ فکری تطہیر اور مزاج سازی کے بغیر معاشرتی اصلاح کے قوانین نافذ کرتے تو یہ انسانی فطرت کے خلاف ہوتا اور وہ انقلابی نتیجہ برآمد نہ ہوتا جو چند سالوں میں برآمد ہوا۔

بیوی کا نان نفقہ...... شوہر کی ذمہ داری ہے

شادی کے بعد لڑکی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر عائد ہوتی ہے، اس سے قطع نظر کہ بیوی بے حد امیر ہے، اس کے ذرائع آمدنی بے شمار ہیں یا وہ ملازمت کرتی ہے۔ عورت کے اس حق کے متعلق اسلامی تعلیمات اور ہمارے عدالتی قانون کا ایک مختصر جائزہ۔

خالد ریاض ایڈوکیٹ

بی اے کرنے کے بعد حرمت کا ارادہ تھا کہ وہ مزید تعلیم حاصل کرے، لیکن ماں باپ کی خواہش تھی کہ وہ شادی کرلے تاکہ ان کی ذمہ داری کچھ کم ہو۔ خوبصورت و خوب سیرت حرمت کے اچھے اچھے گھرانوں سے کئی رشتے آئے لیکن حرمت کی ایک ہی ضد تھی کہ وہ مزید تعلیم حاصل کرے گی یا ہومیو پیتھک ڈاکٹر بنے گی۔ حرمت کی ضد کا نتیجہ یہ نکلا کہ حرمت کے والدین نے اسے اجازت دے دی کہ وہ ہومیو پیتھک کا کورس کرلے چنانچہ حرمت کی شادی کی خواہش کو کچھ عرصہ کے لئے موخر کر دیا گیا۔

بڑی محنت اور لگن کے ساتھ حرمت ڈاکٹر بن گئی اور والدین نے کلینک بھی کرائے پر لے کر دے دیا۔ پروردگار کی کرم نوازی دیکھئے کہ کلینک نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حرمت کے ہاتھ میں بے انتہا شفاء عطا فرمائی تھی۔ اب وقت آچکا تھا کہ حرمت شادی کے لئے ہاں کر دے چنانچہ اسے ہاں کرنی ہی پڑی جواد سعودی عربیہ کے شہر ریاض میں ایک کمپنی میں بحیثیت الیکٹریکل ٹیکنیشن پر کشش تنخواہ پر ملازمت کرتا تھا۔ بڑوں نے باقاعدہ بات چیت اور شرائط کے ساتھ حرمت اور جواد کی شادی طے کر دی اور یوں حرمت بابل کا گھر چھوڑ کر جواد کے گھر منتقل ہو گئی۔ دن ہنسی خوشی بسر ہونے لگے۔ جواد کو سال میں صرف 3 ماہ کی رخصت ملتی تھی اور اسی رخصت میں وہ کراچی اپنے گھر آجاتا تھا۔ بقیہ سارا سال وہ ملازمت کے سلسلے میں ملک سے باہر ہی رہتا تھا۔ ایک سال کا عرصہ پلک جھپکنے کے ساتھ گذر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت کی گود ہری فرمادی۔ بچی کا نام عظمیٰ تجویز کیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی حرمت نے اپنی پریکٹس جاری رکھی اور جواد یا اس کے گھر والوں نے اس بات پر کبھی اعتراض نہ کیا۔ جواد کی ابتداء ہی سے عادت تھی کہ وہ گھر کے خرچے کے لئے 2 ماہ بعد چھوٹی سی رقم کا بینک ڈرافٹ اپنی والدہ کے نام اور والدہ ہی کے اکاؤنٹ کا بھیجا کرتا تھا۔ اب یہ والدہ پر منحصر تھا کہ وہ خرچے کے لئے جتنے چاہیں روپے حرمت کو دیں یا نہ دیں۔ حرمت نے اس سلسلے میں کئی مرتبہ جواد سے فون پر کہا، لیکن جواد کا ایک ہی جواب ہوتا کہ "میری ماں جیسا مناسب سمجھتی ہیں کریں"۔ میڈیکل، اسپتال اور بچی کی پیدائش پر جتنا بھی خرچہ آیا وہ تمام کا تمام حرمت نے خود اپنی جیب سے ادا کیا۔ جواد نے مزید ایک سال بعد حرمت اور اپنی بیٹی عظمیٰ کا

خرچہ دینا بند کردیا۔ حتیٰ کے جوادو کے خط اور فون آنا بھی تقریباً کم سے کم ہوگئے۔ چونکہ حرمت خود کماتی تھی، اس لئے جوادو کی یہ بے رخی اس کے لئے زیادہ اہمیت نہ رکھتی تھی۔ لیکن کب تک؟ بچے دنوں کے ساتھ ساتھ حرمت کے دل میں جوادو کے لئے ایک نفرت سی بیٹھ گئی۔ وہ اکثر سوچا کرتی کہ بیوی اور بیٹی کے خرچے اور پرورش کی ذمہ داری تو شوہر پر عائد ہوتی ہے تو پھر جوادو کا یہ رویہ کیوں ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ساس اور بہو میں آئے دن لڑائی جھگڑا رہنے لگا، جس کی رپورٹ باقاعدگی سے ساس صاحبہ جوادو تک پہنچاتی رہیں اور حرمت کی طرف سے جوادو کے دل ودماغ میں نفرت کا بیج بوتی رہیں۔ نفرت کا بیج پہلے پودا بنا اور پھر تناور درخت بن گیا۔ سلسلہ کچھ یوں آگے بڑھا کہ حرمت 6 مہینے سسرال تو 6 مہینے میکے میں گذارنے لگی۔

جوادو جب 3 ماہ کی رخصت پر کراچی اپنے گھر آیا تو اس دوران حرمت اور بیٹی عظمیٰ جوادو کے گھر میں ہی تھیں۔ خوب لڑائی جھگڑا ہوا اور حرمت اور اس کی بیٹی کو جوادو نے تین کپڑوں میں اپنے گھر سے نکال دیا۔ تمام جہیز کا سامان، زیورات وغیرہ جوادو کے گھر پر ہی رہ گئے اور حرمت اپنی بیٹی کو لے کر اپنے والدین کے گھر آگئی۔ رمضان کا آخری عشرہ تھا۔ گھر کی کال بیل بجی تو پتہ چلا کہ پوسٹ مین رجسٹری لایا ہے۔ رجسٹری کو کھولنے پر حرمت کے ذہن پر ہتھوڑے بدسنے لگے۔

اسٹامپ پیپر پر تحریر تھا

"حرمت بنت الیاس میں نے تمہیں طلاق دی"۔

ایک ہی جملے میں تین سطریں پڑھ کر حرمت کی آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے یہ ناگہانی اندھیرا اسے اور اس کی معصوم سی بچی عظمیٰ کو ہمیشہ کے لئے لے ڈوبے گا۔ عید نزدیک ہی تھی۔ نہ جانے کیا کیا خواب دیکھے تھے کہ جوادو سے صلح ہوجائے گی۔ چاند رات کو مل کر مہندی لگوائیں گے، چوڑیاں پہنیں گے اور عید کی شاپنگ وغیرہ کریں گے۔ حرمت کے تمام خواب کرچی کرچی ہوگئے۔ جوادو تو طلاق بھجوا کر ماہ رمضان میں ہی واپس سعودیہ چلا گیا اور پلٹ کر نہ تو حرمت کی کوئی خبر لی اور نہ ہی بچی کی خیریت دریافت کی۔

یوں تو حرمت اور اسکے والدین کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ تھا لیکن بات حقوق کی تھی۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کافی غور وخوض کے بعد طے پایا کہ وکیل صاحب کی خدمات حاصل کی جائیں۔ چنانچہ بغیر کسی تاخیر کے 2 عدد مقدمات خلاف جوادو، جہیز کی واپسی و حق مہر و نان نفقہ کے فیملی عدالت میں داخل کردیئے گئے۔ جوادو خود تو عدالت میں حاضر نہ ہوا البتہ وکیل صاحب کے ذریعے اس نے جواب دعویٰ داخل کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ چونکہ حرمت خود خاصا کمالیتی ہے اس لئے بچی کی پیدائش پر جو اخراجات ہوئے ہیں اور حرمت پر جو خرچہ آیا ہے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

دونوں طرفین کی شہادتیں قلمبند ہونے کے بعد اور وکلاء صاحبان کی طویل بحث سننے کے بعد عدالت نے فیصلہ حرمت کے حق میں صادر فرمادیا۔

رقم کی وصولی کے لئے حرمت کے وکیل صاحب نے عدالت میں **Execution Application** داخل کی کہ ڈگری کی تعمیل کی جائے اور اگر جوادو رقم ادا نہ کرے تو اس صورت میں **240** گز پر تعمیر شدہ مکان جو جوادو کے نام پر تھا اسے عدالت قرق کرکے اس کی نیلامی کرے اور نیلامی سے حاصل شدہ رقم میں سے جتنی رقم حرمت اور اس کی بچی عظمیٰ کی بنتی ہے وہ منہا کرکے بقایا رقم جوادو کو واپس کردی جائے۔ بدقسمتی دیکھئے کہ جوادو بجائے اس کے کہ کسی سے قرض لے کر ڈگری کی رقم ادا کرتا، اس نے اپنے مکان کی نیلامی ہونا منظور کرلی۔ یوں نہ صرف یہ کہ حرمت کو اس کے حق مہر کی رقم بچی کی پیدائش کا خرچہ، جہیز کے سامان کی ساری رقم بذریعہ عدالت وصول ہوگئی بلکہ عدالت نے بچی کے مستقبل کا خرچہ بھی جوادو کے سر ڈالا اور حکم دیا کہ جب تک بچی کی شادی نہیں ہوجاتی، تب تک جوادو پر اس کی پرورش، تعلیم اور شادی کے اخراجات کی ذمہ داری ہے۔ عدالت نے مزید حکم صادر فرمایا کہ بچی کا ماہانہ خرچہ ہر مہینے کی **10** تاریخ تک عدالت میں جمع کروایا جائے اور اس میں ناغہ نہ ہو۔ آج جوادو اور حرمت ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں لیکن قانون نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بیٹی عظمیٰ کا مستقبل محفوظ کردیا ہے۔

مندرجہ بالا مقدمہ تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ روحانی ڈائجسٹ کے قارئین، نان نفقہ کے قانون کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ آیئے اب اس قانون کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں تاکہ ذہن مزید کھل جائے اور کسی قسم کا ابہام نہ رہ جائے۔

تمام اسلامی مکتبہ فکر اس نکتے پر باہم متفق ہیں کہ بالغ بیوی کے خرچے یعنی نان و نفقے کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے، قطع نظر اس کے بیوی بے حد وحساب امیر ترین ہو اس کے ذرائع آمدنی بے شمار ہوں، لیکن اس کے باوجود یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو روٹی، کپڑا اور مکان یعنی رہائش مہیا کرے۔ اس کے علاوہ دوا دارو کا بندوبست، ڈاکٹر سرجن و اسپتال کی فیسیں وغیرہ تمام کی تمام شوہر کی ذمہ داری ہے۔ یہاں یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو کہ شوہر **500** گز کا بنگلہ، جاپانی کپڑے، **BMW** کار وغیرہ کا بھی پابند ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لیں کہ شوہر اپنے ذرائع آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے خوراک، لباس، رہائش و میڈیکل و دیگر چھوٹی موٹی ضروریات کا قانونی طور پر پابند ہے۔ حوالے کے لئے ملاحظہ کیجئے **Saksena Muslim Law Page 347**

قرآن کریم کی سورۃ البقرہ پارہ نمبر **2** آیت نمبر **240** ملاحظہ کیجئے:

ترجمہ: "اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی بے نکالے۔ پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملے میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے"۔

مندرجہ بالا آیت کی شان نزول کو یوں سمجھئے کہ ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال وہ شوہر کے مال سے نان ونفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال عدت تو "یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا" سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت 4 ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکے سے مقرر کیا گیا لہٰذا اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ حکمت اس کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنی موروث کی بیوی کا اقربا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارہ نہیں کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے، اس لئے اگر ایک دم 4 ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق گزرتا۔ لہٰذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر تمام علماء باہم متفق ہیں۔

بیوی کے نان و نفقہ کو دیگر لوگوں پر ترجیح حاصل ہے۔ اس کی وجہ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ بیوی کا خرچہ شوہر پر قرض کی طرح ہوتا ہے اسی لئے بیوی کے نان نفقے کو پہلی ترجیح حاصل ہے۔ علماء بتاتے ہیں کہ بیوی "اصل" ہے اور "بچہ" اس کی شاخ ہے۔ لارڈ ڈین تحریر کرتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو تمام بنیادی ضرورتیں مہیا کرے۔ اگر شوہر نے بنیادی ضرورتیں مہیا کردی ہیں مثلاً روٹی، کپڑا اور رہائش وغیرہ تو سمجھ لیں کہ شوہر نے اپنی ذمہ داری پوری کرلی ہے۔ اب یہ بیوی کا حق نہیں ہے کہ وہ "بلاوجہ" شوہر سے علیحدہ کسی اور گھر میں رہے اور خرچہ مانگے، بشرطیکہ جس مکان پر وہ علیحدہ ہوئی ہو وہ جائز ہونا ضروری ہے۔ **2(1951) ALL E.R. 580** دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی شرائط ہیں جنہیں پورا کرنے سے بیوی نان نفقے کی حقدار بن جاتی ہے۔

نمبر 1 بلوغت (**Puberty**) یعنی بیوی اس قابل ہے کہ حقوق زوجیت پورے کرسکے۔ نمبر 2 شوہر کو حقوق

زوجیت ادا کرنا۔ مندرجہ بالا 2دو شرائط پوری ہونے پر بیوی نان نفقے کی حق دار ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ یہ بھی بیوی کا فرض ہے کہ وہ بدکاری کی مرتکب نہ ہو، اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرے، شوہر کے مال و متاع کی حفاظت کرنا اس میں خیانت نہ کرنا اور شوہر کی بے لوث خدمت کرنا بھی بیوی کے فرائض میں شامل ہے۔

بیوی کا نان نفقہ اس کے شوہر کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مرحوم شوہر کے لڑکے کی حصہ دار بن جاتی ہے۔ چنانچہ بیوہ دوران عدت نان نفقے کی حقدار ہوگی۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک مقدمے میں قرار دیا کہ بیوہ کا شمار "عیال" میں نہیں ہوتا۔ "عیال" میں بیوی، بچے و دیگر شمار ہوتے ہیں۔ AIR 1958 ALL-Page 67-73 جیسا کہ ہم پچھلی سطور میں تحریر کر چکے ہیں کہ اگر بیوی حسن و خوبی شوہر کے حقوق ادا کر رہی ہے تو نان نفقہ کی حقدار ہے اور اگر وہ بغیر کسی جائز وجہ کے شوہر سے علیحدہ رہ رہی ہے تو اس صورت میں شوہر پر نان نفقے کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی، اسی طرح اگر شوہر نے بیوی کو بلاوجہ ڈاکٹری نسخے کے مطابق صبح، دوپہر، شام اور رات "کوتائی" لگانی شروع کر دی ہے یا شراب پی کر آتا ہے یا غیر قانونی افعال کا مرتکب ہوتا ہے اور بیوی اپنے والدین کے گھر جا کر بیٹھ جاتی ہے تو ایسی صورت میں بیوی نان نفقے کی حق دار ہوگی۔ حوالے کے لئے ملاحظہ کیجئے PLD 1971 LHR- 866 فرض کریں کہ شرجیل جو کہ لندن میں بیٹھا ہے وہ اپنی بیوی ساجدہ کو طلاق دیتا ہے یا بھجواتا ہے۔ طلاق کی اطلاع کسی بھی صورت ساجدہ کو نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں ساجدہ عدت کی مدت تک نان نفقے کی حقدار ہوگی۔ PLD 1977 KAR-477, PLD 1964 Dacca-377 یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی شوہر 2سال تک اپنی بیوی کو نان نفقہ مہیا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو ایسی صورت میں Dissolution of Muslim Marriages Act 1939 کی دفعہ 2ذیلی دفعہ 2 کے تحت بیوی کورٹ سے طلاق بھی لے سکتی ہے۔ Muslim Family Law ordinence 1961 کی دفعہ 9میں اس نکتے کی صراحت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب طور پر خرچہ دینے میں ناکام رہتا ہے یا اس کی ایک سے زائد بیویاں ہے اور وہ انہیں مساوی طور پر رکھنے میں ناکام رہتا ہے تو جہاں بیوی کو کئی اور صورتیں حاصل ہیں وہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ ثالثی کونسل کے چیئرمین کو درخواست بابت نان نفقے کے دے۔ درخواست پر چیئرمین ثالثی کونسل کی تشکیل کرے گا اور طرفین کو سننے کے بعد سرٹیفکیٹ کا اجراء کرے گا کہ بیوی یا بیویوں کو اتنا اتنا خرچہ ماہانہ ادا کیا جائے۔

بالکل اسی طرح یہ ذمہ داری بھی شوہر پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کفالت کرے جب تک کہ وہ جوان نہیں ہو جاتے۔ اگر لڑکا ہے تو 18سال تک تو شوہر کو اپنی ذمہ داری بابت کفالت نبھانی ہی ہے اور لڑکی کی صورت میں جب تک اس کی شادی نہیں ہو جاتی۔ اللہ کریم نے معاش، نان نفقے کی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے۔

ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایسے کئی واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ اولاد کو ماں نے جنم دیا، پرورش کیا، خود محنت مزدوری کر کے انہیں پڑھایا لکھایا اور شادیاں تک کیں ہیں۔ یعنی شوہر و باپ کے صحیح سلامت ہونے کے باوجود اور بناء کسی مجبوری کے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری خواتین کی اکثریت اپنے حقوق سے ناواقف ہے، جس کی بناء پر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، آمین۔ مدراس ہائی کورٹ نے ایک مقدمے میں قرار دیا، جس کے واقعات کچھ یوں تھے۔ ذیشان نے 1916ء میں ثناء سے شادی کی۔ کچھ سال گذرنے کے بعد ذیشان نے مہوش سے دوسری شادی کی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ

بقیہ صفحہ 112 پر ملاحظہ کیجئے

ایوان فکر

مختلف معاشرتی موضوعات پر اجتماعی لحاظ سے غور و فکر اور اظہار رائے کے لئے اوپن فورم.....

عورتیں مہنگائی کی ذمہ دار ہیں

سلطان انجم ۔ حیدر آباد

اس مضمون میں سلطان انجم نے عورتوں پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ مہنگائی کی ذمہ دار ہیں اور انہی کی وجہ سے بہت سے معاشرتی و معاشی مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہم قارئین خواتین و حضرات کو دعوت دیتے ہیں کہ اس حوالے سے اپنی رائے تحریر فرمائیے۔ اپنی نگارشات ہمیں اس طرح ارسال کیجئے کہ ہمیں نومبر کی 12تاریخ تک موصول ہو جائیں۔

میں دفتر سے آنے کے بعد ہاتھ دھو کر کھانے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ برابر والے گھر سے ہمارے پڑوسی بھائی اور بھابھی کی نوک جھونک کی آوازیں آنے لگیں۔ جب تک میں کھانے سے فارغ ہوا یہ نوک جھونک باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر گئی۔ اگلا مرحلہ برتنوں کی ٹوٹ پھوٹ کی آوازوں کا تھا۔ آئندہ روز معلوم ہوا کہ جھگڑا اس بات پر شروع ہوا کہ مہینے کا خرچہ ختم ہو گیا ہے۔ بھائی صاحب نے گھر میں قدم کیا رکھا بھابھی نے مہنگائی مہنگائی کرتے ہوئے اخراجات کا پورا دفتر کھول دیا کہ فلاں خرچہ ہے، فلاں چیز لانی ہے۔ ایک لمحہ کو میں نے سوچا ہاں واقعی مہنگائی تو بہت ہو گئی ہے۔ بجلی، گیس، ٹیلی فون، پٹرول اور دیگر چیزوں کے نرخ بہت تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں ایسے میں متوسط لوگ بے چارے کیا کریں کہاں سے یہ اخراجات پورے کریں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات ذہن میں آئی کہ بھائی صاحب نے ایک مرتبہ خود بتایا تھا کہ وہ اپنے میڈیکل اسٹور سے او۔سطاً روزانہ چار پانچ سو روپے بچا لیتے ہیں۔ اس حساب سے ان کی آمدنی پندرہ ہزار روپے ماہوار بنتی ہے جو ظاہر ہے کبھی زیادہ بھی ہو جاتی ہوگی۔ جس قدر محنت سے وہ یہ پیسے کماتے ہیں اس کا عینی شاہد بھی میں خود ہوں صبح نو بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک دکان میں کھڑے کھڑے ان کے پاؤں شل ہو جاتے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے کئی بار ان کے گھٹنے سوجے ہوئے دیکھے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ پندرہ ہزار کی آمدنی اتنی کم ہرگز نہیں ہے۔ وہ اس میں سے چند ہزار نکال کر ایک ملازم لڑکا بطور سیلزمین رکھ کر کچھ آرام پا سکتے ہیں لیکن سیلزمین ایسی صورت میں رکھیں گے نا جب بھابھی صاحبہ اس رقم کو چھوڑیں گی جسے انہوں نے دانتوں سے پکڑ رکھا ہے۔ اس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ آمدنی تو اللہ کے کرم سے ٹھیک ہے مگر اسے استعمال کرنے والی عورت کو خرچ کرنے کا ڈھنگ جسے جدید زبان میں مینجمنٹ کہا جاتا ہے بالکل نہیں آتا۔

میرے نزدیک ہوشربا مہنگائی کی بڑی وجہ عورتوں کا یہی پھوہڑپن ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ وہ اپنے پھوہڑپن کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کریں، شوہر کی شبانہ روز محنت کا احساس کریں، اس کو ذہنی اور جسمانی سکون پہنچائیں لیکن وہ الٹا بے حسی اور بے رخی کا مظاہرہ کرنے لگتی ہیں۔ شوہر کی محنت کو اچھی نظر سے نہ بھی دیکھیں مگر گھر کو اس کے لئے جنگ کا میدان اور اخراجات کو پہاڑ بنا کر ڈپریشن کا سبب تو نہ بنیں۔ یہی

بد انتظامی اور پھوہڑپن ہے جس کی وجہ سے وہ زیادہ تر ایسی چیزوں میں پیسے خرچ کر دیتی ہیں جہاں اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی جب جیب خالی ہو جائے تو حواس باختہ ہو کر الٹا مرد کے اعصاب پر ہی سوار ہو جاتی ہیں جو بے چارا دن بھر کی تھکن، افسران یا گاہکوں کی نوک جھونک سے دماغی طور پر شل ہو چکا ہوتا ہے۔ اب میں خواتین کے اندھا دھن خرچ کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ عورتوں کا پہلا بڑا خرچ زیورات پر ہوتا ہے۔ عورت امیر ہو یا غریب، خوبصورت ہو یا قبول صورت، گوری ہو یا کالی شاید ہی کوئی عورت ہو جسے زیورات کی حرص نہ ہو۔ چہرے ہی سے ان پڑھ اور پسماندہ حال نظر آنے والی خواتین کی کالی پیلی کلائیاں سونے کی چوڑیوں سے بھری اکثر اوقات نظر آتی ہیں۔ کسی غریب سے غریب خاندان کی شادی میں چلے جایئے وہاں کوئی ایک عورت بھی سونے سے محروم دکھائی نہ دے گی۔ متوسط گھرانوں کی بہت سی عورتیں ایک محفل میں پہنا ہوا زیور دوسری شادی میں نہیں پہنتیں۔ پیٹ بھر کر کھانا نہ ملے لیکن سونے کے زیورات سے لاکر بھرے ہوئے ہوں۔ یہ کیسی ہوس ہے کہ عورتوں کو بے چارے مرد کا خیال ہی نہیں آتا جو صبح نو بجے سے رات گئے تک روزانہ اپنی جان مارتا ہے؟ آہ..... یہ کیسی بے حسی اور بے رحمی ہے کہ مرد محنت کر کر کے ہلکان ہو جائے اور جو کما کر لائے بیوی اسے واہی جاہی میں اڑا دے؟ ایسی ایک دو نہیں بے شمار مثالیں ہیں کہ گھر میں بنیادی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں مگر عالم یہ ہے کہ بعض عورتوں کے پاس تو پاؤ پاؤ بھر کے حساب سے سونا رکھا ہوا ہے۔ مجھے بتائیں اس مٹی کے ڈھیر سے کیا عورتوں کا ان کے شوہر اور بچوں کا پیٹ بھر سکتا ہے؟ کیا بچوں کی تعلیم و تربیت ہو سکتی ہے؟ ایسی عورتوں کو تو خود تربیت کی ضرورت ہے بچوں کی کیا تربیت کریں گی۔ عورتوں کے حرص و ہوس کا دوسرا ذریعہ کپڑے ہیں۔ اکثر خواتین ہر مہینے دو سے چار جوڑے بنواتی ہیں۔ ایک عام جوڑے کی قیمت پانچ سو سے شروع ہوتی ہے۔ بھاری جوڑوں کی قیمت دو ہزار سے ساٹھ ہزار تک ہے۔ اکثر عورتوں کا خیال ہے کہ ایک تقریب میں پہنا ہوا جوڑا دوسری تقریب میں نہیں پہننا۔ اس حساب سے اگر ہر مہینے چار تقاریب اٹینڈ کیں تو چار جوڑے بن گئے۔ جن کی اندازاً قیمت دو ہزار تسلیم کر لیتے ہیں۔ اب بچوں کے بھی کپڑے بنیں گے۔ بالفرض چار بچوں سے میں سے ہر ایک کا سوٹ تین سو روپے میں بنے گا تو چار تقریبات میں سوٹ چار ہزار آٹھ سو میں بنیں گے۔ یعنی آٹھ ہزار آٹھ سو روپے کپڑوں کی مد میں۔ دوسرے نمبر پر جوتے آتے ہیں۔ جوتوں کے بارے میں بھی عورتوں کا خیال یہ ہے کہ ایک تقریب کا جوتا اگلی تقریب میں نہیں پہننا۔ بالفرض ایک جوڑا جوتے کی قیمت پانچ سو روپے مان لی جائے تو ایک ہزار روپے ماہانہ اس کے بنتے ہیں۔ یعنی تقریباً دس ہزار روپے ماہوار صرف کپڑوں اور جوتوں کے ہوئے۔ خواتین کا تیسرا بڑا خرچ کاسمیٹکس پر آتا ہے۔ کاسمیٹکس کی ہوشربا قیمتوں کے بارے میں کبھی آپ نے سوچا کہ اس قدر زیادہ گراں کیوں ہیں؟ اس کی سب سے بڑی وجہ ان کی بے تحاشا خریداری ہے اور اس کی خریدار ظاہر ہے صرف عورتیں ہیں۔ عورتیں سینکڑوں روپے چہرے کی نمود و نمائش پر خرچ کر دیتی ہیں۔ بے چارے مرد کی خون پسینے کی کمائی ایک دفعہ منہ دھونے پر ہی بہا دی جاتی ہے۔

چوتھا بڑا خرچ بیوٹی پارلر کا ہے۔ بیوٹی پارلر میں میک اپ کی مد میں فی کس پانچ ہزار تک بھی وصول کئے جاتے ہیں۔ ہلکی نوعیت کی لیپا پوتی پر بھی ایک ہزار سے زائد اخراجات ہی آتے ہیں۔

عام طور پر مشہور ہے کہ سب سے اچھی اور سستی خریداری خواتین کرتی ہیں مگر یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ نہ خواتین سستی خریداری کرتی ہیں اور نہ ہی معیاری چیز کا انتخاب کر پاتی ہیں۔ دکاندار عورتوں سے ڈیلنگ کے عادی ہوتے ہیں۔ سو روپے کی چیز کے چار سو روپے بتاتے ہیں عورتیں خود ساختہ عقلمندی کا مظاہرہ کر کے ڈیڑھ دو سو روپے میں خرید کر اپنی شان بیان کرتی ہیں۔ عورتوں کا ذہن گھر تک ہی محدود ہوتا ہے۔ باہر کی دنیا کا پتہ ہی نہیں ہوتا اس لئے انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کس برانڈ کی چیز معیاری ہے۔ دکاندار غیر معیاری چیز چکنی چپڑی باتوں کے ساتھ اچھے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ بد انتظامی تو آج کی عورتوں میں رچ بس گئی ہے۔ مجھے بتائیں کتنی عورتیں ہیں جو مہینے کا بجٹ لکھ کر یا لسٹ بنا کر خرچ کرتی ہیں۔ روزانہ کے اخراجات مختص ہوتے ہیں کہ روزانہ اتنے پیسے خرچ کرنے ہیں یا اتنے پیسے ہنگامی طور پر خرچ کرنے ہیں، اتنے پیسے جمع کرنے ہیں۔ پندرہ روز میں کتنے پیسے کس مد میں اور کس طرح خرچ کرنے ہیں بچوں کو جیب خرچ کتنا دینا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان پڑھ عورتوں کو تو چھوڑیں پڑھی لکھی عورتوں میں بھی شاید ہی کوئی ہو جس نے باقاعدہ ڈائری بنا کر اس طرح کے گوشوارے بنائے ہوں تمام اخراجات یادداشت کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ کسی جگہ پیسے معمول سے زیادہ خرچ ہو جاتے ہیں نتیجتاً ضروری چیزوں کے لئے پیسے نہیں بچتے اور نزلہ گرتا ہے تو بے چارے شوہر پر..... پھر ایسے شوہر جو زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں وہ الٹے سیدھے ہاتھ مارنے لگتے ہیں۔ دفتر میں جعلسازی یا رشوت خوری کرتے ہیں یا کاروبار میں دھوکہ دہی اور بے ایمانی کا راستہ ڈھونڈتے ہیں کہ بیوی کے طعنوں سے بچ رہیں۔

میری تمام عورتوں سے عرض ہے کہ دل کے بجائے دماغ سے فیصلے کرنا بھی سیکھیں۔ شاید کہنے والوں نے اسی لئے عورتوں کو ناقص العقل کہا تھا کہ وہ سارے فیصلے دل سے کرتی ہیں۔ دل چاہا تو کپڑے بنا لئے، دل میں آیا تو زیورات کا شوق سر اٹھانے لگا اور موج میں آئیں تو ڈش قیمت کا کاسمیٹکس خرید لئے۔ جس طرح مرد کی کامیابی میں عورت کا ہاتھ ہے اسی طرح مرد کی بربادی میں بھی عورت ہی براہ راست شریک ہے۔ آج کل مادیت کی دوڑ نے عورتوں کو بالکل بے حس بنا دیا ہے۔ وہ شوہر کی دن رات محنت کو نظر انداز کر کے اپنے گرد آسائشوں کا ڈھیر لگانا چاہتی ہیں۔ پڑوسن کے گھر امپورٹڈ ٹی وی، وی سی آر آیا ہے تو ہمارے گھر بھی ہونا چاہئے۔ فلاں کے یہاں ہر سال کارپٹ بدلا جاتا ہے تو ہمارا بھی بدلنا چاہئے۔ فلاں نے سی ڈی پلیئر خرید لیا ہے تو ہمارا اگر کیوں نہیں ہے۔ فلاں واقف کار کو شوہر نے سونے کا نیا سیٹ دلایا ہے تو مجھے بھی ملنا چاہئے وغیرہ وغیرہ یہی وہ ہوس ہے جو مرد کو برے اور ناپسندیدہ طریقوں سے آمدنی بڑھانے پر بھی مائل کر سکتی ہے۔

عورتیں اگر محنت مشقت سے روزی کمانے کا اندازہ کریں تو پھر حقیقت معلوم ہو۔ ملک کی ڈیڑھ فیصد ملازمت پیشہ خواتین سے پوچھیں کتنی جاں سوزی کے بعد وہ روزی کماتی ہیں۔ خود محنت کرنا پڑے تو پتہ چلے کہ پیسہ کمانا کتنا مشکل کام ہے۔ جب مرد کے معاشی حالات بدلتے ہیں تو بیوی کا خلوص بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اکثر بیویاں لڑ لڑ کر شوہر کو دماغی مریض بنا دیتی ہیں جو ذرا اچھی دل ہوتی ہیں وہ اس کڑے وقت میں شوہر کو چھوڑ کر ہی چلی جاتی ہیں۔

ذہنی استعداد اس قدر محدود ہو تو گھر میں ایسا ہی حال ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے بھائی صاحب کا ہے۔ سارا دن ڈش کے چینلز پر بے ہودہ فلمیں کون دیکھتا ہے..... عورتیں ہی تو دیکھتی ہیں..... مرد تو سارا دن کولہو کے بیل کی مانند حصول معاش میں جتا ہوتا ہے اور اس کی مشقت کی کمائی دن رات یوں اڑائی جاتی ہے۔ بچوں کو خراب کرنے کی سو فیصد ذمہ دار بھی عورتیں ہی ہیں اور جب بچے خراب ہو جاتے ہیں تو اس کی ذمہ داری بھی بے چارے شوہر پر ڈال دی جاتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گھروں کے خراب سسٹم اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی ذمہ دار عورتیں ہیں۔ مردوں کو چاہئے کہ ایسی عورتوں پر سختی کریں اور اپنا کنٹرول مضبوط کریں ان کی اداؤں پر مر مٹنے کے بجائے ان کا کڑا محاسبہ کریں۔ انہیں زیادہ ڈھیل دینے سے معاشرہ بالکل برباد ہو جائے گا۔ میرے خیال میں مذہب بھی یہی کہتا ہے کہ عورتوں کی اصلاح اگر مار پیٹ سے ہو سکے تو وہ بھی کرو کیوں کہ انہیں اگر ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا تو فتنہ پھیل جائے گا۔

MIA ROHANI

گذشتہ ماہ ایوان فکر میں "روحانی ٹی وی چینل" کے عنوان سے شاہد فرقان نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ اس پر قارئین کرام کی بڑی تعداد نے اپنے تاثرات ارسال کئے۔ یہاں ہم منتخب تاثرات پیش کر رہے ہیں۔

قدم بڑھائیں

(محمد زکریا بٹ۔ لانڈھی، کراچی)

ماہ اکتوبر کے شمارے میں شاہد فرقان صاحب کا مضمون بعنوان "روحانی ٹی وی چینل" پڑھا جس میں انہوں نے روحانی ٹی وی چینل شروع کرنے کے لئے تجویز پیش کی۔ میں شاہد فرقان صاحب کی اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں کیونکہ دیگر ممالک میں روح اور روح کی صلاحیتوں کے موضوعات پر بے شمار فلمیں تیار کی جاچکی ہیں۔ بھارت نے بھی اس موضوع پر متعدد ڈرامے نشر کئے ہیں جس میں عالم ناسوت کے بعد کے عالمین کے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں گو کہ یہ معلومات محدود ہوتی ہیں مگر اس موضوع پر بیرون ممالک میں کافی کام ہو رہا ہے۔

روحانی چینل شروع کرکے اس پر روحانیت کے موضوعات پر تیار کی گئی انگلش موویز کو ترجمہ کے ساتھ نشر کیا جاسکتا ہے۔ سائنسی علوم کے متعلق ڈاٹا فراہم کی جاسکتی ہے۔ کمپیوٹر کے بارے میں پروگرام نشر کئے جاسکتے ہیں۔ شخصیت کی تعمیر اور معاشرے کی تعمیر کے لئے پروگرام پیش کئے جاسکتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کے لئے پروگرام نشر کئے جاسکتے ہیں۔ قرآن حکیم کا ترجمہ و تشریح روحانی توجیہ کے ساتھ نشر کیا جاسکتا ہے۔ مراقبہ ٹیکنالوجی کی تھیوری تفصیل سے پیش کی جاسکتی ہے اور مراقبہ کرنے والے افراد کے انٹرویو نشر کئے جاسکتے ہیں۔

اس چینل پر براہ راست ٹیلی فون سروس کا آغاز بھی کیا جاسکتا ہے جس پر مسائل کا حل یا پھر کسی روحانی سوال جواب روحانی واردات و کیفیات کو ڈسکس کیا جاسکتا ہے۔ معروف روحانی اسکالر اور اللہ کے دوست حضرت عظیمی صاحب کا لیکچر کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ فکر تھراپی پر کئے گئے تجربات اور اسے سکھانے کے لئے کلاسز کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔

واقعی معاشرے کو روحانیت کی اس دور میں خاص طور پر ضرورت ہے کیونکہ روحانیت ہی ہمیں وہ طور طریقے سکھاتی ہے جن کو اپنا کر ہم متوازن اور کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔

روحانی ڈائجسٹ کی معروف سلسلہ وار کہانیاں، مستانی، پیر حاضر شاہ، مسافر، جوگن، آتش سوزاں پر ڈرامے تیار کئے جاسکتے ہیں جس میں پیغمبرانہ طرز فکر کا عنصر غالب ہو اور دیکھنے والے کو سیکھنے اور عمل کرنے کا موقع مل سکے۔

موجودہ دور میں بے سکونی، عدم تحفظ کا احساس، خوف، احساس کمتری اور احساس محرومی پھیلتے جارہے ہیں ایسے میں روحانی چینل کا قیام کسی نعمت سے کم نہ ہوگا۔ اس چینل کو محدود رکھنے کے بجائے نوجوانوں کی تربیت کے لئے ان کے جذباتی رجحان کے حوالے سے بھی پروگرام نشر کئے جائیں۔ صوفیانہ کلام نشر کئے جاسکتے ہیں واقعی کام بہت ہو سکتے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ قدم تو اٹھایا جائے۔ کچھ لوگ ہمت کرکے قدم اٹھائیں اللہ تعالیٰ وسائل فراہم کرے گا۔ خیالات کا آنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہ کام ہونا چاہئے۔

یہ اچھوتا اور نیک خیال ہے

(عائشہ ملک)

آج کل ڈش کے دور میں روحانی ٹی وی چینل نوجوانوں کو مثبت راہ دکھانے کے لئے یہ ایک بہترین راستہ ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اس چینل کے ذریعے تبلیغ کو راستہ مل سکے گا۔ کیونکہ اس طرح کے پروگرام جب ٹی وی پر نشر ہوں گے تو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک بہت اچھوتا اور نیک خیال ہے۔ اس چینل کو نوجوانوں کے مزاج کے مطابق جدید انداز میں پیش کرنا چاہئے۔ جیسا کہ شاہد صاحب نے The Message فلم کے بارے میں لکھا ہے ایسی موویز نوجوانوں کی دلچسپی اور معلومات میں بیش بہا اضافہ کا سبب بنی ہیں۔

مراقبہ، فکر تھراپی، روحانی علاج، مسائل کے حل کے لئے بزرگان دین کے وظائف، قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل کا حل، معلوماتی پروگرام وغیرہ ہونے چاہئیں۔ آخر میں صرف اتنا کہوں گی کہ نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔

روحانی چینل آج کی ضرورت ہے

(محمد فیصل۔ کراچی)

میں شاہد فرقان صاحب کی بات سے بالکل متفق ہوں آج کل جس طرح ٹی وی پر غیر اخلاقی چیزیں دکھائی جارہی ہیں یہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں۔ کوئی نہ کوئی ایسا چینل ضرور ہونا چاہئے۔ جس پر روحانی تعلیمات پر مبنی پروگرام نشر کئے جائیں تاکہ ایسے پروگرام دیکھ کر انسان کو خوشی اور سکون میسر ہو۔ سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات موجودہ دور کے عین مطابق ہیں۔ اس کے قیام سے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی مشن کی ترویج و اشاعت میں معاونت ملے گی اس لیے اس چینل کا قیام نہایت ضروری ہے۔

یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے

(خرم شہزاد۔ راولپنڈی)

دراصل شاہد صاحب کے اچھوتے خیال نے بہت سے لوگوں کو اس کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے کی دعوت دی ہے۔ میرا تعلق چونکہ ماس کمیونیکیشن کے شعبے سے ہے اس لئے میں اس بات پر بہت زور دوں گا کہ روحانی ٹی وی چینل کا نظریہ بالکل قابل عمل ہے اور حقیقتاً اس وقت دنیا کو اس چینل کی ضرورت بھی ہے۔ لوگ مادہ پرستی سے بیزار ہو رہے ہیں اور مغرب میں تو لوگ دوبارہ روحانیت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اس وقت انسان کو سکون کی ضرورت ہے۔ لوگ اس قدر مصروف ہوتے جارہے ہیں کہ ان کو اپنی ذات کا بھی ادراک نہیں ہو پارہا۔ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو بھلا کر دیگر خرافات میں مبتلا ہو چکے ہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے ٹی وی چینل مغربی ممالک اور ہمسایہ ملک کی نقالی میں مصروف ہیں۔ کیبل نے تو معاشرے کی اخلاقی حالت کو اور بگاڑ دیا ہے۔ یہ بات ہمیں ماننا پڑے گی کہ اب ہم اپنے لوگوں سے انفارمیشن نہیں چھپا سکتے۔ اب انٹرنیٹ کا دور ہے اور ہم لوگ کسی صورت انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سیلاب کو روک نہیں سکتے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی آئندہ نسل کو درست سمت پر لانے کے لئے ان کو تصویر کے دونوں رخ دکھادیے جائیں۔ اگر ہم بچوں کو ڈش اور کیبل دیکھنے سے منع کریں گے تو پھر بھی انہوں نے اس طرف کارخ کرنا ہے لیکن اگر یہاں پر روحانی ٹی وی چینل قائم ہو جاتا ہے تو پھر کم از کم اس قدر فائدہ ضرور ہوگا کہ لوگوں کو ایک ایسا میڈیم یا چینل دستیاب ہو جائے گا جو ان کو فطرت کے قریب لانے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

چھوٹے پیمانے سے ابتداء کی جائے

(شہناز کوثر۔ گوجرہ)

شاہد فرقان صاحب نے غیر ملکی ثقافتی یلغار سے آج کی نوجوان نسل پر مرتب ہونے والے اثرات کی جن الفاظ میں نشاندہی کی ہے وہ قابل قدر ہے اگرچہ یہ خواہش مشکل ترین اور طویل المیعاد ضرور ہے لیکن ناممکن بھی نہیں ہے۔

اسلام کے روحانی تشخص کی ترویج کے لئے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو جلد سے ختم کیا جائے۔ لہٰذا ابتداء کمیونیکیشن کے سب سے موثر ادارے ریڈیو سے کی جائے۔ تاکہ ناخواندہ اور ایسے افراد اس سے موثر طور پر استفادہ حاصل کر سکیں جو دیگر ذرائع ابلاغ سے محروم ہیں۔ لہٰذا ادارے کو چاہئے کہ وہ اپنی تعلیمات کو موثر انداز سے پیش کرنے کے لئے قومی اور بین الاقوامی ریڈیو کے اداروں سے اپنے پروگرامز نشر کرے۔ تاکہ ملک کی آبادی کی وسیع تعداد اس سے مستفید ہوسکے۔

دنیا میں یقیناً ایسے ٹی وی چینلز موجود ہیں جن کا مقصد اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کروانا ہے لیکن اس سے استفادہ کرنے والے افراد میں خاطر خواہ اضافہ ممکن نہیں ہو سکا۔ میرے خیال میں اس کی وجہ مذہب سے وابستہ افراد پر طاری دیرینہ جمود ہے جس سے شاید وہ نکلنا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ ہمارے ملک کی 80% آبادی بھی اپنے فارغ وقت میں اپنے پسندیدہ چینل دیکھنا ہی پسند کرتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ادارہ اسلامی تشخص کا موثر انداز میں بیان چاہتا ہے تو وہ قومی اور بین الاقوامی ٹی وی کا وقت خرید کر اپنے علم سے دوسروں کے دل روشن کر سکتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے پروگرامز میں بیان کردہ مسئلے کے حل کے لئے موثر اور حقیقی انداز میں پریکٹیکل پیش کیا جائے تاکہ انہوں کو پروگرام کے دوران الجھن محسوس نہ ہو۔ ان پروگرامز کو موثر بنانے کے لئے ایسے ٹیم ورک کی ضرورت ہے جو کہ اکائی بن کر کام کرے۔ اور لوگ اپنی ثقافت و تہذیب سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے اسلام کی روحانی تعلیمات کی حقیقت سے آشنا ہو سکیں اور انہیں اپنے مسائل کے حل کے لئے بھی دربدر کی ٹھوکریں نہ ملیں۔ اس طرح ابلاغ کے موثر استعمال سے نہ صرف ادارہ اپنی تہذیب و ثقافت کی موثر انداز میں تبلیغ کرتے ہوئے غیر ملکی ثقافتی یلغار کی روک تھام کر سکے گا بلکہ مستقبل قریب میں دنیا کے بڑا معروف چینل کا افتتاح بھی کر سکتا ہے۔

مخالفت کا اندیشہ ہے

(صادق علی۔ اسمٰعیل ٹاؤن، کراچی)

اسلام دین فطرت ہے جو ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ بعض مذہبی اجارہ دار اسلام کو بہت محدود صورت میں پیش کرتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک "دقیانوسی قوم" اور دنیا بھر میں اسلام ایک "دقیانوسی مذہب" کے طور پر پہچانا جانے لگا ہے۔ ان لوگوں نے اسلام کو چند ظاہری عبادات اور رسومات تک محدود کر دیا ہے اور زندگی کے باقی شعبوں سے اسے خارج کر دیا ہے۔ آج کل کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے دور میں بھی "الطہارت نصف الایمان" کا درس دینے والے نبی کی امت میں بیوہ ہونے والی عورت کو ایک سال تک غسل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ نیز لوگوں سے میل ملاپ کی اجازت بھی اسے نہیں ہوتی۔ حیران مت ہوں یہ پاکستان ہی کے ایک صوبے سندھ کی بات ہو رہی ہے۔ موجودہ دور کمیونیکیشن اور مواصلات کی ترقی کا دور گردانا جاتا ہے۔ آج

پوری دنیا سمٹ کر Global Village کا روپ اختیار کرگئی ہے۔ اور میڈیا کے ذریعے ایک تہذیب دوسری تہذیب پر اثرات مرتب کررہی ہے۔
انگریزی اور ہندی چینلز کی یلغار کے اثرات تو اظہر من الشمس ہے۔ نوجوان تو کیا چھوٹے، سات سات سال کی عمر کے بچے بھی انڈین فلموں کے ڈائیلاگ بولتے اور گانے گاتے نظر آتے ہیں۔ ہماری نئی نسل کی اکثریت اسلامی تاریخ سے آگاہ نہیں ہے۔ ملک کے ممتاز دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کے ناموں سے تو نابلد ہیں البتہ ہیرو اور ہیروئنوں کے نام آسانی سے یاد کرلیتے ہیں۔ لہٰذا اپنی نوجوان نسل اور کم سن بچوں کو غیر ملکی تہذیب و تمدن کے منفی اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اسلامی تہذیب و ثقافت سے آگاہ کیا جائے اور روحانی ٹی وی چینل کے ذریعے یہ کام کیا جاسکتا ہے۔ شاہد فرقان صاحب نے تو روحانی ٹی وی چینل کا لے آؤٹ پیش کردیا ہے۔ البتہ میں اس میں اتنا اضافہ اور کروں گا کہ اس چینل کے ذریعے قرآن و حدیث کے صحیح ترجمے اور تشریح سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے۔ جو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔

قرآنی ڈاکومینٹری
(راجہ مدثر حمید۔ کراچی)

اس دفعہ ایوانِ فکر میں جو موضوع اٹھایا گیا ہے اس پر بے شمار بہن بھائی اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازیں گے۔ میں ٹی وی چینل کی حمایت میں کچھ لکھ کر زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کی اہمیت و ضرورت ہم سب پر روشن ہے۔ میرے ذہن میں بھی ایک تجویز ہے۔ آج کل روحانی ڈائجسٹ میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کا کالم بہت پسند کیا جارہا ہے۔ اسی آئیڈیا پر ٹی وی پروگرام ترتیب دیا جائے جس میں قرآنی معلومات ڈاکومنٹری کی صورت میں پیش کی جائیں۔ مثلاً سمندروں کے بارے میں جو آیات ہیں ان کے حوالے سے سائنسی و تحقیقی ڈاکومنٹری بنائی جائے۔ سمندروں میں کون کون سی مخلوق موجود ہے۔ کس طرح کے پودے، جمادات اس میں پائے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پہاڑوں کی کتنی اقسام ہیں، پہاڑ کس طرح بنتے ہیں، کونسے پہاڑ کی کتنی اونچائی ہے وغیرہ۔ قرآن میں جن قوموں کے بارے میں آیات ہیں ان کی تحقیق کی جائے مثلاً قوم مصر، عاد و ثمود کہاں واقع تھیں۔ ان کی باقیات کیا ہیں۔ قرآن میں جن پودوں یا پھلوں کے بارے میں بتایا گیا ان کی اقسام، خاندان، طبی افادیت، ان کے جائے پیدائش، کس موسم میں کونسا پودا اگتا ہے اور کس طرح کے ماحول میں نشو نما پاتا ہے وغیرہ۔ اسے اس طرح بتایا جاسکتا ہے جیسے انجیر کے بارے میں کوئی آیت تلاوت کی گئی۔ اس کا ترجمہ دیا گیا۔ اب انجیر کا درخت دکھایا جائے۔ اس کے تنے، جڑ اور پتوں کا خوردبینی کیمیائی تجزیہ پیش کیا جائے۔ پھر انجیر کا پھل دکھایا جائے۔ اس کے بعد اس کو آدھا کاٹا ہوا دکھایا جائے۔ اس کے کیمیائی اجزاء بتائے جائیں۔ کن اجزاء سے صحت پر کیا اثرات پڑتے ہیں اس کی تفصیل دی جائے۔ یہاں میں نے محض چند مثالیں پیش کی ہیں۔ قرآن پاک کی ایک ایک آیت پر گراں قدر سائنسی و علمی تحقیق کی جاسکتی ہے۔ مجھے امید ہے اس طرح ہم قرآن کی ایک ایسی تشریح و توضیح کرسکیں گے جو موجودہ دور کا انسان دیکھے گا تو اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے گا۔

افتادِ طبع ملحوظِ خاطر رکھیں
(افضل شیخ۔ فیصل آباد)

پچھلے ماہ روحانی ٹی وی چینل کے بارے میں پڑھ کر ایسا لگا کہ دیرینہ آرزو کو زبان مل گئی۔ ذہن میں نئے نئے آئیڈیاز پیدا ہونے لگے۔ ایک بات یہ ہے کہ بعض مسلمان ممالک نے ٹی وی چینل شروع کیے ہیں جہاں سے ہر وقت صرف قرآن شریف کی تلاوت نشر ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک احسن قدم ہے مگر ہمیں اس میں مزید پیش رفت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہر شخص کی طبعی دلچسپی کو بھی خیال رکھنے کی ضرورت ہے جس کا قرآن میں بھی خیال رکھا گیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی کتاب قرآن میں گذشتہ قوموں کے قصے بھی بیان کئے ہیں تاکہ بات آسانی سے لوگوں کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ ہمیں بھی لوگوں کی افتادِ طبع کو ضرور ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے۔ ایسے ادارے بنائے جائیں جن کے ذریعے لوگوں کے اندر اللہ سے محبت، تعلق پیدا ہو۔ اس کی مثال شاہد صاحب نے ڈرامہ سیریل "شاہین" اور "آخری چٹان" سے دی ہے۔ میں اس میں مزید اضافہ کے طور پر اشفاق احمد کے ڈرامے "من چلے کا سودا" کی مثال بھی پیش کروں گا جو موجودہ دور کو سامنے رکھ کر بنایا گیا۔ اس طرح لوگوں کو انٹرٹینمنٹ کی چاٹ بھی مل جائے گی اور ہمارا روحانی پیغام بھی ان کے اندر اتر جائے گا۔ اگر چند ہزار لوگ بھی اس نیکی کے راستے پر چل نکلے تو سمجھیں ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ پھر ہم غیر مسلم دنیا کو بھی یہ باور کرا سکتے ہیں کہ ہم ایک روحانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

LIVE پروگرام
(طاہرہ امجد۔ حیدر آباد)

آئیڈیا جس قدر قابلِ اظہار عمدہ ہے اس کو عملی جامہ پہنانا قدرے مشکل ہے۔ ہماری جدت کے ساتھ بہت سے ذہین لوگوں کو سرجوڑ کر تجاویز پر غور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ میرے ذہن میں تجویز یہ ہے

کر ٹیلی پیتھی اور مراقبہ کی عملی مشقیں براہِ راست نشر کی جائیں۔ اس طرح لوگ زیادہ آسانی سے ان کو سیکھ سکتے ہیں۔ اگر ایسے پروگرام LIVE ہوں تو مزید بہتر ثابت ہوگا۔

یہ مشکل پروجیکٹ ہے
(حسن علی چوہان۔ نیویارک)

امریکہ میں یہ آسانی ہے کہ کسی پروجیکٹ پر کام کرنا ہو تو فزیبلٹی رپورٹ بناکر قرضہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر کم شرح منافع پر کوئی پاکستانی بینک قرضہ دے تو اس پروجیکٹ پر کام شروع کیا جاسکتا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ روحانی ٹی وی کا قیام بہت مشکل کام ہے۔ اول تو پاکستان میں اس کی اجازت ملنا ہی میرے خیال میں شاید ممکن ہی نہ ہوسکے۔ دنیا میں ایک ایک ملک کے سینکڑوں ٹی وی چینل کام کررہے ہیں اور پاکستان میں صرف تین چینل ہیں جن میں کسی ایک کو بھی آزادانہ طور پر خبریں تک نشر کرنے کی اجازت نہیں میرے خیال میں پاکستانی معاشرہ ابھی ابلاغیات کے حوالے سے سینکڑوں سال پیچھے ہے۔
یہاں امریکہ میں تو آن کی آن میں خبر یہاں سے وہاں پہنچ جاتی ہیں۔ کوئی عام شخص بھی کسی دشمن کو قتل کروا دے تو اس دن بھر بیسیوں ٹی وی چینل اس کے انٹرویو ہی نشر کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں ابھی میڈیا کا شاید شعور ہی بیدار نہیں ہوسکا ہے۔ وہاں تو ٹی وی ڈرامے لڑکے اور لڑکی کی محبت سے آگے ہی نہیں بڑھ سکے ہیں۔ شاہد صاحب نے تو شاید اس معاشرے کے حساب سے سینکڑوں سال آگے کا خیال پیش کردیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر اپنے طور پر بھی شاہد صاحب کے آئیڈیے پر مبنی پروگرام تیار کرکے پاکستانی ٹی وی چینلز کو دیے جائیں تو شاید ہی وہاں سے نشر ہوسکیں۔ روحانی ٹی وی چینل کی اجازت ملنا تو بہت دور کی بات ہے۔ کیوں کہ اکثر مسلمانوں میں تو مذہب پر تو وہی فرد بات کرسکتا ہے جو ایک خاص حلیے کا حامل ہو۔ جب ذہن ظاہری حلیے میں ہی پھنسا ہوگا تو کہنے والے کی بات کو سمجھنا تو در کنار اسے سننے کے لئے بھی مشکل کوئی تیار ہوگا۔ ظاہری حلیے سے مرصع کئی حضرات جب یہاں آتے ہیں تو دوسروں ساتھ مل کر نماز پڑھنے والوں کے دلوں میں دیوار کھڑی کردیتے ہیں اور اکثر ایک ہی مسجد میں دو دو جماعت ہوتی ہے۔ یہ لوگ دیارِ غیر میں بے وطن لوگوں کے درمیان تفرقہ ڈال کر ڈالر سمیٹ کر چلتے بنتے ہیں۔ یہ لوگ کب چاہیں گے کہ قوم باشعور ہو جائے۔ اگر قوم باشعور ہوگئی تو انہیں جو تقدس حاصل ہے وہ چھن سکتا ہے، مفت کی دال روٹی بند ہوسکتی ہے۔ شاہد صاحب معاف کیجئے گا آپ کو بہت دور کی تو سوجھی ہے لیکن میرے خیال میں شاید یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

یہ ایک مشکل کام ہوگا؟
(محمد اظفر ساجد۔ کراچی)

میں شاہد فرقان کی اس عمدہ تجویز کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولائے کریم جلد از جلد اس کام کو شروع کرنے کے اسباب پیدا فرمائے۔ کیونکہ اس تجویز پر بہت جلد عمل ہونا چاہئے تھا تاکہ ڈش چینلز کے آگے نوجوان نسل کے جذبات کو بند باندھا جاسکتا اور ان کو مثبت طرزِ فکر کی تربیت دی جاسکتی۔ اس وقت جو بہتر حالت ہے وہ نہ ہوتی۔ خیر دیر آید درست آید۔ اب اس میں مزید دیر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ اب بھی بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ "روحانی ٹی وی چینل" انسانی اخلاق کی تعمیر و ترقی، نسلوں کی بہتری اور دیرینہ روحانی و نفسیاتی مسائل کے حل کا ایک طاقتور ذریعہ ہوگا۔

اگر کیا جائے روحانی ٹی وی چینل کا قیام اتنا ہی آسان ہے جتنا فاضل مصنف نے سمجھا ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں ہر جائز کام کے لئے بھی دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ یہ کام شاید اتنا سہل نہ ہو۔ کسی بھی ٹی وی چینل کے قیام کے لئے کروڑوں روپے کے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسٹاف کی تنخواہیں الگ۔ جیسا کہ شاہد فرقان نے یہ بھی لکھا کہ روحانی ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی کہانیاں ڈرامائی تشکیل کے لئے کافی ہیں مگر میری ناقص رائے میں ذوق آگہی، قندیل یا اس قسم کی شاہکار تصانیف کو پروڈیوس کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے جدید ٹیکنالوجی، بھاری سرمائے اور حاذق پروڈیوسرز کی ضرورت ہوگی۔ اگر ٹی وی چینل کا قیام عمل میں آبھی گیا تو چینل کو برقرار رکھنے کے لئے اور اچھے پروگرام پیش کرنے کے لئے اشتہارات وغیرہ کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے کیا متوقع چینل کو اتنی مقدار میں اشتہار مل سکیں گے کہ اس کا وجود بھی قائم رہے اور معیاری پروگرام بھی پیش ہوں۔ جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ روحانی ڈائجسٹ میں اشتہار نہیں ہوتے حالانکہ آج کل اشتہار کے بغیر میڈیا کے کسی بھی شعبے کو چلانا مشکل ہے۔

یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی
(جمال کھوکھر۔ فیصل آباد)

میڈیا پر بالواسطہ کنٹرول دراصل یہود و ہنود کا ہی ہے۔ انہیں علم ہے کہ جس روز مسلم نوجوانوں کو ان کے اسلاف کے دینی، روحانی، سائنسی اور دیگر علمی ورثے اور شجاعت و بہادری کے سنہری کارناموں کا علم ہوگیا وہ دن زمین پر کفر کا آخری دن ہوگا۔ چونکہ نوجوانوں کی نفسیات کا دنیائے کفر کے دانشوروں کو علم تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنوں سے مل کر اخلاقیات اور تہذیب و تمدن اور

ثقافت کے اس مورچے پر حملہ کیا جس کی بنیاد پہلے ہی تعصب، فحاشی اور عریانی پر کھڑی تھی۔ یوں جب ہر طرف اخلاق سوز کہانیوں ،ویڈیو فلموں اور تصاویر کا سیلاب آیا جس میں نوجوان، بچے تنکوں کی طرح بہنے لگے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دانشور، مفکر، ادیب، شاعر، علمائے کرام اور والدین سر جوڑ کر بیٹھتے اور نوجوانوں کو اس لہو و لعب سے بچانے کی تدبیر کرتے۔ لیکن ہوا بالکل اس کے برعکس کہ سب کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھ گئے اور نجی، سرکاری غیر سرکاری اور دینی محفلوں اور پنڈالوں میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا کہ نئی نسل خراب ہو رہی ہے۔ ان لوگوں نے یہ نہ سوچا کہ فحش اور عریاں فلموں، گانوں اور پروگراموں کا توڑ میڈیا کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اس وقت 98 فیصد پروگرام ڈش، ٹیلی ویژن، کیبل، VCR اور کمپیوٹر پر ایسے ہیں جن میں صرف لہو و لعب ہے۔ لہٰذا ایسا ٹی وی قائم ہونا چاہئے جس پر قومی و ملی ڈرامے تعلیمی تعمیری پروگرام، مادی سائنس اور روحانی سائنس پر لیکچر، مقدس مقامات کی ڈاکو منٹری، اخلاقیات آداب معاشرے پر تفریحی پروگرام اور اسلاف کے دینی، اسلامی، روحانی اور تاریخی کارناموں پر مبنی فلمیں، کورز پروگرام اور جسمانی صحت کو چاق و چوبند اور پھرتیلا بنانے کے لئے ورزش دکھائی جائیں۔

اس وقت سلسلہ عظیمیہ کی Organization ایسی ہے جس کے پیش نظر کسی ایک گروہ یا فرقہ یا مخلوق کی بھلائی نہیں بلکہ تمام نوع انسانی کی بھلائی ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو گیا تو یقین کریں ہماری نسل اپنے اسلاف کا نام دوبارہ روشن کر کے انہی کا دوسرا روپ ہو گی بقول شاعر۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بقیہ: بیوی کا نان نفقہ...... شوہر کی ذمہ داری ہے

دوسری شادی کرنے سے پہلے ،ذیشان اور ثناء کے درمیان یہ طے پا گیا تھا کہ ذیشان کی 3 عدد جائیداد غیر منقولہ جو کہ پلاٹوں اور بنگلے کی شکل میں تھی، وہ ثناء کے نام کر دی جائے گی، اور ایسا ہی کیا گیا۔ معاہدہ میں ایسی کوئی شرط نہیں تھی جس کے مطابق جائیداد کی واپسی کا کوئی ذکر موجود ہو۔ کچھ عرصے کے بعد ذیشان اور ثناء کے مابین سنگین نوعیت کے اختلافات پیدا ہو گئے۔ نتیجتاً ذیشان نے ثناء کو طلاق دے دی اور جائیدادیں جو وہ ثناء کے نام کر چکا تھا اس کی واپسی کے لئے ذیشان نے عدالت میں مقدمہ داخل کر دیا۔ عدالت نے فیصلہ ثناء کے حق میں صادر کیا۔ ذیشان نے اپیل داخل کی۔ مدراس ہائی کورٹ نے اپیل سننے کے بعد قرار دیا کہ "چونکہ معاہدہ میں ایسی کوئی شرط نہیں رکھی گئی تھی کہ طلاق کی صورت میں جائیدادیں واپس ذیشان کو ملیں گی، اس لئے ثناء اس بات کی تمام زندگی کے لئے حقدار ہے کہ وہ جائیدادیں خود رکھے، آمدنی استعمال کرے یا جو مرضی کرے۔ خواہ اسے طلاق دی جاتی یا نہ دی جاتی AIR 1951-MAD- Page 992

ایک قانونی نکتہ جس پر عرصے سے اختلاف رہا وہ یہ تھا کہ بیوی کب سے اپنا نان نفقہ شوہر سے طلب کر سکتی ہے۔ لاہور اور کراچی ہائی کورٹ نے قرار دیا ہے کہ "بیوی اپنے شوہر سے اپنا نان نفقہ اس تاریخ سے کلیم کر سکتی ہے جس تاریخ سے شوہر نے نان نفقہ دینا بند کر دیا ہو یا انکار کر دیا ہو"۔ PLD 1966 LAH- Page 703, PLD 1977 KAR Page- 477

آزاد جموں و کشمیر ہائی کورٹ نے ایک مقدمے میں قرار دیا کہ شوہر پر اس وقت کوئی قانونی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی جب بیوی بغیر کسی جائز وجہ کے شوہر سے علیحدہ رہنا شروع کر دے۔ بیوی کا حق نان نفقہ اس وقت سے شروع ہو گا جب بیوی شوہر کے ساتھ رہنا شروع کر دے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ بصورت دیگر اگر بیوی، بناء جائز وجہ کے علیحدگی اختیار کرلے اور شوہر نان نفقہ دینا بند کر دے تو بیوی ہر گز اس بات کی حقدار نہ ہو گی کہ عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر کے طلاق حاصل کرلے۔ PLD 1967 Azad J&K- Page 32

مندرجہ بالا چند اعلیٰ عدالتوں کی نظیریں ہم نے اس لئے پیش کر دی ہیں تاکہ نان نفقہ پر خواتین اپنے حقوق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور کسی قسم کی تشنگی برقرار نہ رہے۔

تصوف حقائق کی روشنی میں

اہل روحانیت فرماتے ہیں "تصوف نور باطن ہے"۔ زمانہ قدیم سے ہی تصوف کے بارے میں مختلف مکتبہ فکر نے نرم گرم تبصرے کئے ہیں۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی ترقی سے اس میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں تصوف کے بارے میں موجود خدشات کو دور کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری

گذشتہ سے پیوستہ

پہلا اعتراض:- تصوف پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جا رہا ہے کہ اس کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ یہ ایک اجنبی چیز ہے جسے اسلام میں زبردستی ٹھونس دیا گیا ہے لیکن جب ان معترضین سے اس اجنبی مصدر اور منبع کے بارے میں استفسار کیا جاتا ہے تو بھانت بھانت کی بولیاں سننے میں آتی ہیں اور انسان تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے کہ تصوف کے کس معترض کی بات کو وقیع اور وزنی سمجھا جائے اور کسے لایعنی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ ان معترضین کا باہمی اختلاف اور کسی ایک منبع پر متحد نہ ہونا ہی ان کے اس قول کی نفی کے لیے کافی ہے لیکن پھر بھی ہم تمام اقوال کا ایک ایک کر کے ذکر کرتے ہیں اور اس کا تجزیہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں وہ خود ہی حق و باطل میں امتیاز کرلیں۔

معترضین کا ایک طبقہ جس میں مستشرقین کے چند علماء بھی شامل ہیں یہ کہتا ہے کہ تصوف کا ماخذ ہندوؤں کے وید ہیں، وہ بڑے وثوق سے دعویٰ کرتے ہیں کہ تصوف میں چلہ کراتے ہیں۔ ریاضت وغیرہ کے سارے طریقے ہندو جوگیوں اور سادھوؤں سے مستعار لیے گئے ہیں۔ اس طبقہ کا سرخیل ہارٹن، بلوشیٹ اور MASSIGNON ہیں۔ یہ لوگ بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں اور بڑے محقق اور مدقق معلوم ہوتے ہیں۔

معلوم نہیں ان صاحبان کو اس بے مقصد تکلف کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان صوفیاء کے ہادی و راہبر نبی کریم ﷺ نے غار حرا میں چلہ کشی کی تھی اور ذکر الٰہی پر مداومت کے متعدد احکام قرآن کریم اور احادیث نبوی میں بصراحت موجود ہیں اور یہ سب اس وقت ان کو میسر تھا جب کہ ہندوؤں کی تہذیب و تمدن کے بارے میں جزیرہ عرب کے باشندوں کو سطحی قسم کی معلومات بھی میسر نہ تھیں۔ اس لیے صوفیاء کی ریاضتوں اور چلہ کشیوں کو ہندو جوگیوں کی طرف منسوب کرنا لغویت کی انتہا ہے۔ مزید برآں دونوں ریاضتوں کے مقاصد میں بعد المشرقین ہے۔

دوسرا طبقہ ان معترضین کا ہے جو مسلمانوں کے زہدو تجتل کو بدھ مت سے ماخوذ سمجھتے ہیں۔ گولڈ زیہر اور اولیری کے پایہ کے مستشرق بھی کہتے ہوئے نہیں جھجکتے کہ صوفیاء کا دنیا سے قطع تعلق در حقیقت گوتم بدھ کی تقلید ہے جس طرح انہوں نے تخت و تاج کو ترک کر کے فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کرلی تھی اسی طرح مسلمان صوفیاء نے بھی اپنے گھروں کے راحت و آرام کو ترک کر کے جنگلوں اور پہاڑوں کے غاروں میں آکر بسیرا کیا۔ لیکن یہ الزام لگانے سے پہلے ان حضرات نے یہ غور کرنے کی زحمت برداشت نہیں کی کہ گوتم بدھ خدا کے وجود کا منکر ہے۔ وہ نفس انسانی ہی کو سب کچھ خیال کرتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمان اللہ تعالٰی کی ذات اور اس کی وحدانیت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور یہ ریاضتیں مقصود بالذّات نہیں بلکہ بارگاہِ خداوندی میں شرف باریابی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام کا تصوف دراصل ایرانی تصوف کا آئینہ دار ہے۔ مسلمان ہر لحاظ سے ایران سے فروتر تھے۔ انہوں نے ان سے ہی سب کچھ لیا ہے ایرانیوں کو دینے کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اگر یہ لوگ اسلام سے پہلے کی بات کہہ رہے ہیں تو ہم اسے تسلیم کرلیتے ہیں ہم اس زمانہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، ہماری بحث اس تصوف سے ہے جو آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد رونما ہوا۔ جب قرآن کریم کے فیضان سے عرب مسلمانوں کی جھولیاں حکمت کے جواہرات سے بھر گئیں تو وہ اپنے گھروں سے نکل کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچے اور بڑی دریادلی اور فیاضی سے انہوں نے ان جواہرات کو لٹایا۔ تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا کہ اہلِ فارس نے عرب مسلمانوں کو دینی، تہذیبی اور علمی اعتبار سے متاثر کیا بلکہ وہ عرب تھے جنہوں نے اپنی ظاہری فتوحات کے جھنڈے گاڑنے کے بعد اہل ایران کے عقائد نظریات و افکار اور تہذیب و تمدن کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ جب اسلام کی برکت سے اہل فارس آتش پرستی چھوڑ کر خداوند واحد و یکتا کے پرستار بن گئے۔ باقی اور کیا چیز تھی جس کے لیے مسلمان صوفی ان کے شکست خوردہ افکار سے دریوزہ گری کرتے۔ پروفیسر براؤن کا یہ کہنا سراسر خلاف حقیقت ہے کہ ایرانی افکار نے عربوں کو متاثر کیا اور اسی سے ان کا تصوف ماخوذ ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال اگر کہیں کچھ مشابہت پائی بھی جاتی ہے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں کہ اسلامی تصوف اہلِ فارس کے نظریات سے ماخوذ اور مستعار ہے۔ اسلام کا تصوف صرف اسلام سے ماخوذ ہے اور وہ ہر اعتبار سے ایک الگ اور جداگانہ چیز ہے۔

معترضین کے ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ اسلام کے تصوف پر نصرانی تصوف کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہے۔ اس دعوٰی کی تائید کے لیے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ عربوں اور عیسائیوں میں عہد قدیم سے ہی روابط تھے۔ عرب ایک غیر متمدن اور جاہل قوم تھے جب کہ عیسائی دنیا علم و حکمت کے نور سے جگمگا رہی تھی۔ اس لئے لازمی طور پر مسلمان صوفیوں نے عیسائی راہبوں سے تصوف سیکھا اور اس کو اپنایا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اسلام کی آمد سے پہلے کے بارے میں آپ کا نظریہ درست ہو سکتا ہے لیکن ہم اس زمانہ کی بات کر رہے ہیں جب کہ عرب کے ظلمت کدہ کو وحی الٰہی کے نورِ تاباں نے رشکِ صد طور بنادیا تھا۔ اور ان ابجد ناشناسوں کو نہاں خانہ تقدیر کے اسرار و رموز سے آشنا کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنے ماننے والوں کو دنیا کی لذتوں میں کھو جانے سے سختی کے ساتھ روکا تھا۔ قرآن کریم کی صدہا آیات ایسی ہیں جو مسلمانوں کو زہدو تقوٰی کی تلقین کرتی ہیں اور اس بے ثباتی کا نقش لوحِ قلب پر ثبت کرتی ہیں۔ سورۃ الحدید کی ایک آیت ملاحظہ ہو:

ترجمہ: "تم خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی محض لہو ولعب، زینت اور ایک دوسرے پر اترانے اور مال و اولاد میں زیادتی پر فخر کرنے کا نام ہے۔ جیسے مینہ ہے کہ اس کی پیداوار کاشت کاروں کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو تو

اس کو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے۔ اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی بہت بہتر چیز ہے اور نہیں ہے دنیا مگر دھوکے کا سامان"۔

اور حضور ﷺ کی ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے: "اپنے بعد میں تم سے جس چیز کے بارے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ دنیا کی زینت اور کامیابی کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے"۔

خود سوچئے جس قوم کے پاس ان کی کتاب مقدس میں زہدو پرہیزگاری کے اتنے موثر مواعظ ہوں انہیں ان پریشان حال راہبوں کی تقلید کی کیا ضرورت ہے جو خود بے یقینی کی موجوں میں تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ اسی طرح عبادات الٰہی کی تلقین و ترغیب میں قرآن کریم کی بے شمار آیات موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے کسی واعظ کی ایک مومن کو کیوں ضرورت محسوس ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اپنے رب کو یاد کرو، اپنے دل میں گڑگڑا کر اور خوف کے ساتھ زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام اور غافلوں میں سے مت ہو جاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہا کرو۔

قرآن کریم کی دوسری سورت کی یہ دل افروز اور روح افزا آیت بھی پڑھ لیجئے۔

تم مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔ میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔

جب ذکر الٰہی کے لیے ایسی آیات موجود ہوں تو ان کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا کسی غیر کی طرف متوجہ ہونا کم از کم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

مستشرقین کے غول کے غول اسلامی تصوف کو غیر اسلامی ثابت کرنے کے جنون میں جگہ جگہ ٹاکک ٹوئیاں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں ان میں وہ شخصیتیں بھی ہیں جنہوں نے پہلے تو اپنے پیش روؤں کی تقلید کرتے ہوئے اسلامی تصوف کو غیر اسلامی افکار کا نتیجہ کہا لیکن مزید تحقیق کے بعد جب حقیقت ان کے سامنے واشگاف ہو گئی تو انہوں نے بڑی جرأت سے اپنے سابق افکار و نظریات سے رجوع کیا۔ یکی نکلسن جو پہلے تصوف کو عیسائیت کا عطیہ کہتے رہے بعد میں "انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس" میں تصوف کے موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ "آج تک اسلامی تصوف کے آغاز اور نشو و نما کے بارے میں غلط اندازے لگائے گئے ہیں۔ یہ کہنا کہ تصوف اسلام میں باہر سے آیا قطعاً قابل تسلیم نہیں بلکہ روز اول ہی سے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ تھا جو تلاوت قرآن اور مطالعہ حدیث میں مشغول رہتا تھا اور ان کے تمام افکار و نظریات کا منبع قرآن و سنت کے بغیر کچھ نہیں تھا"۔

اکابر صوفیاء نے اپنی مستند کتب میں اس بات کو واضح طور پر بیان کردیا ہے کہ صوفی کے لیے کتاب و سنت کے ارشاد پر عمل ہی اس کا کامیابی کے لیے شرط اول ہے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول ہر قسم کے شک و شبہ کے ازالہ کے لیے کافی ہے فرماتے ہیں یہ راہ تو وہی شخص پا سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنت مصطفٰے ﷺ اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں وہ قدم بڑھاتا جائے تاکہ نہ شبہات کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔

شیخ ابو بکر قسطلانی فرماتے ہیں: راستہ کھلا ہوا ہے اور کتاب و سنت ہمارے سامنے موجود ہے۔

حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی ایک خط میں لکھتے ہیں: اے بھائی اگر تم فقراء کے مراتب کا پتہ آج لگانا چاہو تو اتباع شریعت پر نظر کرو۔ شریعت معیار ہے اس کسوٹی پر فقیر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

صوفیاء کرام نے خود بھی کتاب و سنت پر عمل کیا اور اپنے حلقہ عقیدت میں داخل ہونے والوں کو بھی کتاب و سنت کی پیروی کی تاکید کی۔ مندرجہ بالا تصریحات کے علاوہ

آپ قوت القلوب، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، عوارف المعارف، فوائد الفواد وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ آپ کو ان کے ہر ہر صفحہ پر کتاب و سنت پر عمل کرنے کی تلقین ملے گی۔ اس کے باوجود کوئی شخص تصوف کو شریعت کے خلاف کہتا ہے تو اس کی مرضی!

دوسرا اعتراض: معترضین یہ بھی کہتے ہیں کہ تصوف جاہلوں اور ناخواندہ لوگوں کا مسلک ہے۔ جو لوگ زیورِ علم سے آراستہ ہیں اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں ید طولیٰ رکھتے ہیں وہ تصوف کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ یہ ایک ایسا الزام ہے، جو الزام لگانے والوں کی کم نظری اور لاعلمی پر دلالت کرتا ہے۔ اکابر صوفیاء اپنے اپنے زمانہ میں علم و فضل میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اپنے ہم عصر علماء و فضلاء پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھتے تھے جبکہ تصوف کے میدان میں قدم رکھنے سے پہلے وہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت غوث الاعظمؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، غوث العلمین شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ، حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ نہ صرف اقلیم فقر و درویشی کے شہنشاہ تھے بلکہ کشور علم و فضل کے بھی تاجدار تھے۔ کون ہے جو ان حضرات اور ان کے جلیل القدر خلفاء پر جہالت کی تہمت لگا سکے۔ ان کی تصانیف آج بھی اہلِ علم و تحقیق سے خراجِ تحسین وصول کر رہی ہیں۔ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر فرمایا کرتے تھے کہ جاہل شیطان سے تسخیر ہو جاتا ہے۔ اس کی نگاہ حقیقت اور سراب میں امتیاز سے قاصر رہتی ہے۔ وہ دل کی بیماریوں کی صحیح تشخیص اور مناسب علاج نہیں کر سکتا۔

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: "پیر ایسا ہونا چاہیے جو شریعت، طریقت اور حقیقت کے احکام کا علم رکھتا ہو، اگر ایسا ہوگا تو وہ کسی ناجائز بات کے لیے نہ کہے گا"۔

حضرت محبوب الٰہی کا یہ احوال بھی تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو خلافت عطا نہیں فرماتے تھے جو عالم نہ ہو۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے: "تین قسم کے آدمیوں کی صحبت سے اجتناب کیا کرو۔ ایسے عالموں سے جو جاہل ہوں ایسے فقیروں سے جو دھوکے باز ہوں اور ایسے صوفیوں سے جو جاہل ہوں۔

علامہ ابن جوزی، جو صوفیاء پر تنقید کرنے میں مشہور عالم ہیں بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ: "یعنی صوفیاء متقدمین علوم قرآن و حدیث اور تفسیر میں عالم ہوا کرتے تھے"۔

تیسرا اعتراض: صوفیاء نے عیسائی راہبوں کی طرح دنیا سے قطع تعلق کر لیا تھا اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی تھیں ان سے وہ لطف اندوز ہونے سے دست کش ہو گئے تھے۔ حالانکہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ: "اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں"۔ بے شک صوفیاء کرام ابتداء میں ہر قسم کے علائق سے دست کش ہو کر خلوت گزیں ہو جاتے ہیں اور اچھے کھانے، اچھے پہننے، رات کو آرام کرنے وغیرہ کے معمول کو ترک کر دیتے ہیں لیکن یہ ان کا مقصدِ حیات نہیں ہوتا بلکہ وقتی طور پر وہ تزکیہ قلب اور تربیت نفس کے لیے ان مجاہدات کو اختیار کرتے ہیں اور جب وہ اس مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نور عشق سے ان کے سینے منور ہو جاتے ہیں۔ مذموم عادات سے ان کی طبیعت پوری طرح متنفر ہو جاتی ہے اور محاسنِ اخلاق ان کی فطرتِ ثانیہ بن جاتے ہیں تو پھر کارگاہِ حیات میں اسلام کا پرچم تھامے ہوئے قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ ان کے تربیت یافتہ نفوس کے راستہ میں آلام و مصائب کی کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی۔ ابلیس کی کوئی فسوں کاری ان کو متاثر نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ عزم و ثبات کا پیکر بن کر تسلیم و رضا کے پرخار راستہ پر خراماں خراماں گزرتے چلے جاتے ہیں۔

(جاری ہے)

گذشتہ سے پیوستہ

دم درست
دل درست
دمہ درست

درست طرز سے سانس لینے سے دمہ اور دل کے امراض سے قبل از وقت ہی بچا جا سکتا ہے۔

طارق محمود

AZEEMIA ROHANI LIBRARY

ڈاکٹر بوٹیکو کی تحقیقات کے مطابق اگر آپ کا وقفہ خارجی کنٹرول 60 سیکنڈ ہے تو آپ کا دم بھی درست ہے اور دم سے منسلک ہر ایک شے بھی۔ اگر کسی کا یہ وقفہ 10 سیکنڈ سے کم ہے تو وہ شخص دمہ کا مریض ہے۔ اگر 10 سے 15 سیکنڈ ہے تو ذیابیطس ٹی بی وغیرہ ہو سکتی ہے۔ 20 سیکنڈ سے کم ہونے کی صورت میں یوں سمجھئے کہ آپ کی صحت کے لئے خطرے کا ایمر جنسی الارم بج رہا ہے اور کوئی موذی مرض آپ کے سر پر کھڑا ہے یا آپ اس کی گرفت میں ہیں۔ 30 سے کم ہو تو اپنی صحت کی فکر کیجئے۔ 40 سیکنڈ سے کم ہو تو جسم کے مدافعتی نظام میں خاصی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ آپ جراثیمی حملوں کا فوراً شکار ہو جاتے ہیں۔ ناک بند رہتی ہے۔ نزلہ زکام عام رہتا ہے۔ خراٹے خوب آتے ہیں اور وزن بڑھ گیا ہے۔ 40 سیکنڈ یا کچھ اوپر ہو تو آپ خطرے کے دائرہ سے باہر ہیں۔ مگر دم درست کرنے کی ضرورت ضرور ہے۔ یہ صرف چند ایک مثالیں تھیں۔ ڈاکٹر بوٹیکو کم و بیش 2 0 0 بیماریوں کی اصل وجہ صرف H.V. کو بتاتے ہیں۔ یہاں اگر آپ ایک سوال کریں تو بے جا نہ ہوگا کہ اگر 200 بیماریوں کی وجہ صرف ایک ہی ہے تو H.V کے شکار ایک آدمی کو یہ سب بیماریاں کیوں نہیں لگتیں؟

یہ بات ایک مثال سے سمجھئے۔ اگر ہم چند غباروں میں ضرورت سے زائد ہوا بھر کر کھیلنا شروع کریں تو وہ جلد ہی پھٹ جائیں گے۔ مگر وہ پھٹیں گے صرف انہی جگہوں سے جو سب سے کمزور ہوں گی۔

اسی طرح ہر ایک انسان کے جسم یا شخصیت میں کچھ نظام یا پہلو باقی کی بہ نسبت زیادہ کمزور ہوتے ہیں جو جلد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں انسانی جسم میں بیماریوں کی نوعیت اور نام ان ہی کمزور پہلوؤں کی نسبت سے ہیں۔

وقفہ خارجی کنٹرول بڑھانا ذرا مشکل سہی مگر ناممکن نہیں۔ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ ہمارے دماغ کا تنفسی مرکز خون میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار کے ناپ تول سے نظام تنفس چلاتا ہے۔ ہماری لاعلمی اور غلط طرز تنفس کی وجہ سے دماغی مرکز بہت کم مقدار میں کاربن ڈائی آکسائڈ پر اپنے آپ کو Adjust کر لیتا ہے۔ یعنی ایک بُری عادت اختیار کر لیتا ہے۔ چونکہ وہ تھوڑی مقدار خون میں بہت جلدی

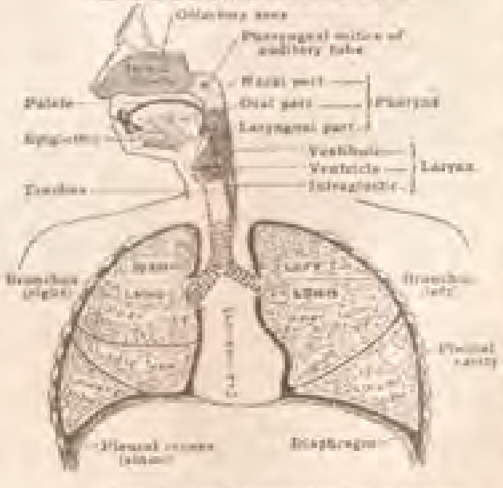

DIAGRAM OF RESPIRATORY SYSTEM

پوری ہو جاتی ہے اس لئے دماغ نظام تنفس کو جلدی جلدی سگنل بھیجتا ہے سانس لینے کے لئے۔ سانس لینے کی یہی جلدی H.V ہے۔ اگر ہمیں سانس کی رفتار کم کرنا مقصود ہے تو اس کے لئے ایک موثر حکمت عملی یہ ہے کہ دماغ کے تنفسی مرکز کو قدرے زیادہ مقدار میں کاربن ڈائی آکسائڈ پر Adjust کیا جائے تاکہ وہ مقدار پوری ہونے میں کچھ زیادہ وقت لے تب جاکر دماغ مزید سانس لینے کا سگنل بھیجے گا۔ طریقہ کار اس کا یہ ہے کہ اگر وقفہ خارجی کنٹرول میں ہر دفعہ تھوڑا سا اضافہ کیا جائے تو ہم اپنے ہدف تک پہنچ سکتے ہیں۔ اب اس عمل کو آپ "اضافی وقفہ خارجی کنٹرول" کہہ لیجئے۔ یہ مشق خالی پیٹ یا کھانے کے چند گھنٹے بعد کروائی جاتی ہے اور ہر ایک اضافی وقفہ خارجی کنٹرول کے درمیان تقریباً 5 منٹ معمول کے مطابق سانس لئے جاتے ہیں۔ کسی ایک نشست میں تقریباً 5 مرتبہ اضافی وقفہ خارجی کنٹرول کیا جاتا ہے۔ دن میں تقریباً تین نشستیں کی جا سکتی ہیں۔

یہ ہے دم درست کرنے کا وہ راز جسے بتانے اور سکھانے کے لئے بوٹیکو سینٹرز ایک بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ بوٹیکو سینٹر میں وقفہ خارجی کنٹرول بڑھانے کے لئے مختلف حکمت عملیاں اختیار کی جاتی ہیں۔ جن سے یہ کام قدرے آسان ہو جاتا ہے۔

دل درست:- آپ کو یاد ہوگا پہلے میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اگر آپ کو اپنی نبض کی رفتار معلوم کرنا آتی ہے تو کر لیجئے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ دم اور دل کی دھڑکن کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ دم اور دل کی دھڑکن کا تعلق بہت گہرا ہے۔ آپ کے سانس کی رفتار جتنی تیز ہوگی دل کی دھڑکن بھی اسی قدر تیز...... ڈاکٹر بوٹیکو کے نقطہ نظر سے آدمی جتنا زیادہ H.V کا شکار ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کی رگیں تنگ ہوں گی اور دل کو اسی قدر زیادہ مشقت کرنی پڑے گی خون کی ترسیل اور آکسیجن کی ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے اس کی رفتار بھی تیز ہو جائے گی۔

اگر آپ کی دھڑکن کی رفتار 70 فی منٹ ہے تو سمجھ لیجئے آپ کا دم اور دل دونوں درست ہیں۔ اگر یہ رفتار 80 ہو جائے تو آپ کو اس معاملے میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ تیز ہو تو پھر معاملہ خاصہ گڑبڑ ہے۔ فوراً دم درست کرنے کی سوچئے اسی طرح اگر آپ کا وقفہ خارجی کنٹرول مطلوبہ وقفہ سے کم ہے تو دل کی دھڑکن تیز ہوگی۔ اسی لئے یہ مشق کرنے سے قبل دل کی دھڑکن نوٹ کی جاتی ہے اور مشق کے اختتام پر پھر دھڑکن نوٹ کی جاتی ہے دونوں میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔

دل کی جو بیماریاں وریدیں اور شریانیں تنگ ہو جانے کی وجہ سے یا دل کے والو بند ہو جانے کی وجہ سے یا دل کے خلیات کو پوری آکسیجن نہ مہیا ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا گہرا تعلق سانس کی رفتار کے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر بوٹیکو کہتے ہیں کہ اگر ہم درست سانس لینا سیکھ جائیں تو شاید دل کے آپریشنوں کی ضرورت ہی نہ پڑے دل کی کمزوری بے شمار دوسری بیماریوں کا باعث بھی بنتی ہے۔ کیونکہ تمام جسمانی خلیات کو آکسیجن کی ترسیل کم پڑ جائے گی اور ساتھ ہی دل کی ذاتی الیکٹرو میگنیٹک فیلڈ جو جسم انسانی میں برقی توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ماند پڑ جائے گی اور آپ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کسی برقی مشین کو اگر توانائی پوری نہ ملے تو کیا ہوتا ہے۔

دمہ درست:- یہ بات اس سے قبل بہت اچھی طرح واضح کی جا چکی ہے کہ غلط طرز تنفس سے جسم کے اندر ایک حفاظتی نظام حرکت میں آجاتا ہے جسے دمہ کہا جاتا ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ غلط طرز اختیار ہی کیوں کی جائے یا اسے درست کیوں نہ کیا جائے تاکہ دمہ جیسے تکلیف دہ حفاظتی نظام کے حرکت میں آنے کی ضرورت ہی نہ پڑے اگر آپ خدانخواستہ دمہ کا شکار ہیں تو ان تمام احتیاطی تدابیر پر بھی عمل کیا جائے جو گذشتہ مضمون میں بیان کی گئی تھیں۔ اور ساتھ ہی دم درست کرنے کا وہ طریقہ بھی اختیار کیا جائے جو مضمون ہذا میں بیان کیا گیا ہے۔ جوں جوں وقفہ

خارجی کنٹرول بڑھتا جائے گا تو حالت بہتر ہوتی جائے گی۔

لیکن اس کے لئے کچھ وقت ضرور لگے گا۔ یہ وقفہ یکدم بڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک وقفہ تدریجی طور پر بڑھ جائے گا اور ایسے وقفہ بڑھانا دیرپا بھی ہوگا۔

آہستہ آہستہ سسٹم کو مضبوط کیا جائے۔ سانس پھولنے کی بیماری کا بھی اس طریقے سے علاج ممکن ہے۔

اب یہاں ایک نشست کا معمول لکھا جا رہا ہے۔

☆اپنی نبض کی رفتار معلوم کریجئے۔
☆اضافی وقفہ خارجی کنٹرول۔
☆پانچ منٹ معمول کے مطابق سانس لینا۔
☆اضافی وقفہ خارجی کنٹرول۔
☆پانچ منٹ معمول کے مطابق سانس لینا۔
☆اضافی وقفہ خارجی کنٹرول۔
☆پانچ منٹ معمول کے مطابق سانس لینا۔
☆اضافی وقفہ خارجی کنٹرول۔
☆اپنی نبض کی رفتار پھر معلوم کرلیں۔

یہ ایک دورانیہ یا نشست ہے سخت دمہ کی صورت میں دن میں دو تین دورانیے لئے جا سکتے ہیں۔

نوٹ :- یہ مشقیں دل اور سانس کے عوارض میں میڈیکل ڈاکٹر کی توجہ کے متبادل ہرگز نہیں ہیں۔ یہ مضامین آپ کی معلومات کے لئے لکھے اور شائع کئے گئے ہیں اگر کوئی شخص مہیا کردہ معلومات پر عمل کرنا چاہے تو محض ذاتی ذمہ داری پر کر سکتا ہے۔ صاحب مضمون پر کسی غلط فہمی کی کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

سانس کے حوالہ سے جیسے مضامین آپ نے اب تک پڑھے وہ محض مطالعہ کا نتیجہ نہیں تھے۔ راقم الحروف 1981ء سے نزلہ کا ہی (Hay Fever) کا شکار تھا۔ اس کے لئے ہر قسم کے علاج آزمائے مگر کوئی دیرپا نتیجہ نہ نکلا۔ نزلہ کا ہی ایک الرجی ہے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کے مصداق اس الرجی نے اپنے کئی رنگ و روپ دکھائے۔ پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ میری کمپنی نے اسٹریس سے نمٹنے کے لئے مجھے ایک ماہر کے پاس بھیج دیا۔ جنہوں نے جدید ترین مشین پر میرے سانس کی رفتار اور خون میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار ناپی۔ تو پتہ چلا کہ میں HYPER VENTILATION کا شکار ہوں۔ یہ بات میرے لئے نئی اور کچھ حیران کن اس لئے تھی کہ میں کافی عرصہ سے سانس کی دوسری مشقیں بھی کر رہا تھا۔ گرمیوں میں مجھے دمہ بھی ہو جاتا اور نزلہ و زکام تو اکثر رہتا تھا۔ ان صاحب نے مجھے سانس کی مختلف مشقیں تجویز کیں جو ڈاکٹر بوٹیکو کے طریق تنفس سے ملتی جلتی تھیں۔ ڈاکٹر بوٹیکو کے طریق تنفس کا مطالعہ تو میں نے کافی عرصہ سے کیا تھا مگر میں نے اسے کبھی آزمایا نہ تھا۔ لہٰذا اب آزمائش کا موقع بھی آن پہنچا۔ میں نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اسے آزمایا تو نتائج حیران کن نکلے تب میں اس طریق تنفس کا قائل ہو گیا اور اس موضوع پر جتنا لٹریچر جمع ہو سکتا تھا کیا۔ روس، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ، برطانیہ اور جرمنی میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے اس طریق تنفس سے فائدہ اٹھایا۔ ایک صاحب کو بچپن سے دمہ تھا۔ انہوں نے ہالینڈ میں ٹی وی پر اس طریق تنفس پر ایک ڈاکومنٹری دیکھی تو جب اگلی دفعہ دمہ کا حملہ ہونے والا تھا انہوں نے وہی طریق آزمایا تو اس نے فوراً اثر کیا اور دمہ کا حملہ ٹل گیا۔ اس طرح کی کہانیاں بے شمار لوگوں کی ہیں۔

قارئین روحانی ڈائجسٹ جانتے ہیں کہ حضرت عظیمی صاحب جلدی الرجی کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں۔ سمندری سیپ کا --- کیا آپ کو معلوم ہے سمندری سیپ کیا ہے ؟ کیمیائی طور پر یہ کاربونیٹ سے بنتا ہے اور کاربونیٹ بنتا ہے کاربن ڈائی آکسائڈ سے۔ کاربونیٹ، کاربن ڈائی آکسائڈ کی ایک وہ قسم ہے جو ہمارے جسم میں بھی پائی جاتی ہے اور ہمارے جسم میں تیزابی اساسی معیار برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ حال ہی میں جلدی امراض کے لئے ایک مرہم مارکیٹ میں آیا ہے جو سمندری سیپ سے تیار کیا گیا ہے۔

(ختم شد)

میرا پیغام ہے!

آپ اپنے کسی دوست، رشتہ دار، معاشرے کے کسی فرد یا روحانی ڈائجسٹ کے کسی مضمون نگار کے نام کوئی پیغام دینا چاہتے ہوں تو ہمیں ایک صفحے پر تحریر کرکے ارسال کر دیجئے۔ ذاتی نوعیت کے پیغامات کی اشاعت کیلئے جس فرد کو پیغام دیا جا رہا ہے اس کا مکمل پتہ بھی ضرور تحریر کریں۔

☆ میرا پیغام الشیخ عظیمی کے نام ہے!

قابلِ تعظیم محترم مرشد کریم آداب!

آج کل کے مادہ پرست دور میں روحانی علوم کا آپ جس منظم طریقے سے پرچار کر رہے ہیں وہ نہ صرف قابلِ تعریف بلکہ قابلِ تقلید ہے ہماری دعا ہے کہ خدا آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کا شجرِ سایہ دار یونہی ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ (آمین)

(شاہدہ سلطان بخش۔ حیدر آباد)

☆ میرا پیغام ادارہ روحانی ڈائجسٹ کے نام ہے!

براہِ کرم نئی نسل کو ماضی کے عظیم مسلمان ہیروز کے کارناموں سے روشناس کرانے کے لئے تاریخی سلسلہ وار ناول شروع کیا جائے۔ عظیم مجاہدین و روحانی شخصیات مثلاً حضرت نظام الدین اولیاءؒ، صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی، اور ٹیپو سلطانؒ جیسی شخصیات ہوں۔ اس سلسلے سے نئی نسل کو نہ صرف ماضی کے جھروکوں میں جھانکنے کا موقع ملے گا بلکہ ان کے اخلاق کی تعمیر ہو گی اور ان کے حوصلوں کو بھی جلا ملے گی۔ ان کو ماضی کی ان عظیم الشان شخصیات کی انکساری، عمدہ اخلاق، ایفائے عہد اور عمدہ جنگی چالوں سے بھی آگاہی ہو گی۔ ضروری نہیں کہ یہ ناول نئے رائٹر سے لکھوائے جائیں۔ نسیم حجازی و دیگر لکھاریوں کی کتب سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ سب کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گا۔

(محمد اظفر ساجد۔ کراچی)

☆ میرا پیغام عظیمیہ روحانی لائبریری (برائے خواتین) فیصل آباد کی لائبریرین رخسانہ صادق اور رکن شاہین محمود کے نام ہے!

محترمہ رخسانہ صادق کو بچے اور محترمہ شاہین محمود کو بیٹے کی پیدائش پر ہم سب کی طرف سے بہت بہت دلی مبارک باد قبول ہو۔

(کارکنان عظیمیہ روحانی لائبریری برائے خواتین۔ بفر زون کراچی)

☆ میرا پیغام بدین کی عظیمیہ روحانی لائبریری (برائے خواتین) کی انتظامیہ کے نام ہے!

گزارش ہے کہ لائبریری اپنے مقررہ اوقات پر کھولا کریں کیوں کہ جب ہم کتاب اشو Issue کروانے جاتے ہیں اور لائبریری بند ملتی ہے تو ہمیں بہت دکھ ہوتا ہے۔

(رضیہ۔ بدین کینٹ)

☆ میرا پیغام اہلِ پاکستان کے نام ہے!

جو رسول ﷺ کی اصل سنت خدمتِ خلق کو چھوڑ کر ولیمے میں کھانا کھلانا سنت ہے کی رٹ لگائے ہیں۔ میرے خیال میں ہم سب کو اپنے لڑکے، لڑکیوں کا نکاح صرف مسجد میں کرنا چاہئے۔

(اے۔ ایس صدیقی۔ ملیر کراچی)

☆ میرا پیغام اپنی پیاری اور مخلص دوست عروج طارق کے نام ہے!

پیاری دوست میری طرف سے تمہیں تمہاری سالگرہ، زندگی کا نیا سفر اور ہمسفر مبارک ہو میری دعا ہے کہ تمام عمر خوشیاں تمہارے گرد ہالہ کئے رہیں اور اللہ کی محبتیں اور رحمتیں تمہارا احاطہ کئے رہیں۔ (آمین)

(روبینہ خان۔ سرسید ٹاؤن نارتھ کراچی)

☆ میرا پیغام میرے پیارے ابو جان کے نام ہے!

پاپا جانی آپ Please! اپنے بچوں کو دیکھ کر ہی نماز قائم کر لیں آپ اپنی پیاری نیند کو ترک کر دیں فجر کی نماز اپنے بچوں کے ساتھ ادا کریں مجھے بڑی روحانی خوشی ہو گی۔

(مدیحہ افضال۔ قصور)

☆ میرا پیغام اپنی سہیلیوں کے نام ہے!

شازیہ شوکت، سمیعہ لطیف، عمیرا اعجاز، افشاں جبیں، عمیرا انور رشید، آمنہ فضل اور نرگیزہ خان کو اپنی سالگرہ مبارک ہو۔

(نصرت جبین۔ ٹی اینڈ ٹی کالونی ملیر ہالٹ، کراچی)

☆ میرا پیغام اپنی بھابی طلعت اور شعیب بھائی کے نام ہے!

آپ کی شادی کی پہلی سالگرہ پر ہم سب کی طرف سے آپ کو ڈھیروں مبارکباد قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے۔ (آمین)

(اسماء حق اور اہلِ خانہ۔ شاہ فیصل کالونی کراچی)

☆ میرا پیغام میرے قلمی بھائی عمر خالد محمود کے نام ہے!

پیارے دوست آپ کے ارسال کیے ہوئے رسالے مل گئے تھے جس کے لیے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں امید ہے آپ مجھے ضرور یاد کرتے ہوں گے کیونکہ میں بھی آپ کو بہت یاد کرتا ہوں مجھے جلدی سے ایک خط ضرور لکھئے گا۔

(عمر منیر احمد۔ تحصیل و ضلع بہاول پور)

☆ میرا پیغام فیصل آباد میں مقیم شبانہ خالد، شازیہ خالد اور فوزیہ خالد کے نام ہے!

آپ سب سے میں سخت ناراض ہوں کہ آپ لوگ خط نہیں لکھتی ہیں مجھے آپ لوگوں کے خط کا شدت سے انتظار ہے۔ مہربانی فرما کے خط لکھ کے اپنی خیریت سے آگاہ کریں۔

(تبسم عامر۔ بفر زون نارتھ کراچی)

چراغ تلے

امید افشاں صغیر

حاجی نیاز حسین دعا کر رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ اچانک انہیں کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ انہوں نے سر اٹھا کر آنسو بھری آنکھیں پونچھ کر دیکھا۔

حاجی نیاز حسین کی پریشانی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ ان کے جوان بیٹے فیاض کی بیماری لاکھ دعاؤں، دواؤں کے باوجود طول پکڑتی جا رہی تھی۔ شہر کے بہترین اور مہنگے اسپتالوں میں وہ اس کا علاج کروا چکے تھے۔ ملک کا مشہور ترین ڈاکٹر اب اس کا علاج کر رہا تھا لیکن حاجی نیاز حسین نے اب اس کی آنکھوں اور لہجے میں بھی مایوسی کی جھلک دیکھنا شروع کر دی تھی فیاض کی بیماری اس کی سمجھ سے باہر تھی۔ شروع میں اس نے جس اعتماد اور یقین کے ساتھ اسے ٹھیک کرنے کا عزم کیا تھا وہ اب ٹوٹتا دکھائی دے رہا تھا۔ مریض کی رپورٹس بالکل ٹھیک تھیں لیکن وہ روز بروز موت کی طرف بڑھ رہا تھا اور ڈاکٹر عنایت حسین جعفری کو اس کے بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کی پیشہ ورانہ زندگی میں یہ پہلا کیس تھا جس نے اسے بری طرح الجھا دیا تھا۔ بظاہر تو کوئی بات نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن یہ سچ تھا کہ اس کا مریض بڑی تیزی سے زندگی کی جنگ ہار رہا تھا۔ مریض کا نفسیاتی علاج بھی ہو رہا تھا اور اس کا نتیجہ بھی صفر تھا اور بالآخر جب ڈاکٹر عنایت نے بھی مایوسی کا اظہار کر دیا تو حاجی نیاز حسین اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے اور وہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔

ڈاکٹر جا چکا تھا لیکن حاجی نیاز حسین وہیں بیٹھے اللہ تعالیٰ سے لاکھ دعائیں کرنے کے بعد مایوس ہو کر شکوہ کر بیٹھے آخر ان سے ایسی کون سی غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کی سزا انہیں مل رہی تھی۔ انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی ساری زندگی کے اعمال کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ کہاں ان سے غلطی ہوئی۔ ان کے والد ایک نیک، ایماندار اور ملنسار انسان تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کمایا تنگی دیکھی، خوشحالی دیکھی لیکن ایمانداری کا دامن نہ چھوڑا۔ انہوں نے مرتے وقت اپنے اکلوتے بیٹے نیاز حسین کو بھی یہی نصیحت کی اور حاجی نیاز حسین نے بھی ان کی بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا اور ہمیشہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا عزم کر لیا۔ ان کی چھوٹی سی کپڑے کی دکان انہوں نے سنبھال لی اور اپنی محنت، ایمانداری سے جلد مارکیٹ میں ان کی ساکھ بن گئی اور وہ دن رات ترقی کرتے کرتے شہر کے ایک مشہور اور دولت مند آدمی بن گئے ان کے کپڑے کی کئی دکانیں شہر کی مختلف مارکیٹوں میں خوب چل رہی تھیں۔ ان کا عالیشان مکان شہر کے اسی محلے میں تھا جہاں وہ پلے بڑھے تھے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں دینے میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ مدرسوں، مساجد میں وہ بے حساب پیسہ دیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں کے بعد انہیں بیٹے کی نعمت سے نوازا تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ اس ربِ کریم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لائے۔ جس نے انہیں ہر نعمت سے خوب نوازا تھا اور ہمیشہ ان پر اپنا کرم رکھا تھا۔ ان کا بیٹا بھی بے حد فرمانبردار اور ذہین ترین طالب علم تھا۔ اس کی عادات و اخلاق کی ہر کوئی تعریف کرتا تھا لیکن نجانے کیا ہوا۔ ایک دن اس نے کالج سے آکر سر میں درد کی شکایت کی اور پھر

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" ۔ کے مصداق اس کی بیماری بھی طول پکڑتی گئی۔ سر میں درد ٹھیک ہوا تو بخار ہو گیا بخار ٹھیک ہوا تو پیٹ میں درد غرض ایک بیماری ختم ہوتی تو دوسری شروع ہو جاتی حاجی نیاز نے صدقہ و خیرات پہلے کی نسبت بڑھا دیا۔ حکیمی، ہومیوپیتھک، ایلوپیتھک، غرض ہر قسم کا علاج وہ کروا چکے تھے۔ مایوس ہو کر انہوں نے ہر مزار پر حاضری دی لیکن نتیجہ صفر رہا۔ ان کا اکلوتا بیٹا دن بدن موت کی طرف گامزن تھا اور اب تو ہر ڈاکٹر نے مایوسی کا اظہار کر دیا تھا۔ حاجی نیاز حسین نے اپنے آنسو پونچھے اور گھر آگئے۔ اپنے بیٹے کو بستر مرگ پر سسکتے دیکھ کر ان کا دل بھر بھر آیا۔ ان کی بیوی اور بیٹیوں کا حال ان سے مختلف نہ تھا۔

"ڈاکٹر نے کیا کہا؟" ان کی بیوی نے پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے اور اپنے کمرے میں آگئے۔ مغرب کی اذان کی آواز ان کے کانوں میں ابھری۔ مگر وہ مسجد جانے کی ہمت نہ کر سکے اور اپنے کمرے میں جائے نماز بچھا کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ آنسوؤں کے دوران انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سجدے میں گر کر اپنے رب سے التجا کی۔ اے رب کریم میری صدا میری التجا، میری آہ و بکا کب سنے گا۔ حاجی نیاز حسین دعا کر رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ اچانک انہیں کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا انہوں نے سر اٹھا کر آنسو بھری آنکھیں پونچھ کر دیکھا۔ ان کے پڑوس میں رہنے والی بیوہ سکینہ کا بیٹا قاسم کھڑا تھا۔

حاجی نیاز نے اتنی دولت آنے کے باوجود اپنا پرانا محلہ نہیں چھوڑا تھا۔ ان کا عالیشان مکان اسی پرانے محلے میں تھا۔ سکینہ بی بی ان کے پڑوس میں رہتی تھی۔ شوہر کے مرنے کے بعد وہ اپنے پانچوں بچوں کا محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتی تھی۔ اس عورت نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا تھا۔

"حاجی صاحب وہ آپ کا چوکیدار نماز پڑھنے گیا ہے اور باہر کوئی آدمی آپ سے ملنے آیا ہے"۔ قاسم نے معصومیت سے بتایا

"اچھا...." انہوں نے کہا اور وہ اٹھنے ہی والے تھے کہ ان کی نظر قاسم کے ننگے پاؤں پر پڑی۔ اس کے پرانے گھسے پٹے کپڑے، اس کا کمزور وجود، اس کی آنکھوں میں ہزاروں بجھتے دیپ تو وہ پہلے بھی کتنی ہی بار دیکھ چکے تھے اس کے ننگے پاؤں انہوں نے پہلی بار نہیں دیکھے تھے۔ لیکن وہ گھڑی جیسے آگہی کی گھڑی تھی انہیں جیسے اور اک آگہی کے نوکیلے جال نے جکڑ لیا وہ اپنے مقام سے ہزاروں فٹ نیچے ذلت کی گہری کھائی میں گر پڑے۔ انہیں برسوں سے کبھی پڑوس میں رہنے والے بچوں کے ننگے پیر نظر نہیں آئے تھے اپنے گھر کی دیوار کے ساتھ رہنے والوں کے دکھ دکھائی نہیں دیئے تھے۔ بھوک سے بلبلاتے ہوئے بچوں کی سسکیاں سنائی نہیں دی تھیں۔ شہر کی کئی مسجدوں میں سرمریں ٹائل نصب کروانے اور مدرسوں کی کفالت کرنے والے کی گھر کی دیوار کے ساتھ ہی سب سے زیادہ مستحق لوگ موجود تھے اور اسے خبر نہ تھی۔

ایک ہی لفافے میں.....

تمام کرم فرما قارئین سے گزارش ہے کہ وہ دبستان خیال، مشعل معرفت، روحانی ینگ رائٹرز کلب، حاصل مطالعہ، شوخی تحریر، قند سخن، قرینہ خیال، میرا پیغام ہے، جمالا، نما، معلومات عالم، اس ماہ کے بہترین مضامین اور روحانی سوال و جواب ایک ہی لفافہ میں ارسال کر سکتے ہیں لیکن ہر شعبہ کے لئے علیحدہ کاغذ لازماً استعمال کیجئے اور صفحہ کی ایک طرف لائن چھوڑ کر تحریر کریں اور لفافے پر "شعبہ مضامین" تحریر کر دیں۔ براہ مہربانی روحانی ڈاک، کلل مراقبہ، ٹیلی پیتھی سیکھئے اور شعبہ سرکولیشن کے لئے خطوط علیحدہ لفافہ میں ارسال کیجئے۔ لفافہ پر متعلقہ شعبے کا نام لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

گذشتہ قسط کا خلاصہ: آنند نے بتایا کہ وہ اولیاء اللہ کی عظمت کا قائل ہے ایک مرتبہ اپنی ماتا کی بیماری کے سلسلہ میں اجمیر گیا۔ وہاں اس نے نیم خوابی کی حالت میں دیکھا کہ خواجہ اجمیریؒ تشریف لائے اور اسے چمپا کا پھول دے کر کہا یہ اپنی ماں کو کھلا دینا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور ماں ٹھیک ہو گئی۔ عاقب بھی خواجہ اجمیریؒ کے مزار کی زیارت کے لئے اجمیر روانہ ہو گیا۔ وہاں سے وہ بمبئی پہنچا اور ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ ہوٹل کے مالک کے آدمیوں نے سمندگان کو اغوا کرنے کی کوشش کی اور ناکامی پر اس کی گردن پر خنجر گھونپ دیا۔ عاقب بہت پریشان تھا تو اسے بند آنکھوں سے رحمٰن بابا نظر آئے۔ انہوں نے کہا سمندگان کو کہو کہ رحمٰن بابا نے بلایا ہے وہ فوراً پہنچ جائے گا۔ عاقب یہاں سے گوا گیا۔ وہاں سے ایک جہاز میں سوار ہوا جو مڈغاسکر اور موزمبیق جا رہا تھا۔ جہاز کے کیپٹن اور اسماعیل نامی شخص کی بدولت اسے آرام کے لئے ایک کیبن مل گیا........ **(اب آپ آگے پڑھئے)**

یہ لوح محفوظ کی کہانیوں میں سے ایک انمٹ کہانی ہے
جو دل کے تاروں پر بار بار دہرائی جانے والی ہے......

نویں قسط

کھانا کھا کے عاقب کیپٹن کے پاس خود گیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بولا "کل صبح تم چاہو تو اسماعیل کے ساتھ گزار سکتے ہو۔ اس کے ساتھ جو ہیلپر کام کرتا ہے اس کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ شاید اللہ نے تمہارے لئے روزی کا بندوبست کرنا تھا" یہ کہہ کر وہ مسکرا دیا۔ عاقب بھی مسکرا دیا۔ قدرت کے کام ہی نرالے ہیں۔

دوسرے دن صبح سے ہی وہ اسماعیل کے پاس آ گیا۔ جہاز بیچ سمندر میں اونچی اونچی لہروں پر بہا چلا جا رہا تھا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد عاقب نے اسماعیل سے پوچھا "یار تمہارا دس سال کا تجربہ ہے جہاز رانی کا اچھے برے وقت تو زندگی میں آتے ہی ہیں۔ مگر کیا کوئی ایسا تجربہ بھی ہے جسے تم کبھی بھلا نہیں سکتے"۔

اسماعیل نے کہا "یوں تو خراب موسم میں طوفانی لہروں کی لپیٹ میں جہاز کے آنے کے کئی ایسے تجربات ہیں جو اتنی آسانی سے بھلائے نہیں جا سکتے مگر سمندر کی زندگی میں یہ تو ہوتا ہی ہے۔ البتہ ایک ایسا واقعہ ہے جو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ عقل کام نہیں کرتی۔ اگر تم سنو گے تو شاید تمہیں بھی یقین نہ آئے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ اس وقت کیپٹن صاحب بھی وہاں موجود تھے"۔

عاقب نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا "یار اسماعیل بھائی! اب سنا بھی دو جلدی سے۔"

اسماعیل نے اپنی بات کا آغاز کیا "سردی کا موسم تھا۔ ہم لوگ افریقہ سے نیوزی لینڈ مال لے کر جا رہے تھے۔ اس جہاز میں مال کے ساتھ کبھی کوئی پسینجر بھی اٹھا لیتے ہیں۔ جو ہمیں اعتبار کے قابل لگتا ہے۔ کیپٹن صاحب سے تو تم مل ہی چکے ہو۔ وہ بہت نرم دل آدمی ہیں۔ تنزانیہ کی بندرگاہ دارالسلام سے ہم نے مال اٹھایا۔ ابھی چلنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ لوڈنگ ختم ہو چکی تھی۔ چلنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ ایک سفید ریش آدمی جس کی داڑھی تین انچ سے زیادہ نہیں تھی۔ تیزی سے چلتا ہوا جہاز کی جانب آیا۔ میں نیچے ہی کھڑا ہوا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر جہاز کے اندر کیپٹن صاحب کھڑے تھے۔ اس شخص کا رنگ بالکل سفید و سرخ تھا۔ داڑھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ تراشی ہوئی، بال سنورے ہوئے، کپڑے بھی صاف ستھرے تھے لباس سے عربی معلوم ہوتا تھا۔ ہلکے کریم رنگ کا عربی لباس اس پر بہت جچ رہا تھا۔ قد لمبا اور نہایت مناسب تھا۔ غرضیکہ اس کے چہرے پر بزرگی کا نور جھلک رہا تھا۔ عمر کوئی پچاس پچپن کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ تیز چلتا ہوا جہاز کی طرف آ رہا تھا۔ میں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور سلام علیکم کہا۔ اس نے بھی سلام کیا اور وہ کہنے لگا۔ میں جہاز کے کیپٹن سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ فرمائیے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں وہ کہنے لگا میں جہاز کے کیپٹن سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیپٹن پاس ہی تھے۔ میں نے کیپٹن کو آواز دی کہ یہ صاحب آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کیپٹن نے ایک نظر ان پر ڈالی۔ پھر ہمارے پاس آ گئے۔ ان بزرگ نے انھیں سلام کیا اور کہا میں آپ کے جہاز میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ کیپٹن ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔ آپ کہاں جائیں گے؟ وہ بولے۔ مجھے نیوزی لینڈ جانا ہے۔ کیپٹن نے کہا۔ جناب آپ کو معلوم ہے کہ راستہ بہت لمبا ہے وہاں پہنچتے پہنچتے ہفتے لگ جائیں گے۔ وہ بزرگ کہنے لگے مجھے معلوم ہے۔ مگر میں اسی شپ پر جانا چاہتا ہوں۔ کیپٹن نے کہا۔ ٹھیک ہے آپ آ سکتے ہیں۔ انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ شاید رقم نکالنے کے لئے تو کیپٹن صاحب نے مسکرا کے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور نرمی کے ساتھ کہا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ پیسوں کی کوئی بات نہیں ہے۔ چلئے میں آپ کو آپ کی کیبن دکھا دوں۔

عاقب تم یہ نا سمجھنا کہ کیپٹن صاحب ہر کسی کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں۔ دراصل کیپٹن صاحب کو قیافہ شناسی کا ملکہ حاصل ہے۔ وہ ایک نظر دیکھ کر آدمی کو پہچان لیتے ہیں۔ یہ مال بردار شپ ہے۔ وہ آدمی دیکھ کر ہی کسی کو آنے دیتے ہیں۔"

عاقب نے تائید میں کہا۔ "کیپٹن صاحب نے پہلی بار مجھے جس نظر سے دیکھا تھا۔ میں ان کی نظروں کی گہرائی کو محسوس کر رہا تھا"۔

اسماعیل نے اپنا قصہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں سفر کرتے ہوئے ابھی صرف چار دن گزرے تھے۔ وہ بزرگ زیادہ تر اپنی کیبن میں رہتے، کھانا بھی بہت کم کھاتے، بات بھی نہایت مختصر کرتے۔ انہوں نے اپنا نام عبداللہ بتایا تھا۔ کیبن سے باہر شام کو نکلتے۔ تو ڈیک پر سمندر کی لہروں کو چپ چاپ دیکھتے رہتے۔ کیپٹن صاحب نے ایک دفعہ ان سے پوچھا بھی کہ آپ تنہا اپنے کیبن میں بور تو نہیں ہو جاتے۔ ہمارے پاس آ جایا کریں۔ یا کسی سے بات کر لیا کریں۔ وہ صرف مسکرائے اور آہستہ سے بولے۔ میں تنہا کب ہوں۔ یہ کہہ کر پھر اپنے کیبن میں جا کر گم ہو گئے۔ چار دن گزر چکے تھے۔ جہاز اپنی رفتار میں بڑے آرام سے سفر کر رہا تھا۔ ہر طرف سوائے پانی کے کچھ نہ تھا۔ چوتھا دن بھی گزر گیا۔ سردی کی اندھیری راتیں تھیں۔ زیادہ تر ملازم کیبن میں اندر سو رہے تھے۔ کوئی ڈھائی تین بجے کا وقت تھا میں اور کیپٹن صاحب دونوں جہاز کے وہیل پر تھے۔ ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتے جاتے تاکہ نیند نہ آ جائے۔ عبداللہ کا کیبن پشت کی جانب قریب ہی تھا۔ پلٹ کر دیکھنے پر ان کے

کیبن کا دروازہ دکھائی دیتا تھا۔ ان کے اطراف کے چار کیبن میں ملازم سو رہے تھے۔ اتنے میں کھٹ سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ کیپٹن نے مڑ کر دیکھا تو عبداللہ دروازے پر کھڑے دکھائی دیئے۔ کیپٹن نے مجھ سے کہا ارے یہ عبداللہ اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ اسی وقت اندھیرے میں میں نے جو سامنے سمندر میں دیکھا تو ایک پورا پہاڑ سامنے دکھائی دیا۔ اس قدر قریب کہ اب بچنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ میں بدحواسی میں پوری قوت سے چلا اٹھا۔ کیپٹن پہاڑ!! کیپٹن نے گھبرا کے سمندر میں اپنی آنکھیں گاڑ دیں۔ یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا۔ عبداللہ پوری تیزی سے دوڑتے ہوئے ریلنگ کی جانب بڑھے۔ ابھی وہ ریلنگ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے پہاڑ کی طرف بڑھائے اور پہاڑ کو پرے دھکیلنے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں عبداللہ کی بجائے ایک روشنیوں کا بنا ہوا انسان کھڑا ہے۔ یہ شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا قد آسمان کو چھو رہا تھا۔ اس کی روشنی نے سمندر کو حد نگاہ تک روشن کر دیا۔ اس شخص نے ذرا سا جھک کے نیچے دیکھا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے پہاڑ کو کھلونے کی طرح اٹھا لیا اور اٹھا کے دور بہت دور سمندر میں پھینک دیا۔ میں اور کیپٹن صاحب دونوں اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے۔ ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد یہ روشنی کا آدمی گھٹتے گھٹتے چھوٹا ہو گیا اور اس کی ساری روشنیاں عبداللہ میں سما گئیں۔ عبداللہ ہماری جانب مڑے اور کہنے لگے۔ نیوزی لینڈ آ گیا۔ حالانکہ عبداللہ ہم سے خاصے دور تھے۔ مگر ان کی آواز ہمیں بالکل اپنے کانوں کے پاس سنائی دی۔ ان کی آواز نے ہم دونوں کو اس سکتے کی حالت سے باہر نکال دیا۔ کیپٹن صاحب کے منہ سے نکلا۔ نیوزی لینڈ آ گیا۔ میں نے اپنی حالت کی طرف نظر کی۔ میں وہیل سے کم از کم دو گز دور کھڑا تھا۔ کیپٹن بھی ساتھ ہی تھے۔ میں جلدی سے وہیل کی طرف لپکا اور وہیل سنبھال لیا۔ اسی وقت نیوزی لینڈ کی بندرگاہ کی روشنیاں سامنے آ گئیں۔ میں نے عملے کو جگانے کا الارم بجایا۔ کیپٹن صاحب عبداللہ کی جانب بڑھے۔ اتنے میں عبداللہ آگے سمندر کی طرف بڑھے اور ریلنگ میں سے گزر کر پانی پر یوں چلنے لگے جیسے خشکی پر چلتے ہیں اور جلد ہی بندرگاہ کی روشنیوں میں گم ہو گئے۔ ہمارا عملہ جلدی جلدی آ گیا۔ سب نے پوچھا ہم کہاں ہیں۔ جب پتہ چلا کہ نیوزی لینڈ میں ہیں تو کسی کو یقین نہیں آیا کہ چار دن میں نیوزی لینڈ کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ سب لوگوں میں ہلچل مچ گئی۔ چند لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قدرت ہے۔ جہاز لنگر انداز کرنے کی تیاری کرو۔

ہم نے جہاز لنگر انداز کیا۔ کیپٹن نے ہاربر کے کارکنان سے رابطہ قائم کیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ ہمیں آپ کے پہنچنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ یہ بات ہمارے لئے اور بھی زیادہ حیران کن تھی۔ ہمیں تو خود ابھی پتہ چلا تھا کہ ہم نیوزی لینڈ پہنچ چکے ہیں۔ یہ خبر کس نے دی۔ یقیناً یہ خبر عبداللہ نے دی۔ مگر فون، وائرلیس آخر کس نظام کے تحت یہ خبر دی گئی۔ کیپٹن صاحب نے مجھ سے کہا۔ تعجب ہے بھائی عبداللہ صاحب تو کوئی بہت ہی کمال کی ہستی ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ واقعی اللہ کے بندے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد ہماری حیرتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ یوں کہ جب جہاز کسی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتا ہے تو اس بندرگاہ کے کچھ ذمے داران آ کر جہاز کی چیکنگ کرتے ہیں اور پھر جہاز کے اراکین کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ چیکنگ کرنے کے بعد انہوں نے رسید دی۔ کیپٹن نے جب رسید دیکھی تو اس پر تاریخ وہی لکھی تھی۔ جس تاریخ پر ہم نے نیوزی لینڈ پہنچنا تھا۔ یعنی ہمارے حساب سے دو ہفتے کے بعد کی تاریخ تھی۔ کیپٹن نے ان سے پوچھا۔ آج کیا تاریخ ہے۔ اس نے کہا آپ بالکل ٹھیک دن پہنچے ہیں۔ آپ نے اسی دن پہنچنا تھا۔ کیپٹن نے ان سے تو کچھ نہیں کہا۔ مگر میرے پاس آ کر وہ کاغذ میرے سامنے رکھ دیئے۔ دیکھو اس کی تاریخ تو پڑھو۔ میں نے تاریخ پڑھی تو میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو صرف چار دن سمندر میں سفر کیا ہے۔ یہ تو پندرہ دن بعد کی تاریخ ہے۔ ہم نے اپنی گھڑیاں چیک کیں۔ جن پر

تاریخ تھی۔ سب ہی چار دن بعد کی تاریخ بتا رہے تھے۔ ہم حیران تھے۔ سارے جہاز پر وہی چار دن بعد کی تاریخ تھی۔ مگر نیوزی لینڈ میں دو ہفتے بعد کی تاریخ کیسے آگئی۔ کیپٹن صاحب نے ایک آدمی سے خاص طور پر کہا کہ تم شہر جاکر پتہ کرکے آؤ کہ آج کیا دن ہے اور کیا تاریخ ہے۔ ان سارے ہنگاموں میں صبح ہو چکی تھی۔ وہ شخص کوئی ایک گھنٹے بعد آیا اور اس نے وہی دن اور تاریخ بتائی۔ جو چیکنگ والوں نے نوٹ کی تھی۔ پھر ہم نے شہر میں ان بزرگ کو بہت ڈھونڈا مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ آج بھی ہم اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یقیناً اسے اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے لئے بھیجا تھا....."

عاقب بڑی دلچسپی سے یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "ضرور وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے شعبہ تکوین سے تعلق رکھتے ہیں۔ شعبہ تکوین سے تعلق رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے امر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور امر ربی کی اطلاعات پر روحانی شعور کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ہر آدمی دو جسموں کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ایک جسم یہ مادّی جسم ہے۔ دوسرا جسم روشنیوں کا بنا ہوا ہے۔ جو روحانی جسم ہے اور روح یا اللہ کے امر پر کام کرتا ہے۔ روشنی کا جسم ٹائم اینڈ اسپیس سے آزاد رہ کر کام کرتا ہے۔ تم نے اس جسم کا مظاہرہ دیکھ لیا۔ امر ربی کی صلاحیتوں کو سمجھنے والے اور روحانی شعور سے کام لینے والے آدمی کو اللہ کا بندہ یعنی عبداللہ کہتے ہیں"۔ اسماعیل کہنے لگا۔ عاقب بھائی جس دن سے ان بزرگ کو دیکھا ہے۔ اللہ والوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر جو کچھ ہم نے دیکھا ہے۔ جب کسی کو سناؤ تو وہ یقین ہی نہیں کرتا۔ عاقب بولا "اصل بات یہ ہے کہ عام افراد اپنے مادّی جسم سے تو واقف ہیں مگر روحانی جسم سے واقف نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ اس کے متعلق تو وہی آپ کو بتا سکتا ہے جو خود اپنے روحانی جسم سے واقف ہو۔ روحانی جسم اللہ تعالیٰ کے امر کی اطلاعات کو وصول کرتا ہے اور اس پر فوراً ہی عمل کرتا ہے۔ روحانی دماغ ٹائم اینڈ اسپیس پر حاوی ہے"۔

اگلے دو دن بھی عاقب اسماعیل کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اس نے رحمٰن بابا کی بہت ساری باتیں اسے سنائیں اور بتایا کہ اگر تمہارا کبھی ادھر جانا ہو تو ان سے ضرور ملنا۔ پانچویں دن رات کے گیارہ بجے کا وقت ہوگا کہ سمندری واچ نے اطلاع دی کہ سمندر میں جہاز کی پشت کی جانب کچھ فاصلے پر اندھیرے میں کوئی کشتی آتی دکھائی دے رہی ہے۔ اس کشتی میں کوئی روشنی نہیں ہے۔ جہاز کے تمام عملے کو اس کشتی کی اطلاع دے دی گئی۔ اتنے بڑے جہاز میں اگر کوئی چپکے سے چڑھنا چاہے تو وہ نظر بچا کے کہیں بھی چڑھ سکتا ہے کہیں نہ کہیں تو اسے چھپنے کی جگہ مل ہی جائے گی۔ مگر چلتے جہاز میں کسی کا چڑھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ بیچ سمندر میں رات کے اندھیرے میں جہاز کے قریب کشتی کا چلنا غیر معمولی بات تھی یا تو یہ کشتی راستہ بھول کے اس طرف آگئی ہے یا پھر کسی نہ کسی مصیبت میں ہے۔ کیپٹن نے اسماعیل کو حکم دیا کہ سرچ لائٹ اس کشتی پر اور اس کے اطراف میں ڈالی جائے۔ کشتی پر سرچ لائٹ ڈالی گئی تو دیکھا کہ کشتی میں کچھ لوگ لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے کہ ان کے چہرے اور حلیے قطعی نظر نہ آئے۔ جب سرچ لائٹ کشتی کے اطراف میں گئی تو کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑی کشتی بھی آتی دکھائی دی۔ مگر عجیب بات تھی کہ اس کشتی کی لائٹ بھی تمام کی تمام بند تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ دونوں کشتیاں جہاز کی روشنی کے پیچھے آرہی ہیں۔ کیپٹن نے اعلان کرایا کہ ان کشتیوں میں جو بھی سفر کر رہے ہیں۔ وہ اپنی لائٹیں جلائیں اور جہاز سے دور رہیں۔ مگر بار بار اعلان کرنے پر بھی دونوں کشتیوں میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہوئی۔

اسماعیل نے کیپٹن سے کہا "سر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان کشتیوں میں لوگ یا تو سو رہے ہیں یا پھر نشے میں ہیں۔ ہو سکتا ہے بے ہوش ہوں"۔

کیپٹن نے کہا "اگر سو رہے ہوتے تو ہماری آواز اور روشنی میں ضرور جاگ جاتے۔ اگر شراب کے نشے میں مدہوش ہیں۔ تب بھی کشتی تو کوئی نہ کوئی چلا ہی رہا ہے۔ احتیاط لازمی ہے اگر یہ کسی مصیبت میں پھنسے ہوتے تو جہاز دیکھ کر کوئی نہ کوئی اشارہ تو کرتے"۔ ابھی کیپٹن نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ بڑی کشتی کی جانب سے S.O.S ایمرجنسی سگنل فضا میں بلند ہوا۔ اسماعیل فوراً بولا "سر یہ لوگ ضرور کسی مصیبت میں ہیں۔ دیکھئے وہ ایمرجنسی سگنل بھیجا ہے"۔ کیپٹن نے جہاز کی اسپیڈ کم کرنے کا حکم دیا۔ اسپیڈ ذرا کم ہوئی تو کیپٹن نے لاؤڈ اسپیکر پر انہیں پیغام بھیجا کہ اگر کسی مصیبت میں ہو تو ہمیں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اطلاع دو یا پھر جہازی کوڈ کے ذریعے حالات سے آگاہ کرو تاکہ تمہاری مدد کی جائے۔ چند لمحوں بعد پھر ایک ایمرجنسی سگنل فضا میں بلند ہوا۔ اب کے سے کیپٹن نے کہا کہ ضرور ان لوگوں کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ جہاز کی رفتار ویسے بھی نہایت کم کردی گئی تھی۔ بڑی کشتی جہاز سے قریب آگئی تھی۔ چھوٹی کشتی بھی دور نہیں تھی جہاز پر چڑھنے کے لئے رسی کی سیڑھیاں لٹکادی گئیں۔ کیپٹن نے پھر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے انہیں پکارا۔ اپنی کشتی جہاز کے قریب کرلو تاکہ تمہیں اوپر کھینچ لیا جائے۔ پہلے بڑی کشتی بالکل قریب آگئی۔ یہ بہت بڑی بوٹ تھی۔ جس میں کم از کم پندرہ بیس لوگوں کی گنجائش تھی۔ بوٹ جہاز کے بالکل قریب آگئی۔ کیپٹن نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

ایک شخص نے بوٹ کی کھڑکی میں سے جھانکتے ہوئے کہا "ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمارے پاس کھانا بالکل ختم ہو چکا ہے۔ ہم بہت تھکے ہوئے ہیں اور پریشان ہیں"۔

کیپٹن نے پوچھا "کتنے آدمی ہیں"۔

کہا گیا "بارہ آدمی اس بوٹ میں ہیں اور تین دوسری کشتی میں ہیں"۔

کیپٹن نے کہا "ٹھیک ہے۔ آجاؤ"۔

وہ سب جہاز پر چڑھ آئے۔ چھوٹی کشتی بھی قریب آچکی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ تین آدمی بھی جہاز پر چڑھ آئے۔ سب نے برساتی نما کوٹ پہن رکھے تھے اور کالر اونچے کرکے اپنے چہروں کو آدھا اس میں چھپایا ہوا تھا۔ بال بکھرے اور الجھے ہوئے سب واقعی تھکے ہوئے لگتے تھے۔ کیپٹن نے سب کی طرف دیکھ کر کہا "آپ لوگ تھکے ہوئے لگتے ہیں۔ ہم آپ کے کھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ اتنی دیر آپ ڈائننگ ہال میں چلیں۔ ہمارا آدمی آپ کو وہاں لے جائے گا"۔

وہ چپ چاپ اس شخص کے ساتھ جانے کے لئے مڑے۔ ابھی وہ مڑے ہی تھے کہ نہ جانے کیپٹن کو کیا خیال آیا۔ اس نے ایک دم سے کہا "ذرا ٹھہر جاؤ"۔ یہ کہہ کر وہ ان کے پاس آگیا اور گہری نظروں سے ان لوگوں کو دیکھنے لگا پھر پاس کھڑے جہاز کے دو ملازموں کو اشارہ کرکے کہا "پہلے ان سب کی تلاشی لے لو۔ یہ ہمارے جہاز کا اصول ہے"۔

ابھی وہ ملازم قریب آئے ہی تھے کہ آناً فاناً سب نے اپنی پستولیں نکال لیں اور للکارے "خبردار جو ہمارے قریب آئے" کیپٹن نے پوچھا "تم لوگ کیا چاہتے ہو؟"

ان میں سے ایک بولا "ہمیں معلوم ہے کہ اس جہاز پر اسلحہ ہے ہمیں وہ دے دو"۔

کیپٹن نے کہا "اول تو ہمارے جہاز پر اسلحہ نہیں ہے۔ بلکہ کھانے پینے کا سامان ہے۔ دوسرے تم کیا خیال کرتے ہو کہ تم لوٹ مار کرکے بچ جاؤ گے"۔

اسی وقت دو تین لٹیروں نے ہوائی فائر کردیئے۔ فائر کی آواز سن کر جہاز کے عملے کے سیکورٹی والے نکل آئے اور چپکے سے پیچھے سے آکر انہوں نے ان لٹیروں کو اپنی گنوں کی زد میں لے لیا۔ سیکورٹی والوں کی آواز سن کر ایک لٹیرا جو کیپٹن سے قریب کھڑا تھا۔ ایک دم سے اس نے کیپٹن پر جمپ مار کر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ کیپٹن نے زور سے اس کے منہ پر مکا مار کے اسے پرے دھکیلا اور خود دور ہٹ گیا۔ مگر اس کا فائدہ اٹھا کر تین چار لٹیرے دیدہ دلیری کے ساتھ عملے کے چند لوگوں سے گتھم گتھا ہوگئے اور دو

ملازموں کو پکڑ کے انہیں یرغمال بنالیا۔ عاقب اسماعیل کے ساتھ تھا۔ بحری قزاقوں کے متعلق اس نے پڑھا اور سنا تو بہت کچھ تھا۔ مگر عملی طور پر انہیں دیکھنے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا کہ کس طرح ان لٹیروں سے خلاصی حاصل کی جائے۔ سیکورٹی والے برابر انہیں للکار رہے تھے مگر وہ اس قدر نڈر تھے کہ یرغمالیوں کی کنپٹی پر پستول رکھ کر انہیں مارنے کی دھمکی دیتے کہ تم نے مارا تو یہ بھی جان سے جائیں گے۔ ان کا لیڈر اسلحہ کا مطالبہ کرنے لگا۔

کیپٹن نے کہا "ٹھیک ہے ہم تمہیں اسلحہ دیتے ہیں"۔ وہ جان گیا تھا کہ اگر گولیاں چل گئیں تو خواہ مخواہ کوئی مارا جائے گا۔ اس نے کہا ہم تمہیں اسلحہ کی پیٹیاں دیتے ہیں۔ مگر جہاں مال رکھا ہے۔ اس گودام میں تمہارا صرف ایک آدمی جائے گا"۔

لٹیرا بولا "تم وہ مال گودام سے یہاں پہنچا دو"۔ کیپٹن نے کہا "یہی تو میں تم سے کہہ رہا ہوں تم کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ ہمارے جہاز پر کھانے پینے کا مال ہے اور کچھ دوسری چیزیں ہیں۔ مگر اسلحہ ہرگز نہیں ہے۔ تم اپنا ایک آدمی گودام میں بھیجو وہ خود دیکھ لے گا"۔

لٹیروں کا لیڈر بڑے جلال میں چیخا "کیا تم مجھے بے وقوف بنانا چاہتے ہو۔ جاؤ اور اسلحہ کی پیٹیاں یہاں حاضر کرو ورنہ ان دونوں کی خیر نہیں"۔

عاقب نے دیکھا وہ دونوں بے قصور ملازم کنپٹی پر رکھے پستول کی نال کے خوف سے ادھ موئے ہو رہے ہیں۔ وہ کسی نادیدہ قوت کے تحت ایک دم سے یہ کہتا ہوا سامنے کیپٹن کی جانب بڑھا "سر آپ کہیں تو میں گودام سے وہ پیٹیاں یہاں لے آؤں ان لوگوں سے ضد کرنا ٹھیک نہیں ہے"۔ کیپٹن نے حیران ہو کر عاقب کی طرف دیکھا۔ اتنی دیر میں عاقب کیپٹن کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس نے کیپٹن کو آہستہ سے کہا "مجھ پر بھروسہ کریں"۔

اتنے میں لٹیروں کے لیڈر کی چیختی ہوئی آواز گونجی "کیپٹن ہمارے ساتھ ضد ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی بات مان لے"۔ عاقب نے کیپٹن کے کان میں کہا "سر اپنے آدمیوں کے ساتھ مجھے گودام میں بھیج دیں"۔ کیپٹن نے آہستہ سے عاقب کے کان میں سرگوشی کی "بے وقوف میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ واقعی ہمارے جہاز پر اسلحہ نہیں ہے"۔

عاقب نے کہا "اللہ جانتا ہے۔ مجھے جانے تو دیں"۔ کیپٹن نے عاقب کی نگاہوں میں جھانکا اور چند آدمیوں کو اشارہ کر کے حکم دیا کہ "ان کے ساتھ جا کر وہ پیٹیاں لے آؤ"۔

عاقب گودام میں گیا۔ اسے اپنے اندر بے پناہ قوت محسوس ہو رہی تھی۔ اتنی زیادہ کہ اس نے ایک پیٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا یہ بہت بڑا لکڑی کا بکس تھا۔ اس نے جونہی اس بکس کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ چار ملازم اس پیٹی کو اٹھانے کے لئے لپکے۔ عاقب نے ایک طرف سے اسے اٹھایا۔ تو اس طرف کے ملازموں کے ہاتھ پیچھے ہی رہ گئے۔ وہ حیرانی سے عاقب کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ ان سے بولا "تم دوسرا بکس اس کے ساتھ والا اٹھاؤ۔ یہ میں اٹھا لیتا ہوں"۔

وہ چھ آدمی مل کر ایک بکس بمشکل اٹھا سکے۔ سب کے اوپر حیرت طاری تھی۔ کچھ حادثے کا پریشر تھا کوئی کچھ نہ بولا۔ عاقب نے آٹھ بڑے بڑے بکسوں کو اوپر پہنچا دیا۔ یہ تمام لکڑی کے بکس تھے۔ عاقب کیپٹن کے پاس کھڑے ہو کر اس سے مخاطب ہو کر بولا "سر یہ آٹھ بکس ہیں۔ بس یہی تھے"۔

کیپٹن سخت پریشان تھا۔ چپ چاپ دیکھتا رہا۔ شاید سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ اگر ان لٹیروں نے بکس کھول لئے اور اس میں اسلحہ نہ پایا تو کیا صورت حال ہو گی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان بکسوں میں اسلحہ تو ہے نہیں کچھ اور سامان ہے۔ عاقب کے چہرے پر اطمینان کا نور جھلک رہا تھا۔

قزاقوں کا لیڈر بولا "ان بکسوں کو کھول کر دکھایا جائے"۔

عاقب نے کہا "ہم انہیں کھول کر دکھا دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم اس اسلحہ کو لے کر خاموشی کے ساتھ واپس لوٹ جانا"۔

عاقب نے لیڈر کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑ دیں۔ لیڈر بولا "ٹھیک ہے تم ان بکسوں کو کھولو"۔

عاقب نے ایک ایک کر کے تمام بکس کھول دیئے۔ ان تمام بکسوں کے اندر بندوقیں اور پستول تھیں۔ لٹیروں کے چہرے شیطنت سے تمتمانے لگے۔ کیپٹن کی آنکھیں فرطِ حیرت سے چمک اٹھیں۔ مگر وہ چپ تھا۔ ان تمام بکسوں کو کھولنے کے بعد عاقب نے جہاز کے عملے کے ایک ملازم سے کہا کہ ان سب بکسوں کو بند کر کے ان پر کیلیں ٹھونک دے تاکہ کشتی میں لوڈ کرنے میں آسانی ہو۔ تمام بکسوں کو دوبارہ بند کر کے کیلوں سے مضبوط بند کر دیا گیا۔ لیڈر نے اپنے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ ان بکسوں کو ان کی کشتی میں لوڈ کر دیں اور پھر وہ سب واپس چلے گئے جہاز دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ ان بکسوں کے اندر موجود مال کی تفصیل صرف کیپٹن اور اسماعیل کے سوا اور کسی کو معلوم نہ تھی۔ جہاز جب اپنی رفتار سے چلنے لگا اور لٹیروں کی کشتیاں ان سے بہت دور رہ گئیں تو کیپٹن نے عاقب کو اپنی کیبن میں طلب کیا۔ کیپٹن کینیا کا باشندہ تھا، جہاندیدہ اور نیک طینت شخص تھا۔ اپنے تمام عملے کے ساتھ اس کا دوستانہ سلوک تھا۔ سب ہی کیپٹن کی بہت عزت کرتے اور اس سے محبت کرتے تھے۔

کیپٹن نے عاقب کو اپنے پاس بٹھایا۔ چائے منگوائی اور پھر کہنے لگا "آج جو کچھ ہوا ہے۔ میں اس واقعہ کی کچھ وضاحت چاہتا ہوں"۔ کیپٹن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا "جہاز پر جو مال بند بکسوں میں لادا جاتا ہے۔ عام طور سے اس کی تفصیل صرف مجھے اور اسماعیل کو ہی معلوم ہوتی ہے عملے کے دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔ تم نے جن آٹھ بکسوں کو قزاقوں کے حوالے کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کے اندر بندوقیں اور اسلحہ نہیں تھا بلکہ فوٹو گرافی کا سامان تھا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ جب بکس کھولے گئے تو فوٹو گرافی کا سامان اسلحہ کی صورت میں کیسے تبدیل ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہاری حکمتِ عملی نے خون خرابے سے بچا لیا ورنہ یہ بحری قزاق بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ ان کے لئے قتل و غارت روزمرہ کا کھیل ہے"۔

عاقب مسکرا کے بولا "حق تو یہ ہے کہ ہر کام اللہ ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اللہ کبھی ظالم کی حمایت نہیں کرتا۔ جو کچھ میرے ذریعے سے ہوا یہ بھی اللہ کی جانب سے تھا۔ میں نے اپنے دل میں اپنے رب کو پکارا اور اپنے پیر و مرشد کو مدد کے لئے آواز دی تاکہ وہ اس سنگین صورتحال سے ہمیں بچائیں۔ ان کے ارادے کی روشنی میرے ارادے کی قوت بن گئی اور کام ہو گیا"۔

کیپٹن کہنے لگا "تمہاری باتوں میں صداقت ہے۔ میرا بھی اس بات پر پکا یقین ہے کہ ہر کام کا فاعلِ حقیقی ایک ذاتِ واحد ہے جس کی قوت و جبروت کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔ اپنی بے پناہ قوتوں اور عظمتوں کے ساتھ اس ہستی نے اپنی ناتواں مخلوق کو سنبھالا ہوا ہے۔ جب بھی مخلوق اسے پکارتی ہے وہ مدد کو حاضر ہو جاتا ہے۔ اپنی جہاز رانی کی مدت کے دوران کئی بار ایسے واقعات سے سابقہ ہوا۔ جو خالق کی عظمت اور اپنی ناتوانی کا کھلی مشاہدہ بن گئے۔ مگر اس وقت مجھے یہ بھی خیال آرہا ہے کہ ان قزاقوں کے ہاتھ میں ہم نے مزید بندوقیں دے کر اپنی جان تو بچالی۔ نہ جانے اس اسلحہ سے وہ کتنے بے گناہوں کا خون بہائیں گے"۔

عاقب اطمینان بھری آواز میں بولا "کیپٹن صاحب اللہ کا کام کبھی ادھورا نہیں ہوتا۔ جب وہ دوبارہ ان بکسوں کو کھولیں گے تو فوٹو گرافی کے ہیپے دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیں گے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آئے گا کہ ان سب کی آنکھیں کیسے دھوکہ کھا سکتی ہیں"۔

کیپٹن خوش ہو کر ہنس پڑا اس کے چہرے سے فکر مندی کے تمام آثار فنا ہو چکے تھے۔ اب وہ ہنستے ہوئے بولا

"یار تم بڑے دلچسپ آدمی ہو۔ یہ گُر ہمیں بھی سکھا دو۔ وقت ضرورت کام آئے گا"۔

عاقب بولا "کیپٹن صاحب یہ صلاحیتیں تو سب کے اندر موجود ہیں۔ مگر ہر آدمی اپنی صلاحیتوں کو اپنے یقین کی سکت کے مطابق استعمال کرتا ہے"۔

کیپٹن اب اس سے فری ہو گیا تھا کہنے لگا "اچھا یہ بتاؤ تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو"۔

عاقب نے بتایا "میں دنیا کی سیاحت کے لئے نکلا ہوں۔ میرے شیخ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں بسنے والوں کو قریب سے دیکھوں تاکہ پتہ چلے کہ لوگوں کے ذہن کس کس انداز سے سوچتے ہیں"۔

کیپٹن بولا تم مڈغاسکر سے افریقہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو کینیا چلے جانا۔ میں کینیا سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں میرا گھر ہے۔ میرے بال بچے ہیں۔ میں تمہیں ان کے لئے خط لکھ دوں گا تاکہ وہ تمہیں پہچان لیں اور انہیں تمہارے متعلق اطلاع بھی کر دی جائے گی تاکہ تم وہاں جاؤ تو تمہیں رہنے میں آسانی ہو جائے۔ افریقہ میں لوگوں کے ذہن بڑے عجیب طریقے سے سوچتے ہیں۔ تم وہاں کچھ دن گزارو گے تو خود ہی جان جاؤ گے"۔

عاقب نے کیپٹن کا شکریہ ادا کیا اور واپس اپنی کیبن میں لوٹ آیا۔

چند دنوں بعد وہ مڈغاسکر پہنچ گئے۔ جہاز کے کیپٹن سے لے کر سارے عملے نے عاقب کو بہت محبت کے ساتھ رخصت کیا۔ کیپٹن نے کینیا جانے کی اور اپنے بال بچوں سے ملنے کی دوبارہ تاکید کی۔ اسماعیل گلے مل کر کہنے لگا "کبھی موقع ملا تو ضرور رحمٰن بابا سے ملاقات کروں گا"۔

مڈغاسکر میں دو دن گھومنے پھرنے کے بعد وہ موزمبیق کے لئے روانہ ہو گیا۔ وہ موزمبیق کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا۔ یہ گاؤں جنگل کے درمیان میں تھا۔ لوگوں کی طرز زندگی میں جنگل کا عکس تھا۔ گھاس پھونس سے بنی ہوئی جھونپڑیاں، پتوں اور گھاس پھونس کے لباس، جیسے ہی وہ ان کی بستی میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے فوراً ہی جنگلی لوگ نکل آئے۔ ان کے منہ اور جسموں پر طرح طرح کے پینٹ سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور پتوں سے صرف اپنے ستر چھپائے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ عاقب نے سوچا اگر میں نے ذرا بھی ڈر خوف کا اظہار کیا تو یہ جنگلی لوگ نہ جانے کیا حشر کریں۔ اس نے اپنے دل ہی دل میں رحمٰن بابا کو پکارا رحمٰن بابا مجھ پر نظر رکھنا۔

رحمٰن بابا کے نام سے اس کے اندر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے مسکرا کے سب کی طرف دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بتایا کہ وہ مسافر ہے۔ بھوکا پیاسا ہے۔ جلد ہی یہاں سے آگے چلا جائے گا۔ تم لوگوں کے رہن سہن کو دیکھنے آیا ہے۔ وحشی قوم میں ایک صفت یہ ہے کہ یہ لوگ خود بھی بہت نڈر ہوتے ہیں اور بہادر و نڈر لوگوں کی قدر بھی کرتے ہیں۔ ڈرپوک لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔ عاقب جانتا تھا کہ یہ لوگ سب سے پہلے مسافر کو آتے ہی گھیر گھار کے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آنے والا ان سے خوفزدہ ہو گیا تو پھر یہ ان کے ظلم و ستم کا شکار ہو جاتا ہے۔ دلیر آدمی کو یہ لوگ کچھ نہیں کہتے۔ سب لوگ اسے لے کر ایک درخت کے نیچے لائے۔ یہاں لکڑی کے تنے سے تراشے ہوئے اسٹول پر ان کا سردار بیٹھا تھا۔ اس کے سر پر بڑے بڑے خوبصورت پروں سے سجا ہوا تاج تھا۔ جو دوسرے لوگوں میں اسے ممتاز کر رہا تھا۔ عاقب اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ان کا سردار ہے۔ اس نے سر جھکا کے اس کو اشارے میں سلام کیا۔ ایک شخص نے اپنی زبان میں سردار سے کچھ کہا۔ عاقب جان گیا کہ وہ سردار سے اس کا تعارف کرا رہا ہے۔ سردار نے اسے کچھ دیر تک گھورا پھر اسے زمین پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنے کچھ آدمیوں کو بھی اشارہ کیا۔ جو اشارہ ملتے ہی بیٹھ گئے باقی سارے لوگ وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔

(جاری ہے)

AZEEMIA ROHANI LIBRARY

گذشتہ قسط کا خلاصہ:- ڈیوڈ کی دھمکی کے بعد کئی روز تک کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوا۔ مصر جانے کی پوری تیاری ہو چکی تھی۔ شارق کا ویزہ لگ چکا تھا اور چند روز کے بعد ہی ان کی روانگی تھی۔ ایک روز شارق کی ملاقات کیتھی سے ہوئی جو اس کے دفتر میں کسی سے ملنے آئی تھی۔ اگلے دن کیتھی کا فون آیا اور اس نے شارق کو فوری طور پر اپنے فلیٹ پر بلوایا۔ وہاں اس نے ایسا جال پھیلایا کہ شارق کو زیادتی کے الزام میں گرفتار کرا لیا گیا۔ کئی دن تک شارق تھانے میں بند رہا۔ مصر جانے کا دن بھی قریب آرہا تھا۔ آخر ایک روز کیتھی نے خود ہی آکر پولیس کو بیان دیا کہ اس نے شارق پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ مصر روانگی سے ایک روز پہلے شارق نے آگہی سے رابطہ کیا جس نے اس سے کہا کہ تحقیق کے دوران قرآن مجید کا مطالعہ بھی کرنا تو زیادہ بہتر نتائج سامنے آئیں گے..................**(اب آپ آگے پڑھئے)**

علم و آگہی کی تلاش میں سرگرداں ایک نوجوان کی سرگزشت...**منیر حسین کیفؔ کے قلم سے...**

آگہی کی بات سے میرے ذہن کو زبردست جھٹکا لگا اور میں نے فوراً سوال داغ دیا "یہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ نے کہا قرآن میں سب کچھ ہے تو ایٹم کا نام کیوں نہیں ہے۔ الیکٹران، پروٹان اور نیوٹران کے الفاظ اس میں کیوں نہیں ملتے۔ کوانٹم فزکس اور الیکٹرانکس کی اصطلاحات کیوں نہیں ملتیں"۔ میں نے یکے بعد دیگرے سوالات کئے۔ کچھ دیر بعد جواب آیا "بنیادی طور پر ہم لوگ لفظ پرست ہیں۔ صرف ظاہری لفظوں ہی کو اہمیت دیتے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اگر قرآن میں کوانٹم میکینکس، الیکٹرانکس، الیکٹران اور پروٹان کی اصطلاحات چودہ سو سال پہلے دے دی جاتیں تو ان کو سمجھتا کون—— قرآن کوئی سلیبس کی کتاب تھوڑی ہے۔ قرآن کے فارمولے یکساں اور ہر دور کے لئے ہیں لہٰذا ایسی تمام چیزیں جو زبان و تہذیب کی نسبت سے تبدیل ہو سکتی ہیں قرآن نے ان اصطلاحات کو استعمال نہیں کیا ہے۔ ورنہ یہ تعلیمات ایک ہی دور تک محدود ہو کر رہ جاتیں۔ مثلاً الیکٹران پروٹان کی اصطلاحات ہی لے لیں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ چار سو سال یا پانچ سو سال بعد یہ اصطلاحات اسی طرح موجود ہوں گی؟ قرآن مجید الہامی کتاب ہے اس میں لفظ پرستوں کے لئے نہیں بلکہ حقیقت پسندوں اور حقیقت شناسوں کے لئے علم کی روشنی موجود ہے"۔

واقعی یہ تمام باتیں دل میں اُترتی جارہی تھیں۔ میں نے عہد کیا کہ اس سفر میں قرآن مجید ضرور ساتھ رکھوں گا اور آگہی کے مشوروں کے مطابق اس پر تفکر کرنے کی

کوشش کروں گا۔ ہمارے درمیان میٹنگ کو دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ میں نے اختتامی الفاظ ناپ کے "میں آپ کی باتوں پر ضرور غور کروں گا۔ اب کافی دیر ہو چکی ہے جی تو نہیں چاہتا کہ رابطہ منقطع کیا جائے مگر چونکہ کل روانگی ہے اس لئے کچھ کام کرنے ہیں۔ اپنے گھر والوں کو بھی روانگی کی اطلاع دینی ہے۔ انشاء اللہ مصر پہنچنے کے بعد آپ سے رابطہ کروں گا۔ دیکھتے ہیں وہاں کون سے رازو اسرار ہمارے منتظر ہیں۔ اچھا اللہ حافظ"۔

☆☆☆

دس لاکھ مربع کلو میٹر وسیع سرزمین مصر شمال مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ اس کا دارالحکومت قاہرہ ہے۔ یہ مصر کا ہی نہیں پورے براعظم افریقہ کا سب سے بڑا شہر ہے جو نئی اور پرانی تہذیب کا حسین آہنگ پیش کرتا ہے۔

نیویارک سے قاہرہ تک کا سفر نہایت تھکا دینے والا تھا۔ دن ساڑھے چار بجے ہم قاہرہ پہنچے۔ اپنے ہوٹل میں پہنچتے ہی ہم سب گھوڑے بیچ کر سوئے۔ بقیہ دن اور پوری رات سونے کے بعد میری آنکھ اذان فجر کی آواز سے کھلی۔ اتنے طویل عرصہ کے بعد اذان سننے کا اپنا ہی مزہ تھا۔ کمرے کی کھڑکی سے قاہرہ شہر کا حسین نظارہ میرے سامنے تھا۔ سڑکیں سنسان تھیں اور دریائے نیل آہستہ روی سے اپنے سفر پر گامزن تھا۔ روشن جلتی بجھتی بتیاں اب صبح نو کی منتظر تھیں۔ میں نے بلوریں کھڑکی کے پٹ کھول دیئے۔ مسحور کن ہوا کے ساتھ ہی اذان کی آواز بھی تیز ہو گئی۔ اچانک میرے دل میں ہوک سی اٹھی۔ باجماعت نماز فجر پڑھے کئی سال ہو چکے تھے۔ یہ موقع پاکستان میں ہی ملتا تھا۔ کنیکٹی کٹ میں قریب کوئی مسجد نہ تھی۔ جمعہ کی نماز کے لئے سوا گھنٹہ کی ڈرائیو پر ایک مسلم کمیونٹی کی مسجد میں چلا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ باجماعت نماز کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا تھا۔ اسی وقت میں نے مسجد جانے کا فیصلہ کیا۔ کمرے سے نکل کر لفٹ تک کے سفر میں کوئی بندہ نظر دکھائی نہ دیا۔ گراؤنڈ فلور پر استقبالیہ پر موجود گندمی رنگ کی

پرکشش لڑکی اونگھ رہی تھی۔ میری آہٹ سنتے ہی پہچان گئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"۔ اس نے انگریزی میں بہت اخلاق سے پوچھا۔ شاید میرے اتنے صبح اٹھنے پر حیران تھی۔ "کچھ نہیں۔ دراصل میں نماز ادا کرنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے مسجد کا راستہ بتا سکتی ہیں؟"

"سر آپ مسلم ہیں" اس نے حیرت سے پوچھا۔ میرے اثبات پر اس نے عزم سے کہا "تو پھر آپ ہمارے بھائی ہوئے مسلم برادر ......" اس کے بعد اس نے مجھے راستہ بتا دیا۔ مسجد قریب ہی تھی۔

جب واپس اپنے کمرہ میں آیا تو روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ میں کافی دیر تک مبہوت کھڑا کھڑکی سے اس نظارے کو دیکھتا رہا۔ سورج کی سرخی مائل کرنیں جب آب نیل پر پڑیں تو اس کی منعکس ہوتی روشنی سے سارے ماحول میں نیا حسن آ گیا۔ فطرت کا یہ نظارہ آدھے گھنٹے جاری رہا اس کے بعد میں نیچے ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں آ گیا۔

نو بجے ٹن لی نے بار تھا ڈیوڈ اور مجھے طلب کیا اور ہم سب نے آئندہ کی حکمت عملی پر بات چیت شروع کر دی۔ قاہرہ میں گرمی بہت تھی اور میرے پاس چند ہی ٹی شرٹس تھیں۔ میٹنگ کے بعد میں نے ٹی شرٹس کی خریداری کے لئے باہر جانے کا ارادہ کیا۔ میں ہوٹل کے استقبالیہ پر آیا۔ وہاں وہی لڑکی موجود تھی جس نے فجر کے وقت مجھے مسجد کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ اپنا پرس درست کر رہی تھی شاید اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی۔ میں اسی کے پاس گیا۔ اس نے پرکشش مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا۔ میں نے اس سے قریبی بازار کا پتہ معلوم کیا تو بولی "جناب یہ سیاحوں کا شہر ہے۔ یہاں کے مکین سیاحوں پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ کو پردیسی سمجھ کر ٹھیک ٹھاک منافع اینٹھ لیں گے۔ آپ کسی مقامی بندہ کے ساتھ جایئے گا۔ بعض ایسا کرتے ہیں میری چھٹی ہو گئی ہے اس لئے میرے ساتھ چلئے"۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ اس کے مخلص

تعاون پر میں نے کہا۔ ہوٹل سے نکل کر اس نے ٹیکسی روکی۔ "میرا نام فاطمہ ہے"۔ اس نے ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد کہا "خان الخلیلی بازار کے قریب ہی میرا گھر ہے۔ اس بازار میں آپ کو ہر چھوٹی سے لے کر بڑی چیز بآسانی مل جائے گی۔ ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ بھاؤ تاؤ بہت کرنا پڑتا ہے آپ بس یہ سمجھئے گا کہ دکاندار کو یہ احساس نہ ہونے دیں کہ آپ سیاح ہیں۔ طریقہ میں آپ کو بتائے دیتی ہوں۔ چہرے سے تجسس دور کریں، چلتے وقت ہر راہ گیر کو گھور گھور کر دیکھیں۔ دوسروں کے معاملات میں بلا تکلف دخل اندازی کریں۔ کوئی کچھ کہے تو دانائی سے سر ہلا دیں کہ وہ جو آپ سوچ رہے ہیں۔ بس آپ اجنبی نہیں لگیں گے۔ میرا خیال ہے امریکہ میں تو ایسا نہیں ہوتا ہوگا"۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ باتونی لڑکی خود ہی بولی "ویسے آپ امریکہ کے کس شہر میں پیدا ہوئے؟ شاید نیویارک میں ہے نا......؟ میں نے آپ کے پاسپورٹ پر دیکھا تھا۔ آپ عام امریکیوں سے ملتے نہیں ہیں۔ اتنے سرد ملک میں پیدا ہونے کے باوجود رنگ پر پھیکا پن کیوں ہے گلابی رنگت کیوں نہیں؟ اچھا اچھا آپ کے بڑوں کا تعلق لاطینی امریکہ سے ہوگا۔ آپ کے ابو کا رنگ تو بہت ہی تیز ہوگا اور شاید آپ کے دادا دادی تو بالکل ہی کالے ہوں گے پڑوسی ملک سوڈان کے لوگوں کی طرح......" وہ ایک لمحہ کو خاموش ہوئی تو میں نے کہا "اب آپ کچھ خاموش ہوں گی تو میں کچھ کہوں گا نا...... میں امریکی نہیں بلکہ پاکستانی ہوں سمجھیں! آئی ایم فرام اسلامک ری پبلک آف پاکستان......" وہ ایک لمحہ کو گنگ ہو گئی مگر وہ بھی خاموش ہونے والی کب تھی "اچھا اچھا جبھی تو میں کہوں آپ کا ذہن اتنا مذہبی کیوں ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں کیا خاک کسی کو مذہب یاد آتا ہے۔ وہ تو مشرق ہی ہے جہاں کچھ حیا اور ایمان رہ گیا ہے۔ میں تو پہلی نظر میں ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ کا تعلق کسی بڑے اور اسلامی ملک سے ہے"۔ اس کی شالیمار ایکسپریس زبان تھی کہ رکنے کا نام ہی نہ لیتی تھی آخر خدا خدا کر کے ایک نہایت گنجان

سڑک پر ٹیکسی رکی۔ کرایہ ادا کر کے میں فاطمہ کی اتباع میں بازار میں داخل ہو گیا۔ یہ قاہرہ کا بے حد تنگ اور گنجان بازار تھا۔ اس بازار میں چٹائیاں، پلنگ، جوتے، لیپار، بلدی، مرچ، مسالہ، شربت، کباب اور تربوزوں کی کٹی ہوئی قاشیں سر عام فروخت ہو رہی تھیں۔ سڑک مزید گنجان ہوئی تو کھوے سے کھوا چھلنے لگا مگر صد آفرین ہو فاطمہ پر اس نے بڑی مضبوطی سے میری کلائی تھامی اور مارکیٹ میں گھستی چلی گئی۔

ٹی شرٹس لیتے ہوئے بھی سارا بھاؤ تاؤ فاطمہ نے خود کیا۔ یہ ساری ڈیلنگ خالص عربی زبان میں ہو رہی تھی۔ وہ اس طرح دکاندار پر چڑھ چڑھ جاتی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ دونوں لڑ رہے ہیں۔ بہر حال ٹی شرٹس لینے کے بعد ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ کوئی نوادر شئے ہی لے لوں۔ گھر پہنچ دوں گا تو شوپیس کے طور پر ڈرائنگ روم میں رکھ لیں گے۔ اس خواہش کا اظہار میں نے فاطمہ سے کیا تو بولی "جناب نوادر اشیاء کے معاملہ میں یہاں بہت بد عنوانی ہوتی ہے اور اس معاملہ میں میری بھی زیادہ معلومات نہیں۔ پھر بھی اگر کہتے ہیں تو قسمت آزمائی کر لیتے ہیں۔ ویسے مجھے کوئی ٹھگ نہیں سکتا"۔

"یہ تو ہے!" میں نے ہنس کر کہا تو وہ لمحہ بھر کو جھینپ گئی۔

ہم دونوں ٹہلتے ہوئے ایک دکان میں داخل ہوئے۔ وہاں جو نوادرات تھے وہ اکثر فرعونوں کے مقبروں سے نکلے ہوئے زیورات، برتنوں، منقش پتھر کی سلوں وغیرہ پر مشتمل تھے۔ وہاں پہلے بھی چند گاہک کھڑے تھے اور بوڑھا سیلز مین جو دکان کا مالک بھی لگتا تھا بڑی وضاحت سے گاہکوں کو ان نوادرات کے حوالے سے مصر کی شاندار تہذیب کا پس منظر سناتا جا رہا تھا۔ اس کی مصروفیت دیکھ کر ہم یہاں سے ایسے ہی واپس لوٹ آئے۔ دیگر بڑی بڑی دکانوں میں عورتوں کے ملبوسات کی بہتات اور زیورات کے نقش و نگار کا رجحان بھی فراعین کے زمانہ کے فیشن کی طرف مائل تھا

اور تزئین و آرائش کے جملہ لوازمات اسی کی تصدیق کر رہے تھے جو آج سے کئی ہزار سال پہلے مصر کی تہذیب و تمدن کا طرۂ امتیاز تھے۔ یہاں ایک دکان میں بلوریں شیشے کے پیرامڈ کا شو پیس مجھے بہت پسند آیا اور وہ میں نے خرید لیا۔ یہاں بھی فاطمہ کی ترجمانی میری جیب کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی۔

بازار سے نکل کر میں نے فاطمہ کا شکریہ ادا کیا تو اس نے مجھ سے کہا "قریب ہی محلّہ میں میرا گھر ہے۔ میرے والدین آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ میرا بھائی ایک ٹورسٹ گائیڈ ہے اگر اس کی مدد درکار ہو تو وہ بھی مل سکتا ہے"۔ میں اس کی پرخلوص دعوت رد نہ کرسکا۔

اس نے دوبارہ میرا ہاتھ تھاما اور تیز تیز قدموں سے چل دی۔ بازار سے گزر کر تنگ گلیاں شروع ہوگئیں۔ وہاں سے ہوتے ہوئے ہم دونوں ایک بوسیدہ سے مکان کے سامنے پہنچے۔ دروازہ کھولنے سے پیشتر ہی اندر سے سفید کرتا اور پاجامے میں ملبوس کلین شیو شخص باہر نکلا۔ فاطمہ نے اسے یا اخی کہہ کر پکارا جس سے میں نے اندازہ کیا یہ اس کا بھائی ہے اس کے بعد ان کی عربی کی گفتگو سے میں صرف "زائر باکستانیہ" ہی سمجھ سکا۔ نوجوان نے انگریزی میں مجھے خوش آمدید کہا اور گھر کے اندر لے گیا۔ گھر باہر سے جتنا بوسیدہ نظر آتا تھا اندر سے اس کے برخلاف تھا۔ عبداللہ بھی اپنی بہن سے کم باتونی نہیں تھا۔ دس منٹ تک اس نے مجھے فرعونوں کی اعلیٰ شان و شوکت پر لیکچر پلایا۔ جب فرعونوں سے ہمدردی کا مظاہرہ کر چکا تو مجھ سے کہا "قاہرہ شہر یا غازا کے اہرام کے بارے میں آپ کو جتنی معلومات درکار ہوں مجھ سے مل سکتی ہیں۔ میرے علاوہ کوئی گائیڈ آپ کو مکمل معلومات نہیں دے سکتا۔ میں کسی بھی معمولی اینٹ کے ٹکڑے کو دیکھ کر اس کی عمر بتا سکتا ہوں۔ کسی بھی دیوار پر ہاتھ پھیر کر یہ بتانا چٹکیوں کا کام ہے کہ کتنے برس پہلے بنائی گئی ہے"۔

"ٹھیک ہے میں اپنے ساتھیوں کے سامنے تمہارا تذکرہ کروں گا اگر ضرورت پڑی تو ہمارا پہلا انتخاب تم ہی ہو گے"۔

اگلے دن میں نے شن لی کو عبداللہ کے بارے میں بتایا۔ یہ لوگ غازا جانے کا منصوبہ تیار کر رہے تھے۔ غازا قاہرہ سے دس کلومیٹر دور ہے۔ یہیں پر عظیم اہرام ہیں۔ یہ وہی اہرام ہیں جو سات عجائبات میں سے ایک ہیں۔ مارتھا نے سارا پروگرام بتا کر کہا "ہم نے جس ٹورسٹ کمپنی سے بات کی تھی۔ اس کے تمام ٹورسٹ مصروف ہیں۔ کمپنی ہمیں بکنگ کی رقم واپس کرنے یا کوئی دوسرا انتظام کرنے پر بھی تیار ہے میرا خیال ہے اگر عبداللہ ہی کو اس کام کے لئے منتخب کرلیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ کمپنی سے اپنی رقم واپس لے لیتے ہیں اس طرح اخراجات بھی کم آئیں گے"۔

شن لی نے میری اور ڈیوڈ کی جانب دیکھا۔ ڈیوڈ تو خاموش رہا مگر میں نے مارتھا کی بھرپور تائید کی۔ شن لی نے کہا "تو ٹھیک ہے۔ عبداللہ کو کل صبح بلالو۔ ہم پرسوں غازا اسی کے ساتھ چلیں گے"۔ میں نے فاطمہ سے عبداللہ کو بھیجنے کا کہہ دیا۔ "میں گھر فون کر کے بھائی سے پوچھ لیتی ہوں کہ ان کو کل کہیں اور تو کام نہیں کرنا"۔ یہ کہہ کر اس نے فون ملایا عربی میں کچھ گفتگو کی اور مجھے دے دیا۔ دوسری طرف عبداللہ ہی تھا۔ میری بات سن کر اس نے کہا "صاحب میں کل کیا ابھی چلا آتا ہوں۔ پورا پروگرام بنالیں گے"۔

"جیسی تمہاری مرضی! اچھا خدا حافظ" یہ کہہ کر میں نے فون بند کردیا۔

گیارہ بجے تک عبداللہ بھی پہنچ گیا۔ اس نے اپنی گفتگو کے جال میں سب کو ایسا جکڑ لیا کہ سب اسی کے گن گانے لگے۔ کافی دیر تک وہ مصری تہذیب اور فرعونوں کی شان میں رطب اللسان رہا۔ پھر کہا "صاحب پرسوں تو ہم ویسے بھی غازا چلیں گے مگر قاہرہ کی شام کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ ابھی میرے ساتھ چلنے میں آپ کو اس شہر کا جادو دکھاتا ہوں"۔ شن لی اور مارتھا تو فوراً راضی ہوگئے مگر ڈیوڈ نے جانے سے انکار کردیا۔ مجھے لگتا تھا اس کی

مجھ سے اٹیچمنٹ اب تک صحیح نہیں ہوئی تھی۔ مجھ سے تو وہ قطعاً کلام نہیں کرتا تھا۔ مارتھا سے صرف ضروری باتیں ہی کرتا۔ اس کی آنکھوں میں ایک الگ ہی رنگ تھا۔ کبھی کبھی مجھے محسوس ہوتا کہ اس کی آتشِ انتقام ابھی سرد نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کیبنٹ والے واقعہ پر بھی سرزنش نہ کی ممکن ہے میری یہ خاموشی بھی اس کے لئے تکلیف دہ ہو۔ تاہم ڈیوڈ کے انکار کے بعد ہم تین لوگ ہی عبداللہ کے ہمراہ چل دیئے۔ استقبالیہ سے فاطمہ واپسی کی تیاری کر رہی تھی۔ میں نے مارتھا سے پوچھا "کیا ہم فاطمہ کو ساتھ لے سکتے ہیں۔ بڑی مزیدار باتیں کرتی ہے۔ سفر آسانی سے گزر جائے گا"۔ شن لی نے کہا "کوئی حرج نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ دفتری وزٹ نہیں ہے کہ غیر متعلقہ افراد شامل نہ ہو سکیں"۔

میں نے فاطمہ سے پوچھا "فاطمہ ہم لوگ قاہرہ کی سیر کے لئے جا رہے ہیں کیا تم ہمارے ساتھ چلو گی؟" اس نے عبداللہ کی طرف دیکھ کر کہا "ایسی صورت میں جب بھائی کو اعتراض نہ ہو"۔ عبداللہ فوراً چہک کر بولا "نہیں نہیں! صاحب اسے مت لے جایئے۔ یہ ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتی ہے اور اسے اب آرام کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اس نے رات کی ڈیوٹی کی ہے"۔

"نہیں اس بارے میں آپ پریشان نہ ہوں۔ اب میں اچھی خاصی ڈھیٹ ہو چکی ہوں۔ کل رات تک بغیر جاگے فریش رہ سکتی ہوں"۔

"ٹھیک ہے تم راضی ہو تو چلتے ہیں"۔ میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اس نے عبداللہ کو شرارتاً دیکھا اور ہمارے ساتھ چل دی۔

ہوٹل وین میں ہم چاروں روانہ ہوئے۔ عبداللہ کی قینچی جیسی زبان ہر منظر و مقام کی ترجمانی کرتی جاتی۔ ایک جگہ پہنچ کر اس نے وین رکوائی۔

"صاحب! اس علاقہ کا نام محلّہ امام شافعی ہے۔ آپ کو اس میں کوئی خاص بات نظر آتی ہے؟" اس نے بہت پرمعنی انداز میں پوچھا تو ہم نے گہرائی سے آس پاس کا جائزہ لیا۔ اس علاقے میں اینٹوں اور سیمنٹ کے بے شمار پکے مکانات سلسلہ وار بنے ہوئے تھے۔ سب کی دیواریں ویرانی سی تھی ان کی تعمیر میں غیر معمولی یکسانیت تھی۔ اس یکسانیت کے علاوہ ہمیں اور کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔ "یہاں رہائشی مکانوں کی یکسانیت کے علاوہ تو کوئی خصوصیت نہیں"۔ شن لی نے ایک سرخ اینٹ کی دیوار پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ یہ سن کر عبداللہ نے ایک بدوضع قہقہہ لگایا "جناب دیکھنے میں تو یہ رہائشی مکان نظر آتے ہیں لیکن یہ مکانات نہیں ہیں——!" یہ کہہ کر اس نے ایک قہقہہ مزید لگایا میں نے سوالیہ نظروں سے فاطمہ کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ اس نے کندھے اچکائے "آپ بوجھیں میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔ مارتھا نے حیرت سے پوچھا "یہ رہائشی مکانات نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں؟" عبداللہ ہم تینوں کے نزدیک آکر سرگوشی کے انداز میں بولا "یہ قبرستان ہے!"

"قبرستان!" ہم تینوں کی حیرت سے گویا چیخ نکل گئی۔

"جی ہاں یہ قبرستان ہے۔ دراصل یہ امیروں کا قبرستان ہے۔ قاہرہ کے کھاتے پیتے لوگ اپنے مُردوں کو عوامی قبرستان میں دفن کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ آج سے ہزاروں سال پہلے شاہان مصر اپنی قبروں پر بلند و بالا اہرام اور

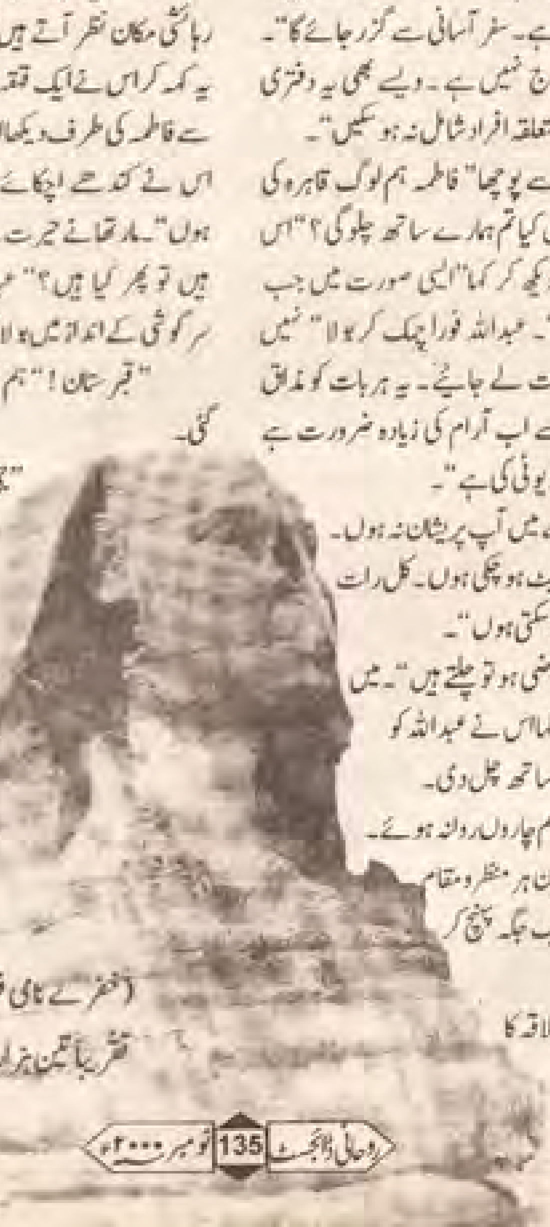

(خفرے نامی فرعون نے ابوالہول کا مجسمہ تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح میں بنوایا)

دیگر تعمیرات کرواتے تھے۔ یہاں کے امراء اتنے اخراجات تو افورڈ نہیں کر سکتے چنانچہ شاہان مصر کی اتباع وہ اس طرح کرتے ہیں کہ لاشوں کی تدفین کے لئے پکے کمروں کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہر خاندان کے لئے ایک الگ چار دیواری ہوتی ہے۔ اس کے اندر ایک کشادہ صحن جس کے نیچے دو تین دو ذکمرے ہوتے ہیں۔ ایک کمرہ مردانہ لاشوں کے لئے مخصوص ہوتا ہے تو دوسرا عورتوں کے لئے.....

جب کوئی نئی میت تیار ہوتی ہے تو پرانے مردے کی ہڈیوں کو سمیٹ کر ایک کونے میں جمع کر دیا جاتا ہے اور نئی لاش کو ان تہ خانوں میں لے جا کر ڈال دیتے ہیں۔ اس کے بعد تہ خانوں کے دروازے کو بڑی بڑی سلوں سے پاٹ دیا جاتا ہے ساتھ ہی ساتھ ان سیڑھیوں کو بھی سلوں سے پاٹ دیتے ہیں جن کے ذریعے ان زمین دوز کمروں میں اترا جاتا ہے۔ باہر صحن کے ایک کونے میں ایک باقاعدہ کمرہ بھی بنا ہوتا ہے۔ خاندان کے لوگ بعض تقاریب پر یہاں آکر ٹھہرتے ہیں۔ فاتحہ درود پڑھا جاتا ہے۔ قرآن خوانی ہوتی ہے اور...." یہ کہہ کر وہ مسکرایا پھر بولا "اور رات کے وقت بعض شہری ان کمروں سے اور کئی طرح کے کام بھی لینا جانتے ہیں"۔

"مگر یہ سب کچھ تو مضحکہ نہیں ہے!" میں نے عبداللہ سے کہا "اول تو اسلامی مساویانہ نقطہ نظر سے ہی یہ بات غلط ہے اور دوسرے فرعونوں کی اتباع و اقتداء میں یہ کام کرنا کہاں تک درست ہے؟"

عبداللہ نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا "صاحب ابھی آپ میرے ساتھ اور جگہ بھی چلئے۔ ابھی تو آپ بہت کچھ دیکھیں گے۔ یہ تو محض ابتداء تھی"۔ اس نے اس وثوق سے کہا کہ مجھے خاموش رہنے میں ہی عافیت محسوس ہوئی۔ سہ پہر تک اس شہر خموشاں میں گھومنے کے بعد عبداللہ کی سرکردگی میں ہم کسی دوسری جگہ چل دیئے۔ ویسے بھی شام ہونے کو تھی اور روشنی کا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کچھ مناظر اندھا تھا۔ وین میں جاتے ہوئے بے خیالی سے میں نے پیچھے دیکھا تو ایک ٹیکسی ہمارے پیچھے آرہی تھی۔ اس ٹیکسی کو میں نے ہوٹل سے نکلنے کے کچھ دیر بعد بھی دیکھا تھا۔ دس منٹ میں ہماری وین ایک ہوٹل کے سامنے رکی۔

یہ ہوٹل دریائے نیل کے کنارے واقع تھا۔ ہم اندر داخل ہو کر اس کے دریائی کنارے پر آگئے۔ یہ ایک بڑا سا ہموار پلیٹ فارم تھا جو دریا کے اوپر بنایا گیا تھا۔ نیچے چھوٹی مگر بادبانی خوبصورت کشتیاں اور اسٹیمر کھڑے تھے۔ جسے دریا کی سیر کی خواہش ہو وہ ان کشتیوں سے استفادہ کر سکتا تھا۔ پلیٹ فارم مضبوط لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ ہم اس پر بیٹھ کر نیل کا مشاہدہ زیادہ بہتر انداز سے کر سکتے تھے۔ دریائے نیل کے کنارے دونوں اطراف بہت سے ہوٹل بنائے گئے ہیں جہاں سے سیاح بل کھاتے نیل کے گھٹتے بڑھتے مزاج کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

ہم سب ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے"۔ صاحب! کچھ ہی دیر میں شہر کی مشہور مغنیہ آئے گی اور فرعونی رقص کا مظاہرہ کرے گی"۔

"جی ہاں بھائی نے صحیح کہا" فاطمہ چہک کر بولی "اب تو نہ فرعون ہیں نہ وہ درباری شان و شوکت اور نہ ہی وہ مغنیائیں اب تو ہر چیز گویا فوٹو اسٹیٹ ہو گئی ہے۔ مغنیہ بھی جعلی ماحول بھی نقلی اور......"

یہ کہہ کر وہ ایک دم خاموش ہو گئی کیونکہ عبداللہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ دانت پیستے ہوئے بولا "صاحب! میں نے پہلے ہی کہا تھا اسے مت لے کر آئیں ہمارا قیمتی وقت ضائع کرے گی"۔

"کوئی بات نہیں ہے کبھی کبھی یہ بھی چلتا ہے" مارتھا نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی آرکسٹرا کی دھن میں تیزی آئی اور ایک طرف سے ایک سانولی سلونی اور بے ڈھنگے لباس میں ملبوس ایک لڑکی نمودار ہوئی اور اس دھن پر اس نے نپے تلے انداز میں رقص کرتے ہوئے کچھ گانے لگی جو خاصا عجیب و غریب تھا۔ ساتھ ہی عبداللہ بھی اس لڑکی کی غزل

پڑھنے لگا۔

اس نے ازراہ کرم جو لباس زیب تن کیا تھا وہ عبداللہ کے مطابق فرعونوں کا پسندیدہ تھا۔ جب اس سے بھی دل نہ بھرا تو قلوپطرہ سے بھی اس کا رشتہ جوڑ دیا۔ اس پر فاطمہ درمیان میں بول پڑی

"بھئی جہاں تک میری معلومات ہیں قلوپطرہ اتنی حسین نہ تھی جتنے قصیدے مرحومہ کے جانشینوں نے پڑھ دیئے۔ نہ ہی وہ اتنی نوخیز تھی جتنی کہ شیکسپیئر اور دیگر حضرات نے بیان کیا ہے۔ وہ اچھی خاصی پختہ عمر کی عورت تھی۔ چونکہ نصف یونانی تھی اور نصف مصری اس لئے رنگ بھی کھلتی تھا لہٰذا اسے حسن کی دیوی سمجھنا کم از کم میری عقل سے ماورائی ہے"۔

"واہ یہ بھی خوب کہی!" عبداللہ نے ٹوک جھونک کی "تم اپنی چونچ بند ہی رکھو تو ٹھیک ہے اور آج کل کے محققوں کی بات تو تم نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔ غضب خدا کا کچھ تو یہ تک ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں کہ شیکسپیئر کا وجود ہی نہیں۔ نپولین ڈیڑھ دو سو مداریوں کا مکسچر تھا۔ پکاسو کو چیزیں آڑی ترچھی دکھائی دیتی تھی اور یہی آج کل کے تجریدی آرٹ کی بنیاد ہے۔ اسی طرح بے چاری قلوپطرہ کو بھی انہوں نے نہ چھوڑا۔ میرے نزدیک تو وہ نہایت البیلی لڑکی تھی۔ ذہین، فطین اور نہایت حسین و چنچل لڑکی......"

"ہائے ہائے میں مر جاؤں!" فاطمہ قہقہہ لگا کر بولی "بے چاری قلوپطرہ بھی آہیں بھرتی ہوگی کہ زندگی میں تو اتنی شہرت نہ ملی اور مرنے کے بعد یہ عزت و منزلت"۔

میں نے برجستہ جواب دیا "اکثر لوگوں کو مرنے کے بعد ہی شہرت ملتی ہے۔ شاید ہم ہیں ہی مردہ پرست لوگ"۔ اتنے میں مغنیہ کے رقص میں تیزی آگئی۔ مارتھا نے فاطمہ کی چٹخارے دار گفتگو سے مزہ لیتے ہوئے پوچھا "فاطمہ تمہارے خیال میں اس رقاصہ یا مغنیہ کے رقص کا سب سے اہم فائدہ کیا ہے؟"

فاطمہ بھی پورے موڈ میں تھی فوراً ہی بولی "طبی نقطہ نظر سے یہ رقص صحت کے لئے بڑا مفید ہے۔ ہاضمہ درست ہو جاتا ہے اور بھوک کھل کر لگتی ہے۔ ہوا خوری اور کھیل کود کا شوق الگ پورا ہو جاتا ہے"۔ اب رقاصہ ایک ایک کر کے اِتراتی بل کھاتی مختلف ٹیبلوں تک پہنچ کر ان کو اپنی انفرادی توجہ کا احساس دلا رہی تھی۔ وہ ہماری ٹیبل کے قریب آئی تو سب سے پہلے میری کرسی ہی آتی تھی۔ وہ اچانک میری آنکھوں میں ڈال کر خاص ادا سے مسکرائی۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ فاطمہ کی شرارت میں ڈوبی آواز آئی "اب ہم سب کو چہرے کا زاویہ بدل کر مسکرانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اسی صورت میں ہماری جان چھوڑے گی ورنہ یہیں منڈلاتی رہے گی"۔

عبداللہ کے چہرے پر خفگی تھی۔ وہ میز پر رکھے ایک سووینر کے صفحے الٹ پلٹ کرنے لگا جو مصری تعمیرات کے بارے میں تھا ایک تصویر دیکھتے ہوئے اچانک فاطمہ نے اس سے سووینر اچک لیا۔ اس میں کئی مجسموں کی تصویر تھی جن میں ہر مجسمہ کا سائز مختلف تھا۔ فاطمہ نے شوخی سے پوچھا "بھائی اس تصویر میں ہر مجسمہ کا سائز علیحدہ کیوں ہے؟"

"تم ہی بتاؤ!" اس نے بدستور بیزاری سے کہا "آپ میں سے کوئی صاحب بتانا پسند کریں گے؟" فاطمہ نے ہم سب سے پوچھا

"مجھے لگتا ہے تم جانتی ہو۔ چلو تم بتاؤ!" میں نے اس سے کہا۔ اس نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا "اس تصویر میں ہر شخص کا سائز اس کے مرتبے کے مطابق ہے۔ فرعون چار ہاتھ لمبا، وزیر ایک ہاتھ کا، امراء چھ سات انچ کے اور عوام بے چارے ڈیڑھ دو انچ کے ہیں۔ اس میں آرٹسٹ کی گہری حکمت نظر آتی ہے کہ اس طرح نیچے نام اور عہدے لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بھئی کچھ دیکھنے والوں کے ذہن پر بھی تو چھوڑنا چاہئے"۔

اس کے ساتھ ہی ہم سب کا ایک ساتھ قہقہہ بلند

ہول سوویئر کے صفحے پلٹتے ہوئے وہ ایک تصویر پر رکی جو ابوالہول نامی مجسمہ کی تھی۔ مارتھا نے عبداللہ سے پوچھا "اس کا پس منظر کیا ہے۔ اس کا چہرہ انسانوں جیسا اور جسم شیر کی طرح کیوں بنایا گیا؟" عبداللہ نے اپنا موڈ درست کر کے کہا "ابوالہول کو خفرے نامی فرعون نے بنایا تھا ....."

"سنیے سنیے!" فاطمہ بیچ میں بولی "بھئی ہمیں بھی تاریخ کی تھوڑی بہت معلومات ہیں۔ ہم سے بھی کچھ سنئے"۔

"ٹھیک ہے بتاؤ تم ہی بتادو"۔ عبداللہ نے خلاف توقع آسانی سے ہتھیار ڈال دیئے۔

فاطمہ نے فتح مندی سے مسکرا کر اسے دیکھا اور بولی "آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ خوفو نامی فرعون نے بڑا عالیشان پیرامڈ بنایا تھا۔ خوفو کے بعد جب خفرے مسند آرا ہوئے تو اس عالیشان پیرامڈ کو دیکھ دیکھ کر ڈپریشن کا شکار ہو گئے۔ نمک خواروں نے حال احوال پوچھا تو خفرے نے حال دل کہہ سنایا۔

بس پھر کیا تھا بیچارے وفادار تڑپ اٹھے اور پیرامڈ بنانے والے ایک انجینئر کو پکڑ لائے۔ اس نے دست بستہ خفرے سے پوچھا بدولت آپ کس قسم کی تعمیر کروانا چاہتے ہیں۔ خفرے نے بتانا شروع کیا تم ہمارا ایسا مجسمہ بناؤ کہ جس میں شیر کی سی نشست ہو، دبدبہ چہرے سے دکھائی دیتا ہو، رعب ایسا ہو کہ دیکھتے ہی لوگوں پر لرزہ طاری ہو جائے۔ خفرے گھنٹوں انجینئر کے کان کھاتا رہا۔ وہ بے چارا بادشاہ سلامت کی اس تقریر سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو گیا چنانچہ ابوالہول کا مجسمہ تراشتے وقت سنجیدگی، دبدبے اور رعب کا اتنا زیادہ خیال رکھا کہ وہ چہرہ ڈراؤنا اور بھیانک لگنے لگا۔ دھڑ شیر کی طرح بنایا، بال حسین دوشیزہ کی طرح لمبے تاکہ حسن کے تقاضے بھی پورے ہوں۔ اب یہ تو معلوم نہیں کہ خفرے صاحب اس مجسمہ کو دیکھ کر خوش ہوئے یا نہیں کیونکہ بینک بیلنس اتنا پھونک چکے تھے کہ کچھ کہہ بھی نہ سکتے تھے لہذا خوفو کے پیرامڈ کی ٹکر پر ابوالہول بنا کر خفرے صاحب ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔ یہ ہے ابوالہول کا ماضی۔ اس کا نام بھی بڑے عجیب انداز سے پڑا۔ جب عرب مصر آئے اور انہوں نے اتنا طویل القامت مجسمہ دیکھا تو انہیں ہول آنے لگے لہذا انہوں نے اس کا نام ابوالہول رکھ دیا۔ جنگ عظیم میں فرانسیسیوں کو بھی اسے دیکھ کر ہول آتا تھا چنانچہ ایک جنگی پائلٹ نے ہمت کر کے بم مار کر ابوالہول کی ناک ہی توڑ دی جس کی بنیاد پر وہ لوگوں کو ہول میں مبتلا کرتا تھا اور اب تک اس کی ناک کٹی ہوئی ہے"۔

مصری رقاصاؤں کی فوٹو اسٹیٹ کاپی مغنیہ اب تھک ہار کر خاموش ہو چکی تھی۔ سازندے بدل رہے تھے شاید وہ کسی نئی دھن کے نئے لوچیزنا چاہتے تھے۔ شن لی نے ہم سب کو واپسی کا کہا۔ عبداللہ نے کہا "صاحب اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اور فاطمہ گھر چلے جائیں۔ فاطمہ کی کسی بات کا برا مت مانئے گا۔ یہ ہے تو مجھ سے چھوٹی مگر ہم دوستوں کی طرح رہتے ہیں"۔

یہاں سے ہم واپس ہوٹل کی طرف چل دیئے۔ ہوٹل پہنچ کر ہم اپنے کمروں کی طرف جانے لگے تو استقبالیہ پر موجود لڑکی نے کہا "سر یہ مرکزی کمرے کی چابی ہے"۔

"چابی؟" مارتھا نے کہا "لیکن وہاں تو ڈیوڈ موجود تھا"۔

اس نے نہایت دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا "وہ تو آپ کے جانے کے ساتھ ہی کہیں چلے گئے تھے"۔

"یہ بھی کیا بات ہوئی؟" شن لی نے کہا "اگر اسے شہر میں گھومنا ہی تھا تو ہمارے ساتھ ہی چلتا۔ بڑا عجیب آدمی ہے"۔ اس کے ساتھ ہی مرکزی کمرے میں پہنچ گئے۔ ابھی ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ ڈیوڈ بھی آگیا۔ ہم سب کو دیکھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف کچھ کہے سنے بغیر ہی چلا گیا۔

(جاری ہے)

گذشتہ قسط کا خلاصہ:۔ شمعون اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ یرشلم تو آگیا مگر یہ علاقہ ماعورہ کے باپ اور بھائیوں کی پہنچ سے دور نہیں تھا اس لئے یہ لوگ خدشات میں مبتلا ہونے لگے۔ ایک روز یہودا بغیر بتائے ایلہ چلا گیا تو شمعون کو مزید تشویش ہوئی۔ ایک رات یوسف سوداگر نے شمعون کے گھر آکر بتایا کہ کچھ لوگ اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ شمعون نے اسی وقت سفر کی تیاری کی۔ ماعورہ اور بچوں کو لے کر فوری طور پر مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے مصر میں اپنا پرانا پیشہ اختیار کیا اور ترقی کرتے کرتے بہت بڑا تاجر بن گیا۔ جب شمعون بوڑھا ہو گیا تو اسے اپنے آبائی وطن کی یاد ستانے لگی آخر وہ کاروبار بیٹوں کے حوالے کر کے یرشلم روانہ ہو گیا......(اب آپ آگے پڑھئے)

الہامی احکامات میں حیلہ جوئی کرنے والی ایک قوم کی عبرت انگیز کہانی ......

چوتھی قسط

اتنے طویل عرصہ کے دوران وہاں بہت سی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ جگہ جگہ چھوٹی بڑی نئی بستیاں آباد ہو چکی تھیں۔ ان میں یہودی و غیر یہودی سب آباد تھے۔ لیکن وہ سب اس کے لئے اجنبی لوگ تھے۔ وہ ان بستیوں میں ٹھہرتا، رکتا، ستاتا سفر کرتا یرشلم جا پہنچا۔ اس کے وہی گلی کوچے تھے، وہی سرائے وہی بازار، دن میں وہی رونق وہی چہل پہل تھی۔ اس کا دل چاہا اپنے گھر جائے اور دیکھے کہ وہ کس حال میں تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ تبدیل کر دیا اور اونٹ کا رخ یوسف سوداگر کی سرائے کی طرف موڑ دیا۔

سرائے میں اس وقت خوب چہل پہل دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اونٹ سے اتر کر اندر داخل ہو گیا اور کسی شناسا چہرے کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا۔ اسی وقت اس نے اپنے قریب ہی سے ایک انتہائی حیرت زدہ سی آواز سنی۔

"اے چچا شمعون آپ یہاں؟"

اس نے مڑ کر دیکھا۔ یوسف سوداگر کا بیٹا زمران اس کے قریب کھڑا آنکھوں میں حیرت، مسرت اور بے یقینی کا امتزاج لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اے زمران! تم اتنے بڑے ہو گئے؟" وہ بھی اسی لہجے میں بولا۔

دونوں نے معانقہ کیا۔

"سناؤ تمہارے والد کیسے ہیں؟ یہاں نظر نہیں آرہے؟" شمعون نے اس سے پوچھا۔

"اے چچا وہ تو اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ زیادہ تر وہ گھر پر ہی رہتے ہیں۔ چلئے میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ وہ آپ کو اکثر یاد کرتے ہیں"۔

شمعون اسے لے کر اونٹ کی مہار تھامے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

اپنے گھر پہنچ کر زمران اسے ساتھ لئے ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں یوسف سوداگر ایک تخت پر بیٹھا

تورات پڑھ رہا تھا۔ وہ اب کچھ زیادہ ہی بوڑھا، کبڑا اور نحیف و نزار ہو چکا تھا۔ اس کی بھنویں پلکیں سب سفید ہو چکی تھیں۔ دانت سب جھڑ چکے تھے۔

"اے ابا! دیکھئے کون آیا ہے؟" زمران اس کے پاس پہنچ کر اونچی آواز میں بولا۔

یوسف سوداگر نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی نظریں شمعون پر آٹکیں۔ اس کی بھنویں تن گئیں وہ اسے یوں گھورنے لگا گویا پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر ایک دم ہی وہ چلا اٹھا۔

"اے شمعون تم! ربِّ موسیٰؑ و ہارونؑ کی رحمتیں ہوں تم پر! تمہیں بالآخر آنا ہی پڑا؟" وہ تخت سے اتر کر اس سے بغلگیر ہو گیا۔

"میں شاید بتا نہیں سکتا کہ مدتِ دراز بعد تمہیں دیکھ کر مجھے کیسی حیرت اور خوشی ہو رہی ہے؟ آؤ بیٹھو! اطمینان سے اپنا حال احوال سناؤ اور اے زمران! جا کر اپنی ماں اور بیوی سے کہہ دو کہ شاندار ضیافت کا اہتمام کریں۔ آؤ اے شمعون یہاں تخت پر بیٹھ جاؤ۔"

شمعون اس کے ساتھ تخت پر آبیٹھا۔

"ہاں اب سناؤ۔ اس رات رشعہ سے فرار ہو کر تم کہاں چلے گئے؟ کیا کرتے رہے اور بیوی بچے کیسے ہیں؟"

شمعون نے اسے اپنے رشعہ سے فرار ہو کر مصر جانے سے لے کر اس وقت تک کے حالات تفصیلاً کہہ سنائے۔ پھر پوچھا۔

"یہاں میرا گھر کس حال میں ہے؟ میں اسے بھرا پُرا چھوڑ کر گیا تھا؟"

یوسف سوداگر نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"عامیل کے آدمیوں نے اسے آگ لگا دی۔ تمہارے فرار اور پھر کوئی سراغ ملنے میں ناکامی پر انہوں نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تمہارے کنیز و غلام سب پکڑ کر لے گئے۔ اب وہاں ملبے کا ڈھیر ہی باقی رہ گیا ہے اس پر کسی نے آج تک مکان کھڑا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔"

شمعون کو یہ سن کر بے حد دکھ محسوس ہوا۔

"اہلِ ایلہ پر سے کیا اللہ کی آزمائش ابھی تک ختم نہیں ہوئی؟" شمعون نے سوچ کر پوچھا

"نہیں۔ اللہ کی طرف سے کوئی ایسے احکامات ابھی تک ان پر نازل نہیں ہوئے۔ اللہ رحم کرے! مجھے تو ان کے خیال سے بے حد خوف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ سچ پوچھو تو اسی نے اب مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ میں نے سود خوری، مے فروشی، بردہ فروشی اور دوسرے تمام گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ اب میں زیادہ تر گھر پر ہی رہتا ہوں اور عبادات اور توبہ استغفار میں مصروف۔ قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہوں۔ عاقبت کی فکر میں ہلکان ہوں اب میری عمر کا تقاضا بھی ہے۔"

"کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ عامیل اور میری بیوی کے باپ بھائی اب کس حال میں ہیں؟"

"تمہارا ایک رشتہ دار ثمیاہ اکثر تمہارے بارے میں سن گن لینے یہاں آتا رہتا ہے۔ اس کی زبانی مجھے ایلہ کی خبریں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ عامیل نے ماعورہ کے حصول میں ناکامی کے بعد اپنی بیوی اور بچوں کو پھر گھر واپس بلا لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے تین شادیاں اور رچائیں۔ وہ اب بوڑھا ہو چکا ہے لیکن اس میں وہی خم ہے۔ وہ ویسا ہی امیر کبیر اور بارسوخ و بااثر ہے۔ ماعورہ کا باپ عرصہ ہوا مر چکا ہے۔ اس کی موت۔" یوسف سوداگر نے جھرجھری لی۔ "بڑی عبرت ناک تھی اس کے سارے جسم پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے تھے۔ اس کے تینوں بیٹے تاہم زندہ ہیں اور خوب مال حرام کما رہے ہیں۔ ان باپ بیٹوں نے بھی تم لوگوں کو تلاش کرنے کی اپنی سی کوششیں کی تھیں۔ انہوں نے سارا صحرائے عرب صحرائے سینا چھان مارا تھا۔ پھر تھک ہار کر خاموش بیٹھ رہے۔"

شمعون نے تشکرانہ انداز میں ہاتھ اوپر اٹھا دئیے۔

"اللہ کا شکر ہے کہ مصر ہمارے لئے ایک محفوظ پناہ

گاہ ثابت ہوا۔"

"ہاں مصر کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا۔ اب کیا ارادہ ہے؟ ایلہ جانا ہے؟"

"ہاں اب وہاں مجھے کسی کا ڈر نہیں۔ وہاں میں ثمیاہ کے گھر ٹھہر جاؤں گا اور دوسرے رشتہ داروں سے مل جل لوں گا۔ وہاں کے حالات بھی دیکھ لوں گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ تم ابھی اس طویل سفر سے بہت تھکے ہوئے لگتے ہو۔ اس لئے سفرِ ایلہ سے پہلے چند روز یہاں رہ کر اچھی طرح سے آرام کر لو۔"

"ٹھیک ہے یہی سہی۔"

شمعون یوسف سوداگر کے گھر رک گیا اور وہاں چند دنوں تک ستانے اور آرام کرنے کے بعد اس نے ایلہ کا قصد کیا۔

بڑا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن ایلہ کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ وہی اس کے گرد و پیش پھیلے ہوئے باغات تھے۔ وہی کھیت وہی مکانات وہی گلیاں کوچے اور بازار اور وہی ساحلِ سمندر۔ لیکن اس مرتبہ اس کی فضا میں عجیب سا خوف اور سوگواری گھلی ہوئی تھی۔ وہاں رونق اور چہل پہل مفقود تھی۔ لوگ سر جھکائے ہونٹوں کو سئے تیزی سے یوں آجا رہے تھے گویا انہیں کوئی خوف لاحق ہو۔ یا ان پر کوئی آفت ٹوٹنے والی ہو۔ دکانوں پر سودے ہو رہے تھے۔ لیکن مدہم آوازوں میں۔ تقریباً سرگوشیوں میں۔ خوش باش اور بے فکرے لوگوں کے ہجوم کہیں بھی دکھائی نہ دے رہے تھے۔ باتوں، ہنسی، قہقہوں کی آوازیں کہیں سے بھی نہ سنائی دے رہی تھیں۔ عورتیں اور بچے گھروں میں بند تھے۔ باغات کھیت کھلیان تالاب سب ویران و سنسان تھے۔ کہیں کہیں سے تلاوتِ تورات کی بلند آواز البتہ سنائی دے جاتی تھی۔ عبادت گاہوں میں اس وقت بھی لوگوں کی بھاری تعداد مصروفِ عبادت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اللہ کے حضور خشیت سے گڑگڑا رہے تھے۔

شمعون اونٹ پر سوار حیران حیران اور کچھ خوف زدہ نظروں سے یہ نظارے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کا ذہن ان نظاروں سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر پاتا تھا۔ ثمیاہ کے گھر پہنچ کر وہ اونٹ سے اتر پڑا۔ اس نے اس کے بند دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ثمیاہ باہر نکل آیا۔ وہ بھی اسی کی طرح بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کو پہچان لیا۔

"اے شمعون! میرے بھائی! تم!" وہ ایک دم آگے بڑھ کر اس سے بغلگیر ہو گیا۔

"ربِ موسیٰؑ و ہارونؑ کا لاکھ لاکھ شکر کہ تم زندہ ہو۔ آؤ اندر چلے آؤ۔"

شمعون اونٹ کی مہار تھامے گھر میں داخل ہو گیا۔

"کیا تم اکیلے ہی آئے ہو؟ میرا مطلب ہے ماعورہ اور بچے؟" دونوں جب اندر نشست گاہ میں آکر بیٹھ گئے تو ثمیاہ نے اس سے استفہام کیا۔

جواباً شمعون نے اسے اس رات یوسف سوداگر کی آمد سے لے کر اب تک کے تمام حالات کہہ سنائے پھر استفہام کیا۔ "اے ثمیاہ۔ یہ سب کچھ کیا ہے آخر؟ یہاں سب لوگ اتنے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے سے کیوں ہیں؟ فضا میں ایسی پراسراریت اور دہشت ناکی کیوں رچی ہوئی ہے؟ کہیں۔ اللہ رحم کرے۔ آہ۔ اللہ رحم کرے۔ اف اے ثمیاہ۔ مجھے اپنے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے!"

ثمیاہ کا چہرہ یوں سفید پڑا ہوا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون نچڑ چکا ہو۔ اس نے آہستگی سے اپنا لرزیدہ ہاتھ شمعون کے کندھے پر رکھ دیا۔

"شمعون تم جو کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں پر، ان حیلہ جُو لوگوں پر، اللہ سے استہزا کرنے والے، اس کے احکامات کا مضحکہ اڑانے والے اور انہیں توڑ موڑ کر اپنے حق میں نافع بنا لینے والے لوگوں پر حجت تمام ہو چکی۔ یہ لوگ اب اللہ کی گرفت میں آ چکے ہیں۔ یہ ایک ایسے عذاب کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں جس کی نظیر اللہ کی معتوب

اقوام کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی!" اس کی آواز بھر بھرا کر خاموش ہو گئی۔

شمعون کسی بے جان سے سنگی مجسمہ کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔ اس کے سراپا پر لرزہ طاری تھا۔

"کیا۔ کیا ہو رہا ہے ان کے ساتھ؟" اس نے سوکھے حلق سے بمشکل تمام استفہام کیا۔

نحمیاہ نے چند گہری سانسیں لیتے ہوئے گویا اپنی دہشت و تھرتھراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی۔

"میں نے تمہیں بتایا ہی تھا شمعون کہ سچے دین داروں اور سرکشوں کے درمیان ایک لمبی چوڑی اور بلند دیوار کھڑی کر دی گئی تھی۔ ہم لوگ اس دیوار کے اس طرف رہتے ہوئے احکامات سبت پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے اپنے کام کرتے اور سرکشی کرنے والے اس دیوار کے دوسری طرف رہتے ہم دیوار کے اس پار سے ہر قسم کی آوازیں اور شور و غل وغیرہ سنا کرتے تھے۔ یعنی ان کے کاروبار حیات کے جاری رہنے سے آگاہ رہتے تھے۔ پھر۔ پھر۔" نحمیاہ کی آواز اس کے گلے میں گھٹنے لگی۔ شمعون کے کندھے پر رکھا اس کا ہاتھ بری طرح کپکپانے لگا۔

"ایک روز جب ہم صبح نیند سے بیدار ہوئے۔ تو۔ تو ہم نے۔ دیوار کے اس پار بالکل خاموشی پائی۔ وہاں سے کسی قسم کی آوازیں نہ سنائی دے رہی تھیں۔ ہم انتہائی حیران و پریشان ہوئے۔ ساتھ ہی انتہائی خوف زدہ اور متوحش بھی۔ پہلے تو ہم میں قیاس آرائیاں ہوئیں کہ آخر اس سکوت و سناٹے کا کیا مطلب تھا؟ کیا ہمارے دیوار پار والے ہمسائے راتوں رات وہ جگہ چھوڑ گئے تھے؟ یا پھر کسی قوی دشمن نے رات کی تاریکی اور ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ آور ہو کر ان کا صفایا کر دیا تھا؟ یا راتوں رات کوئی وبا انہیں ہلاک کر گئی تھی؟ یا ممکن تھا وہ لوگ ابھی تک پڑے سو رہے ہوں؟ لیکن جب سورج کو نکلے کافی دیر ہو گئی اور دیوار پار بدستور خاموشی رہی تو عزیز کاہن اور دیگر بزرگوں کی ہدایت پر چند نوجوان دیوار پر چڑھ گئے۔" نحمیاہ کی آواز بھر بھرانے لگی۔ "انہوں نے جو کچھ دیکھا۔ آہ کچھ مت پوچھو شمعون! کچھ مت پوچھو!" اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور بری طرح کپکپانے لگا۔

شمعون گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا۔ اس کا جسم یوں جھٹکے لے رہا تھا جیسے شدید قسم کے زلزلوں کی زد میں آیا ہوا ہو۔ کمرے میں مہیب سناٹا طاری تھا کبھی کبھی اس پردۂ سکوت کو دونوں آدمیوں کے منہ سے نکلنے والی کوئی کربناک آہ چاک کر دیتی تھی۔ پھر شمعون نے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر وحشت رقصاں اور آنکھیں نمناک تھیں۔

"اللہ معاف کرے۔ ہونی ہو کر رہی۔ تو اے نحمیاہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ ماعورہ راہ ہدایت پا گئی۔ لیکن اس کا باپ۔ اس کے بھائی۔"

"اس کا باپ تو مر چکا۔ اللہ کے ایک سرکش اور نافرمان بندے کی حیثیت سے ایک عبرت ناک موت۔ اور اس کے بھائی" حالت اضطرار میں نحمیاہ ایک دم ہی اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ "ان کا جو حال ہے اسے شمعون اس کی ادائیگی سے میری زبان کو قاصر سمجھو! آؤ میرے ساتھ چلو۔ اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ لو۔"

حواس باختہ اور وحشت زدہ سا شمعون اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لیا دونوں کا یہ حال تھا کہ جسم لرزیدہ، قدم غیر متوازن اور چالوں میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

گھر سے نکل کر نحمیاہ گلیاں کوچے عبور کرتا شمعون کو ہمراہ لئے اس مقام پر آن پہنچا جہاں دور ایک لمبی چوڑی بلند وبالا دیوار کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔ اس دیوار کے نزدیک دور دور تک کوئی متنفس نہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے اس پار کسی قسم کی آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔ البتہ کبھی کبھار کسی چیز کے گرنے یا دوڑتے قدموں کی آوازیں ضرور سنائی دے جاتی تھیں۔ نحمیاہ اور شمعون اس دیوار کے قریب پہنچ کر رک گئے اور ان آوازوں کو سننے لگے۔ شمعون نے نحمیاہ کی طرف دیکھا۔

(جاری ہے)

اللہ تعالیٰ کے ایک دوست کا دلآویز تذکرہ جو روحانیت کے مینارۂ نور ہونے کے ساتھ مادی علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے، عظیم ماہر لسانیات اور گرامر کی چار کتابوں کے مصنف تھے۔

سید نعمان ظفر عالم

سیہون میں جس وقت ہندو راجہ "چوپٹ" کی راجدھانی تھی ریاست میں ظلم اور اندھیرے کا دور تھا راجہ چوپٹ ایک عیاش طبع آدمی تھا اس کے محل کے ساتھ ہی بازار حسن بھی تھا راجہ رعایا کے حال سے بے خبر رہتا۔ لاقانونیت اور ظلم و تشدد ہر طرف عام تھا کسی کی کوئی فریاد نہیں سنی جاتی تھی ایک طرف تو یہاں لوٹ کھسوٹ، عدل و انصاف اور اخلاقی اقدار کا شیرازہ بکھر چکا تھا دوسری طرف نام نہاد پیروں، فقیروں اور فرقہ پرست افراد نے عوام کی مذہبی حالت میں بگاڑ پیدا کر دیا تھا ہر طرف بد عقیدگی اور شرک عام نظر آتا تھا اور یہ جگہ جرائم کا مرکز بن چکی تھی اسی وقت کا یہ مقولہ بھی مشہور ہے "اندھیر نگری چوپٹ راج"۔ انہی دنوں سیوستان کی پہاڑیوں میں ایک بزرگ جو عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے انہیں ایک رات خواب میں ارشاد ہوا کہ ایک مرد قلندر آرہا ہے، وہ ظلمت کو نور میں تبدیل کر دے گا۔ جب یہ بزرگ اٹھے تو ان پر جذب کی کیفیت طاری تھی اور یہ مجذوبانہ کیفیت میں گلیوں میں پھرنے لگے۔ راجہ کے محل کے قریب ایک فلک شگاف نعرہ مارتے "میرا مرشد لعل سائیں آرہا ہے" یہ نعرہ راجہ چوپٹ کے اندر ایک ہیجان پیدا کر دیتا اور وہ خوف زدہ ہو جاتا ایک روز مجذوب کے نعروں سے تنگ آکر ایک ہندو قصاب کو حکم دیا کہ کسی بہانے سے اس مجذوب کو ٹھکانے لگا دو لیکن

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس قصاب کی موت واقع ہوگئی۔ اس وقت حضرت لعل شہباز قلندرؒ سیہون تشریف لائے اور آپؒ کی آمد پر ہی راجہ چوپٹ کو سلطان ناصرالدین کے مقرر کردہ حاکم نے قتل کرکے اپنی حکومت قائم کرلی۔

لعل شہباز قلندرؒ کے والد سید محمد کبیرالدین احمد شاہ کو سیاحت کا بہت شوق تھا بہت سے مقامات کی سیاحت کی جب کربلائے معلی پہنچے تو وہاں انہیں بشارت ہوئی کہ تمہیں ایک شہباز عطا کیا جائے گا جس کا نام عثمان ہوگا۔ جب سید کبیرالدین احمد شاہ کے یہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تو انہوں نے اس کا نام عثمان رکھا۔ عثمان کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست اور حسن سے بہت نوازا تھا۔ سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور عربی فارسی کی کتابیں پڑھیں جب عثمان مروندی بارہ سال کے ہوئے تو اپنے دوستوں کے ساتھ جنگل چلے جاتے اور اللہ کے ذکر میں ڈوب کر مجذوبانہ رقص شروع کردیتے اور اس جذب کے عالم میں انہیں کسی پتھر کی چوٹ یا کانٹا چبھنے کا احساس نہیں ہوتا بعض اوقات آپ کا پورا جسم خون سے تر ہوجاتا یہ حالت بچپن سے جوانی میں بھی جاری رہی۔ کم عمری میں ہی آپ شیخ جمال مجرد کے مریدوں اور معتقدوں میں رہنے لگے۔ اسی اثناء میں مروند کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت بابا شیخ ابراہیم کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے خواب میں بشارت دی کہ سید محمد عثمان مروندی کی طرف توجہ دیں اور انہیں راہِ سلوک کی منازل طے کرائیں۔ حضرت شیخ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فوراً عثمان کے پاس آئے اور اپنی بصیرت افروز نگاہوں سے عثمان مروندی کو پہچان لیا اور اپنے سینے سے لگالیا اس کے بعد عثمان مروندی حضرت شیخ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس رہنے لگے حضرت شیخ ابراہیمؒ نے آپؒ کی تربیت کی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور نشانی کے طور پر ایک سفید سنگِ مفتون عنایت کیا جو کہ آپؒ ہمیشہ اپنے سینے پر لٹکائے رہتے تھے۔ خلافت کے بعد آپؒ نے مروند کو خیرباد کہا اور سیر و سیاحت کے لئے نکل گئے ایران گئے اور امام رضا کے مزار پر حاضری دی اور چالیس روز کا چلہ کیا چلّہ کے اختتام پر آپؒ کو بشارت ہوئی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤ اس کے بعد آپ بغداد کے لئے روانہ ہوگئے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے۔ یہاں سے فیض و برکات حاصل کرنے کے بعد آپؒ حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچ گئے پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئے اور وہاں گیارہ ماہ تک انوار و تجلیات سے فیضیاب ہوتے رہے۔

ایک روز زیارت ہوئی اور حضور ﷺ نے حکم دیا "اے عثمان! ہندوستان میں اللہ کے بندے تمہارے منتظر ہیں اور ان کی ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں مقرر کیا ہے وہاں جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت سے فیض پہنچاؤ"۔

دوسرے روز الوداعی سلام کے بعد آپؒ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور دوسرا حج ادا کیا اور پھر ایران، عراق اور مکران ہوتے ہوئے ملتان پہنچے ملتان میں آپؒ کی ملاقات حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، حضرت بابا فرید شکر گنج اور حضرت جلال الدین بخاریؒ سے ہوئی یہاں آپؒ کافی عرصہ رہے اور بعد میں یہ چاروں بزرگ چار یار کے نام سے مشہور ہوئے۔ لعل شہباز قلندرؒ کے لقب کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں ایک روایت کے مطابق ایک بار کنکروں کو اچھال رہے تھے اور ان سے کھیل رہے تھے کہ ایک درویش کا گزر ہوا اس نے کہا کہ تم جیسے شہباز کو تو لعل سے کھیلنا چاہئے تو جب پتھر نیچے گرے تو وہ لعل میں تبدیل ہوگئے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق لعل شہباز لقب آپؒ کو اپنے مرشد کی طرف سے ملا تھا اور آپ سرخ رنگ کا لباس اکثر پہنا کرتے تھے۔

جب لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت بو علی قلندرؒ سے ہوئی تو حضرت بو علی قلندرؒ نے آپ سے کہا "ہندوستان میں تین سو قلندر موجود ہیں آپؒ

سندھ تشریف لے جائیں"۔ چنانچہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ 649 ہجری میں سندھ تشریف لائے اور "سیوستان" میں مقیم ہوئے جہاں آپؒ کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور آپؒ کے حسنِ اخلاق کی بہت دور دور تک شہرت ہوگئی۔

اس وقت سیہون میں مختلف نسلوں اور فرقوں کے لوگوں کا گڑھ تھا ان لوگوں کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ ایک بزرگ نے شہر سے باہر اپنا ڈیرہ جمالیا ہے تو ان پیروں فقیروں کو اس بات کی فکر ہوئی کہ ان کی روزی میں فرق نہ پڑجائے چنانچہ وہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے پھر انہوں نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور ساتھ ہی دودھ سے لبریز ایک پیالہ بھی ارسال کیا اس پیالہ کے بھیجنے میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ جس طرح اس پیالہ میں اب دودھ کی ایک بوند کی بھی گنجائش نہیں ہے اور لبریز پیالہ چھلک سکتا ہے اسی طرح شہبازؒ کی بھی سیہون میں کوئی گنجائش نہیں اور وہ یہاں سے کسی اور شہر کا راستہ اختیار کریں جب یہ پیالہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے پاس آیا تو آپؒ نے مسکراتے ہوئے دودھ کے پیالہ میں گلاب کا پھول رکھ کر اسے واپس کردیا۔ سیہون میں جس جگہ آپ نے قیام کیا وہاں کسبیوں اور فاحشہ عورتوں کے گھر کافی تعداد میں تھے اور وہ علاقہ شراب و شباب کا مرکز تھا آپؒ کی تعلیمات سے وہاں کی ایسی کایا پلٹی کے تمام طوائفوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی اور گناہ آلود زندگی سے کنارہ کش ہوگئیں۔ آپؒ کے بہترین سلوک سے لاتعداد ہندوؤں نے اسلام قبول کرلیا آپؒ نے لاتعداد لوبھٹکے ہوئے افراد کا رشتہ خدا سے جوڑا، لوگوں کو اخلاق کی تعلیم دی، سچائی اور نیکی کی لگن انسانوں کے دلوں میں پیدا کی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ سے بے شمار کرامات صادر ہوئیں ایک مرتبہ آپؒ وضو فرما رہے تھے۔ سورج اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا اور گرمی اپنے عروج پر تھی ایک شاگرد نے کہا اگر یہاں درخت ہوتا تو اس کے سائے میں ہم بیٹھ کر گرمی سے بچ سکتے تھے جب حضرت لعل شہبازؒ نے یہ سنا تو اپنی مسواک دیتے ہوئے کہا کہ یہ زمین میں گاڑ دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ مسواک بہت تیزی سے ایک سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرگئی۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کربر میں قیام فرما تھے تو ایک روز ایک شخص نے آکر عرض کیا میرا بیٹا گم ہوگیا ہے آپؒ اس کو تلاش کردیں حضرت لعل شہبازؒ نے وعدہ کیا کہ میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اس کے بعد اس شخص کو لے کر آپؒ ایک خانقاہ گئے خانقاہ میں سات افراد مراقبے میں مصروف تھے۔ آپؒ نے ایک شخص کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا تو وہ اس آدمی کا بیٹا تھا حضرت لعل شہبازؒ نے بتایا کہ یہ ولی ہے گم نہیں ہوا تھا بلکہ روحانی تربیت کی غرض

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی غزلوں کو مشہور دانشور شاعر رئیس امروہوی مرحوم نے اردو میں منظوم کیا ایک غزل پیش خدمت ہے۔

رسیدم من بہ دریائے کہ موجش آدمی خوار است

میں تو اس دریا کا مانجھی ہوں کہ مردم خوار ہے
اور، وہ دریا ہے بے کشتی عجب اسرار ہے
ہے شریعت اس کی کشتی اور طریقت بادباں
ہے حقیقت اس کا لنگر اپنا بیڑہ پار ہے
مثل آتش جملہ خوں دیکھا تو دنیا سے ذرا
پر گزرنا ہے ضروری آدمی لاچار ہے
حضرت حق سے صدا آئی کہ کیوں ڈرتا ہے تو
جان شاقاں اسی دریا میں آتش بار ہے
بات اے عثمان مروندی فنا یاروں سے کر
یاد دنیا میں کہاں ہیں مجمع اغیار ہے

سے یہاں آیا تھا اس آدمی نے اپنے لڑکے کو آپؒ کے حوالے کردیا پھر آپؒ نے اس کی تربیت کی اور وہ روحانیت میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل کر گیا۔

ایک مرتبہ سندھ اور اس کے قرب وجوار میں سخت قحط پڑا مخلوقِ خدا حضرت لعل شہبازؒ کی خدمت میں فریادرس ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے ابھی دعا مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ روحانی عالم ہونے کے ساتھ صرف ونحو کے بھی ماہر تھے ایک مغربی مورخ سر رچرڈ برٹن کی تحقیق کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ ایک عظیم ماہر لسانیات بھی تھے آپؒ نے چار کتابیں گرامر اور لسانیات کے حوالے سے فارسی زبان میں تحریر کی تھیں۔ مشہور محقق شیخ اکرم نے بھی اپنی کتاب موج کوثر میں برٹن کی ہسٹری آف سندھ کے حوالے سے دو مشہور کتابوں، میزان الصرف اور صرف صغیر کا تذکرہ کیا ہے جو کہ حضرت لعل شہبازؒ کی تحریر کردہ تھیں۔

وادیٔ سندھ کے اس عظیم صوفی بزرگ نے اپنی تمام راتیں یادِ الٰہی میں گزاریں اور دن میں نیکی، صبر، خدا کی شکر گزاری، محبت رواداری امن و سخاوت اور اتباع سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ دکھی اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے آپؒ نے تقریباً 112 سال کی عمر پائی اور 18 شعبان المعظم 673ھ مطابق 1284ء میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

آپؒ کا مزار سیہون شریف میں ہے جہاں ہر سال 18 شعبان المعظم کو عرس شریف منایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے فیض سے مستفیض ہوں۔ (آمین)

حضرت لعل شہبازؒ فرماتے تھے۔

"اگر انسان کے دل میں درد ہو اور وہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی تڑپ محسوس کرتا ہو تو حقیقت میں انسانیت کی یہی معراج ہے"۔

ہر انسان کا دماغ قدرت کا بنایا ہوا ایک کمپیوٹر ہے اس کمپیوٹر میں دو کھرب سے زیادہ آلات ہیں جب ہم اپنے اندر اس کمپیوٹر کو چلانا سیکھ لیتے ہیں تو ہماری آنکھ خلا کے اُس پار دیکھنے لگتی ہے۔ اس کمپیوٹر کا استعمال سیکھنے کے لئے روحانی اسکالر **حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی** کی مشہور زمانہ کتاب

ٹیلی پیتھی سیکھئے کا مطالعہ کیجئے

جس کا عوامی ایڈیشن شائع ہوگیا ہے۔

﴿ہدیہ صرف =/30 روپے﴾

اپنے قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں

مکتبہ روحانی ڈائجسٹ 1-D 1/7، ناظم آباد۔ کراچی

مشعلِ معرفت

مرتبہ: سید نعمان علی

راندہ درگاہ

حضرت جنید بغدادیؒ اللہ کے بہت برگزیدہ بزرگ گزرے ہیں آپ بچپن سے ہی بڑے ذہین تھے آپؒ ابلیس کے انکارِ سجدہ کے واقعہ سے بہت متاثر تھے وہ سوچتے تھے کہ کس میں اتنی ہمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے معبود کا حکم نہ مانے اس فکر نے انہیں اتنا پریشان کیا کہ وہ ابلیس کے ملنے کا اشتیاق کرنے لگے وہ اکثر سوچتے اے کاش میں ابلیس سے مل سکتا آپؒ اپنے ماموں سری سقطیؒ کے پاس رہتے تھے تو انہوں نے کہا "جنیدؒ جس سے خدا کے نیک بندے پناہ مانگتے ہیں تم اس سے ملنے کی خواہش کررہے ہو تم بھی شیطان ملعون سے خدا کی پناہ مانگو"۔ جنیدؒ نے ماموں کو کوئی جواب نہ دیا لیکن ابلیس سے ملاقات کی خواہش کو دل سے نہیں نکال سکے ایک دن جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو سامنے ایک کریہہ صورت بوڑھا آتا دکھائی دیا۔ یہ بوڑھا ان کے قریب آکر کھڑا ہوگیا اور انہیں حسرت و اشتیاق سے دیکھنے لگا آپ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور کترا کے نکل جانے کی کوشش کی تو بوڑھا پھر سامنے آکھڑا ہوا آپ نے زچ ہوکر پوچھا "تو کون ہے اور میرے راستے میں کیوں حائل ہو رہا ہے؟" بوڑھے نے جواب دیا "انسان کی یہ عجیب فطرت ہے کہ پہلے تو یہ کسی سے ملنے کا شوق ظاہر کرتا ہے جب وہ شخص مل جاتا ہے تو یہ خود ہی اس سے بچ کر نکل جانے کی کوشش کرتا ہے"۔ جنیدؒ نے کہا تو چاہتا کیا ہے؟ میں تیرا مطلب نہیں سمجھا بوڑھے نے جواب دیا "کیا مجھ سے ملنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے؟" جنیدؒ نے پھر سوال کیا "لیکن تم ہو کون؟" بوڑھے نے جواب دیا "ابلیس"۔ جنیدؒ نے اسے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا اور کہا "ہاں میں تجھ سے واقعی ملنا چاہتا تھا" ابلیس نے پوچھا لیکن کیوں؟ خدا کے پاک بندے تو مجھ سے خدا کی پناہ مانگتے رہتے ہیں؟" ہاں یہ بھی صحیح ہے" جنیدؒ نے کہا "تو ملعون ہے اور میں یہی جاننا چاہتا ہوں کہ تو نے یہ لعنت کا طوق اپنے گلے میں کیوں ڈلوایا؟ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کیا چیز تھی جس نے تجھے آدم کو سجدہ کرنے سے روک لیا تھا؟"

ابلیس نے ایک سرد آہ بھری اور بولا "اللہ ایک ہے اور میں نے یہ گوارہ نہ کیا کہ خدا کے سوا بھی کسی کو سجدہ کروں۔ میں خدا کی ذات میں کسی اور کو کس طرح شریک کرسکتا تھا میں نے خدائے واحد کی وحدانیت کے لئے خدا کا حکم نہیں مانا میں سب سے بڑا موحد ہوں"۔ جنیدؒ اس کے جواب سے پریشان ہوگئے انہیں ایسا لگا کہ جیسے شیطان کو راندہ درگاہ قرار دیا جانا مبنی بر انصاف فیصلہ نہ تھا ابھی وہ فکر اور تردد ہی میں تھے کہ اچانک دل میں القا ہوا کوئی کہہ رہا تھا "جنید تو کس کی باتوں میں آگیا۔ یہ جھوٹا ہے اس سے پوچھو یہ کس کا بندہ ہے" جنیدؒ نے اس سے پوچھا "تو کس کا بندہ ہے؟" ابلیس نے جواب دیا "خدائے وحدہ لاشریک کا" القا نے جنید سے جواب دلوایا "تو جھوٹا ہے خدا کے کسی بندے کی یہ مجال نہیں کہ وہ اپنے معبود کے حکم کی خلاف ورزی کرے تو اپنی آزادی کو جبر کا نام دے رہا ہے تو اگر واقعی اللہ وحدہ لاشریک کا اتنا ہی عاشق ہوتا تو ایک عاشق میں اتنا ہوش کہاں باقی رہتا ہے کہ اپنے محبوب کے حکم کی خلاف ورزی کرے" ابلیس نے ایک دردناک چیخ بلند کی اور بولا "جنید تم نے مجھے جلا ڈالا"۔ جنیدؒ نے آس پاس دیکھا اب وہاں ابلیس کا پتہ و نشان تک نہ تھا۔

(مرسلہ: نعیم اللہ طاہر۔ گیلانی ٹاؤن منڈی بہاؤالدین)

زیارت خضرؑ

حضرت غوث علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور میرا بھائی دونوں ملک دکن کے اندر ایک راجہ کے سواروں میں بھرتی ہوگئے۔ چند روز کے بعد وہ راجہ مر گیا تو

اس کے دو بیٹوں نے ریاست و سپاہ آپس میں تقسیم کر لئے۔ اتفاق سے دونوں بھائیوں میں ناراضگی ہو گئی اور آپس میں لڑ پڑے۔ ہم دونوں بھائی بھی لڑائی میں سخت زخمی ہوئے۔ رات کو میدان جنگ میں پڑے تھے اور کوئی ہمارے حال کا پرسان نہ تھا۔ آدھی رات کے وقت پیاس لگی دور سے ایک برہمن آتا نظر آیا اس کے ہاتھ میں ایک بالٹی تھی اور دس پندرہ آدمی ساتھ پانی کے بھرے ہوئے گھڑے سروں پر اٹھائے زخمیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ چونکہ مجھے ہندوؤں کے ہاتھ سے کھانے پینے سے ہمیشہ پرہیز رہا تھا اس لئے برہمن کے ہاتھ سے پانی پینے سے انکار کر دیا۔ برہمن چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس آیا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ خان صاحب! کیوں پیاسے رہتے ہو پانی بھی لو۔ میں نے کہا میں نے کبھی ہندو کے ہاتھ سے پانی نہیں پیا۔ اب مرتے وقت کیوں پیوں۔ برہمن نے کہا آپ بڑے ضدی ہیں۔ کیا اسی کا نام مسلمانی ہے لو پانی پیو میں تمہارے بھائی کو بھی پانی پلا آیا ہوں، ابھی تمہاری عمر بہت ہے، یہ سن کر میرے کان کھڑے ہوئے کہ یہ شخص میرے بھائی کو کیونکر جانتا ہے اور اس کو ہماری عمر کی کیا خبر۔ میں نے کہا پانی تو پی لوں گا لیکن یہ تو بتایئے کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں خضر ہوں یہ لوگ جن کے سروں پر پانی کے گھڑے ہیں ابدال ہیں۔ ہم کو حکم ہوا ہے کہ ابھی ان زخمیوں کی عمر زیادہ ہے لہٰذا انہیں پانی پلاؤ۔ میں نے کہا حضرت آپ نے یہ بھیس کیوں بدلا ہے آپ نے فرمایا میاں چپ رہو مہاراج کو مہاراج اس لئے کہ بہت سے ہندو بھی اس میدان میں پڑے ہیں جن کو مسلمانوں کے ہاتھ سے پانی پینے سے انکار ہے۔ میں نے کہا اگر آپ دوسری ملاقات کا وعدہ کریں تو پانی پیتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا ملاقات ہوگی لیکن تم پہچان نہ سکو گے۔ میں نے پانی پیا، کچھ قوت آئی وہاں سے اٹھ کر مکان پر آیا پھر نوکری چھوڑ کر اپنے وطن کی راہ لی۔ وطن پہنچ کر مسجد کی امامت اختیار کی اور پھر لڑکوں کو پڑھانے لگا۔ کوئی پندرہ برس کے بعد ایک روز ایک بہت شکستہ حال جس کی تلوار کا نیام بھی ٹوٹ چکا تھا، مسجد میں آیا۔ السلام علیکم کہا، میں نے جواب دیا وعلیکم السلام پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے۔ کہا بہت دنوں سے آپ سے ملاقات کے لئے دل چاہتا تھا۔ آج سرکاری کام سے ادھر آنکلا خیال کیا کہ آپ سے ملتا چلوں۔ میں نے سوچا کہ ہماری ان سے ملاقات تو ہے نہیں، شاید روٹی کے لئے باتیں بناتے ہیں۔ ہم نے روٹی منگوا کر انہیں کھلا دی جب کھا پی کر چلنے لگے تو فرمایا کہ لو خان صاحب ہم جاتے ہیں، پندرہ سولہ برس ہوئے کہ تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا پھر یہ نہ کہنا کہ ہم نے وعدہ خلافی کی۔ ہم روٹی کھانے نہیں آئے تھے بلکہ آپ سے ملاقات کرنے آئے تھے۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ السلام علیکم کہہ کر مسجد کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ اس وقت مجھے یاد آیا کہ یہ تو حضرت خضر علیہ السلام تھے میں دوڑا اور ہر گلی کوچہ میں دریافت کیا کہ کسی نے اس شکل صورت کا کوئی آدمی تو نہیں دیکھا مگر کچھ پتہ نہ لگا مجبوراً ہم افسوس کرتے رہ گئے۔

(مرسلہ: عذرا اسحاق۔ منڈی بہاؤالدین)

مرتبہ

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے ہیں سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑے سے پانی لایا مگر میری آمدورفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آگئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی میں نے عرض کی کہ اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پائیں اور آپ کو تکلیف پہنچے یہ سن کر میری والدہ نے مجھے دعائیں دیں۔

(مرسلہ: اختر زمان۔ اورنگی ٹاؤن کراچی)

مرتبہ: دانش علی

حاصل مطالعہ

AZEEMIA ROHANE LIBRARY

آپ اپنے ذوق مطالعہ سے دوسروں کو بھی متاثر اور مستفید کر سکتے ہیں وہ اس طرح کہ اپنا حاصل مطالعہ، کتاب کے حوالے کے ہمراہ ہمیں ارسال کر دیں۔

اجتماعی غلطیاں

کارکنان قضاو قدر نے اس قوم کی ہزاروں بیٹیوں کی چیخ و پکار کی طرف سے کان بند کر لئے تھے جس کی چند ماؤں نے میر صادق جیسے غداروں کو دودھ پلایا تھا۔ سرنگاپٹم کا کوئی گھر وحشت اور بربریت کے اس طوفان سے محفوظ نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ غدار بھی جنہوں نے میر صادق، پورنیا، قمر الدین، معین الدین جیسے بے ضمیر انسانوں کا ساتھ دیا تھا اب یہ محسوس کر رہے تھے کہ انہوں نے صرف قوم کی آزادی اور قوم کے شہیدوں کی قیمت ہی وصول نہیں کی بلکہ اپنی بہو بیٹیوں کی عزت کا سودا بھی کر چکے ہیں۔ میر صادق اور میر معین الدین اپنی غداری کا صلہ حاصل کرنے سے پہلے ہی قتل ہو چکے تھے لیکن ان کی ارواح انہی درندوں کے ہاتھوں اپنے گھروں کی بربادی کا تماشا دیکھ رہی تھیں جن کے لئے انہوں نے سرنگاپٹم کا راستہ صاف کیا تھا۔ ان کی بہو بیٹیوں کے لباس نوچے جا رہے تھے اور شراب سے بدمست انگریز ان کی چیخوں کے جواب میں قہقہے لگا رہے تھے۔

میں میر صادق کی بیوی ہوں۔ میں میر صادق کی بہن ہوں۔ میں میر صادق کی بیٹی ہوں۔ یہ میر معین الدین کا گھر ہے۔ وہ لارڈ ولزلی کے دوست تھے جنرل ہیرس انہیں جانتا ہے۔ انہیں لوگوں نے انگریزوں کا دوست ہونے کے جرم میں قتل کر دیا ہے۔ تم دوسرے کمرے میں اس کی لاش دیکھ سکتے ہو تمہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کے دوست اور اپنی قوم کے محسن کی بہو بیٹیوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔ میں میر معین الدین کا بیٹا ہوں۔ یہ میری بیوی ہے یہ میری بہنیں ہیں [illegible] چلو۔۔۔ انگریزوں کے پاس [illegible] کے سوا ان التجاؤں کا کوئی جواب نہ تھا۔

(اقتباس: اور تلوار ٹوٹ گئی۔ نسیم حجازی)
(مرسلہ: توقیر فاطمہ۔ کوٹ ادو)

برتنوں کا ریڈیو

چونکہ اس عہد کی عورتیں اور ہونے کے فن سے ناآشنا تھیں اس لئے وہ گیارہ گیارہ سال ایک ہی قسم کے برتنوں کو دھوئے جاتی تھیں اور ان کی کمی میں خوش رہتی تھیں۔ میری ماں کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اب جو تھالی دھونے کے لئے اٹھائی ہے اور جس کے گلاب کی ساری پنکھڑیاں گھس گئی ہیں لیکن اس کی ناشپاتی کی ڈنڈی بالکل سلامت ہے، یہ طشتری اسحاق کی ہے۔ جس کا گلاب کچھ معدوم ہو چکا ہے اس میں افتخار کھاتا ہے اور جس کا گلاب اور ناشپاتی اپنے اصلی رنگ و روپ کے ساتھ قائم ہیں وہ اشتیاق کی پلیٹ ہے اب جن برتنوں کی ناموری اس قدر مستحکم ہو ان سے کوئی ماں کس طرح سے دور ہو سکتی ہے اس کے ہاتھ میں تو ہر بے جان برتن کیسٹ کی طرح ہوتا ہے اور کچن میں ریڈیو کی کمی محسوس نہیں ہوتی ہر طرف میلہ سا لگا رہتا ہے۔

(اقتباس: صحائف افسانے۔ اشفاق احمد)
(مرسلہ: انیلہ اسلم۔ جوہر ٹاؤن لاہور)

جھوٹے سہارے

آبادی سے دور بہت دور ایک میدان میں جہاں ہر وقت آندھی اور بارش کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ میں نے ایک ڈھیلے

اور پتے کو دیکھا دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ جی ہاں! باتیں کر رہے تھے۔

پتہ: دوست میں آندھی سے بہت گھبراتا ہوں۔ میرے دوست! آندھی آئے تو تم میری مدد کے لئے میری پیٹھ پر بیٹھ جانا۔ اس طرح میں آندھی کی زد سے بچ جاؤں گا۔ وہ مجھے اڑا کر نہ لے جاسکے گی۔

ڈھیلا: بارش میری جان کے پیچھے پڑی رہتی ہے جہاں مجھے دیکھا برس ہی تو پڑی اور پھر مجھے ختم کر ڈالتی ہے۔ لیکن دوست، اب مجھے کاہے کا ڈر؟ مجھے تم جیسا ساتھی مل گیا۔ تم چھتری بن کر مجھے ڈھانپ لو گے مجھے بارش کے بے رحم ہاتھوں سے بچالو گے۔ سمجھ گئے نا!

میں حیران تھا کہ یہ بے جان چیزیں باتیں کر رہی ہیں اور باتیں بھی کیسی دور اندیشی کی۔ دونوں بہت اچھے ساتھی ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد۔ میں نے آندھی کی سنسناہٹ اور پھر سرسراہٹ اور پھر خنکی محسوس کی اور پھر آسمان ابر آلود دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بادل گڑگڑانے لگے۔ یہ سب اتنی جلدی ہو گیا کہ میں اسے منٹ کے حصوں میں تقسیم کروں تو آپ اسے خواب ہی مانیں گے لیکن سنئے تو ہوا کیا جب آندھی کی سرسراہٹ ہوئی تو واقعی پتہ ڈھیلے سے اس طرح لپٹ گیا کہ آندھی کا اسے ڈر نہ رہا اور ڈھیلے نے سمجھ لیا کہ اب وہ بھی بارش کے پانی سے بچ جائے گا لیکن جب پانی بہتا ہوا چلا تو ڈھیلا اس سے پگھلنے لگا۔ وہ پگھل گیا تو پھر پانی پتے کو بہالے گیا۔ اور مجھے ایسا لگا جیسے میرے دل نے پکارا:

"سب جھوٹے سہارے۔ سہارا بس ایک، اور وہ ہے خدا کا"۔ میری آنکھیں کھل گئیں۔ جانے یہ خواب تھا یا بیداری۔ بہر حال کچھ ہو۔ میری آنکھیں کھل گئیں۔

(اقتباس: اندیشوں کے گرفتار۔ سائل خیر آبادی
مرسلہ: وسیم ناز تبسم۔ غوثیہ کالونی، سمندری)

دکھیا سب سنسار

بیوی نے خاوند کو الوداع کہا جہاز اڑا خیال نے رفعتوں کو چھوا حوصلے بلند ہوئے یہ سفر آسودگی کی نوید تھا خاوند کو نوکری مل گئی تھی وطن سے دور دیارِ غیر میں تنخواہ ڈالروں میں تھی۔ دن گذرتے ہی گئے بیوی انتظار کرتی رہی خاوند کا نہیں اس کے بھیجے ہوئے پیسوں کا۔ پیسے ملے مکان بنے فانوس لگا روشنی ہوئی مہمان آئے کھانے پکے رونقیں ہوئیں بس صرف گھر کا مالک ہی گھر میں نہ تھا وہ بے چارہ پردیس میں ہونے والی رونقوں کو کیا جانے کچھ دنوں کے بعد دونوں ہی دکھی تھے تنہائی کا زہر ان کے وجود میں اثر کر رہا تھا چراغ جلتے ہی رہے اور دل بجھتے ہی رہے اس دکھ کا کیا علاج وطن میں رہو تو مال نہیں مال ملے تو وطن نہیں عجب صورتحال ہے دکھوں سے بچنے کے لئے کوشش کرنے والا ایک نئے دکھ کے حوالے ہو جاتا ہے۔ آرزوؤں کی کثرت نے انسان کو دکھی کر رکھا ہے کثرت ہمیشہ دکھی کرتی ہے ایک خواہش پوری ہو تو دوسری پوری نہیں ہوتی اور انسان دکھی ہو جاتا ہے۔

(اقتباس: قطرہ قطرہ قلزم۔ واصف علی واصف
مرسلہ: عبدالکریم منصوری۔ لقمان کوریجہ، ہالا)

تاثرات

کوئی چہرہ ہمارے سامنے ایسا آتا ہے کہ ہم اس چہرے کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں اور کوئی چہرہ ہمارے سامنے ایسا بھی آتا ہے کہ ہم اس چہرے میں سے نکلنے والی لہروں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں کے دل نور سے معمور ہوتے ہیں اور جن لوگوں کے دماغ میں خلوص، ایثار، محبت، پاکیزگی اور خدمتِ خلق کا جذبہ ہوتا ہے ایسے لوگوں کے چہرے بھی خوشنما، معصوم اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔ ان چہروں میں ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے کہ ہر شخص قریب ہونا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس ایسے لوگ جو احساسِ گناہ اور اضطراب میں مبتلا ہیں ان کے چہروں پر خشونت، خشکی، یبوست، بے آہنگی اور کراہت کے تاثرات دوسرے آدمی کے دل میں دور رہنے کا تقاضہ پیدا کرتے ہیں۔

(اقتباس: کشکول۔ خواجہ شمس الدین عظیمی
مرسلہ: افضالہ شیخ)

10 قرآنی انسائیکلو پیڈیا

《ادارہ》

قرآن پاک نوعِ انسانی پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے جو اس نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے ہم پر نازل کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے اور اس میں ہدایت کے طلب گاروں کے لئے سامانِ نجات ہے۔ اس مقدس صحیفے میں سب کچھ سمودیا گیا ہے۔ معیشت اور معاشرت کے اصولوں سے لے کر تخلیق و تسخیرِ کائنات کے فارمولے سب کچھ اس میں موجود ہیں کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے دائرہ بیان میں نہ آتی ہو۔

اَحْزَاب **AHZAAB** ۔ اس لفظ کے لغوی معنی ہیں گروہ، فرقہ، فوجیں، لشکر، جماعت، قبیلے اور **CLANS**۔ یہ لفظ قرآن مجید میں کل گیارہ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جب دیکھا مومنوں نے لشکروں کو تو بولے یہ وہی ہے جس کا وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے اور ان کے ایمان اور اطاعت میں اضافہ ہوا (سورۃ الاحزاب: 22)

مذکورہ آیت میں نشاندہی ہے عہدِ نبویؐ کے اس عظیم الشان واقعے کی ــــ کہ جب عرب کے تمام گروہ اور قبائل مسلمانوں کو تباہ کر دینے کے عزم کے ساتھ متحد ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئے تھے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھا کہ قبائلِ عرب، اہلِ یہود اور ان کے حلیف سب جمع ہو کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے نکلے تھے اور مدینے کے اندر بھی منافقین کا ایک گروہ خفیہ طور پر ان کی مدد کر رہا تھا۔ حزب کے معنی گروہ، فرقہ اور قبیلے کے ہیں اور احزاب اس کی جمع ہے اس بناء پر یہ غزوہ "غزوۂ احزاب" کہلایا۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینے آمد کے بعد سے ہی حصولِ اطلاعات کا باقاعدہ نظام تشکیل دے چکے تھے اسی لئے آپ ﷺ کو قبل از وقت ہی خبر ہو چکی تھی کہ مکے میں دس ہزار افراد پر مشتمل ایک عظیم لشکر اپنی تیاری کے آخری مرحلے میں ہے تاکہ مدینے پر حملہ کر کے مسلمانوں کا نام و نشان مٹادے۔ اس وقت مدینے کی ریاست سخت مشکل میں گھری ہوئی تھی۔ خیبر کے یہودیوں، مکہ کے قبائلی سرداروں اور دومۃ الجندل نام کے ایک سرحدی شہر کے حاکم کے تکونی اتحاد نے مدینے کی اقتصادی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ہزار مسلمانوں کی فوج کے ہمراہ اس مقصد کے تحت مدینے سے روانہ ہوئے کہ مذاکرات یا ناکامی کی صورت میں مقابلہ آرائی کے ذریعے مدینے کے کاروانوں پر عائد پابندی منسوخ کر دیں تاکہ ان کی آمد و رفت بحال ہو جائے۔ مدینے کے تجارتی قافلوں پر پابندی نے گویا مدینہ کا اقتصادی گلا جکڑ رکھا تھا اور انہیں سانس لینے کی اجازت نہیں تھی۔ حضور ﷺ نے یہ قدم مسلمانوں کی بقا کے لئے اٹھایا تھا ورنہ مدینہ کی معیشت کا دم گھٹ سکتا تھا اور پورا معاشرتی نظام تہ و بالا ہو جاتا ــــ ادھر کفارِ مکہ اس انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ مدینہ سے نکلیں تو وہ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں یہودیوں اور منافقوں کی مدد سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی جنگی

صلاحیتوں سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ انہیں آپ ﷺ کی موجودگی میں مدینہ پر حملہ کی جسارت نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن منافقوں اور یہودیوں کو اس بات پر سخت حیرت ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ بہت جلد مدینہ واپس تشریف لے آئے تھے۔

اطلاع فراہم کرنے والے جاں نثاروں نے یہ بھی خبر دی تھی کہ دس ہزار افراد پر مشتمل کفار کی یہ فوج تمام جنگی ساز و سامان سے لیس ہے اور گیارہ دن کے اندر اندر مدینے کے قریب پہنچ سکے گی۔ اس موقع پر پیغمبر اسلام سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دفاع کا ایک منفرد طریقہ اختیار کیا۔ جس طرح کہ آپ ﷺ نے جنگ بدر اور احد میں مخصوص صف آرائی PHALANAY کا طریقہ اختیار کیا تھا جس میں آپ ﷺ نے مجاہدین کی صفوں کو مکون کی صورت میں آراستہ کیا.... یہ عرب کے جنگجوؤں کے لئے انتہائی نیا طریقہ کار تھا جس کی وجہ سے وہ ہزیمت کا شکار ہو گئے۔ حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی نہ صرف عام لوگوں کے لئے بلکہ فن حرب کے ماہروں کے لئے بھی باعث حیرت تھی۔ وہ یہ جاننے سے قاصر تھے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایسی جنگی چال کو جو جزیرہ نما عرب میں کبھی بھی رائج نہ تھی.... کیسے سمجھا اور کس طرح اتنے ماہرانہ انداز میں عمل درآمد بھی کیا۔ دراصل جنگ کے دوران کسی جنگی حکمت عملی کو صرف سمجھ لینا ہی کسی کی جنگی صلاحیتوں کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جو گھر بیٹھے کاغذ پر لڑائی کا نقشہ بناتے ہیں اور اپنی ماہرانہ چالوں سے دشمن کو ڈھیر کر دیتے ہیں لیکن جب یہی لوگ حقیقی میدان جنگ میں اترتے ہیں تو اپنی کسی بھی چال کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتے بلکہ جنگ شروع ہوتے ہی ان کے سارے منصوبے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی آپ ﷺ نے کفار مکہ کو حیرت اور مشکل سے دوچار کر دیا.... قریش کے وہ سپاہی جو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے جب اپنے اونٹ اور گھوڑے سرپٹ دوڑاتے مدینہ شہر کے قریب پہنچے تو ٹھٹک کر رک گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت و استعجاب کے آثار پھیل گئے اور وہ سوالیہ نظروں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کے سامنے چھ کلومیٹر لمبی اور تین میٹر گہری خندق رکاوٹ بن کر موجود تھی۔

یہ خندق مسلمانوں کی ہمت، شجاعت، اتحاد اور اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دینے کے جذبے کی زبردست مثال تھی۔ حضور ﷺ کے پاس گیارہ دن کا وقت تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ جو بلند قامت، کشادہ شانوں والے، مضبوط جسم کے انسان تھے اور انتہائی خلوص نیت سے حضور ﷺ کے گرویدہ تھے، کی تجویز پر مدینے کے اردگرد خندق کھودنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ بظاہر تو بہت آسان نظر آتا ہے لیکن اس پر عمل درآمد اتنا سہل نہ تھا۔ پیغمبر اسلام نے جس لمحے خندق کھودنے کا حکم دیا تو اسی کے ساتھ ایک اور فرمان بھی جاری فرمایا جو یہ تھا کہ مدینے کے اطراف جتنے بھی کھیت اور باغات ہیں ان کی ساری پیداوار مدینہ کے اندر منتقل کر دی جائے تاکہ جب دشمن مدینہ پہنچے تو وہاں کے باغات اور کھیتوں کی پیداوار سے نہ تو فائدہ اٹھا سکے اور نہ ہی اسے ضائع کر سکے۔

چنانچہ مدینہ کے تمام مسلمان مرد اور عورتیں حتیٰ کہ جوان سال لڑکے اور لڑکیاں بھی جو بیلچہ اور کدال اٹھانے کے قابل تھے خندق کھودنے کے کام میں مصروف ہو گئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے خندق کھودنے کے لئے مسلمانوں کو دس دس افراد پر مشتمل مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گروہ کو چالیس ذراع (تقریباً بیس میٹر) خندق کھودنے کی ذمہ داری سونپ دی۔ مسلمانوں نے مدینے کے اردگرد چھ کلومیٹر لمبی خندق جو آج بھی ایک طویل خندق مانی جاتی ہے، کی کھدائی کے لئے شب و روز محنت کی اور ایثار و وفاداری کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ خود پیغمبر اسلام ﷺ بھی دن رات کام کرتے اور دوسروں کا ہاتھ بٹاتے کبھی کدال چلاتے اور کبھی مٹی ڈھونے میں مصروف رہتے تھے۔ کام کی ترتیب اس طرح کی گئی تھی کہ دن رات انتہائی منظم طریقے سے کھدائی جاری رہتی۔ دس دس افراد کے گروہ میں کچھ لوگ رات کو پہرہ دیتے کچھ سوتے اور کچھ کھدائی میں

مصروف رہتے.... ایک مخصوص وقفے کے بعد ڈیوٹیاں تبدیل ہو جاتیں اور کام کرنے والا آرام کرتا پہرہ دینے والا کھدائی کرتا اور آرام کرنے والا پہرہ دیتا۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کام کے ساتھ ساتھ بلند آواز میں رزمیہ نغمے بھی گائے جائیں۔ چنانچہ ایسے صحابہ کرام جو خوبصورت لحن کے حامل تھے کام کے ساتھ ساتھ بلند آواز میں جوشیلے نغمات گاتے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انسانی نفسیات اور ذہن پر بھرپور دسترس کا عملی مظاہرہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اس طرح تھکن سے چور لوگوں کے بدن سے احساس تھکن جاتا رہے گا"۔ اس کے علاوہ شعر و شاعری میں شغف رکھنے والوں کو بھی حکم تھا کہ وہ جذبات سے بھرپور اشعار کہیں تاکہ کام کرنے والوں کے حوصلے بلند ہوں اور تمام مسلمانوں کے عزم و ہمت میں اضافہ ہو۔

خندق کی کھدائی کے دوران حضور ﷺ نے عمارہ و حزم نامی بارہ سالہ نوجوان کی دلنشین آواز کو بہت پسند فرمایا اور انہیں اپنے ہمراہ کر لیا۔ پھر آپ ﷺ جہاں جاتے اس نوجوان کو اپنے ہمراہ لے جاتے تاکہ وہاں کام کرنے والے بھی اس کی آواز سے لطف اندوز ہوں اور انہیں بھی جسمانی و روحانی سکون حاصل ہو جائے۔ اس طرح کسی کے ذہن پر تھکن کا بوجھ نہیں غالب ہوتا۔ باہمی اتحاد اور نظم و ضبط کا ایسا بہترین مظاہرہ پیش کر رہے تھے جس کی مثال تاریخ میں شاید نہیں مل سکے گی۔ خود حضور نبی کریم ﷺ بھی اکثر رجزیہ اشعار خوبصورت لحن کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے۔ مثلاً

اے اللہ ہم کو اس کا اجر دے !!!
مہاجرین و انصار کی نظریں تجھ پر اور تیری مدد پر ہیں

حضور نبی کریم ﷺ کے اشعار کے جواب میں تمام مسلمان مرد، عورتیں، نوجوان لڑکے، لڑکیاں، بوڑھے اور بچے ہم آواز ہو کر یہ اشعار گاتے۔

اے اللہ کے رسولؐ !
ہماری ساری وفاداریاں آپؐ کے لئے ہیں
ہم موت سے ڈرنے والے نہیں

کچھ منافقین بھی مسلمانوں میں شامل تھے جو محض دکھاوے کی خاطر تھوڑا بہت کام کرتے اور حضور ﷺ کی نظروں سے بچنے کی کوشش کیا کرتے اور آپ ﷺ سے اجازت لئے بغیر اِدھر اُدھر ہو جاتے۔ لیکن اکثریت انہی لوگوں کی تھی جو کہیں جانے سے قبل حضور ﷺ سے اجازت لے کر جایا کرتے تھے اور اگر جب کسی گروپ کے لئے آرام کا وقت ہوتا تو وہ آرام کرنے کے بجائے رضاکارانہ طور پر دوسروں کا ہاتھ بٹانے میں مصروف ہو جاتا۔ بہرحال مکہ کی فوج ایسے وقت مدینے پہنچی کہ جب خندق کھودنے کا کام مکمل ہو چکا تھا اور تمام مسلمان مرد شہر کے تحفظ کے لئے ہتھیار اٹھائے مستعد کھڑے تھے۔

دراصل جنگی انتظامات یعنی FORTFICTION قلعہ بند ہونے یا حصار میں پناہ لینے کا طریقہ کار عربوں کے لئے ہرگز نیا نہیں تھا مگر انہوں نے اس دن سے قبل خندق نہیں دیکھی تھی لہٰذا ایک گہری اور لمبی خندق کو اپنے سامنے پا کر وہ حیرت میں ڈوب گئے اور ان کے قدم منجمد رہ گئے۔ کفار مکہ کا سردار ابوسفیان بھی جب خندق کے پاس پہنچا تو حواس باختہ رہ گیا کیونکہ وہ محض چالاک سوار تھا اسے حربی فنون میں ضروری مہارت بھی حاصل نہ تھی۔

دس ہزار سپاہیوں کی اس فوج کی ہمت ٹوٹ گئی اور ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ وہ اس خندق سے گزر کر شہر میں داخل نہیں ہو سکتے اور انہوں نے بغیر کسی حکم کا انتظار کئے اپنے خیمے خندق کے سامنے نصب کرنا شروع کر دیئے۔

اب کفارِ مکہ کے سپاہی خندق کے ایک طرف اور مسلمان سپاہی دوسری طرف کھڑے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو آسانی دیکھ سکتے اور ایک دوسرے کی آواز بھی سن سکتے تھے۔ کفار سپاہی مسلمانوں کو طعنے دیتے اور بھڑکانے کی غرض سے اونچی آواز میں انہیں للکارتے کہ اگر تم بہادر ہوتے تو گڑھا کھود کر اس کی آڑ نہ لیتے۔ اگر تم بہادر ہو تو ادھر آؤ اور اپنی کمر بھی ساتھ لیتے آؤ تاکہ تمہارے زورِ بازو کا اندازہ ہو سکے۔

تمام مسلمان حضور ﷺ کی سربراہی میں انتہائی منظم تھے، وہ نہ مشتعل ہوئے اور نہ ہی کوئی غلط قدم اٹھایا تاہم وہ ہمہ وقت چوکنا رہے کہ کہیں مشرکین میں سے کوئی خندق پھلانگنے کی کوشش نہ کر سکے۔ کفارِ مکہ کا سردار خندق کو پار کرنے اور مدینے پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کرنے میں تو ناکام رہا لیکن اس کے سازشی دماغ نے ایک نئی چال چلی اور یہودیوں سے رابطہ کر کے انہیں مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب مسلمان دو طرفہ خطرے سے دوچار ہو چکے تھے۔۔۔۔ سامنے کفارِ مکہ کا ٹڈی دل لشکر تھا جس میں عرب کے بیشتر قبائل مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے متحد ہو گئے تھے۔ پشت سے یہودیوں کا خطرہ تھا۔۔۔۔ ایسے میں پیغمبرِ اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے زبردست **STRATEGICAL DIPLOMACY** اختیار کی اور نعیم بن مسعود جو خفیہ طور پر اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن یہودیوں اور کفارِ مکہ ان کے قبولِ اسلام سے واقف نہ تھے۔۔۔۔ کے ذریعے یہودیوں اور کفارِ مکہ کے گٹھ جوڑ میں رخنہ ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے نعیم بن مسعود سے فرمایا "اگر ہم حاصل شدہ اطلاعات کو نیا رنگ دے کر دشمن کے کانوں تک پہنچائیں تو ہمارا یہ عمل نیرنگ نہیں ہوگا بلکہ جنگی حربہ کہلائے گا چونکہ جنگ صرف زور آزمائی کا نام نہیں ایک داؤ بھی ہے"۔

چنانچہ دس ہزار افراد پر مشتمل مکہ کی عظیم فوج کا سردار ابوسفیان یہودیوں کے ذریعے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اس کی فوج کے لئے غذا کی عدم فراہمی اور مویشیوں کی خوراک میں کمی نے ان سب کو سخت پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ مسلمان آسودہ حال تھے اور کفار بھوک سے بدحال۔۔۔۔ اور بڑھتی ہوئی سردی کی وجہ سے ساری رات ٹھٹھرتے ہوئے گزرتی۔۔۔۔ فوج کا سپہ سالار پریشان تھا کہ اگر خوراک کا انتظام نہ ہوا تو بغاوت ہو جائے گی اور سپاہی آپس میں لڑ مریں گے۔ ابھی مسئلہ کا حل سامنے نہیں آیا تھا کہ رات کو اتنی تیز آندھی آئی کہ خیمے اکھڑ گئے اور ہوا میں غباروں کی طرح اڑنے لگے۔ آگ بجھ گئی تو سردی کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ سیلاب آ گیا۔ کفار کی فوج کا پڑاؤ نشیب میں تھا۔۔۔۔ کفار کی فوج تتر بتر ہو گئی۔۔۔۔ ابوسفیان پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اس نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔۔۔۔ فوج تو افراتفری کا شکار تھی ہی خود ابوسفیان کو بھاگنے کی ایسی جلدی تھی کہ جب وہ اونٹ پر بیٹھا تو اسے اتنا بھی ہوش نہ تھا کہ اس کا اونٹ کھونٹے سے بندھا ہوا ہے اور اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا ہے۔ وہ اونٹ پر بیٹھا اسے ہنکانے کے لئے پاگلوں کی طرح مسلسل تازیانے مار رہا تھا۔۔۔۔

مسلمانوں کو اس جنگ اور اس سے قبل اس کی تیاریوں سے زبردست فوائد میسر آئے اور ان کے یقین میں بے پناہ اضافہ ہوا اور ان کے اندر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے جذبے میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس واقعہ میں آج بھی ہمارے لئے نشانی موجود ہے کہ جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتے ہیں اور آپ کی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں کامیابیاں عطا کرتے ہیں۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے صرف سو سال کے اندر اندر اسلامی حکومت مصر، شمالی افریقہ اور اسپین کے ساتھ ساتھ فرانس کے نصف شمالی حصے تک پھیل چکی تھی۔

روحانی سوال و جواب

«الشیخ عظیمی»

ان صفحات پر آپ کے روحانی سائنس سے متعلق سوالوں کے جوابات محقق نظریہ رنگ و نور الشیخ عظیمی پیش کرتے ہیں۔ اپنے سوالات ایک سطر چھوڑ کر صفحے کے ایک جانب خوشخط تحریر کر کے اس پتے پر ارسال فرمائیں۔

روحانی سوال و جواب، ۱۔ڈی، ۷/۱، ناظم آباد۔ کراچی ۷۴۶۰۰

میں سائنس کا طالب علم ہوں۔ فزکس میں آئن اسٹائن کی تھیوری کا مطالعہ کیا جس میں اس نے وقت کے پھیلاؤ **Time Dilate** کی بات کی ہے اور ایک **Equation** کے مطابق اگر کوئی جسم روشنی کی رفتار سے سفر کرے تو زمان و مکان کی گرفت اس پر سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے آخر میں وہ بتاتا ہے کہ کوئی جسم بھی روشنی کی رفتار سے سفر نہیں کر سکتا۔ جبکہ دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے شبِ معراج میں لاکھوں کروڑوں نوری سال کا فاصلہ ایک سیکنڈ یا پھر اس سے بھی قلیل وقت میں طے کر لیا۔ جب ہم اولیائے کرام کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو کئی بزرگوں سے ایسے واقعات موسوم ہیں کہ وہ لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے گئے۔ ازراہِ مہربانی یہ بتائیے کہ مادی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اتنے قلیل وقت میں سفر کی کیا توجیہہ ہے؟

(جواد علی شیخ۔ قصور، محمد انور ندیم۔ اوکاڑہ)

جواب:۔ کائنات زمانی مکانی فاصلوں کا نام ہے۔ یہ فاصلے انا کی چھوٹی بڑی مخلوط لہروں سے بنتے ہیں۔ ان لہروں کا چھوٹا ہونا ہی تغیر کہلاتا ہے۔ دراصل زمان اور مکان دونوں اسی تغیر کی صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

"پھر آسمان کی طرف توجہ کی اور وہ (دخان) دھواں تھا پھر کہا اس سے اور زمین سے کہ آؤ دونوں خوشی سے یا زبردستی کہا دونوں نے کہ ہم آئے خوشی سے"۔ (سورہ حم سجدہ)

"دخان" جس کے بارے میں دنیا کم جانتی ہے، اس مخلوط کا نتیجہ اور مظاہر کی اصل ہے۔ یہاں دخان سے مراد دھواں نہیں ہے۔ دھواں نظر آتا ہے اور دخان ایسا دھواں ہے جو نظر نہیں آتا۔ انسان ثقیل دخان کی اور جنات خفیف دخان کی پیداوار ہیں۔ رہا فرشتہ، ان دونوں کے عکس سے بنا ہے اور عکس سے مراد اسکرین ہے۔ انا کی جن لہروں کا ابھی تذکرہ ہو چکا ہے ان کے بارے میں چند باتیں فکر طلب ہیں۔ سائنسدان روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ بتاتے ہیں اور روشنی کو زیادہ سے زیادہ تیز رفتار قرار دیتے ہیں لیکن وہ اتنی تیز رفتار نہیں ہے کہ زمانی مکانی فاصلوں کو منقطع کر دے۔ البتہ انا کی لہریں لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ زمانی مکانی فاصلے ان کی گرفت میں رہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان لہروں کے لئے زمانی مکانی فاصلے موجود ہی نہیں ہیں۔ روشنی کی لہریں جن فاصلوں کو کم کرتی ہیں، انا کی لہروں کے لئے وہ فاصلے وجود ہی نہیں رکھتے۔ انبیاء اور روحانی طاقت رکھنے والے انسانوں کے کتنے ہی واقعات اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ

ساری کائنات میں ایک ہی لاشعور کارفرما ہے۔ اس کے ذریعے غیب و شہود کی ہر لہر دوسری لہر کے معنی سمجھتی ہے، چاہے یہ دونوں لہریں کائنات کے دو کناروں پر واقع ہوں۔ غیب و شہود کی فراست و معنویت کائنات کی رگ جاں ہے۔ ہم اس رگ جاں میں جو خود ہماری اپنی رگِ جاں بھی ہے، تفکر اور توجہ کرکے اپنے سیارے اور دوسرے سیاروں کے آثار و احوال کا انکشاف کرسکتے ہیں۔ انسانوں اور حیوانوں کے تصورات، جنات اور فرشتوں کی حرکات و سکنات، نباتات و جمادات کی اندرونی تحریکات معلوم کرسکتے ہیں۔ انا کی لہروں کی تصدیق قرآن حکیم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے ہوتی ہے۔

جب حضرت سلیمانؑ کو معلوم ہوگیا کہ ملکہ سبا حاضر خدمت ہورہی ہے تو آپؑ نے اپنے درباریوں کو مخاطب کرکے کہا "میں چاہتا ہوں کہ ملکہ سبا کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت شاہی اس دربار میں موجود ہو"۔ ایک دیو پیکر جن نے کہا "آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے ہی میں تخت لاسکتا ہوں"۔ جن کا یہ دعویٰ سن کر ایک انسان نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا یہ کہا "اس سے پہلے کہ آپ کی پلک جھپکے میں یہ تخت آپ کی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں"۔ حضرت سلیمانؑ نے رخ پھیر کر دیکھا تو ملکہ سبا کا تخت موجود تھا۔

ٹائم اسپیس کی حد بندیوں میں جکڑے ہوئے شعور کے لئے یہ امر قابلِ غور ہے کہ سینکڑوں میل کی مسافت طے کرکے ملکہ سبا کا تختِ شاہی خیال کی رفتار سے، پلک جھپکتے ہی حضرت سلیمانؑ کے دربار میں پہنچ گیا۔ یعنی ہدہد کی انا کی لہریں تخت کے اندر کام کرنے والی لہروں میں جذب ہوکر مادی تخت کو منتقل کرنے کا ذریعہ بن گئیں۔

مسلسل مشق اور ارتکاز توجہ سے ذہن کائناتی لاشعور میں تحلیل ہوجاتا ہے اور ہمارے سراپا کا معین پرت انا کی گرفت سے آزاد ہوکر ضرورت کے مطابق ہر چیز دیکھتا، سمجھتا اور شعور میں محفوظ کردیتا ہے۔

ہم اگر کائنات کے نقطہ مشترک سے باخبری حاصل کرلیں اور اپنی لہروں کو اس نقطہ مشترک میں منتقل کردیں تو کائنات ہمارا خیال قبول کرنے پر مجبور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور ہم نے تمہارے لئے مسخر کردیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں"۔

بات صرف اتنی ہے کہ ہم اس قانون سے واقف ہوجائیں کہ کائنات کی تمام مخلوق کے افراد خیالات کی لہروں کے ذریعے ایک دوسرے سے پیہم ربط رکھتے ہیں۔ ہم چونکہ لہروں کے اس قانون سے واقفیت نہیں رکھتے اس لئے یہ صلاحیت ہماری گرفت سے باہر رہتی ہے۔ جو قدسی نفس لوگ انا کی ان لہروں کی حقیقت جان لیتے ہیں وہ اس میں تصرف بھی کرلیتے ہیں۔ ہمارے مادی جسم کی اساط دخان ہے جو انا کی لہروں کی ایک شکل ہے۔ روحانی لوگ ان لہروں کے ذریعے دور دراز فاصلے کی آوازیں سن سکتے ہیں، ان کو دیکھ سکتے ہیں اور چاہیں تو جسمانی طور پر منتقل بھی ہوسکتے ہیں۔ اولیائے کرام کی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن کا آپ نے مطالعہ بھی کیا ہے۔

☆☆☆

برموڈا ٹرائی اینگل ایک بہت بڑا معمہ ہے۔ اس کی حدود میں داخل ہونے والے بحری و ہوائی جہاز غائب ہوجاتے ہیں۔ جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ سائنسدان تو اس معمہ کو حل نہیں کرسکے ہیں اور نہ ہی کوئی واضح اور ٹھوس وجہ ان کے پاس ہے۔ آپ ہی اس راز کی پردہ کشائی فرمایئے۔

(ایم اے عثمانی۔ کراچی)

جواب :- روحانی آنکھ جو دیکھتی ہے اس کے مطابق زمین کی ساخت وہ نہیں جس کی نشاندہی مادی علوم کرتے ہیں۔ زمین اپنے مدار پر لٹو کی طرح ترچھی ہوکر چل رہی ہے اور اس کی شکل پپیتے کی طرح ہے۔ جہاں مدار ہے وہاں ایک بڑا علاقہ

مخصوص ہے۔ اس بڑے اور مخصوص علاقے میں صاحبانِ تکوین تکوینی امور کے فیصلے کرتے ہیں۔ اس ریزرو علاقے میں کشش ثقل Gravitation میں فرق ہونے کی وجہ سے وقت میں بھی کافی فرق ہے۔ روحانی علوم کے مطابق کائنات کی ہر شے نور یا روشنی کی ہیولا پر سفر کررہی ہے اس مخصوص علاقے کے مطابق وقت کا تعین ہوتا ہے۔ مثلاً برموڈا ٹرائی اینگل کے علاقے میں سے اگر کسی صورت فوری طور پر کوئی چیز باہر آجائے تو عام زمین کے وقت میں دس سے تیس منٹ تک کا فرق ہوجائے گا۔ زمان کی نفی کا ذکر قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

گردش کا قانون یہ ہے کہ جتنی رفتار تیز ہوگی اتنا ہی حرارت میں اضافہ ہوگا۔ برموڈا ٹرائی اینگل میں رفتار چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے وہاں جو چیز داخل ہوگی وہ حرارت میں تحلیل ہوکر روشنی میں تبدیل ہوجائے گی۔

☆☆☆

کوئی انسان اپنے روحانی دماغ یا رات کے حواس سے واقفیت کس طرح حاصل کرسکتا ہے؟ براہِ مہربانی اس پر روشنی ڈالئے۔

(حبیب الرحمٰن بدانی۔ نوکنڈی چاغی)

جواب :- ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہماری تمام حرکات و سکنات، توہمات، خیالات، تصورات اور احساسات گوشت پوست کے ڈھانچے کے تابع نہیں ہیں۔ کیونکہ جب جسم انسانی سے روح اپنا رشتہ منقطع کرلیتی ہے تو گوشت پوست کے جسم میں کوئی حرکت واقع نہیں ہوتی۔ جب تک روح جسم کے ساتھ موجود ہے زندگی کے تمام تقاضے اور زندگی میں کام آنے والی سب تحریکات موجود ہوتی ہیں یعنی جسم انسانی کی بنیاد روح ہے۔

روح زندگی کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اپنا ایک میڈیم بناتی ہے اس میڈیم کو ہم گوشت پوست کا نام دے سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی" یعنی روح نے اپنے لئے ایک میڈیم بنالیا اور اس میڈیم کو پروان چڑھا کر اسے حواس بخش دیئے۔

انسان کے اندر تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار لطیفے (جنریٹر) کام کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام سے جن اسمائے الٰہیہ کا انکشاف ہوا ہے ان کی تعداد بھی تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار ہے۔ اللہ کا ہر اسم اللہ کی ایک صفت ہے اور اللہ کی ہر صفت ایک علم ہے اور یہی علم شاخ در شاخ لامحدود دائروں میں پھیل کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔

غیب کے عالم میں داخل ہونا یا زمان و مکان سے ماوراء کسی چیز کو دیکھنا اس وقت ممکن ہے جب آدمی خود زمان و مکان سے آزاد ہوجائے۔ زمان و مکان سے آزاد ہونا اس وقت ممکن ہے جب کہ زمان و مکان کو دیکھنے والی نظر زمان و مکان کی حد بندیوں سے آزاد ہوجائے۔ زمان و مکان سے آزاد نظر کو متحرک کرنے کے لئے ایسے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے انسانی ذہن اگر پوری طرح آزاد نہ ہو تو ایسی صورت حال ضرور پیدا ہوجائے کہ وہ آزادی سے قریب تر ہوجائے۔

قرآن پاک میں جہاں حضرت موسیٰؑ کو زمان و مکان سے ماوراء انکشافات یعنی تورات عطا فرمانے کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور چالیس راتوں میں اسے پورا کردیا"۔

رات اور دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

"ہم داخل کرتے ہیں رات کو دن میں اور داخل کرتے ہیں دن کو رات میں"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

"ہم نکالتے ہیں رات کو دن میں سے اور نکالتے ہیں دن کو رات میں سے"۔
تیسری جگہ ارشاد ہے
"ہم ادھیڑ لیتے ہیں رات پر سے دن کو اور دن پر سے رات کو......"

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات میں تفکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رات دن دو حواس ہیں۔ اب ہم اس بات کو یوں کہیں گے کہ ہماری زندگی دو حواس میں منقسم ہے یا ہمارے اوپر زمان و مکان کی جکڑبندیاں مسلط ہیں اور رات کے حواس میں ہم زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں۔

قانون یہ بنا کہ اگر کوئی انسان اپنے اوپر رات اور دن کے وقفے میں رات کے حواس غالب کرلے تو وہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور زمان و مکان سے آزادی دراصل غیبی انکشافات کا ذریعہ ہے۔

روحانیت کی بنیاد اس حقیقت پر قائم ہے کہ انسان میں دو حواس، دو دماغ اور دو زندگیاں سرگرم عمل ہیں۔ جیسے ایک ورق کے دو صفحات۔ یعنی دو رخ دو زندگیوں میں سے ایک کا نام پابندی ہے اور دوسری زندگی کا نام آزادی۔ پابند زندگی دن، بیداری اور شعور ہے جبکہ آزاد زندگی کا دوسرا نام رات، راحت، سکون اور اطمینان قلب ہے۔

اس زندگی کو حاصل کرنے کے لئے روحانیت میں ایک بہت آسان طریقہ مراقبہ ہے۔ مراقبہ دراصل ایک مشق، کوشش اور طرز فکر کا نام ہے جس کے ذریعہ کوئی روحانی آدمی بیداری کے حواس قائم رکھتے ہوئے رات کے حواس میں داخل ہو جاتا ہے۔ چونکہ بیداری کے حواس سے رات کے حواس میں داخل ہونا اس کی عادت طرز فکر اور ماحول کے خلاف ہے اس لئے جب وہ اس راستے پر قدم بڑھاتا ہے تو بیداری کے حواس اور شعور پر ضرب پڑتی ہے اور بعض اوقات یہ ضرب اتنی شدید ہوتی ہے کہ نہ صرف شعوری توازن خراب ہو جاتا ہے بلکہ شعور بکھر جاتا ہے اور انسان شعوری زندگی کی کڑیوں کو آپس میں ملانے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ اسی کو عرف عام میں پاگل پن کہا جاتا ہے۔ شعور کو اس ضرب سے محفوظ رکھنے کے لئے کسی ایسے آدمی یا ایسے استاد کی ضرورت پیش آتی ہے جو صاحب نظر ہو اور اس راہ سے گزر چکا ہو اور اس طرح وہ کسی شخص کو قدم بہ قدم ضرب شدید سے بچاتا ہوا لاشعور میں داخل کر دے۔ اسی راہ سلوک سے واقف تجربہ کار استاد کو پیر یا مرشد کہا جاتا ہے اور جب کوئی شخص کسی ایسے عرفان کے قانون سے واقف استاد کے دست حق پر بیعت کرتا ہے تو مرید کہلاتا ہے۔

☆☆☆

مندرجہ ذیل خواتین و حضرات کے سوالات میں سے کئی کے جوابات گزشتہ شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ بہت سے سوالات نامکمل یا غیر واضح ہیں۔ ایسے تمام حضرات و خواتین سے گزارش ہے کہ اپنے سوالات مکمل اور واضح الفاظ میں دوبارہ ارسال کیجئے اور ہر بار جوابی لفافہ ارسال نہ کریں کیونکہ روحانی سوال و جواب کے براہ راست جوابات نہیں دیئے جاتے۔
ابراہیم زاہد۔ محمد کاشف۔ محمد سلیم ... لاہور، احمر نوید چوہدری۔ رحیم یار خان، شاہد محمود۔ فیصل آباد، ڈاکٹر ثناء اللہ مغل۔ محراب پور جنکشن، جہانگیر مغل۔ الماس اینڈ سدرہ۔ واہ کینٹ، محمد ظہیر۔ جھنڈا گوجر خان، امر فاروق قریشی۔ زبیر بن عبداللہ۔ محمد عباس۔ شاہد علی خاور۔ الطاف حسین۔ غزالہ یاسمین۔ جاوید یونس۔ ناصر ملک۔ محمد نعیم اشفاق۔ کراچی، حافظ محمد عمران شیخ۔ لاڑکانہ، محمد شفیق خان۔ حیدرآباد، جاوید احمد شیخ، کوئٹہ، عبدالجبار۔ لاہور، امجد جمشید، تقی، انیلہ اسلم۔ لاہور، گلزار حسین۔ وہاڑی، احمد نواز۔ حضرو۔ شکیل احمد انجان۔ محمد ظہیر احمد۔ راولپنڈی، فریحہ حیدر۔ پھالیہ، محمد شہزاد۔ اوکاڑہ، راؤ شمیم سحر۔ اکرام الدین انصاری۔ حیدرآباد، قادر بخش۔ سرگودھا، احسان اللہ۔ سوات، سیدہ شائلہ ربانی۔ چونکی، وسیم ناز تبسم۔ سمندری، فاروق نعیم۔ اسلام آباد، مختار احمد قادری۔ جہلم، محمد نعیم۔ سیالکوٹ، علی سبطین۔ پشاور، اشرف گوہر۔ حافظ آباد،

احتشام الحق

شاعری میں امکانات کے نئے در وا کرنے کے خواہشمند سحر تاب رومانی

کسی حساس ذہن پر جب معاشرتی رویوں، روایتوں اور اقدار یا قدرت کی بے شمار نشانیوں کا عکس پڑتا ہے تو شعر و افسانے میں ڈھل جاتا ہے۔ پاکستانی ادب رومان، شعور، حقیقت نگاری، واقعیت نگاری، باطن بینی، خود کلامی، تجرید، علامت، استعارہ اور تحیر سے عبارت ہے۔ ایک ادیب اپنے قلم سے معاشرے میں بدصورتی کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی تخلیق سے زندگی کے حسن میں اضافہ کردیتا ہے۔ معاشرے، معاشرے کے تضادات اور معاشرے کے مسائل سے صرف نظر کرکے اس میدان میں طبع آزمائی ممکن نہیں۔ اس بھاگتی دوڑتی مشینی دنیا کے اندر جذباتی گھٹن اور اعصابی تناؤ بڑھتا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں شعر و ادب اس تناؤ اور گھٹن کے دور کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ ادارہ روحانی ڈائجسٹ "اردو ادب" کے بحر ذخار میں غوطہ زن کہنہ مشق اور جواں عزم ادیبوں شاعروں کا تعارف پیش کررہا ہے۔

ہم نے کچھ ڈاکٹروں کو تو شعر و سخن میں طبع آزمائی کرتے دیکھا تھا لیکن کسی ایسے انجینئر سے واقفیت نہ تھی جو شعر و شاعری میں بھی دلچسپی لیتے ہوں، اسی لئے ہمارا خیال بھی یہی تھا کہ انواع و اقسام کی مشینوں کے درمیان وقت گزارنے والے انجینئرز کا ذہن بھی کسی ترقی یافتہ مشین کی مانند ہی ہو جاتا ہوگا یہی وجہ ہے کہ وہ شعر و شاعری جیسے حساس معاملے سے دور دور ہی نظر آتے ہیں لیکن جب سحر تاب رومانی سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہمیں اپنا یہ خیال تبدیل کرنا پڑا کیونکہ سحر تاب رومانی ایک ٹیکسٹائل انڈسٹری میں میکینکل انجینئرنگ کے شعبے سے وابستہ ہونے کے باوجود سر تا پا شاعری میں ڈھلی ہوئی شخصیت کے مالک ہیں۔

نشست و برخاست میں نفاست اور روایتی رکھ رکھاؤ جو تیز رفتار زندگی کے باعث اب مفقود ہوتا جارہا ہے۔ انداز گفتگو میں مشفقانہ نرمی اور انکسارانہ عاجزی، طبیعت میں نفاست......

یہ مختصر سا خاکہ سحر تاب رومانی کی شخصیت کا ہے جن کا اصل نام محمد نعیم ہے۔ خیرپور شہر میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ سکھر میں بھی مقیم رہے۔ خیرپور شہر میں ہی تعلیم حاصل کی۔ شاہ لطیف یونیورسٹی خیرپور سے گریجویشن کیا اور میکینکل ٹیکنالوجی میں ڈپلوما آف ایسوسی ایٹ انجینئر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی خیرپور سے حاصل کیا۔

روزگار کے سلسلے میں کراچی 1989ء میں منتقل ہوئے۔ علم کے حصول کا شوق بچپن ہی سے تھا اور شعوری ارتقاء کے ساتھ ساتھ یہ شوق جنون کی شکل اختیار کرتا گیا۔ بچپن ہی سے تحریر کو بطور مشغلہ اختیار کیا اور بچوں کے رسالوں میں اور سکھر و خیرپور کے مقامی اخبارات میں آرٹیکل وغیرہ شائع ہوتے رہے۔ گو کہ شاعری کا آغاز 1985ء سے کردیا تھا لیکن باقاعدہ آغاز 1990ء سے کیا۔ ایک شعری مجموعہ ابھی زیر ترتیب ہے۔ مختلف موضوعات پر ادبی مضامین اور ادبی شخصیات سے انٹرویوز اور غزلیں و نظمیں اخبارات اور ادبی رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ شہر کی مختلف ادبی محفلوں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

ہم نے شعر گوئی کے حوالے سے جب سحر تاب سے سوال کیا تو کہنے

لگے "شعر کہنا میرے لئے طمانیت کا باعث ہے۔ میرے نزدیک شاعری زندگی کا احساس اور محبت کی اساس ہے۔ شاعر اپنی غزلوں اور نظموں میں زندگی کا احساس اور محبت کی اساس کو مختلف زاویوں سے لکھ کر لوگوں کے دلوں کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ اس امر کا احساس دلاتا ہے کہ شاعری کائنات کا وہ نغمہ ہے جو روح کو بالیدگی عطا کرتا ہے۔ شاعروں میں بہار کوٹی اور شفیق کوٹی کا تعلق ہمارے خاندان ہی سے ہے۔ بہت سے شعراء کا کلام مجھے متاثر کرتا ہے لیکن "غالب" غالب ہے"۔

سحر تاب رومانی کا پہلا شعر یہ ہے۔

تم نہیں تو تمہارا غم ہی سہی
کوئی تو دل کے پاس رہتا ہے

روحانی ڈائجسٹ ایک عرصے سے ان کے مطالعے میں ہے۔ روحانی ڈائجسٹ کے مضامین کو معلومات افزاء اور فکر انگیز قرار دیتے ہیں۔ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی تعلیمات کے نہایت گرویدہ ہیں اور آپ کی تصانیف کا مطالعہ وقتاً فوقتاً جاری رہتا ہے۔ عظیمی صاحب کی کتاب "قلندر شعور" کے مطالعے کے بعد اپنے احساسات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اس تصنیف کے مطالعے سے ذہن کی بعض ایسی گتھیاں سلجھ گئیں جو برسوں سے آشفتہ سری کا باعث تھیں۔ علم و عرفان کی طرز میں ڈھلی ہوئی اس تحریر کے مطالعے کے بعد میرے ذہن میں جو پہلا خیال وارد ہوا وہ اشعار کی صورت میں یوں ڈھل گیا۔

ہر آدمی کی ذات کے اندر شعور ہے
یعنی کہ آگہی کا سمندر شعور ہے
خود کو جو پالیا تو یہ احساس ہو گیا
خود کو ملادے جو وہ قلندر شعور ہے

الشیخ عظیمی سے باقاعدہ بیعت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ "پیری مریدی میں نہ پڑو بس میرے دوست بن جاؤ" بس اس روز سے ذہن و دل سے آپ کو اپنا روحانی استاد تسلیم کر لیا۔

تازہ غزل

اک عمر ہو گئی مجھے ویرانیوں میں ہوں
مشکل یہی ہے میں بہت آسانیوں میں ہوں
قائم ترا یہ جلوہ بھی میرے ہی دم سے ہے
دریائے عشق میں تری طغیانیوں میں ہوں
مجھ پر تجلیات کی روشن ہے کائنات
میں بھی کسی نگاہ کی نگرانیوں میں ہوں
ماہ و نجوم مجھ سے ہی تابندہ ہیں یہاں
میں آفتابِ وقت کی تابانیوں میں ہوں
اس شہر بے چراغ میں ظلمت کے باوجود
امید کی کرن لیے پیشانیوں میں ہوں
اے چشم آئینہ مری اوقات مت بتا
ملبوس ہے بدن مگر عریانیوں
ذرّے میں کائنات کی وسعت سمٹ گئی
لیکن میں اب تلک سحرؔ حیرانیوں میں ہوں

سحر تاب رومانی

سحر تاب رومانی کہتے ہیں "وہ دن ہے اور آج کا دن" فکر میں ایک انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ عظیمی صاحب کی طرز فکر اپنانے سے نہ صرف معاملات زندگی میں مثبت تبدیلی آئی ہے بلکہ شاعری میں بھی امکانات کے نئے در وا ہوئے ہیں"۔

سحر تاب کو ادبی حلقوں میں متعارف کرانے کا سہرا امتیاز ساغر کے سر جاتا ہے جن سے وہ مشورہ سخن بھی کیا کرتے ہیں۔ روحانی ڈائجسٹ کے ذریعے اپنا پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں "اچھا ادب تخلیق کریں اور انسانیت کی خدمت کو ملحوظ رکھیں"۔ سحر تاب رومانی کیلئے ہم دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اولیاء کرام کی طرز فکر عنایت فرمائیں۔ (آمین)

اس ماہ کا بہترین شعر

واقفِ میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضورؐ کی
(مرسلہ: یاسمین گل۔ پیپلز کالونی، فیصل آباد)

چراغ کوئی مل جائے زندگی کے لئے
بھٹک رہے ہیں اندھیروں میں روشنی کے لئے
(مرسلہ: عابدہ سلطان عظیمی۔ حیدرآباد)

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں!
(مرسلہ: رضوانہ پاکستانی۔ میرپورخاص)

دنگ کر دیا سپیروں نے سانپوں کو یہ کہہ کر
انساں کو ڈسنے کے لئے انساں ہی کافی ہے
(مرسلہ: رومینہ علی اعوان۔ کراچی)

جس سے ناپا جاسکے "انسانیت" کو دوستو!
اس جہاں میں کوئی بھی ایسا نہ پیمانہ ملا
(مرسلہ: امبر فرید۔ کراچی)

وہی گوہر بھی بنا جو کہ صدف میں رہا
ہر اک قطرۂ شبنم گوہر نہیں ہوتا
(مرسلہ: رومینہ خان۔ ناظم آباد کراچی)

روح کی بے قراری کا قرار چاہتا ہوں
میں اپنی زندگی سے فرار چاہتا ہوں
(مرسلہ: خیام۔ سانگھڑ)

چراغ طور بھی روشن تیری کرن سے ہوا
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
(مرسلہ: حفیظ الرحمٰن۔ ترنیا ڈیم)

یہ وطن ہمارا ہے ہم ہیں پاسباں اس کے
یہ چمن ہمارا ہے ہم ہیں پاسباں اس کے
(مرسلہ: ارجمند اعجاز۔ کراچی)

اس کے ذرے ذرے میں ہیں اس کے جلوے
یہ غفلت ہے ورنہ اندھیرا کہاں ہے
(مرسلہ: غلام مرتضیٰ مغل۔ خان پور کٹورہ)

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
(مرسلہ: نسیمہ ممتاز۔ شاہ فیصل کالونی، کراچی)

ہمیں معلوم ہے دوست نیت بالآخر ہماری ہے
یہ ہم وقتی شکستوں پر دل توڑا نہیں کرتے
(مرسلہ: عبدالکریم منصوری۔ لقمان کوریجہ بالا)

گر ہمت ہے تو پیدا کر فردوس بریں اپنی
کہ مانگی ہوئی جنت سے ہے دوزخ کا عذاب اچھا
(مرسلہ: عزیز احمد۔ حجرہ شاہ مقیم)

یا رب انہی زبان پہ یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے
(مرسلہ: عادل یونس۔ ڈگری)

تیرے اختیار میں کیا نہیں مجھے اس طرح نواز دے
یوں دعائیں میری قبول ہوں میرے لب پہ کوئی دعا نہ ہو
(مرسلہ: شاہدہ سلطان عظیمی۔ حیدرآباد)

اس عمر میں خوش فہمیاں اچھی نہیں ہوتیں
اس عمر کو وعدوں کے حوالے نہیں کرتا
(مرسلہ: شبنم نائلہ۔ گوجرانوالہ)

قرینۂ خیال

زو پہلی گھاس پہ گرتی ہے جب شبنم باذنِ اللہ
تو شاخِ گل بھی ہوتی ہے ہوا سے نَم باذنِ اللہ
نظر جب بھی ہو گہرا کسی بھی خاص نکتے پر
تو ہوگا آشرش پیدا نگار فُہم باذنِ اللہ
بصورت موت تو ہر شب ہی میں معدوم ہوتا ہوں
صبح نو پھر سے اٹھتا ہوں میں تازہ دم باذنِ اللہ
وہ ننھی ایڑیوں کے مضراب کا اعجاز تھا اس دن
جھلستی وادیاں تھیں جاری تھا آبِ زم باذنِ اللہ
وہ کوہِ طور کی راتوں میں کوئی دن نہیں شامل
کہ چالیس روز راتوں میں ہوئے تھے ضم باذنِ اللہ
مسرت دائمی ہوتی نہیں ظاہر پرستوں کی
خوشی ٹلتی ہے آجاتے ہیں رنج و غم باذنِ اللہ
حصولِ رزق میں اصغرؔ مشقت لازمی ٹھہری
ملے گا وہ جو ملنا ہے زیادہ و کم باذنِ اللہ

(اصغر علی۔بدین)

ترے دربار میں مجھ کو مجال گفتگو کیا ہے
مرے سینے میں لیکن برپا شور ہاؤ ہو کیا ہے
جگر کون و مکاں کا جس نوائے پا بہ لغزش ہے
سکھایا تو نے آدم کو وہ حرفِ آرزو کیا ہے
جا ہے یہ جہاں خاکی، مرا یہ جسمِ خاکی، پر
مرے ہر ذرے ذرے میں یہ سوز جستجو کیا ہے
نگارِ دل کا مرہم کیا ہے؟ اک برقِ تجلی ہے
رفو چاک قبا کا چاک ہی ہے اور رفو کیا ہے
مزہ تب ہے کرے تعمیر تو خود سے جہان اپنا
جو بیگانے کی ہو میراث اس کی آبرو کیا ہے

(نسیم الرحمن نسیمؔ۔ضلع اوکاڑہ)

ہمیں سچ کی سچائی کی محبت کی ضرورت ہے
جدھر جائیں ادھر ہم کو عنایت کی ضرورت ہے
منظم قوم ہو اپنی، کریں اتحاد کو قائم
جہالت سے عداوت سے بغاوت کی ضرورت ہے
نہیں کوئی ملا مجھ کو سکوں اس دورِ نفرت سے
مجھے تو پیار کی ہر سو صداقت کی ضرورت ہے
خدا ہے خالقِ اکبر تو انساں خالقِ اصغر
دیار دہر میں لیکن ریاضت کی ضرورت ہے
رہے پاکیزگی تجھ میں، ملے اک لطفِ روحانی
تمنا ہے اگر تیری، عبادت کی ضرورت ہے
شجاعؔ پہچان ہو جس میں خداوندی اصولوں کی
اسی انسان کی اب تو امامت کی ضرورت ہے

(عبداللہ شجاع۔ لاڑکانہ)

گوشۂ کتب

تبصرے کے لئے کتاب کی دو جلدیں ارسال کریں۔

بلوچستان میں تحریک تصوف

مصنف: ڈاکٹر انعام الحق کوثر
ناشر: مکتبہ شال A-272-O، بلاک 3، سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
صفحات: 150
قیمت: 100 روپے

عصر حاضر کے عظیم روحانی مفکر حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا فرمان ہے "تصوف نور باطن ہے۔ ایسا خالص ضمیر جو آلائش سے قطعاً پاک ہو"۔ اس فرمان سے تصوف کا مکمل خاکہ ابھرتا ہے۔ جس کا تعلق باطن سے ہے۔ جب کہ اکثر تصوف کو ایک خاص ظاہری حلیے اور ظاہری شباہت سے موسوم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے تصوف کی حقیقت پس پردہ چلی گئی ہے۔

زیر تبصرہ گراں قدر تحقیقی کاوش میں محترم ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے نہایت عرق ریزی سے ایسے حقائق جمع کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بلوچستان میں تصوف کا آغاز سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے ہو گیا تھا۔ عموماً تصوف کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مکتبہ فکر کا آغاز تبع تابعین کے بعد ہوا۔ اس خیال کے رد میں محترم ڈاکٹر صاحب نے ابوالحسن ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا قول پیش کیا ہے کہ "تصوف موجودہ زمانے میں صرف ایک نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور گذشتہ زمانے میں یہ ایک حقیقت تھی جس کا کوئی (مخصوص) نام نہ تھا"۔

بلوچستان میں تحریک تصوف کے مختلف ادوار کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں "اس کی ابتداء حضور پاک سرور کائنات ﷺ کے زمانۂ حیات سے شروع ہو گئی۔ روایات کے مطابق کوہ سلیمان (ضلع ژوب) کے قیس عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور بعد میں اپنے قبیلے کو اسلام سے آشنا کیا۔۔۔

..... قیس کی سرکردگی میں سن 7ھ میں ایک وفد حجاز گیا تھا تاکہ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرے چنانچہ وہ وفد حجاز میں جناب رسالت مآب ﷺ کے دیدار سے بھی مشرف ہوا اور وہیں دین اسلام قبول کیا، واپس آکر قیس نے اپنی قوم کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا نتیجتاً ساری قوم اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئی۔

اگرچہ قیس جس کا اسلامی نام عبدالرشید (روایات کے مطابق) آنحضرت ﷺ نے رکھا تھا، کے متعلق مختلف آراء کتابوں اور مضامین میں آئی ہیں۔ تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ شخص کوہ سلیمان (کے غرب) ژوب سے ستر قبائلی نمائندوں کے ساتھ اس وقت حجاز گیا تھا جب ساری دنیا میں سرور کائنات ﷺ کی بعثت کی خبر پھیل گئی تھی۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس علاقے کے لوگ اس دور میں اسلام قبول کر چکے ہوں۔ کیوں کہ گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ میں مذکور ہے کہ نہ

یہاں عرب یا ایرانی مبلغین آئے ہیں نہ کسی نے زور و ستی ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا نہ ان کے علاقے میں کسی مبلغ کا مقبرہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہے کہ انہوں نے خود بہ رضا و رغبت یک دل و زبان متفق ہو کر تمام قبائل کا جرگہ بھیج کر صداقت اور حقانیت معلوم کرنے کے بعد متفقہ طور پر اسلام قبول کرلیا۔

عبد الرشیدؓ کے نکاح میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی ایک صاحبزادی بھی دی تھی۔ اس بی بی کے بطن سے ان کے تین صاحبزادے تولد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں صاحبزادوں کی اولاد میں بڑی برکت فرمائی، ہر ایک کی نسل سے قبیلے چلے"۔

ابتدائے اسلام کے بعد سے ہزار سال کی تاریخ میں صوفیاء کرام کے بلوچستان کی معاشرتی زندگی پر اثرات کا مختصر جائزہ لیتے ہوئے تعلیمات تصوف کے بہت سے اہم نکات بھی کتاب میں مجتمع کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حواشی کے زیر عنوان بھی خاصا تحقیقی مواد شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں "پاکستانی صوفیانہ شاعری میں تصوف" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ موجود ہے۔

ڈاکٹر صاحب خود بھی نابغہ روزگار شخصیت ہیں اور آپ کی کاوشوں نے اس کتاب کو بھی نابغہ روزگار بنادیا ہے۔ تصوف کے موضوع پر مواد تلاش کرنے والوں کے لئے یہ کتاب خاصی معلومات افزا ثابت ہوگی۔

انوار الاولیاء

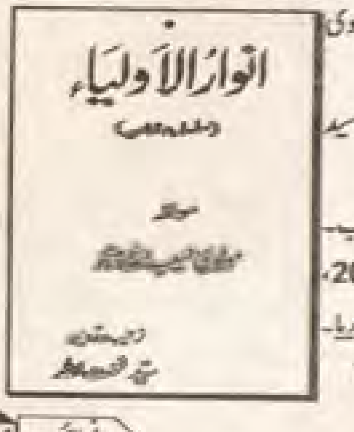

مولف: مولوی حبیب اللہ مختار

ترتیب و تدوین: سید نعمت اللہ

ناشر: ہمالہ لوب۔ R-19، بلاک 20، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی 75950

صفحات: 158

قیمت: 150/روپے

یہ کتاب خانقاہ عالیہ پٹنہ سٹی (عظیم آباد) کے پیران سلاسل کے بارے میں گراں قدر معلومات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی تقریظ میں معروف دانشور محترم ڈاکٹر اسلم فرخی صاحب لکھتے ہیں:

"انوار الاولیاء ممتاز محترم صوفی بزرگ مولوی حبیب اللہ مختار کی کتاب "وسیلہ نجات" کے اس حصے کی تدوین نو ہے جس کا تعلق اکابر سلسلہ کے تذکرے سے ہے۔ اکابر کے تذکرے کا یہ حصہ معلومات افزا اور اہم ہے۔ اس اعتبار سے بھی کہ یہ ایک معروف بزرگ کی تالیف ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ عقیدت مندوں اور دلچسپی رکھنے والوں کو اس کے ذریعے سے سلسلے کی بہت سی باتوں اور اہم نکتوں کا علم ہوتا ہے اور بزرگوں کے کارناموں سے صحیح واقفیت ہوتی ہے"۔

روح کو جگائے رکھنا

مصنف: ڈاکٹر غزالہ شاہین

ناشر: ہاورا پبلشرز۔ 3 بہاولپور روڈ، لاہور۔

صفحات: 112

قیمت: 120/روپے

زیر تبصرہ کتاب میں ڈاکٹر غزالہ شاہین نے اپنے افکار کے بیان کے لئے نظم کی صنف کو استعمال کیا۔ اس کتاب میں ان کی بہت سی آزاد نظمیں بھی شامل ہیں۔ غزالہ شاہین نے نہ صرف پھولوں کی مہک اور فطرت کے حسین نظاروں کو محسوس کیا ہے بلکہ معاشرے کی اکثر منافقانہ قدروں اور رویوں پر بھی قلم اٹھایا ہے۔

شوخی تحریر

مرتبہ: نعمان ظفر

اندھا بھینسا

ایک دن ہم نے جھنجھلا کر بیگم سے کہا "یہ کیسا اندھیر ہے تمہارے لاڈلے ہر چیز جگہ سے بے جگہ کر دیتے ہیں۔ کل سے چاقو غائب ہے۔ ابھی عقدہ کھلا کہ اس سے گڑیا کا اپنڈکس نکالا گیا تھا" تنگ کر رہے ہیں "اور کیا کلہاڑی سے گڑیا کا پیٹ چیرا جاتا؟" ہم نے جھٹ ان کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا، ہاں! یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لئے کہ کلہاڑی کے ڈنڈے سے تو اس گھر میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ، صبح تازہ مضمون کی بجائے پورا ایڈیشن اب میں صفحہ وار نہیں چل رہا تھا؟ تمہارے گھر میں ہر چیز کا اک نیا طریقہ استعمال، ایک نیا فائدہ دریافت ہوتا ہے۔

پرسوں اخبار پڑھتے پڑھتے ذرا دیر کو آنکھ لگ گئی۔ کھلی تو عینک غائب تم سے پوچھا تو الٹی ڈانٹ پڑی "ابھی سے کاہے کو اٹھ بیٹھے کچھ دیر اور سولو ابھی تو گڈو میاں تمہارا بائی فوکل (عینک) لگائے اندھا بھینسا کھیل رہے ہیں! ابا کل اپنے باپ پر پڑے ہیں"۔

(مشتاق احمد یوسفی کی خاکم بدہن سے روبینہ خان۔ نارتھ کراچی کا انتخاب)

مقبول دعا

لیلۃ القدر کی فضیلت سب پر عیاں تھی۔ سب عبادت میں مصروف ہوگئے لوگوں نے ساری رات رضائے الٰہی کے لئے وقف کردی۔ رات کے پچھلے پہر جب ہر شخص سجدے میں گر کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا تو اعتکاف نشین کو تجلی کا پرتو نظر آیا لمحہ بھر کو تاریک کونا روشن ہوا اور جاتے جاتے بیٹے کو بھی منور کر گیا اہل نظر سے اس کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے اسے بھی قبول دعا کی نشانی قرار دیا چنانچہ ہم سب انتظار کرنے لگے کہ ابھی کوئی ورزندہ اس پر شب انتظار بیت جانے کا مژدہ سنائے گا اور واقعی دروازے پر حرکت ہوئی مکین کا دروازہ کھلا لیکن یہ کوئی فرشتہ رحمت نہیں ہماری سنتری تھا جو سحری کے لئے قفل کھول رہا تھا۔

بعد میں پتہ چلا کہ ہم جسے تجلی کی ضو سمجھتے تھے وہ دراصل گشتی سنتری کی ٹارچ کا اوتی سا کرشمہ تھا گناہ گاروں کی دعائیں بھلا اتنی جلدی کہاں قبول ہوتی ہیں۔

(صدیق سالک کی کتاب "ہمہ یاراں دوزخ" سے عبدالکریم منصوری۔ بالہ نٹی کا مسکراتا اقتباس)

الف سے بنا اصول

جو ایک وقت تھا کہ اصول دنیا کی مہنگی ترین شے سمجھا جاتا تھا مگر آج کل اس سے سستی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ محض اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ بوقت ضرورت توڑے جاسکیں۔۔۔ لہٰذا تم بھی کچھ اصول بنالو جیسا کہ ہم جیسے تمہارے بزرگوں نے بنائے تھے تاکہ ان کے نقش قدم پر چل کر انہیں اپنے ذاتی مفاد کے لئے توڑ سکو۔ اصول کئی قسم کے ہوتے ہیں مثلاً وقت کی پابندی ایک اصول ہے جسے ہمارے ہاں بہ حسن و خوبی توڑا جاتا ہے۔ ہر تقریب مقررہ وقت سے کہیں بعد شروع ہوتی ہے تاکہ مہمان خصوصی کی اہمیت بڑھے اور اصول مہمان خصوصی سے تو اہم نہیں ہیں نا!

(محمد حمید شاہد کی کتاب "الف سے اٹکھیلیاں" سے نائلہ افتخار۔ کوہاٹ سٹی کا انتخاب)

کھچڑی

آگ جل اٹھی تو کھانا پکانے کی سوجھی۔ ایک کہتا تھا پہلے گھی کو بھونو لال ہونے پر آئے تو اس میں مصالحے ڈال دو۔ دوسرے نے ٹوکا گھی سے تو تڑکا لگتا ہے پہلے مرچیں

بھو نکتے ہیں لال ہونے پر آ ئے تو باقی چیزیں ڈالتے ہیں۔
تیسرے نے موشگافی کی مرچیں تو پہلے ہی لال ہوتی ہیں ان کا کیالال کرنا، تم سب کورے ہو۔ میری سنو السن، پیاز کو باریک کترلو تمام مصالحے یکساں مقدار میں لو، ان سب مصالحوں کو اور پیاز کو گھی میں ڈال کر بھونو، جب دونوں چیزیں یک جان اور یک رنگ ہو جائیں تو باقی چیزیں ڈال دو، دس منٹ بعد اتار لو۔

ہم سب ان کے علم امور خانہ داری سے بہت متاثر ہوئے۔ جب امور خانہ داری کی تمام تراکیب پر بحث مکمل ہو گئی تو ان تھیلیوں کو ٹٹولا جن میں راشن تھا تاکہ معلوم کریں کہ ان میں ہے کیا جسے مصالحے بھون کر ہم پکانا چاہتے ہیں ایک نے تھیلی الٹی تو چاول زمین پر بکھر گئے، باقی تھیلیوں میں سے مختلف دالیں برآمد ہوئیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوا کہ یہ تو کھچڑی پکانے کا سامان ہے۔ اس کی ترکیب وترتیب کیا ہے۔ آخر سب ایک تجویز پر متفق ہو گئے کہ سب کچھ یک وقت میس ٹن میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا جائے۔ دالیں گل جائیں تو مان لیا جائے کہ کھانا تیار ہے۔ مرچ مصالحوں کے بارے میں فرض کر لیا کہ سب اسی نسبت سے مہیا کئے گئے ہوں گے جو ضروری ہے۔ اندھیرا تو تھا ہی بغیر دیکھے بھالے ہم نے تمام تھیلیاں ٹن میں انڈیل دیں۔ اسے پانی سے بھرا اور چولہے پر چڑھا دیا اب ساری کوشش اس بات پر مرکوز تھی کہ آگ برابر جلتی رہے۔ چاروں کیڈٹس چولہے کو ہوا دے چلانے کے لئے جڑے بیٹھے رہے ہم سب کبھی آگ کو دیکھتے اور کبھی [illegible] کہ اچانک ایک کیڈٹ نے گھبرائی ہوئی آواز میں [illegible]

"او دیکھو۔۔۔۔ وہ ایک تھیلی۔۔۔۔ ایک تھیلی [illegible]

"سب تھیلیاں ڈال دی ہیں۔ بھول جاؤ [illegible] کی فکر کرو" پھونکیں مارتا کیڈٹ پھنکارا۔

"لیکن۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ میری بات تو سنو" پہلا کیڈٹ ممیایا "یار کہہ بھی چکو جو کہنا ہے" ایک اور نے حوصلہ افزائی کی۔ "او دیکھو مجھے یاد آیا۔۔۔۔ ایک تھیلی میں آٹا تھا"۔

"کیا آآآ؟" ہم سب میس ٹن پر جھک گئے۔

پہلے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ آٹے کی تھیلی بھی کھچڑی میں شامل ہو چکی تھی کچھ دیر بعد سب اس پر پل پڑے اس ملغوبے کو جسے بعد میں آٹے کی کھچڑی کا نام دیا گیا بڑے شوق سے کھایا اور خیمے میں گھس گئے۔ ایک کیڈٹ نے شکایت کی کہ سرہانے کوئی گیلی گیلی چیز ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ گھی ہے جو پکوان میں ڈالنے کی بجائے وہیں پڑا رہ گیا تھا۔

(لیفٹیننٹ کرنل اشفاق حسین کی کتاب "جنٹلمین بسم اللہ" سے موسوٰش مبشر، سیالکوٹ کی منتخب کھچڑی)

ایک دعا

یااللہ
کھانے کو روٹی دے
پہننے کو کپڑا دے
رہنے کو مکان دے
عزت اور آسودگی کی زندگی دے!
میاں یہ بھی کوئی مانگنے کی چیزیں ہیں؟
کچھ اور مانگا کر
بابا جی! آپ کیا مانگتے ہیں؟
میں!
میں یہ چیزیں نہیں مانگتا۔
میں تو کہتا ہوں۔
[illegible] مجھے ایمان دے؟!
[illegible] عمل کی توفیق دے۔
بابا جی! [illegible] ایک دعا مانگتے ہیں۔
انسان [illegible] چیز تو مانگتا ہے
جو [illegible] کے پاس نہیں ہوتی۔
(ابن انشاء کی "اردو کی آخری کتاب" سے سید حفیظ احمد شاہ، ایبٹ آباد کی منتخب دعا)

ہمارا جسمِ مثالی

عظیمیہ روحانی لائبریری [illegible]

چھٹا حصہ

اوراء پر قدیم و جدید بے شمار ماہرین نے تحقیق کی ہے۔ اس طویل مضمون میں ہم مغرب و مشرق میں اس حوالے سے کی جانے والی تحقیق کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

ذہنی و جذباتی اوراء:-

ماورائی علوم کے مصنفین نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ انسان کی جذباتی اور ذہنی فطرت کے بارے میں ایک واضح تقسیم پیش کر سکیں اور خاص کر جب ہم جذباتی ایسٹرل جسم اور ذہنی جسم پر غور کریں۔ ظاہر ہے یہ اس وقت ٹھیک ہو سکتا ہے اگر کوئی ایک مکمل انسان کا پوسٹ مارٹم کر رہا ہو اور یہ جب ہی ممکن ہے جب آپ اس کا اس طرح مطالعہ کریں جس طرح کوئی Anatomist کسی انسانی جسم کا مطالعہ کرتا ہے۔

ایک Anatomist کے سامنے ایک واضح اور مربوط اعضاء اور اعصاب کا نظام ہوتا ہے۔ سب سے پہلے وہ انہیں ایک الگ سسٹم کی حیثیت سے دیکھتا ہے جیسے ایلیمینٹری سسٹم Vascular system وغیرہ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دماغ کے کسی کونے میں وہ یہ بات بھی رکھتا ہے کہ یہ تمام کے تمام نظام ایک زندہ انسان میں اکٹھے ایک بہترین اور شاندار طریقے سے کام کر رہے ہیں اور ان کی انفرادی کارکردگی ایک انسان کی عام زندگی میں مجموعی طور پر کام کرتی ہے۔ اس طرح یہ بات بھی بالکل جائز ہے کہ جذباتی اور ذہنی Aspects کو الگ الگ کیا جائے اور ساتھ ہی ان اجسام کو بھی جن کے ذریعے یہ Aspects کام کرتے ہیں

مگر جب ہم کسی زندہ انسان کی بات کرتے ہیں تو یہ بات ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ حقیقی عمل کے دوران ہم ان دونوں کو الگ الگ نہیں کر سکتے جس میں انسان اپنی موجودگی کا اظہار مادی طور پر کرتا ہے۔

مشرق اور مغرب دونوں جگہ مخفی علوم کی روایت میں اسی اصول کو ہمیشہ اپنایا گیا ہے اور وہ اصول ہے Kama Manasic Principle۔ مشرق میں جذبات اور خیالات کو ایک ساتھ ہی لیا جاتا ہے اور اس کے لئے کاما۔ مانس Kama Manas کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے کاما کا مطلب ہے خواہش، مانس کا مطلب ہے ذہن، ان دوہرے نقاط کے اوپر وہ ایک اور چیز کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں اور وہ سطح ہے پاکیزہ خیالات جسے Manasic سطح کہا جاتا ہے۔

مغربی روایات میں اس کو Ru-lach یا "معقول روح" کی اصطلاح سے جانا جاتا ہے۔ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ اس حلقہ کے اوپر ایک اور حلقہ پایا جاتا ہے جسے بالائی روح کہا جاتا ہے۔

اس لئے مغربی ماہرین نے Kama Manasic کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر تحقیق کی ہے اور جذبات اور خیالات کو الگ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

عبید خان

فطرت کی حکومت میں مکمل طور پر ایک بنیادی دوہراپن پایا جاتا ہے جسے ہم دو حصوں یعنی طاقت کا حلقہ اور ساخت کا حلقہ میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ہر سطح ان دو بنیادی خاکوں سے مل کر بنی ہے یعنی چیز کی ساخت اور اس کی طاقت، مگر ان کے تناسب میں فرق مختلف سطح کی ساخت کے لحاظ سے پایا جاتا ہے، جس طرح مادی ذہن ساخت کی ایک سطح ہے مگر حقیقت میں یہ مظاہرہ ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی توانائی اور طاقت کے نتیجے کا اور اس کا سب سے اہم خاصہ Intertia ہے یعنی مادے کی وہ خاصیت کہ وہ از خود حرکت نہیں کرتا۔

یہ استحکام کی ایک سطح ہے اور جسمانی مادہ بذاتِ خود ہی اپنا مقام یا حالت نہیں بدلتا جب تک کہ کسی بیرونی قوت سے اس پر دباؤ نہ ڈالا جائے۔

جسم کی ایتھری سطح ہی وہ قوت اور مادہ ہے جسے ہم ساخت یا شکل کی صورت میں سمجھتے ہیں جسم کی جسمانی سطح پر جذباتی یا آسٹرل سطح پر حالت اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ آسٹرل لائٹ کے اصل جوہر کی خاصیت ہی شدید حرکت پسندی ہے اور یہ مائع یا سیّالی ہوتا ہے اور اس میں یہ سیماب فطرت خاصیت ہوتی ہے کہ جیسے جیسے تاثرات اس پر اثر انداز ہوں یہ بڑھ کر خدوخال میں جلد از جلد خود کو ڈھال سکے اس کو روشنی کا ایک ایسا ہالہ یا حلقہ کہا جا سکتا ہے جو فوری طور پر کسی عارضی ساخت میں تبدیل ہو سکے۔

علامات:-Symbols

آسٹرل حلقہ میں بنیادی طور پر دو تشکیلی خصوصیات کام کرتی ہیں ایک وہ اثرات جو ہمیشہ آسٹرل جوہر کو ڈھالتا رہتا ہے۔ یہ ساخت جو کہ آسٹرل لائٹ کے لئے ذاتی اور ماخوذ ہوتی ہیں ایک عام روشن ضمیر انسان اسے نہیں سمجھ سکتا کیونکہ یہ تمام انسانی تجربات سے اس قدر دور ہوتی ہیں کہ عام روشن ضمیر کے دماغ میں یہ بات ہی نہیں ہوتی کہ کس طرح یہ ساختیں سمجھی جائیں۔ واحد طریقہ جس میں ان ساختوں کو بیدار شعور میں لایا جا سکتا ہے وہ ہے علامات کا مخلوط استعمال اور یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر مشاہدہ کرنے والوں نے یہ بات ضروری سمجھی کہ علامات کے استعمال سے مدد لی جائے۔ چاہے کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات ہی کسی شعوری دماغ میں کیوں نہ منتقل کی جائے، مگر علامات کا اس طرح استعمال اس بات کی ضرورت پر زور دیتا ہے کہ اس میں بہت زیادہ ٹریننگ اور انڈر اسٹینڈنگ ہونی چاہیے۔

بناوٹ:-

دراصل دماغ سطح ہی آسٹرل لائٹ کی "ساخت" کی سطح ہے اور یہی وہ سطح ہے جو کہ ذہنی تحریکات سے جنم لیتی ہے اور جو آسٹرل حلقہ میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔ اور فوراً ہی چارج ہو جاتی ہیں اس خاص سطح کی "طاقت" سے ہم یہ کہہ سکتے کہ آسٹرل روشنی میں ان گنت اور لاتعداد شبیہات کو تلاش کرنا ضروری ہے جو کہ خیالات کی حرکات سے تعمیر ہوتی ہیں اور اس سطح کے لچک دار جوہر سے بنتی ہیں۔ ان شبیہات اور ساختوں میں کچھ بالکل ایسی ناپائیدار یا وقتی ہوتی ہیں جیسے کسی خاموش اور پرسکون جھیل پر گزرنے والی ہوا لہریں بناتی ہیں۔ مگر باقی شبیہات بہت زیادہ مستقل اور زیادہ دیر تک رہنے والی ہوتی ہیں اور یہ کچھ حد تک آسٹرل دنیا کا ایک مستقل منظر پیش کرتی ہیں۔ اور ان میں بہت زیادہ معروف ہیں "جنت" اور "جہنم" جو کہ مذہبی لٹریچر میں عام طور سے بیان کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ بات خوبی سمجھی جاتی ہے کہ دماغی قوت موجود ہے جو شبیہ اور ساخت بناتی ہیں اور یہ ساختیں آسٹرل جوہر سے طویل یا قلیل عرصے تک رہنے سے تیار ہوتی ہیں، کیونکہ Astro- Mental Aura جو کہ ہم سب کے اردگرد موجود ہوتا ہے یہی وہ فیلڈ ہے جس میں یہ تمام تر قوانین کام کرتے ہیں۔

ہمارے خیالات اور ہماری سوچ ہمارے Astro- Mental Aura میں شبیہات بناتی ہے۔ یہاں تک کہ اجتماعی سوچ ایک پوری کمیونٹی Community یا انسانیت Humanity کی آسٹرل روشنی میں شبیہہ تعمیر

کرتی ہے اور اسے اگر ہم ایک جدید نام دیں وہ ہوگا اجتماعی لاشعور اور جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ ایک روشن ضمیر آنکھ کے لئے اورا ایک چمکدار اور رنگین ہالہ کی صورت میں نظر آتا ہے جو کہ ہر ایک کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہے۔

مگر اس اورا Aura کی حد مشاہداتی شخص کے جذباتی اور ذہنی ترقی کے مطابق مختلف ہوتی ہے اور اس طرح اس کے رنگوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اور ان رنگوں کی مقدار مدھم اور گہرے کے گہرے اور خاکی شیڈز سے شروع ہو کر چمکدار لال اور نیلے تک اور آگے ہلکے شیڈز اور انتہائی لطیف چمکدار پیلے رنگ سے لے کر نیلے اور جامنی شیڈز تک ہو سکتے ہیں۔ کبھی کبھار خالص سنہری روشنی کی کرنیں بھی نظر آ سکتی ہیں مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ آیئے پہلے رنگوں پر بات کرتے ہیں۔

رنگ Colour

اجسام کی رنگت ان کے جوہروں کی ایک خاص فریکوئنسی پر ارتعاش Viberation کی وجہ سے ہوتی ہے۔

لوہا اس لئے لوہا ہے کہ اس کے جوہر ایک خاص فریکوئنسی پر Viberate کرتے ہیں اسی طرح پتھر اس لئے پتھر ہے کہ اس کے جوہر ایک خاص فریکوئنسی پر Vib-erate کرتے ہیں۔ روشنی جو کہ بظاہر سفید نظر آتی ہے اس کے بھی سات رنگ ہوتے ہیں کائنات کی ہر شے میں یہ سات رنگ نظر آئیں گے۔

اگر منشور Prism سے سورج کی روشنی کو گزارا جائے تو اس کی سفید روشنی Prism سے گزرنے کے بعد سات رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس Prism سے دیکھیں تو ہر شے ہمیں یہ سات رنگ منعکس کرتی ہوئی نظر آئے گی۔

اسی طرح انسان کے جسم پر رنگوں کا اثر ہوتا ہے اور رنگوں میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ بعض لوگ رنگین پانی سے علاج بھی کرتے ہیں۔ انسان کے بیمار ہو جانے سے Aura کی قدرتی رنگت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ یہ تبدیلی کے دور میں اور قدیم مصریوں کے دور میں "روشنی کے مندر" یعنی Healing Temples of light ہوا کرتے تھے۔ اس قسم کا ایک مندر ہیلی پولس Heliopo-lis میں واقع تھا جس میں مختلف رنگ اور روشنیوں سے علاج کیا جاتا تھا۔

قدیم ہندوستان میں اور چین میں رنگین روشنیوں سے علاج کا طریقہ بہت قدیم سمجھا جاتا تھا چونکہ روشنی اور حرارت سورج کی پیداوار ہیں لہٰذا یہ ایک قدرتی طریقہ علاج ہے۔

یہ سب تاریخ سے ثابت ہے اور وقت اور تجربات اس پر صداقت کی مہر لگاتے چلے آئے ہیں۔

رنگ، ساخت، آواز اور خوشبو:-

مغربی ممالک اور دنیا بھر میں اور اس پر مزید ریسرچ اور گہرائی سے مشاہدہ کیا گیا تو دلچسپ قسم کے انکشافات سامنے آئے ہیں۔ مثلاً وہ لوگ جو روشن ضمیری Clairvoy-ance جیسی صلاحیت سے مالا مال ہیں یا روحانی بزرگ Spiritual Persons یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے مادی جسم سے روشنی کے اخراج کے علاوہ رنگ، ساخت اور آواز بھی ظاہر ہوتی ہے۔ علم کے شوقین قاری کے لئے اس میں موجود ہر بات معنی خیز اور دلچسپ ہے۔ مندرجہ ذیل کچھ مختصر اباتیں نوٹ کی گئی ہیں۔ مگر دھیان میں رہے کہ یہ صرف عام باتیں ہی ہیں۔

چونکہ رنگ کائناتی علامتیں ہیں مگر جس طرح ہر شخص مختلف رنگوں کے بارے میں ردعمل کا اظہار کرتا ہے یہ بات ہمیں اورائی غلاف کے بارے میں اصلاح کا اظہار کرے گی۔ مزید یہ کہ جس پس منظر میں ایک شخص کا اورا Aura دیکھا جاتا ہے یا جو لباس وہ شخص پہنتا ہے اس کے اورا کے رنگوں میں تھوڑا بہت ردوبدل کر سکتا ہے۔ اسی لئے مشاہدہ کرتے وقت نہایت ہوشیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

نفسیاتی نقطہ نظر سے اورا کو سمجھنا ایک عام طریقہ کار

ہے خاص کر جب لوگ اندھیرے یا سادہ Backdrop میں کھڑے ہوں اور غیر واضح یا ہلکے رنگ کے کپڑوں میں تو مختلف تیکنک سے اورا کو دیکھا یا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے (اورا کو دیکھنے کی مشقیں آگے بیان کی جائیں گی)

سورج کی روشنی کو سات قدرتی رنگوں میں تقسیم کر کے ہر رنگ کی لہر سے مختلف بیماریوں کا علاج کیا گیا انہوں نے تجربات سے ثابت کیا کہ مختلف قسم کی روشنی کی لہریں انسانی اعصاب کو سکون دینے کا باعث بنتی ہیں سورج کی روشنی یا رنگین لہروں اور ایتھر سے ہی ہمارے اجسام میں حرارت اور زندگی ہے۔

گلاب کی سرخی اس لئے ہے کہ پھول پر پڑنے والی سورج کی روشنی سرخ رنگ منعکس کر رہی ہے باقی چھ رنگ پھول میں جذب ہو رہے ہیں اسی طرح باقی اشیاء بھی ہیں جو رنگت کسی جسم کی ہے وہ منعکس ہو رہا ہے اور باقی رنگ جذب ہو رہے ہیں اسی طرح سیاہ رنگ میں ساتوں رنگ جذب ہو جاتے ہیں لہٰذا اشیاء سیاہ نظر آتی ہیں۔ کالے رنگ کی چھتری سورج کی شعاعوں کو جذب کر لیتی ہے۔ اس لئے ہم سورج کی شدت سے بچنے کے لئے سیاہ رنگ کی چھتری استعمال کرتے ہیں۔ رنگوں سے علاج کر کے بہت سی بیماریوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح ہمارے نظام شمسی میں سورج کو مرکزی کردار حاصل ہے اور روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اسی طرح جسم کے اندر روح ہے جو ہمارے اندر ایتھری سطح تک ہر ذرے میں موجود ہے اور ان اندرونی اجسام کی تھوڑا ریڈی ایشن یا اخراج سے ہی ہمارے جسم کے چاروں طرف موجود ہالہ یعنی اورا Aura بنتا ہے۔ چونکہ ہمارے جسم کی اصل بنیاد روشنی کا جسم یا اورا ہے اس لئے مختلف رنگ کے کپڑے، روشنی اور رنگین پانی ہمارے اورا میں کمی بیشی کا سبب بنتے ہیں۔ اور رنگ و روشنی سے علاج در حقیقت اسی فلسفے یا نظریہ سے وجود میں آیا ہے کہ بیماریاں یا اورا کی کے عدم توازن کو ایتھری سطح پر روشنی و رنگ کے ردوبدل سے ہی ٹھیک کر دیا جائے تاکہ رنگوں کے عدم توازن سے پیدا ہونے والی بیماری مادی وجود پر اپنے اثرات ظاہر کرنے سے پہلے ہی ختم کر دی جائے یا اگر بیماری ہے تو بغیر کسی Side effect کے ہی بیماری کو ایتھری سطح سے غائب کر کے جسمانی سطح سے بھی ختم کر دیا جائے۔

مختلف رنگوں کی مختلف سائنسی یا نفسیاتی تعریف کی جاتی ہے جو در حقیقت اس کی روحانی یا ایتھری خصوصیات کی تفصیل پر مبنی ہوتی ہے مثلاً آگ کو سرخ رنگ دیا جاتا ہے۔

پانی۔ نیلا

ہوا۔ بنفشی

مٹی۔ زرد یا سبز

اور ایتھر کو ہلکا نیلا رنگ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ان مختلف رنگوں کے اثرات بھی ہمارے مادی اور روحانی جسم پر مختلف ہوتے ہیں۔

مثلاً مشرق میں مختلف رنگ ان مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں یا ان کی درج ذیل خصوصیات نہ صرف اورا بلکہ مادی وجود کے لئے مفید ہیں۔

1- نیلی روشنی :- دماغی امراض، ریڑھ کی ہڈی، گردن کے مہروں میں خرابی اور ڈپریشن ختم کرنے کے لئے۔

2- زرد روشنی :- نظام ہضم مثلاً ریاح، آنتوں کی دق، پیچش، قبض، بواسیر، معدہ کا السر وغیرہ کے لئے۔

3- نارنجی روشنی :- سینہ کے امراض کے لئے۔

4- سبز روشنی :- ہائی بلڈ پریشر اور خون کی حدت سے پیدا ہونے والے امراض مثلاً جلدی امراض، خارش، آتشک، سوزاک، چھیپ وغیرہ کے لئے۔

5- سرخ روشنی :- لو بلڈ پریشر، انیمیا، گٹھیا، دل کا گھٹنا، دل کا ڈوبنا، توانائی کا کم محسوس ہونا، بزدلی، نروس بریک ڈاؤن، دماغ میں مایوس کن خیالات کا آنا، موت کا خوف، اونچی آواز سے دماغ میں چوٹ محسوس ہونا وغیرہ کے لئے۔

(جاری ہے)

ہائی بلڈ پریشر

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کس طرح ہوتا ہے؟! ایسے مریض کے لئے کیا غذائی یا دوائی احتیاط و علاج کی ضرورت ہے اور نارمل آدمی کا بلڈ پریشر کتنا ہونا چاہیے؟

شاہ عالم

ماہرین کے مطابق آج کل دنیا میں ہر پانچواں فرد ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہے لیکن ان میں سے تقریباً ایک تہائی مریض اپنے مرض سے آگاہ نہیں ہیں اور زیادہ تر لوگ جو مستقل اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اس کے خطرناک نتائج سے باخبر نہیں ہوتے۔ موجودہ دور میں ساٹھ سال سے کم عمر میں ہونے والی اموات میں چالیس فیصد ہائی بلڈ پریشر کے تباہ کن اثرات کا نتیجہ ہیں اور امراض قلب بھی اکثر ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

بلڈ پریشر دو طرح ناپا جاتا ہے جب دل سکڑ کر خون کو شریانوں میں پھینکتا ہے تو اس وقت شریانوں پر پڑنے والے پریشر کو اوپری بلڈ پریشر کہتے ہیں جب دل پھیلتا ہے اس وقت اگر شریانوں کا دباؤ ناپا جائے تو اس کو نچلا بلڈ پریشر کہتے ہیں۔ نارمل بلڈ پریشر وزن کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اور بلڈ پریشر عمر کے ساتھ ساتھ عموماً بڑھتا ہے۔ نارمل وزن والے افراد میں مختلف عمر کے حصوں میں بلڈ پریشر کی نارمل پیمائش یہ ہوتی ہے۔

☆20 سال کی عمر میں، 80/140

☆50 سال کی عمر میں 95/160

☆75 سال کی عمر میں 105/170

بلڈ پریشر دیئے گئے پیمانے سے بڑھ جائے تو اس کو مسلسل کئی مرتبہ ایک ہفتے تک چیک کرنا چاہئے اگر پھر بھی نارمل سے مسلسل اوپر رہے تو اس شخص کو ہائی بلڈ پریشر کا مریض کہا جائے گا۔ غصہ، پریشانی، اجنبی ماحول، بے آرامی زیادہ مشقت وقتی طور پر عام آدمی کا بلڈ پریشر بڑھا دیتی ہیں لیکن یہ مرض میں شمار نہیں ہوتا کیونکہ پریشانی سے نکلنے کے بعد یا ستا لینے پر بلڈ پریشر معمول پر آ جاتا ہے۔ مستقل بلڈ پریشر بڑھا رہے تو اسے ہائی بلڈ پریشر کہیں گے ورنہ نہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کے مریض عموماً سر درد کی شکایت میں مبتلا رہتے ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر میں دل کو خون کے دباؤ کی وجہ سے بڑھتی ہوئی مزاحمت کے خلاف اپنا کام کرنے کے لئے زیادہ قوت صرف کرنی پڑتی ہے لہٰذا دل کے پٹھے اس مشقت سے تھک جاتے ہیں اور مسلسل تھکن سے کمزور ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور بالآخر کام کرنا بند کر دیتے ہیں اگر دل کے پٹھے زیادہ توانا ہوں تو اس مسلسل دباؤ سے شریانوں میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے اس سے آنکھ کے پردے پر خون جم سکتا ہے اور کبھی اندھا پن بھی ہو سکتا ہے اگر علاج نہ کیا

جائے تو دماغ کی شریان بھی پھٹ سکتی ہے، اعضائے رئیسہ متاثر ہو جاتے ہیں اور گردے بھی فیل ہو سکتے ہیں۔

وجوہات:-

ہائی بلڈ پریشر کا مرض مختلف وجوہات کی بنا پر لاحق ہو سکتا ہے لہٰذا چیک اپ کے بعد جو بھی وجہ سامنے آئے اسی کے مطابق علاج کیا جائے اور پہلے اس وجہ کو دور کیا جائے۔ ہائی بلڈ پریشر کے مرض کی اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ گردوں کے امراض
☆ شوگر (ذیابیطس)
☆ خون میں کولیسٹرول کی بہتات
☆ میٹابولزم (غذا کو جزوبدن بنانے کے نظام میں خرابی جس کی وجہ سے خون میں چکنائی بڑھ جاتی ہے اور شریانیں سخت ہونے لگتی ہیں) کے نظام میں خرابی
☆ تمباکو نوشی
☆ شراب کا استعمال
☆ شہ رگ (Aorta) کا پیدائشی سکڑاؤ
☆ دواؤں اور ہارمونز کی زیادتی
☆ منفی خیالات کی یلغار
☆ مستقبل کے خدشات یا مسلسل غم فکر اور پریشانی میں مبتلا رہنا۔
☆ ہوموسٹین نامی ایک زہریلا مرکب جو جسم میں ہوتا ہے اس کے زہریلے اثرات کو جگر سے پیدا ہونے والی رطوبات ختم کر دیتی ہیں اگر جگر کی کارکردگی خراب ہو اور یہ خون میں چلا جائے تو خون میں جھاگ پیدا کر سکتا ہے اور یہ جھاگ وریدوں، اور شریانوں کی دیواروں سے لگ کر انہیں سخت کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے دوران خون میں رکاوٹ آتی ہے اور بلڈ پریشر کے ساتھ ساتھ دل کے امراض بھی ہو جاتے ہیں۔
☆ خون میں یورک ایسڈ کی بہتات
☆ یہ بیماری وراثت میں بھی منتقل ہوتی ہے۔
☆ نمک کا بہت زیادہ استعمال (انسانی جسم کو روزانہ صرف 4 سے 5 گرام نمک کی ضرورت ہوتی ہے)
☆ تازہ ہوا کی کمی اور گھٹن والے ماحول کی وجہ سے بھی ہائی بلڈ پریشر لاحق ہو جاتا ہے۔

علامات:-

ہائی بلڈ پریشر کے کسی مریض میں مندرجہ ذیل میں سے چند یا ایک دو علامتیں پائی جا سکتی ہیں۔

☆ سر چکرانا، سر درد، سینے میں درد، ڈپریشن ☆ دل کی دھڑکن تیز ہونا، نروس ہونا یا بدحواس ہو جانا، ارتکاز توجہ میں کمی یا یادداشت خراب ہو جانا۔

جب بلڈ پریشر جسم میں پیچیدگیاں پیدا کرنے لگتا ہے تو درج ذیل علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

☆ ہلکے پھلکے کام کاج کے دوران سانس پھولنے لگتا ہے اور اکثر کھانسی کا دورہ بھی پڑ جاتا ہے۔
☆ ٹخنوں میں سوجن، ابتدا میں یہ سوجن صرف دن کے وقت ہوتی ہے رات میں نہیں اور بار بار پیشاب کی خواہش یا ضرورت ہوتی ہے بعد میں یہ سوجن مستقل صورت اختیار کر لیتی ہے اور پھیلنے لگتی ہے۔
☆ سینے میں تختی محسوس ہوتی ہے اور بعض اوقات درد دباؤ گردن یا بائیں بازو اور بائیں ہاتھ تک پہنچ جاتا ہے۔
☆ بولنے میں عارضی طور پر مشکلات، بینائی کا متاثر ہونا، بے ہوشی، ٹانگوں کے پٹھوں میں اینٹھن اور اس کے ساتھ ہی دل کی دھڑکن بھی تیز ہونے لگتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر میں علاج کے دوران درج ذیل ہدایات پر عمل کرایا جاتا ہے۔

خوراک:-

☆ وافر مقدار میں پھل اور سبزیوں کا استعمال
☆ اناج کا استعمال
☆ دودھ، دہی (بالائی اتری ہوئی)
☆ بیج اور پھلیاں
☆ کم مقدار میں سفید گوشت (پرندوں، مچھلی، مرغی وغیرہ)

مراقبے سے ہائی بلڈ پریشر کا علاج

دل کو لاحق امراض پر قابو پانے میں مراقبہ ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے، سی این این کی ایک رپورٹ کے مطابق دن میں 2 بار 20 منٹ تک گہرا مراقبہ کرنے سے شریانوں میں چربیلے مادے جمع ہونے کے بداثرات زائل کرنے کے ضمن میں مثبت اور نمایاں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بالا صوتی طریقے سے (الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے) پیمائش کردہ ایک انچ کے 400ویں حصے جتنے چربیلے مادے کے باریک ذرے جتنی کمی سے دل کے دورے کے امکانات 11 فیصد اور اسٹروک کا خطرہ 15 فیصد کم ہو جاتا ہے۔ جسم کو ماورائی مراقبے سے پیدا ہونے والا گہرا سکون ملنے سے ذہنی دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ امریکی ریاست آئیوا میں فیئر فیلڈ کے مقام پر قائم کالج آف مہارشی ویدک میڈیسن میں تحقیق کرنے والے ایک گروپ نے چارلس ڈریو یونیورسٹی آف میڈیسن اینڈ سائنس لاس اینجلس اور یونیورسٹی آف کیلیفورنیا لاس اینجلس کے سائنسدانوں کے ساتھ مل کر تحقیقی مطالعہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ مراقبہ بلڈ پریشر اور شدید ذہنی دباؤ جو کہ دل کے دورے کا ایک سبب ہے کم کرنے میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔ جب کہ امریکہ میں 5 کروڑ افراد ان امراض میں مبتلا ہیں۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ہم یقینی طور پر کچھ نہیں جانتے تاہم یہ نظریہ قائم کر سکتے ہیں کہ امکانی طور پر مراقبہ جسم کے اندر از خود درستی کرنے والے نظام کو تحریک دلاتا ہے، اس مطالعے سے پہلے اور مراقبے کے بعد ہائی بلڈ پریشر اور شدید ذہنی دباؤ کے مریضوں کی شریانوں میں جمے چربیلے مادوں کی پیمائش بھی کی گئی تھی۔ امراض قلب کے معیاری علاج کے بجائے کسی نے بھی مراقبہ کرنے کی تجویز نہیں دی تاہم جب یہ نتائج پہلی بار منظر عام پر آئے تو امریکی ہارٹ ایسوسی ایشن نے ملاحظہ کیا کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض علاج اور مراقبہ دونوں پر عمل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

مراقبہ کیسے کریں: اپنی سہولت کے حساب سے ایک وقت مقرر کر کے روزانہ اسی وقت پر آرام دہ نشست میں بیٹھ جائیں۔ ایک سو بار

یَاحَیُّ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ یَاحَیُّ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ

اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر آنکھیں بند کر کے یہ تصور کریں کہ آپ سبز روشنی سے منور ماحول میں بیٹھے ہیں۔ یا یہ تصور کریں کہ میرے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ اندازاً دس سے پندرہ منٹ کا یہ مراقبہ ہائی بلڈ پریشر کے مرض میں مفید ہے۔

☆ کبھی کبھار بکری کا گوشت بھی کھایا جا سکتا ہے لیکن کم مقدار میں۔
☆ پانی کی زیادہ مقدار

پرہیز:-

☆ مغز، کلیجی، پائے اور گردے وغیرہ سے پرہیز کریں۔
☆ خوراک میں نمک ممکنہ حد تک کم کر دیں۔
☆ تلی ہوئی چیز مثلاً پراٹھے، پکوڑے اور سموسوں وغیرہ سے پرہیز رکھیں۔
☆ دوران علاج مرچ مصالحہ بھی کم استعمال کریں۔

ورزش:-

کھلی ہوا میں روزانہ ہلکی ورزش بہت ضروری ہے، سخت قسم کی ورزشوں سے پرہیز کریں، ورزشوں میں

ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ پیدل چلنا، ہلکی جوگنگ یا سائیکل چلانا وغیرہ بہتر رہتی ہیں دوسری ہلکی ورزشیں بھی کی جا سکتی ہیں۔

آرام:-

پر سکون رہنے کی کوشش کریں اور فارغ اوقات میں اپنی دلچسپی کے مثبت مشغولیات اختیار کریں مثلاً مطالعہ، موسیقی، زبانیں سیکھنا اور پودے لگانا وغیرہ۔ نیند پوری لیں بستر میں جانے سے پہلے اگر ہلکی ورزش کر لی جائے یا سر پر کسی ٹھنڈے تیل کی مالش کر لی جائے تو نیند جلدی آجاتی ہے۔ اگر پھر بھی نیند نہ آئے تو ڈاکٹر سے رجوع کر سکتے ہیں۔

☆ادویات پابندی سے استعمال کریں اور اپنا بلڈ پریشر چیک کراتے رہئے۔

☆غم و غصہ کی کیفیات سے بچنے کی کوشش کریں۔

قدرتی علاج:-

☆آلو بخارے تین دانے، پودینے کے سبز پتے 9 گرام دونوں کو پانی میں اچھی طرح جوش دیں اور صبح نہار منہ پینا شروع کردیں۔ 15 سے 20 دن مسلسل پینے کے بعد پھر ایک دن ناغہ کر کے چند دن پی لیں اور پھر چھوڑ دیں۔

☆لہسن بڑھتے ہوئے بلڈ پریشر میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ لہسن کو پیس کر دودھ کے ساتھ معالج کے مشورے سے استعمال کر سکتے ہیں۔

☆ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو ریحان کی خوشبو زیادہ استعمال کرنی چاہئے یہ دماغ کو پرسکون کرتی ہے اور بلڈ پریشر کے علاج میں مفید پائی گئی ہے۔

☆روغن کدو کی سر پر مالش بھی بلڈ پریشر کو فائدہ کرتی ہے۔

☆سونف کے ساتھ ککڑی اور کھیرے کے بیج تین تین گرام پانی میں پینے کے بعد چھان کر صبح و شام پلائیں۔ جس سے نہ صرف یہ کہ پیشاب خوب آتا ہے بلکہ بلڈ پریشر کم ہوتا ہے اور گردوں کی ساخت کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔

☆آملہ کا مربا، گاجر کا مربہ اور سیب کا مربہ بھی خون کی رگوں کو کھولتا ہے۔

☆سہانجے کی پھلیوں اور پھولوں کا استعمال بھی مفید ہے۔

کلر تھراپی سے علاج:-

1- سبز رنگ پانی صبح و رات۔
2- سفید رنگ پانی کھانے سے پہلے دونوں وقت۔
3- فیروزی رنگ پانی دوپہر و شام۔
4- مریض کو روزانہ پندرہ منٹ تک سبز روشنی میں رکھا جائے۔

روحانی علاج

مندرجہ ذیل نقش کاغذ پر لکھ کر فیتہ (بتی) بنائیں اور اس کو روئی میں لپیٹ کر مریض کی چارپائی کے قریب جلائیں۔ جب تک مرض سے نجات نہ ملے یہ علاج جاری رکھیں۔

۹	۹	۹	۹
۹	۹	۹	۹
۹	۹	۹	۹
۹	۹	۹	۹

ہائی بلڈ پریشر کے لئے یہ تعویز سبز رنگ سے لکھیں۔ رنگ ایسا استعمال کریں۔ جو کھانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ علاج کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس روز ہے۔ فیتہ چاہے روز ایک بنائیں یا ایک سے زیادہ بنا کر رکھ لیں۔ فیتہ جلانے کے لئے مٹی کے دیئے میں گھی استعمال کریں۔

رضیہ سلطانہ

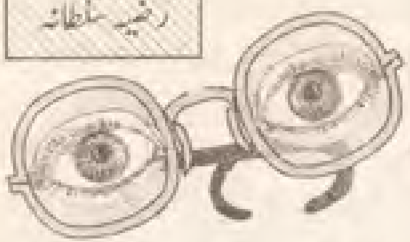

عینک سے نجات پایئے

آنکھوں کی کمزوری دور کرنے کے لیے حیرت انگیز علاج.....
ممکن ہے اس سے کئی ساتھی بھی واقف نہ ہوں.....

ڈاکٹر ولیم ایچ بیٹس امریکہ میں میڈیکل پروفیشن کی ایک شہرۂ آفاق شخصیت تھے۔ انہوں نے 30 سال امراض چشم پر تحقیق کی اس بلند پایہ تحقیق کی بنا پر اپنے تجربات و مشاہدات کو سامنے رکھتے ہوئے آنکھ کے امراض کے کئی پرانے نظریات مسترد کردیئے انہوں نے آنکھوں کی کارکردگی، ان کی دیکھ بھال اور امراض چشم کے بارے میں بالکل نئی تھیوری پیش کی جس نے ناقص بصارت کے علاج کے سلسلے میں ایک نیا رجحان پیدا کردیا اور اسے نہ صرف امریکہ بلکہ یورپ میں بھی بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر ولیم کے مطابق بینائی کی کمزوری پر قابو پانے کا مروجہ طریقہ مصنوعی عدسوں یعنی نظر کے چشمے کا استعمال ہے۔ ان سے بینائی کو حقیقی طور پر کوئی تقویت نہیں ملتی بلکہ صرف اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کسی لنگڑے کو بیساکھیوں سے سہارا مل جاتا ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ عدسوں کے استعمال کرنے سے بعض اوقات گھٹتی ہوئی نظر کو مزید گھٹنے سے روک دیا جاتا ہے۔ جب کہ ماہرین نے واضح طور پر معلوم کرلیا تھا کہ ان کے پاس عینکیں اور دیگر مروجہ وسائل جو موجود ہیں وہ آنکھ کی انعطافی کجیوں Errors Of Refraction کا ازالہ کرنے، ان کے مزید بڑھنے کے عمل کو روکنے یا اس سے متعلق دیگر پیچیدگیوں پر قابو پانے کے لئے کارآمد نہیں ہیں۔ جب کہ انسانی آنکھ پر تیس برس کے مطالعہ / تحقیق سے جو مشاہدات سامنے آئے ہیں ان سے ہر ماہر امراض چشم خواہ اس کا تجربہ کتنے ہی سالوں پر محیط کیوں نہ ہو اتفاق کرتا ہے کہ انعطاف نظر کے امراض کے ناقابل علاج ہونے کا نظریہ، مشاہدے میں آنے والے حقائق سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتا۔ ایسے واقعات کی کوئی کمی نہیں کہ انعطاف نظر اور اس کی کجیوں Errors کے مریض خود بہ خود صحت یاب ہوگئے یا ان کی ایک کیفیت دوسری کیفیت میں تبدیل ہوگئی۔

انعطافی کجی کے ناقابل علاج ہونے کے اس نظریئے کے مطابق، جو ہم میں سے بیشتر اسکول کے زمانے میں پڑھ چکے ہیں یہ ہے کہ "آنکھ کسی قریب یا دور کی چیز کو دیکھنے کے لئے اپنا فوکس درمیانی فاصلے کے مطابق تبدیل کرتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی عدسے کی گولائی کو کم یا زیادہ کر کے آتی ہے۔ اس طرح بصارتی نقص نظریاتی طور پر مستقل نوعیت کا حامل ہوا۔ اس کی غیر مستقلی کی وضاحت کے لئے یہ ماہرین بصارت ایک خیال پیش کرتے ہیں کہ عدسے میں اپنی گولائی کو تبدیل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس صلاحیت کی بدولت (بقول ان کے) عدسہ نہ صرف اپنے بصارتی عمل پر قابو پاتا ہے بلکہ ضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی بھی کرسکتا ہے۔ دور کی نظر کی کمزوری کی صورت میں آنکھ کے ڈھیلے کے سامنے اور عقب کے مابین فاصلہ اتنا کم ہوجاتا ہے کہ روشنی کی تمام شعاعیں

پردہ چشم پر فوکس (مرتسم) ہونے کی بجائے اس کے عقب میں پہنچ کر فوکس ہو جاتی ہیں۔ مائیوپیا (قریب کی نظر کی کمزوری) کی صورت میں ڈھیلے کے سامنے اور عقب کے مابین فاصلہ بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے شعاعیں پہلے ہی فوکس ہو جاتی ہیں۔ یہ نظریہ آنکھوں کے بصارتی نقص کو لاعلاج قرار دیتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم ایچ بیٹس کے مطابق بصارتی نقص کا سبب اگر عدسہ کی غلط اندازی ہے تو اسے صرف درمیانے درجے کی عمر کا عارضہ سمجھا جاسکتا تھا اور وہ بھی صرف اوائل عمری کے زمانے میں۔ بڑے درجوں کے عارضے یا 45 سال کی عمر کے بعد لاحق ہونے والے عارضے (جب کہ عدسہ اپنی لچک کھو چکا ہو) کی اس نظریہ کے حوالے سے وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ عدسے کی گولائی کا نقص یا اس پر پڑنے والی شعاعوں کے صحیح طور پر منعکس نہ ہونے کی بیماری کا غائب ہو جانا یا اس کے کریکٹر میں تبدیلی آجانا اس سے بھی زیادہ پیچیدہ مسائل پیدا کرتی ہے۔ تجربات کے دوران مشاہدات سے یہ واضح ہو گیا کہ انعطاف نظر کے متعدد مریض یا تو خود بخود ٹھیک ہو گئے یا ان مسائل کی ظاہری شکل میں تبدیلی آگئی۔ ولیم تحقیق میں ایک بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ انعطاف نظر کی بیماریاں لاماسکیت، مائیوپیا اور ہائپر میٹروپیا انسان اپنی مرضی سے خود بھی پیدا کر سکتا ہے "مائیوپیا اور ہائپر میٹروپیا کا تعلق اصل میں قریب یا دور کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے آنکھ کے استعمال سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق آنکھ پر پڑنے والے دباؤ سے ہے"۔ انعطافی نقص کوئی مستقل روگ نہیں۔ انعطاف نظر کی بیماریاں آنکھ کے ڈھیلے میں عضوی تبدیلیاں واقع ہونے کے باعث نہیں پیدا ہوتیں اور نہ ہی عدسے کی مسافت میں تبدیلی آجانا اس کا سبب ہوتا ہے بلکہ اصل سبب آنکھ کے ڈھیلے کے بیرونی عضلات کے ایکشن میں فعلیاتی بے ترتیبی واقع ہو جانا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم ایچ بیٹس کی تحقیق کے اہم نکات میں ہے

"عینکیں ہمیشہ کم یا زیادہ نقصان ضرور پہنچاتی رہتی ہیں یہ بات پورے وثوق اور اطمینان کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ایک نارمل انسان کی بصارت میں عینک کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ آپ ایک طاقتور محدب شیشے میں سے کسی رنگ پر نظر جمائیں تو آپ کو خالی آنکھ سے دیکھنے کے مقابلے میں وہ کم روشن نظر آئے گا۔ رنگ اور شکل و صورت دونوں خالی آنکھ سے عینک کے مقابلے میں زیادہ صاف دکھائی دیتے ہیں۔ اس بات کا اندازہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ چشمہ لگانے والی خواتین جب کپڑے کی خریداری کے لئے دکان میں جاتی ہیں تو مختلف نمونوں کا موازنہ کرتے وقت عینک اتار دیتی ہیں۔ جو خواتین بصارت کے معمولی نقص کے لئے بھی چشمے استعمال کرتی ہیں ان کے مشاہدے میں یہ بات آچکی ہے کہ عینکوں نے انہیں کسی قدر کلر بلائنڈ کر دیا ہے۔ عینک کا استعمال شروع کرنے والا شخص ان سے اس وقت تک دیکھنے کے قابل نہیں ہوتا جب تک وہ اس انعطافی نقص کا درجہ خود پیدا نہ کرلے۔ اگر کوئی شخص محدب سے اچھی طرح دیکھنے کے قابل ہو گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انعطافی کجی کے ایک زاویے کو مستقل طور پر قائم رکھ رہا ہے بصورت دیگر وہ اسے مستقل طور پر برقرار نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا توقع کی جانی چاہئے کہ اس کی حالت مزید بگڑے گی۔ یہ بات تجربے میں آچکی ہے کہ ایسا ہو کر رہتا ہے۔ جب لوگ ہمت کر کے ایک بار عینک کو توڑ ڈالیں تو اس کے بعد وہ ایک یا دو ہفتوں میں اپنی بصارت کی بہتری کو محسوس کرلیتے ہیں۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ عینک ترک کرنے کے بعد قوت بصارت لامحالہ بہتر ہوتی ہے"۔

انعطافی نقص ..... اسباب اور علاج:-

کھنچاؤ:- ہزارہا آنکھوں کے معائنے سے یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے آنکھ کے ڈھیلے کے بیرونی عضلات کو جب بھی غیر معمولی ایکشن کرنا پڑتا ہے تو دیکھنے والے کو اس کے ساتھ ہی ایک کھنچاؤ سا محسوس ہونے لگتا ہے اور جب اس کھنچاؤ میں کمی آتی ہے تو یہ عضلات نارمل

ہو جاتے ہیں اور انعطاف کی تمام خرابیاں غائب ہو جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ جنہیں آنکھوں کی تکالیف کے علاج کے لئے آنکھوں کو سکون دینے کا مشورہ دیا جاتا ہے فوراً سوال کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر نیند سے خود بخود علاج کیوں نہیں ہو جاتا۔ دراصل نیند کے دوران آنکھیں حالت سکون میں بہت ہی کم رہتی ہیں۔ اگر بیدار و جاگنے کے اوقات میں کھنچاؤ میں ہو تو سوتے میں بھی یہ کھنچاؤ موجود رہتا ہے۔ انعطاف کی کجی کھنچاؤ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ فاصلے پر واقع چیز کو نہ دیکھ پانا کھنچاؤ کا سبب بن جاتا ہے۔ آنکھ اپنی حالت سکون میں دور دیکھنے کے لئے خود ہی "تیار" رہتی ہے۔ اگر کوئی شخص دور فاصلے کی چیز کو دیکھنے کے لئے کوئی کوشش بروئے کار لانا چاہتا ہے تو یہ غلط حرکت ہوگی۔ نظارہ کرتے وقت خود پر دوسری نوعیت کا نظارہ نہیں کرنا چاہئے۔

مرکزیت:- جب بصارت کا مرکزی ارتکاز صحیح ہو تو اس وقت آنکھ نہ صرف کامل صحت کی حامل ہوتی ہے بلکہ سکون کی حالت میں بھی ہوتی ہے۔ اسے غیر معینہ مدت تک بغیر تھکاوٹ کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ دراصل جب آنکھ فاصلے کے پوائنٹ پر نظر جماتی ہے تو اس کے بصری محورات متوازی ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس حالت میں اس کے عضلات کسی قسم کی ناتوانی محسوس نہیں کرتے۔ عام ماہرین بالعموم اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ بصارت کی مرکزیت سے نہ صرف آنکھ کی انعطافی خرابیاں اور فعلیاتی بے قاعدگیاں دور ہو جاتی ہیں بلکہ عضوی تکالیف میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب مرکزیت حاصل ہوگی تو سفید موتیا، پتلی کی جھلی کے ورم جیسی تکالیف دور ہو گئیں۔

تصور و یادداشت بطور معاون بصارت:-

اگر آپ گھڑی کی ٹک ٹک، کسی بو اور خوشبو یا کسی ذائقے کو "یاد" کر سکتے ہیں تو آپ کا ذہن کامل حالت آرام و سکون میں ہے اور اگر آپ آنکھیں بند کریں گے تو کامل سیاہی دیکھیں گے۔ سیاہ رنگ دیگر رنگوں کے مقابلے میں زیادہ مقدار میں دستیاب رہتا ہے۔ پرنٹر کی انک سے بڑھ کر کوئی چیز سیاہ نہیں ہوتی اور سیاہ چیزیں ہر جگہ دکھائی بھی دیتی ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کی حالت سکون کو صحیح طور پر ناپنے کے لئے سیاہی کی یاد کسوٹی یا معیار بنایا جاسکتا ہے۔ اگر رنگ اپنی کامل صورت میں کسی کی یادداشت میں ہے تو اس شخص کو ہم مکمل حالت سکون کا حامل قرار دے سکتے ہیں اور اگر رنگ یاد نہیں تو وہ شخص سکون سے کلیتاً محروم ہے۔ سیاہ چیز کے بارے میں تقریباً مکمل یادداشت ریٹینو اسکوپ پر ایسے ظاہر ہوتی ہے کہ انعطاف کی تمام خرابیاں اور کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ تصور، یادداشت اور بصارت درحقیقت آپس میں گہرا رابطہ یا مطابقت رکھتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک کامل ہو تو سب کامل ہوتے ہیں اور جب ایک ناقص ہو تو سب ناقص یا غیر کامل ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں کہ حرف کا تصور کیا جاسکتا ہے تو وہ دیکھنے کی کوشش کئے بغیر ذہنی آمادگی سے جو کچھ دیکھے اور اس کا اس کے تصور کے ساتھ موازنہ کرے تو وہ محسوس کرے گا کہ تصور سے اس کی بصارت میں خاصی ترقی واقع ہوئی ہے۔

نظر کی گردش (شفٹنگ) اور گھماؤ:- نارمل بصارت والی آنکھ کی شفٹنگ عموماً ظاہر نظر نہیں آتی لیکن افتھیلمو اسکوپ سے براہ راست مشاہدہ کیا جائے تو شفٹنگ کا پتہ چل سکتا ہے اس کی شفٹنگ بہت تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس غیر کامل بصارت والی آنکھوں میں شفٹنگ کا عمل سست رفتار ہوتا ہے۔ بصارت کو ترقی دینے کے بہترین طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ نارمل بصارت کی غیر شعوری شفٹنگ کے عمل کی شعوری طور پر نقالی کی جائے اور ایسی شفٹنگ سے جو ظاہری حرکت پیدا ہو، اسے اپنی گرفت میں لایا جائے، اس سے نظری انعطاف کی کجی لامحالہ دور ہو جاتی ہے۔

علاج:- ڈاکٹر ولیم ایچ بیٹس نے جو علاج کے اصول تیار کیے تھے انہوں نے ان سے ہزاروں مریضوں کی انعطافی

کمزوریاں دور کر دی تھیں اکثریت علاج کے پہلے مرحلے میں ہی ٹھیک ہو گئے تھے۔ ان کا طریقہ علاج یہ تھا۔

اب نارمل بصارت کا عینک کے بغیر علاج کرنے کے جتنے طریقے وضع کیے گئے ہیں ان کا مقصد پہلے ذہن کا سکون حاصل کرنا اور بعد ازاں آنکھوں کو پرسکون بنانا ہے۔

☆ آنکھوں کو آرام دینا:۔ سادہ طریقہ آنکھوں کو مختصر یا طویل وقفہ کے لئے اس طرح بند رکھنا ہے کہ آپ ساتھ ساتھ کوئی خوشگوار بات سوچ رہے ہوں۔

پامنگ یا ہتھیلیوں کی مشق:۔ اس سے بھی زیادہ سکون آور طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے انہیں اس طرح ہتھیلیوں سے ڈھانپ دیا جائے کہ روشنی بالکل اندر نہ پہنچ سکے۔ آنکھیں بند کرنے کے بعد دونوں آنکھوں پر ہتھیلیاں یوں جمائیں کہ انگلیاں ماتھے کو کراس کر رہی ہوں آنکھوں پر ہتھیلیوں کا دباؤ نہیں ہونا چاہئے۔ جب آپ نے آنکھوں کو صحیح طور پر ڈھانپ رکھا ہو گا تو آپ کو سیاہ میدان دکھائی دے گا۔ اس مشق کو دیر تک وقفے وقفے سے انجام دیں جب اس مشق میں مہارت حاصل ہو جائے گی تو بصارت نارمل ہو جائے گی۔

شفٹنگ یا گھماؤ:۔ شفٹنگ کے درج ذیل طریقے بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنایا جا سکتا ہے۔

نمبر 1:۔

۱۔ ایک بڑے حرف پر نظر ڈالئے۔

۲۔ اس سے کافی دور چھوٹے حرف کو دیکھیں تاکہ بڑا حرف مدہم نظر آئے۔

۳۔ پھر دوبارہ بڑے حرف کو دیکھیں۔

۴۔ اس مشق کو چھ بار دہرائیے۔

جب اس مشق میں کامیاب ہو جائیں گے تو دونوں حروف بالکل صحیح دکھائی دیں گے۔

نمبر 2:۔

۱۔ دس یا بیس فٹ دور کھڑے ہو کر سیاہ دھبے کو دیکھتے ہوئے تین سے ایک فٹ تک قریب آئیں۔ پھر دور جائیں۔

اس مشق کو دس بار دہرائیے۔

یاد داشت (حافظہ):۔ جب نظر نارمل ہو ذہن ہمیشہ مکمل طور پر حالت سکون میں ہوتا ہے اور جب یادداشت کامل ہو ذہن بھی سکون میں ہوتا ہے لہٰذا نظر کو یادداشت کے استعمال سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

مشق کے مقاصد کے لئے کوئی چھوٹا حرف بہت موزوں ہوتا ہے۔ جس کو آنکھیں ڈھانپ کر تصور کرتے ہیں۔ اس سے آنکھوں کو بہتر ریسٹ ملتا ہے اور نقش حافظہ میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

بصارت کا ارتکاز:۔ بصارت کا ارتکاز بہت ہی بہترین مشق ہے اس سے انعطافی کجی مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے اور نظر نارمل ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے بہترین ایکسر سائز باریک پرنٹ کو پڑھنا ہے۔ پرنٹ کو آنکھوں سے اتنے فاصلے پر رکھنا ضروری ہے کہ آنکھوں کی مرکزیت قائم ہو جائے۔

دھوپ سینکنے کی ورزش:۔ آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی اتنی ہی ضروری ہے جتنا آنکھ کو آرام دینا اور کھنچاؤ کم کرنا ضروری ہے۔ اس ورزش کے لئے صبح و شام کی دھوپ زیادہ مناسب ہوتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے۔ سورج کی روشنی کو آنکھوں کے بند پپوٹوں پر پڑنے دینے کی عادت ڈالئے۔ ایسا کرتے وقت سر کو تھوڑا تھوڑا دائیں سے بائیں گھمانا بہتر رہتا ہے کیونکہ اس سے کھنچاؤ میں کمی آتی ہے۔ جب آپ سورج کی روشنی کے عادی ہو جائیں تو ایک آنکھ کے اوپر والے پپوٹے کو اس طرح اٹھائیں کہ سفید چشم چمکتی دھوپ کے سامنے رہے اور آپ نیچے دیکھتے رہیں روشنی صرف سفید چشم پر پڑے پھر دوسرے پپوٹے کو اٹھائیں اور یہی عمل دہرائیں ایک ہی وقت میں اس کے لئے چند منٹ کافی ہیں پھر بعد میں آنکھیں دھولیں آنکھوں کی کمزوری دور کرنے میں اس سے بہتر شاید ہی کوئی ورزش

انناس

طبیعت گھبرا رہی ہو، کام میں دل نہ لگے

ایسی صورت میں انناس کا استعمال ایک اچھا ٹانک ثابت ہوگا

جس سے آپ کے مزاج میں شگفتگی آئے گی اور مزاج تروتازہ ہو جائے گا

انناس جسے انگریزی میں **Pine-apple** کہتے ہیں گرم اور مرطوب آب و ہوا کے پودے انناس کا پھل ہے۔ انناس کا اصل وطن عموماً جنوبی امریکہ کو کہا جاتا ہے۔ لیکن اب اس کی کاشت دنیا کے بیشتر ملکوں میں ہوتی ہے اور تقریباً ہر ملک کے افراد اس کو شوق سے کھاتے ہیں۔ انناس دیکھنے میں تو ہے ہی بہت خوبصورت لیکن یہ خوشبو اور ذائقے کے لحاظ سے بھی بہترین ہے انناس اوپر سے ہلکا پیلا قدرے سرخ ہوتا ہے۔ جب کہ اندرونی طور پر زرد اور ذائقہ ترشی مائل شیریں ہوتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت برائے نام ہوتی ہے اس لئے یہ زیادہ تر باہر کے ممالک سے منگوایا جاتا ہے اور اس کے دام مہنگے ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔ ویسے تو انناس کسی نہ کسی شکل میں سال بھر موجود رہتا ہے۔ اس کے مربے، جوس، جام، **gravies** وغیرہ بھی بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ انناس میں معدنی اجزاء اور حیاتین وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں خصوصاً پکے ہوئے انناس میں وٹامن سی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں وٹامن اے، رائبو فلاوین، تھایامین، وٹامن سی، پروٹین، نشاستہ، حرارے، فولاد، کیلشیم اور فاسفورس پائے جاتے ہیں اس میں کلورین کی بھی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے جو نظام انہضام کے لئے بہت مفید ہے۔ خاص طور پر پروٹین بڑی آسانی سے ہضم ہو جاتے ہیں انناس مختلف تکالیف کے لئے بھی مفید ہے مثلاً بعض لوگوں کے گلے کے تھائیرائیڈ گلینڈز بڑھ جانے کے باعث پھول جاتے ہیں جس سے کھانے کی نالی تنگ ہو جاتی ہے یہ تکلیف گوئٹر کہلاتی ہے انناس اس مرض میں مفید ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کے استعمال سے نالیوں کی سوجن کم ہو جاتی ہے اس کے استعمال سے بلڈ پریشر کم رہتا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد گردوں اور مثانوں کی تکالیف میں مفید ہے پیشاب کھل کر آتا ہے جسم کے مضر صحت مادے خارج ہو جاتے ہیں۔ لیکن بلغمی افراد کے لئے اس کا استعمال درست نہیں کیونکہ اس کے استعمال سے بلغم آتا ہے لیکن یہ کھانسی اور زکام وغیرہ میں مفید ہے اور یرقان میں بھی فائدہ مند ہے اس کی مٹھاس میں ہلکی سی ترشی ہوتی ہے لیکن مزاج سرد تر ہے اس کا باقاعدہ استعمال کمزور افراد کو فربہ کر سکتا ہے دل و دماغ کو طاقت ملتی ہے طبیعت میں گھبراہٹ یا بے چینی ہو تو اس کا استعمال طبیعت کو شگفتہ بنا دیتا ہے۔

صبا انصاری

انناس کا رس خناق کے لئے ایک بہترین علاج ہے۔ اہل یورپ نے یہ علاج حبشیوں سے سیکھا۔ ایک یورپی جس نے حبشیوں کو یہ علاج کرتے دیکھا وہ اس کے متعلق یہ لکھتا ہے کہ اس کے رس کو زبردستی مریض کے منہ میں ڈال دینا چاہئے۔ اس کے رس میں یہ تاثیر ہے کہ وہ خناق کی جھلی کو کاٹ کر گلا کھول دیتا ہے یہ بیان کاغذ پر تو نہایت آسان لگتا ہے اور پڑھ کر بڑی ڈھارس بندھتی ہے مگر

وہ لوگ جو خناق کو جانتے ہیں کہ یہ کس نوعیت کا مرض ہوتا ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ انناس کا رس پلانا، غیرہ کا خناق کے مریض کے حلق سے اترو دینا عملی طور پر اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا اس کا لکھنا آسان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس سلسلے کی واضح ہدایات کو مد نظر رکھا جائے تاکہ یہ نسخہ ہر مریض کے کام آسکے۔

انناس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرلیے جائیں اور کسی کھرل وغیرہ میں اس کا خوب کچومر نکال دیا جائے۔ پھر کسی مضبوط سے کپڑے میں اسے رکھ کر نچوڑ لیا جائے پھر اس کا یہ رس چاندی کے چمچے میں ڈال کر مریض کو دیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک دو مرتبہ بھی مریض کے حلق سے نیچے نہ اترے لیکن اس کا فائدہ تو بہر حال ہوگا کہ اس کے رس سے منہ اور گلا حل جائے گا۔ اس کے علاوہ اس طرح بار بار دیتے رہنے سے خناق کی جھلی نرم پڑنی شروع ہوجائے گی۔ اس صورت میں طبیب کو چاہئے کہ وہ مریض کے منہ میں چاندی کا چمچہ ڈال کر جتنی دور تک ممکن ہو گلے کو آہستہ آہستہ دبائے اور جھلی کو کاٹے مگر ایسا نہ ہونا چاہئے کہ یہ عمل مریض کے لئے ناقابل برداشت ہوجائے۔ اس میں اچھی خاصی ہنر مندی اور ہوشیاری کی ضرورت ہے پھر رس گلے سے نیچے اترنے لگے گا۔ یہ واضح رہے کہ طبیب کو کئی گھنٹے تک یہ کام کرنا پڑے گا تب کہیں جا کر مریض کا حلق کھلے گا اس دوران مریض کو کوئی دوسری غذا نہیں دی جائے اس کام کے لئے یا تو ہڈی کا چمچہ لیا جائے یا چاندی کا۔ معمولی چمچوں سے یہ کام ہرگز نہ کیا جائے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد چمچے کو کھولتے ہوئے پانی میں دھوتے رہیں۔ کچے انناس کے رس کو اگر زیادہ مقدار میں خواتین کھائیں تو یہ رحم سکڑنے کا باعث بنتا ہے لہٰذا حاملہ خواتین کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ پکے ہوئے پھل کا رس خالص معدی رطوبت کی تیزی کو ہلکا کرتا ہے۔ جن افراد میں وٹامن سی کی کمی ہوتی ہے ان کی طبیعت میں چڑچڑاہٹ پیدا ہوجاتی ہے اور جسمانی نشوونما نہیں ہوتی ایسے افراد کو انناس خوب استعمال کرنا چاہئے۔

درد سر

یہ کہاوت یاد رکھئے کہ "آنت بھاری ماتھا بھاری"۔ ہماری غذائی عادت کا ایک اہم تحفہ قبض ہے۔ اکثریت اس مرض میں مبتلا رہتی ہے اور قبض کئی امراض کا اہم سبب ہوتا ہے۔ سر میں درد کی ایک اہم وجہ قبض بھی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک سر ہی کیا پورا جسم بوجھل اور بے کل رہتا ہے۔ فضلات کے آنتوں میں اٹکے رہنے سے زہریلے مادے خون میں جذب ہوکر مختلف تکلیفوں کا سبب بن جاتے ہیں۔ چائے، کافی، کولا ڈرنکس اور زہریلی ادویات کا استعمال کرکے زہروں کی مقدار میں مزید اضافہ کرلیا جاتا ہے۔

درد سر کا ایک اہم سبب نیند کی کمی بھی ہے۔ رات گئے تک ٹی وی دیکھنے والے اپنی نیند کس طرح پوری کرسکتے ہیں۔ پھر آج کے مسابقت اور مقابلے سے بھری دنیا میں جہاں رقابتیں اور حسد، بغض اور کینہ پوری عروج پر ہوں، جذباتی تناؤ سخت ہوتا چلا جاتا ہے۔ جو سر درد کے علاوہ بلڈ پریشر میں اضافے اور امراض قلب و فالج وغیرہ تک جا پہنچتا ہے۔ اس اضافے اور امراض قلب و فالج وغیرہ تک جا پہنچتا ہے۔ اس سے نجات کی بھی بہترین صورت رہن سہن اور غذائی عادات میں تبدیلی ہے۔ ریشے دار غذائیں، پھل، کچی پکی سبزیاں، بے چھنا آٹا، چھلکے والی دالیں، کم مسالوں کے کھانے زیادہ کھائے جائیں اور دو کھانوں کے درمیان زیادہ پانی پیا جائے۔ رات بھر پور نیند لینے کی عادت ڈالی جائے۔ اس طرح مرض دور ہوگا اور دماغ اور اعصاب کو آرام بھی نصیب ہوگا۔ مسابقت کو جائز حد سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔

سونے سے قبل کسی اچھے تیل کی سر میں مالش آرام پہنچاتی ہے۔ پیشانی اور کنپٹی کو آہستہ آہستہ سہلانا بھی ایک اچھی تدبیر ہے۔ نزلے وغیرہ کی وجہ سے سر میں درد ہوتا ہو تو اس کا علاج کریں۔ شور سے الگ اور نیم تاریک کمرے میں ایک دو گھنٹے سو جائیں سر میں درد کی تکلیف ختم ہوجائے گی۔

(مرسلہ: شائستہ۔ کراچی)

خواتین خانہ کا پسندیدہ کالم

دسترخوان

مرتبہ: نزہت صدیقی

آپ بھی آزمودہ اور لذیذ ڈشز کی تراکیب اور کچن کے لئے کارآمد ٹوٹکے ارسال کرسکتی ہیں

مٹن پائی

"مٹن پائی" میں مختلف سبزیاں استعمال ہوتی ہیں آپ کو جو سبزیاں پسند ہوں آپ "مٹن پائی" میں ڈال سکتی ہیں۔

اشیاء: گوشت، 1/2 کلو (بکرے کا بغیر ہڈی کے)، آلو، 3 پاؤ۔ مٹر، 1 پاؤ۔ مکھن، دو اونس۔ دودھ، 1 پیالی۔ گاجر، 1 پاؤ۔ ہری مرچیں، دو عدد۔ میدہ، چائے کے 3 چمچ۔ چینی، ایک چھوٹا چمچ۔ نمک، دو چائے کے چمچ۔ کالی مرچ، ڈیڑھ چائے کا چمچ۔ انڈا، 1 عدد۔

ترکیب: گوشت ابال لیں تاکہ گل جائے ابلے ہوئے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں۔ آلو ابال کر پیس لیں۔ انڈا پھینٹ لیں۔ اب آلو میں پھینٹے ہوئے انڈے اور 1/2 چمچ کالی مرچ پسی ہوئی ملالیں۔ گاجر کے چوکور ٹکڑے کاٹ لیں مٹر اور گاجر کو ابال لیں ہری مرچیں باریک کاٹ لیں۔

"وائٹ ساس" بنانے کے لئے ایک دیگچی میں مکھن گرم کریں۔ مکھن میں میدہ ہری مرچ، گاجر اور مٹر شامل کردیں، پھر مکھن میں گوشت اور دودھ شامل کرکے ہلکی آنچ پر پکائیں اور چمچہ مسلسل چلائیں۔ چینی، نمک اور باقی پسی ہوئی کالی مرچ گوشت میں ڈال کر چولہا بند کردیں۔ "وائٹ ساس" تیار ہے۔ ایک ڈش میں اس کے چاروں اطراف پسے ہوئے آلوؤں کی موٹی سی تہہ بچھائیں ڈش کے درمیان میں آلوؤں کی پتلی تہہ بچھادیں آلوؤں کے درمیان میں "وائٹ ساس" ڈالیں۔ اور ڈش کو 15 منٹ تک دہکتی آنچ پر رکھیں۔ لذیذ "مٹن پائی" تیار ہے۔

(مرسلہ: نگہت محمود سحر۔ گوجرانوالہ)

ایپل پائی

پیسٹری کے اجزاء: آٹا چھنا ہوا دو کپ۔ مارجرین پانچ سالن کے چمچے۔ نمک، ایک چٹکی۔ سوڈا، ایک عدد۔ شکر پسی ہوئی تین کھانے کے چمچ۔

فلنگ کے اجزاء: سیب بڑے چھ یا سات عدد۔ شکر، تین کھانے کے چمچ۔ گھی، ایک کھانے کا چمچ۔ لیموں کا رس، ایک کھانے کا چمچ۔ پسی ہوئی دار چینی، 1/4 چائے کا چمچ۔

ترکیب: ایک تسلے میں نمک اور آٹا لے کر مارجرین اور گھی کے ساتھ اتنا گوندھیں کہ چھوٹی چھوٹی گٹھلیاں بن جائیں۔ شکر ملا کر انڈہ پھینٹیں اور آٹے کو اچھی طرح گوندھ لیں۔ پلاسٹک میں لپیٹ کر ایک گھنٹے تک فریج میں رکھ دیں۔

فلنگ کی ترکیب: سیب کی قاشیں بنا کر اس پر دار چینی لیموں کا رس چینی ڈال کر اچھی طرح ملالیں۔

پائی کی تیاری: پیسٹری کا دو تہائی آٹا لے کر بیل لیں اور اسے 58 انچ چوڑے ٹن کے ڈھکنے والے سانچے میں ڈال دیں اب اس میں سیب کی قاشیں بھر دیں پھر پانی اور مارجرین کا ہلکا سا چھڑکاؤ کریں۔ باقی آٹا بیل کر پائی پر ڈھک دیں۔ کناروں کو کانٹے سے بند کردیں۔ پائی پر چھری سے کچھ کٹ لگائیں تاکہ بھاپ خارج ہوسکے پھر ہلکا سا پانی اور شکر چھڑک دیں۔ 15 منٹ پہلے اوون گرم کریں پھر پائی پچاس منٹ تک

ں اس کا رنگ گولڈن براؤن ہو جائے تو ...م کے ساتھ کھائیں۔ موسم گرما میں اس کے ...نے کا مزہ آئسکریم سے دوبالا ہو جاتا ہے۔ آپ بھی ٹرائی کریں یقیناً آپ کو پسند آئے گا۔

(مرسلہ: شاہدہ سلطان بخش۔ حیدر آباد)

بالٹی مچھلی

اشیاء: مکئی کا تیل، 2 کھانے کے چمچے۔ کلونجی، 1 چائے کا چمچہ۔ سرخ مرچ کٹی ہوئی، چار عدد۔ لہسن کٹا ہوا، 3 جوے۔ پیاز کٹی ہوئی، ایک درمیانی۔ ٹماٹر، 2 عدد۔ سارا زیرہ پسا ہوا، ایک کھانے کا چمچہ۔ نمک، ایک چائے کا چمچہ۔ دھنیا پاؤڈر، ایک چائے کا چمچہ۔ سول مچھلی، 2 عدد (75 گرام فی مچھلی)، پانی، 3/2 کپ۔ لیموں کا رس، ایک کھانے کا چمچہ۔ دھنیا تازہ کٹا ہوا، ایک کھانے کا چمچہ۔ چاول یا پراٹھے،

ترکیب: ایک کڑھائی میں تیل گرم کرلیں۔ آنچ آہستگی سے ہلکی کرلیں، اور اس میں کلونجی، کٹی ہوئی مرچ، پیاز، لہسن ڈال دیں 3، 4 منٹ تک بھونیں۔ ایک دو دفعہ چمچہ چلائیں ٹماٹر کو لمبا کاٹیں پھر گرم ابلتے ہوئے پانی میں تیس سیکنڈ تک رکھیں پھر ٹھنڈے پانی میں ڈال دیں تاکہ چھلکا آسانی سے اتر جائے پھر باریک ٹکڑے کرلیں۔ دھنیے اور کھوپرے کے ساتھ کڑھائی میں ڈال کر چلائیں تاکہ اچھی طرح مکس ہو جائے۔ مچھلی کے تین ٹکڑے کرلیں اور کڑھائی میں ڈالتے جائیں آہستگی سے الٹ پلٹ کرتے رہیں تاکہ مصالحہ میں اچھی طرح مل جائے۔

7-5 منٹ تک پکائیں اگر ضروری ہو تو آنچ ہلکی کرلیں کپ کا پانی، لیموں کا رس اور ہرا دھنیا ملا کر 3-5 منٹ تک پکائیں۔ حتیٰ کہ پانی ختم ہو جائے چاول یا پراٹھے کے ساتھ نوش فرمائیں۔

پاؤپنگ

اس میٹ ڈش کو "پیکنگ ڈولیز" بھی کہتے ہیں۔

اشیاء: پھینٹے ہوئے انڈے، دو عدد۔ سویا ساس، ایک چمچہ۔ گوبھی، 1/2 اونس کتری ہوئی۔ پالک، 2 اونس کتری ہوئی۔ گاجریں، 2 اونس کتری ہوئی۔ کالی مرچیں اور نمک حسب ذائقہ۔ بھنا ہوا چکن، دو اونس۔ بھنا ہوا گوشت، 2 اونس، موٹی پیاز، 1 عدد۔ آئل، 2 بڑے چمچے،

ترکیب: فرائی پین میں دو چمچے آئل گرم کریں۔ پھینٹے ہوئے انڈے ڈال دیں۔ جب سیٹ ہو جائیں تو چکن اور بڑے کا گوشت اس میں ڈال دیں دس منٹ فرائی کریں۔ سویا ساس، کالی مرچیں اور نمک اس میں شامل کر دیں۔ ان سب چیزوں کو نکال کر علیحدہ رکھ لیں۔

فرائی پین پھر آگ پر رکھ دیں۔ بقایا آئل اس میں ڈال دیں۔ موسمی فرائی کریں۔ جب سرخ ہو جائے تو اس میں سبزیاں ڈال کر فرائی کریں۔ لگاتار ہلاتے جائیں۔ دس منٹ فرائی کریں۔ پھر اس میں پہلے فرائی کی ہوئی چیزیں ڈال دیں، اس کو تین منٹ فرائی کریں، اور پھر گرم گرم پیش کریں۔

کچن ٹپس

لیموں کا رس محفوظ کرنا: لیموں کا رس نکال کر برف خانے میں جمادیں جب ضرورت پڑے تو نکال کر استعمال کریں۔

(مرسلہ: بدرالنساء۔ راولپنڈی)

مکھیوں سے نجات: مکھیوں سے نجات کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک بالٹی پانی میں سرف یا سوڈا اور تھوڑا سا سرکہ ڈال کر اس سے پوچا لگالیں۔ مکھیاں گھر میں داخل نہیں ہوں گی۔

(مرسلہ: رفعت جہاں۔ کراچی)

آٹے کو نمی اور کیڑوں سے بچائیں: آٹا، میدہ، سوجی اور بیسن ان چیزوں کو نمی سے بچانے کے لئے اگر ان میں بلوٹنگ پیپر (جاذب کاغذ) رکھ دیں تو آٹا سیلا نہیں ہوگا اور اگر تیزپات کے پتے رکھے جائیں تو کیڑے نہیں آئیں گے۔ اس کے علاوہ آٹا چھان کر ایک دو گھنٹے کے لئے دھوپ میں رکھ دیں تو آٹا نمی اور کیڑوں سے محفوظ رہے گا۔

(مرسلہ: ثمرین جمعہ۔ کراچی)

آپ کا کچن

آپ کا بیوٹی پارلر

آپ کا کچن آپ کا اپنا بیوٹی پارلر ہے۔ کچن میں موجود مختلف پھل، سبزیاں، زرعی اجناس اور مصالحہ جات آپ کو حسن و شادابی عطا کرسکتے ہیں۔

صدف قمر

خوبصورت اور پرکشش نظر آنے کے لئے خواتین آج کل مختلف بیوٹی پارلر جاکر سینکڑوں روپے خرچ کر رہی ہیں اور بعض اوقات الرجی اور دوسری شکایات میں مبتلا ہو رہی ہیں کیونکہ بیوٹی پارلر میں موجود کاسمیٹکس کی اشیاء جلد کے داغ دھبوں اور مہاسوں کو ختم نہیں کرتی بلکہ چھپاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ کاسمیٹکس میں موجود کیمیکلز سے جلد پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آپ اگر غور کریں تو آپ کے گھر میں آپ کا اپنا قدرتی بیوٹی پارلر موجود ہے۔ حیران نہ ہوں ہم بات کر رہے ہیں آپ کے کچن کی، جس میں موجود مختلف پھل، سبزی اور مصالحہ جات سے آپ پرکشش اور شاداب نظر آئیں گی اور نہ ہی اس سے جلد پر مضر اثرات مرتب ہوں گے۔

لیموں:- لیموں ہر گھر اور کچن میں موجود ہوتا ہے۔ لیموں صرف ذائقے اور ہضم کی صلاحیت کو ہی بیدار نہیں کرتا بلکہ جلد کے لئے بھی ٹانک ثابت ہوتا ہے خاص طور پر یہ دھوپ میں جھلسی ہوئی جلد کو نیا نکھار دیتا ہے چہرے کو تروتازگی بخشنے کے لئے لیموں ایک بہترین پھل ہے۔ جلد پر ہونے والے دھوپ کے اثرات اور میلانن نامی قدرتی رنگ کے دھبے پر لیموں کے رس میں روئی بھگو کر اسے ان دھبوں اور جھریوں پر جذب کیجئے۔ تھوڑی سی جلن ہوگی جو چند منٹ بعد ختم ہو جائے گی۔ لیموں کا رس صبح بھی لگایئے۔

نصف لیموں دو چائے کے چمچ روغن بادام اور شہد ایک اونس میں ملا کر چہرے پر خوب ملیں پھر بیس منٹ بعد نیم گرم پانی سے منہ دھولیں تو رنگت صاف ہو جائے گی۔

لیموں کے رس سے جلد کا میل کچیل صاف ہو جاتا ہے۔ چہرے کی حفاظت اور خوبصورتی کے لئے لیموں کا چھلکا بھی مفید ہے۔ بالوں میں خشکی ہو تو ایک اونس لیموں میں دو چائے کے چمچ شکر ملا کر بالوں کی جڑوں میں لگائیں جب بالوں کو صابن اور شیمپو سے دھویا جائے تو اس کے بعد ایک عدد لیموں ایک مگ پانی میں نچوڑ کر اس سے بالوں کو اچھی طرح دھولیں پھر صاف پانی سے بال دھولیں بالوں میں قدرتی چمک آجاتی ہے۔

لیموں کے رس میں ہم وزن کھیرے کا رس ملا کر چہرے پر لگائیں جلد کی چکنائی ختم ہوگی اور رنگت نکھر آئے گی۔

دو چمچ لیموں کا رس دو چمچ میدے میں ملائیں ایک چمچ دودھ ڈال کر پیسٹ بنالیں یہ اپنے چہرے پر لگائیں اور آدھ گھنٹہ سوکھنے دیں پھر نیم گرم پانی سے دھولیں یہ عمل روزانہ کرنے سے جھریاں بننے کا عمل کم ہو جاتا ہے۔

دودھ:- دودھ ہر گھر میں موجود ہوتا ہے۔ دودھ نیم گرم کر کے اس میں روئی کے پیڈ بھگو کر آنکھوں پر رکھیں۔ ہفتے میں دو بار ایسا کرنے سے آنکھوں کے گرد جھریاں اور حلقے

تھیں پڑیں گے۔ اسی طرح چہرے پر بھی روئی کے پیڈ لگائیں۔ چہرہ صاف ہو جائے گا اور اس سے زیادہ اچھا کلینزر اور کوئی نہیں۔ اسی طرح آدھ کپ آٹے میں دودھ ملا کر پیسٹ بنالیں آدھ گھنٹے بعد ماسک کی طرح چہرے پر لگائیں اور سوکھنے پر ہاتھوں سے مل کر اتارلیں۔ اس سے رنگت صاف ہو جائے گی۔

پپیتا:۔ ایک چھانک پپیتا لے کر اسے اچھی طرح کوٹ لیں اس میں ایک چٹکی بورکس (سہاگہ) ملائیں خشک دانوں والی جلد روغنی جلد اور جھائیوں کے لئے ہفتہ میں دو بار لگائیں۔ پپیتا پیس کر اس میں لیموں کا رس ملائیں اور اس کے ماسک کو چہرے پر کم از کم 45 منٹ تک لگا رہنے دیں ہفتہ میں تین دن لگانے سے فالتو چکنائی کم ہو گی اور جلد کے مسام صاف ہوں گے۔

تین چائے کے چمچے کے گودے میں بارہ قطرے لیموں کا عرق ملا کر چہرے پر لگائیں، آٹھ منٹ بعد منہ دھولیں۔

ٹماٹو:۔ ٹماٹر کو بلینڈر میں ڈال کر بلینڈ کر دیں اور ململ کے کپڑے میں ڈال کر نتھار لیں آدھ کپ لیموں کا رس اور آدھا کپ ٹماٹر کا رس ملا کر اس میں ایک چمچ گلیسرین ملائیں 2 چمچ عرق گلاب ملائیں یہ لوشن رنگت صاف کرنے کے لئے بہترین ہے۔ چہرے کی شادابی کے لئے ایک ٹماٹر کو اچھی طرح ہاتھوں سے مسل کر چہرے پر لگائیں بیس منٹ بعد چہرہ دھو کر اسکن ٹانک لگائیں۔

ادرک:۔ ادرک کا دو تین انچ ٹکڑا لے کر اسے چھیل کر جس جگہ سے بال گر رہے ہوں اس جگہ پر 10 منٹ تک ادرک سے مساج کریں۔ دن میں تین چار مرتبہ ادرک سے یہ عمل کریں یہ بال دوبارہ اگانے اور گرتے ہوئے بالوں کو روکنے کے لئے بہت مفید ہے۔

پیاز:۔ سر میں خارش اور خشکی کے لئے پیاز کا اتنا عرق لیں کہ پورے سر کے لئے کافی ہو اس سے سر کا مساج کریں ایک دن کے بعد سر دھولیں کسی اچھے شیمپو سے سر دھونے کے بعد نیم گرم سر کے سے متاثرہ حصوں پر مساج کریں۔ اگر خشکی سکری اور پر ہو تو تولیہ سے صاف کرلیں۔

انڈا:۔ انڈے کی زردی پھینٹیں اس میں ایک کھانے کا چمچ شہد ملا کر یکجان کرلیں اس کے بعد اس آمیزے کو چہرے پر لگائیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ ماسک اتارلیں اور چہرہ ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ انڈے کی سفیدی کو پھینٹ کر چہرے پر دس منٹ تک لگائیں پھر ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ انڈے کی سفیدی کو پھینٹ کر جھاگ بنالیں اس کے اندر تھوڑا سا پسا ہوا کافور ملا دیں اب اس کو چہرے پر ماسک کے طور پر لگائیں جب چہرے پر کھچاؤ محسوس کریں تو نیم گرم پانی سے دھولیں اب ایک پیالی میں ٹھنڈا پانی ڈال کر مزید برف کی ڈلیا ڈال کر اس کے پانی سے چہرہ دھوئیں اور تولیہ یا روئی سے صاف کریں۔ دو انڈوں کی سفیدی کو خوب پھینٹیں یہاں تک کہ یہ خوب گاڑھا ہو جائے پھر ٹوتھ برش کی مدد سے بالوں کی جڑوں پر لگایئے پندرہ منٹ بعد کنگھی کریں چکنے بالوں کے لئے مفید ہے۔

بادام:۔ بادام کی گری کو خشخاش کے ساتھ پیس کر پیسٹ بنالیں اور اسے چہرے پر لگائیں۔ مٹی کی پیالی میں ایک چمچ بالائی اور تین بادام کی گری مرکب بنا کر سونے سے قبل چہرے پر لیپ کریں یہ چھائیوں سے نجات کا بہترین نسخہ ہے۔ بادام کے مغز پیس کر ہونٹوں پر ملنے سے ہونٹ نہیں پھٹیں گے۔

کچھ بادام پیس کر دودھ ملالیں اور چہرے پر لگائیں دس منٹ بعد چہرہ دھولیں خشک جلد کے لئے بہترین نسخہ ہے۔

دہی:۔ دہی ایک حسن افزاء شے ہے دہی سے سر یا چہرے کی مالش زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ دہی کو بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح ملیں بیس منٹ پانی سے اچھی طرح دھولیں آپ کے بال چکنے، ملائم اور چمکدار ہو جائیں گے دہی کسی بھی اچھے شیمپو سے زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ دہی کے استعمال سے بالوں کی خشکی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ کھٹا دہی جو

دو تین دن کچن میں رکھا ہو اس میں انڈے کی سفیدی ملا کر بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح مالش کریں۔ پھنسیوں کے لئے دہی میں بیسن ملا کر چہرے پر لگائیں۔ مغربی ممالک میں دہی میں لیموں یا سنگترہ کا رس شامل کر کے چہرے کو صاف کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ چاول یا جو کے آٹے میں دہی شامل کر کے لیپ بنائیں اور چہرے اور ہاتھوں پر لگائیں بیس منٹ بعد نیم گرم پانی سے دھولیں چہرے کی رنگت نکھر جائے گی (جلد اگر انتہائی خشک ہو یا پھنسیاں ہوں تو یہ طریقہ ہرگز استعمال نہ کریں) دہی کی چھاچھ میں کوئی کپڑا بھگو کر اس کو چہرے پر اوڑھ لیں۔ دس منٹ بعد اس کپڑے کو یا ایک دوسرے کپڑے کو چھاچھ میں بھگوئیں اور چہرے کو دوبارہ سے ڈھانپ لیں۔ تین بار ایسا کرنے کے بعد خشک تولئے سے چہرہ صاف کرلیں یہ کلینزنگ کا کام دے گا۔ دہی میں انڈے کی سفیدی، لیموں کا رس اور چٹکی بھر شہد ملا کر ماسک بھی بنایا جاسکتا ہے۔

سنگترہ:۔ چہرے کے کیل مہاسوں کے لئے سنگترے کے چھلکے خشک کر کے انہیں پیس کر تھوڑے سے پانی میں ملا کر لیپ کریں چند روز استعمال سے کیل مہاسے اور داغ دھبے دور ہو جائیں گے۔ سنگترے کے خشک چھلکے کو چینی کی پیالی میں لے کر تھوڑے سے گرم دودھ میں بھگو دیں دو گھنٹے بعد چھلکے نرم ہو جائیں تو انہیں سل پر پیس لیں رات کو سونے سے پہلے اس ابٹن کی مالش چہرے، گردن ہاتھوں اور پیروں پر کریں۔ اگر سنگترہ نہ ہو تو مالٹے، کینو اور موسمی بھی استعمال کر سکتی ہیں۔

شہد:۔ شہد کو اپنے چہرے اور گردن پر لگائیں جب شہد ہلکا سا خشک ہونے لگے تو اپنی انگلیوں کی مدد سے تمام چہرے پر ہلکی سی مالش کریں یہ ماسک خشک جلد میں نمی پیدا کرتا ہے۔ اصلی شہد اور بالائی دونوں مل کر رات کو سوتے وقت چہرے پر لگائیں۔

سیب:۔ سیب کا جوس گیہوں کے آٹے میں ملا کر پیسٹ سا بنالیں یہ خشک جلد کے لئے انتہائی مفید ہے۔ وہ خواتین جن کے چہرے پر داغ ہے یہ ماسک پندرہ دن استعمال کریں داغ دھبے ختم ہو جائیں گے۔

پودینہ:۔ پودینہ کی دو گٹھیاں ڈیڑھ گلاس پانی میں ڈال کر بیس منٹ تک جوش دیں۔ پھر پودینے کے عرق کو چھان کر 300 ملی لیٹر کی شیمپو کی بوتل کے ساتھ مکس کرلیں پھر اس سے بال دھوئیں بال صاف اور چمکدار ہو جائیں گے۔

پودینے کی پتیاں ابال کر کھلے منہ کے برتن میں ٹھنڈی جگہ رکھ دیجئے روزانہ ایک چائے کے کپ کے چوتھائی حصے کے برابر استعمال کرنے سے رنگ سرخ و سفید ہو جائے گا۔ پودینے کی پتیاں، لیموں کے چھلکے، سنگترے کے چھلکے، گلاب کی پتیاں سکھا کر ان سب کو ململ کی پوٹلی میں باندھ لیں یہ پوٹلی آپ نہانے کے پانی میں بھگو دیں۔ آپ اس پانی سے نہائیں آپ کی جلد فریش اور خوبصورت ہو جائے گی۔

پودینہ خالص سرکہ کے ساتھ پیس کر چہرے کے داغ دھبوں اور مہاسوں پر لگائیں، چند دن کی پابندی سے داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔

ناریل:۔ ناریل کا نیم گرم تیل لیجئے اور اچھی طرح بالوں میں ملئے اس کے بعد ایک کپ پانی لے کر کنگھی ڈبو ڈبو کر بالوں میں کیجئے۔ بالوں کو چوٹی تک کر کے باندھیے اس کے علاوہ کسٹر آئل سرسوں کے تیل میں مکس کر کے لگائیں گھنگھریالے بالوں کے لئے مفید۔

کھیرا:۔ کھیرے کو دھو کر چھیل لیں اور کدوکش کرلیں جو پانی حاصل ہو اسے چھان کر اس کا عرق الگ کرلیں چہرے کو بیسن سے دھونے کے بعد چہرہ خشک کرلیں پھر روئی کی مدد سے کھیرے کا عرق چہرے پر لگائیں کچھ دیر بعد چہرہ دھولیں اور ذرا سے کافور میں عرق گلاب ملا کر لگائیں۔ کسی قسم کی چکنی کریم استعمال نہ کریں۔ اس سے چہرے کی رنگت کھل اٹھے گی۔ کھیرے کی قاشیں پیس کر دو چائے کے چمچ دودھ اور ایک انڈے کی سفیدی میں اچھی طرح ملالیں اور اسے ماسک کی طرح استعمال کریں۔ خشک ہونے پر نیم گرم پانی سے دھولیں۔

﴿شرجیل بٹ﴾

توری کا

خون کی گرمی اور حدت کو دور کرتی ہے

توری سارا سال پیدا ہونے والی مشہور سبزی ہے اس کو سندھی میں دل توری کہتے ہیں یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ گھیا توری اور موگی توری۔

گھیا توری کی بیرونی سطح چکنی ملائم اور زیادہ سبز ہوتی ہے۔ تاثیر کے لحاظ سے سرد تر ہوتی ہے۔ موگی توری کی بیرونی سطح پر لکیریں ابھری ہوئی ہوتی ہیں اور یہ بھی تاثیر کے لحاظ سے سرد تر ہوتی ہے۔

گھیا توری کی بیل کو اگر درختوں پر چڑھا دیا جائے تو زیادہ پھل دیتی ہے۔ توری کو ترئی بھی کہتے ہیں۔ اسے پکانے سے پہلے چکھ لیتے ہیں کہ کڑوی تو نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خریدتے وقت اس کی جڑ کو منہ میں رکھ کر چوس کر دیکھ لیا جائے۔

توری ہلکی پھلکی زود ہضم غذاؤں میں شمار ہوتی ہے۔ قبض نہیں ہونے دیتی اور خون کے اخراج کو روکتی ہے۔ توری کا سالن کھانے سے خون کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور بھوک خوب لگتی ہے۔ اس میں وٹامن سی اور گلوکوز بہت ہوتا ہے اور اس کا مغز بھی پانی کی طرح سفید ہوتا ہے موسم گرما میں غریبوں کے لئے یہ سبزی ایک نعمت سے کم نہیں ہوتی تاہم اس کو صاف ستھری اور تازہ حالت میں خریدنا چاہئے۔ توری کو صبح صبح کھانا زیادہ مفید ہوتا ہے اور اس کو کھانے کی کوئی قید نہیں جتنا ہضم کر سکیں کھالیں بارانی علاقے میں سفید گودے کی توری پیدا ہوتی ہے یہ بے حد لذیذ ہوتی ہے۔

توری کی سال بھر باقاعدہ کاشت تو کھیتوں میں ہوتی ہے مگر لوگ اسے باغیچوں، گھروں اور لان میں بھی لگاتے ہیں اور اس کی بیل گھر کی دیواروں اور درختوں پر چڑھاتی ہے اس طرح سے انہیں توری مل جاتی ہے یہ سبزی چونکہ ایسی صورت میں بالکل تازہ اور محفوظ حالت میں ملتی ہے اس لئے عموماً گھر کی توری زیادہ فائدہ بخش ہوتی ہے۔

توری کے استعمال سے جسم میں اندرونی طور پر ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ سرخ مرچ کے بجائے، مرچ سیاہ کے ساتھ ملایا ہوا سالن بخار کے مریض کے لئے بہت مفید ہوتا ہے اور اس کا شوربہ بخار کے بعد منہ کے ذائقے کو درست کرتا ہے اور اس سے معدے کو آرام ملتا ہے قبض کشا ہونے کی وجہ سے توری بواسیر کے مریضوں کو بہت فائدہ دیتی ہے اور علاج کے ساتھ اس کے مسلسل استعمال سے مرض بہت جلد دور ہو جاتا ہے۔ یہ ترکاری بواسیر کے علاوہ پیشاب کی سوزش کے لئے بھی مفید ہے کھل کر پیشاب لاتی ہے اس کو گوشت کے بغیر کھانا زیادہ مفید ہوتا ہے حرارت کی صورت میں یہ سبزی تسکین دینے کے لئے دوسری تمام سبزیوں سے بہتر ہوتی ہے۔

توری کو گوشت کے ساتھ بھی پکاتے ہیں ایسی صورت میں سالن کا ذائقہ بڑھ جاتا ہے اور گوشت کی حدت کم ہو جاتی ہے اور وہ زود ہضم ہو جاتا ہے۔ مگر خون اور گرمی کی حدت کو کم کرنے کے لئے اگر یہ سبزی تنہا پکائیں تب یہ زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ اگر تلی میں ورم آجائے تو اس کے بیج پیس کر تلی کے مقام پر لیپ کرنے سے آرام آجاتا ہے۔ توری کے بلڈ پریشر کم کرنے میں بھی اچھے اثرات سامنے آئے ہیں۔ اس میں وٹامن اور قدرتی اجزاء بڑی مقدار میں ہوتے ہیں جو صحت کو فائدہ دیتے ہیں۔ بادی اور بلغم کے مریض سیاہ زیرہ اور بڑی الائچی ڈال کر اسے استعمال کریں۔

﴿مرتبہ : حسن احمد شیخ﴾

لاہور کے پوش گھرانوں کی آمدنی 4 ہزار روپے ماہانہ؟

لاہور کے پوش علاقوں میں فی خاندان ماہانہ آمدنی 4 ہزار روپے ہے۔ آئی ایم ایف یا قرض دینے والی دوسری ایجنسیوں کو ہماری معیشت کے استحکام سے دلچسپی نہیں۔ وہ بجلی کے نرخ بڑھا کر اور دوسرے ذرائع سے صرف حکومت کو آمدنی بڑھانے کی تجویز دیتے ہیں، ملک سے کالا دھن باہر منتقل ہو رہا ہے، غیر ملکوں میں جھاڑو دینے والوں کو اپنے وطن میں عزت پسند نہیں۔ گذشتہ سال حکومت کی کل آمدنی 3 کھرب 46 ارب روپے میں 2 کھرب 77 ارب روپے قرضوں کی قسط ادا کی گئی، باقی ماندہ 69 ارب روپے میں دفاعی اخراجات کے بعد ترقیاتی کاموں کے لئے کچھ نہیں بچا۔ ترقیاتی فنڈ کے لئے ٹیکس کلچر کو فروغ دینا ہوگا۔ یہ انکشافات سینٹرل بورڈ آف ریونیو (سی بی آر) کے ممبر ٹیکس پالیسی وکیل احمد خان نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کئے، انہوں نے بتایا کہ حالیہ ٹیکس سروے کے دوران لاہور کے 90 ہزار رہائشی علاقوں میں 19 فیصد آبادی نے جو ماڈل ٹاؤن، گلبرگ اور شادمان جیسے پوش علاقوں میں رہتی ہے اپنی سالانہ آمدنی 50 ہزار روپے سے کم ظاہر کی ہے جو تقریباً 4 ہزار روپے ماہانہ ہوتی ہے جبکہ 81 فیصد لوگوں کی آمدنی 3 لاکھ روپے سے کم ہے۔

(مرسلہ: اصغر فہیم۔ لاہور)

12 برس کی طالبہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں

ریاضی میں غیر معمولی ذہانت کی حامل نو عمر صوفیہ یوسف نے 12 برس کی عمر میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلے کا اعزاز حاصل کیا ہے 15 سالہ ماسٹر کورس کے تیسرے سال کی طالبہ ہے۔ برطانوی روزنامہ اسٹریٹس ٹائمز کے مطابق اپنے رضاعی ماں باپ کے نام اور طویل اور تعجب انگیز ای میل میں صوفیہ یوسف نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ گھر واپس نہیں جانا چاہتی۔ رضاعی ماں باپ نے میری زندگی گزشتہ 15 برس سے جسمانی اور ذہنی اعتبار سے جہنم بنا دی ہے جولائی کے آغاز میں پولیس نے صوفیہ یوسف کو لندن کے ایک ہوٹل میں خوش و خرم دیکھا تاہم اس کی ضد قرار تھی کہ اس کے ماں باپ کو اس سے دور رکھا جائے۔ صوفیہ کی نگہداشت اب سماجی خدمت کے رضاکار انجام دے رہے ہیں۔ تاہم آکسفورڈ کی حیرت انگیز طالبہ صوفیہ یوسف نے اب اپنا ذہن واضح کرتے ہوئے کہا کہ جب تک وہ 18 برس کی نہیں ہو جاتی وہ عدالتی حکم کے ذریعے اپنے رضاعی ماں باپ کے پاس ہی رہنا چاہتی ہے اور اب واپس آکسفورڈ یونیورسٹی نہیں جانا چاہتی۔

(مرسلہ: فریدہ گلشن۔ فیصل آباد)

ڈپریشن کا علاج لاما تھراپی

امریکی ہفت روزہ "سن" میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی ماہرین اس بات پر متفق ہو رہے ہیں کہ اونٹ کی نسل کا چوپایہ لاما (LAMA) کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور اسے چارہ کھلانے اور اس کی جلد کی صفائی کرنے سے ذہنی اور روحانی سکون ملتا ہے۔ جریدے کا کہنا ہے کہ ڈپریشن کے مریض دفاتر میں کام کرنے والے افراد، اسپتال میں کام کرنے والی نرسیں، فیکٹریوں کے مزدور، پولیس، اور عام افراد کی ایک بڑی تعداد جو ذہنی طور پر

پریشان ہیں وہ پانچ دن لاما کے ساتھ گزارنے سے مکمل طور پر تندرست ہو رہے ہیں۔ برٹش کولمبیا میں واقع "لاما تھراپی" کے مرکز پر ذہنی سکون حاصل کرنے والے افراد کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ یہ اوپن ایئر نفسیاتی کلینک گھاس اور پہاڑی علاقوں کے ایک وسیع میدان پر مشتمل ہے جو مک لیونسن نامی شخص کی ملکیت ہے۔ اس نفسیاتی کلینک میں پانچ دن کی "لاما تھراپی" کی فیس 600 ڈالر ہے جس میں ذہنی طور پر پریشان افراد کے لئے 3 وقت کا کھانا بھی شامل ہے۔ دنیا کے اس عجیب و غریب نفسیاتی کلینک میں ذہنی مریض اپنا علاج خود کرتے ہیں۔ ذہنی مریضوں کو صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں لاما کے ساتھ کس طرح رہنا ہے اور لاما کو کس طرح پیار کرنا ہے۔

(مرسلہ: صادق مرزا۔ حیدر آباد)

کمپیوٹر کے سامنے پلکیں جھپکایئے

ماہرین امراض چشم نے کمپیوٹر استعمال کرتے ہوئے بار بار پلکیں جھپکانے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ نظریں ہر 15 منٹ بعد اسکرین سے ہٹا کر دور دیکھنے سے گردن کا درد نہیں ہوتا، چشمے اور لینس آنکھوں کو کمپیوٹر کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتے ہیں تاہم کمپیوٹر استعمال کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ باقاعدگی سے اپنی آنکھوں کا ٹیسٹ کراتے رہیں تاکہ اگر آنکھوں پر کوئی مضر اثرات مرتب ہو رہے ہوں تو ان کا بروقت علاج کیا جا سکے۔ ماہرین نے رائے ظاہر کی ہے کہ لینس چونکہ خصوصی طور پر تیار کئے جاتے ہیں اس لئے وہ کمپیوٹر اسکرین سے نکلنے والی شعاعوں کا بہتر طور پر مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تاہم لینس کے استعمال سے آنکھوں میں تکلیف ہوتی ہو تو مناسب ہے کہ چشمہ استعمال کیا جائے۔ ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ کمپیوٹر کے استعمال کے دوران نظریں مستقل اسکرین پر جمائے رکھنا آنکھوں کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ پلکیں بار بار جھپکائی جائیں اور ہر 15 منٹ بعد نظریں اسکرین سے ہٹا کر دور دیکھا جائے اس طرح آنکھوں کے پٹھوں کی ورزش ہو جاتی ہے اور وہ مضر اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔ ماہرین نے کہا ہے کہ رنگین مانیٹر بلیک اینڈ وائٹ مانیٹر کے مقابلے میں آنکھوں کے لئے کم نقصان دہ ہوتا ہے تاہم آنکھوں اور اسکرین کے درمیان کم سے کم فاصلہ 18 سے 30 انچ ہونا چاہئے، مانیٹر کی بلندی آنکھوں کی سطح سے معمولی کم ہونی چاہئے اگر مانیٹر زیادہ نیچا یا بلندی پر ہو تو جھک کر یا نظریں اوپر اٹھا کر دیکھنے سے گردن اور کندھوں میں تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے کہ مانیٹر کی روشنی مناسب رکھی جائے تاکہ آنکھوں پر زیادہ زور نہ پڑے۔

(مرسلہ: فارحہ شفیق۔ کراچی)

بچوں کو اسکول بھیجئے ورنہ ......

سنگاپور میں ایک ایسا قانون بنایا جا رہا ہے جس کے تحت بچوں کو ابتدائی تعلیم کے لئے اسکول نہ بھیجنے والے والدین کو جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ اسٹریٹ ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں یہ بات بتائی گئی ہے۔ مجوزہ لازمی تعلیمی بل کے تحت یکم جنوری 96ء کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ تعلیم چھ سال تک لازمی رہے گی۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ایک سال کی جیل یا پانچ ہزار سنگاپوری ڈالر (2900 ڈالر) جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

(مرسلہ: محمد علی۔ لاہور)

بچوں میں بیماریوں کی وجہ

سکھر کے ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ڈاکٹر محمد اشفاق پراچہ نے کہا ہے کہ ہمارے ملک میں کئی لاکھ بچے مختلف بیماریوں کا شکار ہیں جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہیں ماں کا دودھ میسر نہیں ہوتا۔ بوتلوں کے ذریعے دودھ دینے سے بچوں میں کمزوری کی علامات زیادہ ہونے لگتی ہیں۔ ماں کا دودھ الرجی، دمہ، پولیو، اسہال اور سینے کی بے شمار بیماریوں کا دفاع کرتا ہے اور دماغی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔

(مرسلہ: محمد ریاض۔ سکھر)

انعامی **معلوماتِ عالم** کوئز

درج ذیل سوالات کے تین جوابات میں سے درست جواب پر سرخ بال پوائنٹ سے نشان TICK MARK ✓ لگا کر کوپن پُر کریں اور پورا صفحہ ڈائجسٹ سے نکال کر اس ماہ کی 30 تاریخ تک ارسال کر دیں۔ جوابات علیحدہ کاغذ پر تحریر کریں اگر آپ کے جوابات درست ثابت ہوئے تو آپ کو معروف روحانی اسکالر خواجہ شمس الدین عظیمی کی ایک کتاب ان کے آٹوگراف کے ساتھ بطور انعام دی جائے گی۔ ایک سے زائد درست حل موصول ہونے پر فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔ "معلومات عالم کوئز" "اس ماہ کے بہترین مضامین" کے حل ایک ہی لفافے میں ارسال فرمائیں۔

معلومات عالم روحانی ڈائجسٹ ۱۔ڈی، ۷/۱ ناظم آباد۔ کراچی ۷۴۶۰۰

۱۔ معراج میں حضور ﷺ کی پانچویں آسمان پر کونسے پیغمبر سے ملاقات ہوئی؟

حضرت آدمؑ ...... حضرت موسیٰؑ ...... حضرت ابراہیمؑ

۲۔ "روح اللہ" کس برگزیدہ پیغمبر کو کہا جاتا ہے؟

حضرت عیسیٰؑ ...... حضرت نوحؑ ...... حضرت یعقوبؑ

۳۔ اذان میں اللہ اکبر کتنی بار آتا ہے؟

چھ بار ...... نو بار ...... سات بار

۴۔ "القانون المسعودی" کس مشہور مسلمان سائنسدان کی کتاب ہے؟

البیرونی ...... جابر بن حیان ...... محمد بن موسیٰ الخوارزمی

۵۔ "پاکستان کی سرکاری زبان اردو کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی" یہ الفاظ کس نے ادا کئے؟

قائداعظم ...... لیاقت علی خان ...... مولوی عبدالحق

۶۔ ٹیپو کے لفظی معنی کیا ہیں؟

بہادر ...... شہنشاہ ...... شیر

۷۔ دنیا کی سب سے خالص زبان کونسی ہے؟

عربی ...... انگریزی ...... ہندی

۸۔ عالم رویا سے کیا مراد ہے؟

عالم خواب ...... عالم ناسوت ...... عالم حشر

عظیمیہ روحانی لائبریری

اِس ماہ کے بہترین مضامین

روحانی ڈائجسٹ میں اپنے پسندیدہ مضامین کی نشاندہی کیجئے اور معروف روحانی اسکالر خواجہ شمس الدین عظیمی کی ایک کتاب اُن کے آٹوگراف کے ساتھ بطور انعام حاصل کیجئے۔ ذیل میں دیئے گئے ٹوکن کی خانہ پُری سُرخ بال پوائنٹ سے کریں اور اِس ماہ کی 30 تاریخ تک ہمیں ارسال کردیں۔ ٹوکن کی فوٹو اسٹیٹ قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔ اپنی نگارشات اس پتے پر ارسال کریں۔

''اِس ماہ کے بہترین مضامین'' روحانی ڈائجسٹ، ۱-ڈی ۷ / ۱، ناظم آباد۔ کراچی

1 - ------------------------------

2 - ------------------------------

3 - ------------------------------

4 - ------------------------------

5 - ------------------------------

ٹوکن برائے معلوماتِ عالم (انعامی کوئز) اِس ماہ کے بہترین مضامین

(لفافے پر انعامی مقابلہ ضرور تحریر فرمائیں)

نام ------------------------------

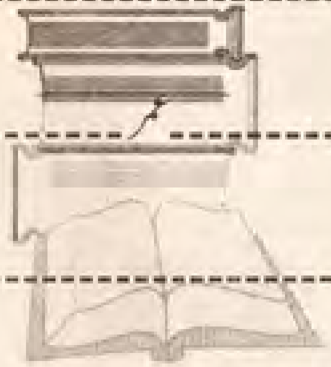

ولدیت ---------- عمر ---------- تعلیم ----------

مکمل پتہ ------------------------------

بچوں کا روحانی ڈائجسٹ

مرتبہ: محمد ذیشان خان

ملاقات

ننھے منے دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماشاء اللہ آج کل تو بڑے زور و شور سے پڑھائی ہو رہی ہے ہم اللہ میاں سے دعا کر رہے ہیں کہ آپ کو کامیابی عطا فرمائیں۔ پیارے بچو! ہمیں آپ میں سے کچھ بچوں کے امی ابو کے خطوط بھی ملے ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے صاحبزادے یا صاحبزادی کھیلنے کیلئے بہت زیادہ ہیں۔ کھیلنا بہت اچھی بات ہے اس سے صحت اچھی رہتی ہے اور مزہ بھی آتا ہے مگر آپ ہر چیز کا ایک ٹائم بنائیے۔ آپ تو ماشاء اللہ ذہین بھی بہت زیادہ ہیں آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔ کاپی پنسل لے کر بیٹھ جائیے اور لکھنا شروع کیجئے کتنے بجے اٹھتا ہے، کب اسکول جاتا ہے، کس وقت واپسی ہے، آرام کس وقت کرتا ہے، کھیلنا کس وقت ہے، ٹی وی پر کارٹون کب دیکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ کیا آپ کو پتہ ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ کا بچپن کس طرح گزرا؟ اللہ کے دوست حضرت عظیمی صاحب فرماتے ہیں "حضور نبی کریم ﷺ بچپن میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، کشتی بھی لڑتے تھے، کبڈی بھی کھیلتے تھے تیراکی یعنی سوئمنگ بھی کرتے تھے اور ساتھ ساتھ علم بھی سیکھتے تھے۔ قرآن پاک جیسی عظیم کتاب علم ہی تو ہے۔ حضور ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ تمام انسان اور ان پر ایمان لانے والے بچے قرآن کا علم سیکھیں"۔

فقط آپ کا دوست

پرندے پر رحم

ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس نے کمبل اوڑھ رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ اس نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا۔ میں نے ایک جھاڑی میں پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے کمبل کو بچوں سے ہٹا دیا تو وہ ان پر گر پڑی میں نے اسے بھی پکڑ لیا اور وہ اب تک میرے پاس ہیں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ان کو رکھ دو"۔

اس شخص نے ان بچوں کو ماں سمیت نیچے رکھ دیا مگر ان کی ماں ان کا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم ان بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ تو ان کو واپس لے جاؤ اور ان کو ماں سمیت وہیں رکھ دو جہاں سے انھیں پکڑا ہے"۔

چنانچہ وہ شخص انھیں لے گیا اور واپس اسی جھاڑی میں رکھ آیا جہاں سے اس نے انھیں پکڑا تھا۔

عقلمند بوڑھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے ملک شام میں ایک بادشاہ عبداللہ حکومت کرتا تھا۔ اس کی رعایا خوشحال تھی اور ملک میں مکمل امن و امان تھا۔ بادشاہ عبداللہ اپنی رعایا کی خبر گیری کرتا رہتا تھا اسی لیے اس کی رعایا اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ بادشاہ کو عجیب و غریب چیزوں اور معلومات کا بے حد شوق تھا۔
ایک مرتبہ اس نے اپنے درباریوں سے سوال پوچھا کہ وہ کونسی دو چیزیں ہیں جن کے بغیر دنیا کا سارا حسن اور خوبصورتی بے کار ہے۔ تو اہل دربار میں سے کوئی بھی بادشاہ کے سوال کا جواب نہ دے سکا۔ بادشاہ نے پوری سلطنت میں اعلان کروادیا کہ جو کوئی اس کے سوال کا ٹھیک اور تسلی بخش جواب دے گا اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا سوال یہ ہے کہ وہ کونسی دو چیزیں ہیں جن کے بغیر دنیا کا سارا حسن اور خوبصورتی بے کار ہے؟ اس سوال کا جواب سینکڑوں لوگوں نے دیا۔ دور دور سے بڑے بڑے عالم فاضل جواب دینے آئے مگر ناکام رہے کوئی جواب بادشاہ کو تسلی بخش نہ لگا۔ کتنے ہی دن گزر گئے۔ ایک دن ایک نہایت ضعیف آدمی بادشاہ کے دربار میں آیا اور کہا اے بادشاہ! تو نے سوال کیا تھا کہ وہ کونسی دو چیزیں ہیں جن کے بغیر دنیا کا سارا حسن اور خوبصورتی بے کار ہے؟ تو ایک شے آنکھ ہے۔ دنیا میں کتنا ہی حسن و خوبصورتی ہو اگر دیکھنے والی آنکھ نہ ہو تو سارا حسن بے کار ہے دوسری چیز ہے سورج..... جس کے بغیر دنیا میں کہیں خوبصورتی اور حسن نظر نہ آئے گا اور نہ ہی پیدا ہوگا روشنی کا منبع سورج ہے اور روشنی ہی سے دنیا کا حسن اور خوبصورتی قائم ہے۔ بادشاہ عبداللہ کو بوڑھے کا جواب درست معلوم ہوا۔ اس نے اسے انعام و اکرام سے نوازا اور عزت کے ساتھ رخصت کیا۔

بے وقوف لڑکا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی محنتی کسان کا ایک بے وقوف بیٹا تھا جس کا نام راحت تھا۔ راحت کا مطلب تو سکون ہوتا ہے مگر وہ تو بے چین تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راحت اپنے باپ کے ساتھ کھیتوں میں ہل چلا رہا تھا کہ اس کے باپ نے کہا بیٹا تم یہاں رکو میں ابھی آتا ہوں۔ کسان چلا گیا۔ راحت نے آسمانوں پر دیکھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں اسے ایک گھوڑا اڑتا ہوا نیچے آتا دکھائی دیا۔ وہ اتر کر چرنے لگا۔ راحت کو وہ بہت پسند آیا وہ دودھ سے کہیں زیادہ سفید اور چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ راحت نے اسے چرنے سے منع نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد وہ اڑنے لگا تو راحت نے اس کی دم پکڑ لی۔ گھوڑا اڑنے لگا۔ وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ہرے بھرے کھیت پھل، پھول تھے راحت کو وہ جگہ بہت پسند آئی۔ تھوڑی دیر بعد گھوڑا پھر نیچے آنے کے لیے بے تاب ہوا تو پھر راحت نے اس کی دم پکڑ لی اور اپنے کھیتوں میں آگیا۔ وہاں آکر اس نے اپنے دوست کو ساری بات بتائی۔ وہ وہاں انتظار کرنے لگے گھوڑا آیا تو راحت نے اس کی دم پکڑ لی۔ اس کے دوست نے راحت کی ٹانگیں۔ راحت کے دوست نے پوچھا وہاں کیا کچھ ہوتا ہے۔ راحت نے کہا، انگور، انار، امرود، خربوزہ وغیرہ اس نے کہا وہاں انگور کتنے بڑے ہوتے ہیں، راحت نے دم چھوڑتے ہوئے ہاتھ پھیلا کر کہا اتنے بڑے۔ اس طرح گھوڑا تو اڑ گیا مگر وہ گر گئے راحت کو سخت چوٹ آئی اور اس کا دوست گھوڑے کے ساتھ ہی پرواز کر گیا۔ مطلب وہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس طرح بے وقوف لڑکے کو اس کی سزا مل گئی۔

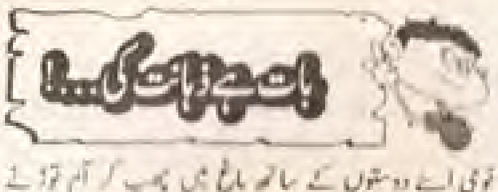

بات ہے ذہانت کی...!

ٹوبی اپنے دوستوں کے ساتھ باغ میں چھپ کر آم توڑنے گیا جہاں مالی نے انہیں دیکھ کر پکڑ لیا۔ اور ایک شرط پر چھوڑنے پر راضی ہوا کہ وہ ایک سوال کا جواب دے گا تو اسے چھوڑا جائے گا اور پھل بھی کھانے کو دیئے جائیں گے۔ ٹوبی اور اس کے ساتھیوں نے سوال پوچھا تو مالی نے کہا
میرے باغ میں کل 154 درخت ہیں آم کے درخت [illegible] کے درخت سے تین عدد کم ہیں۔ اور جامن کے درخت [illegible] سے پانچ عدد زیادہ ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ باغ میں ہر پھل کے کل کتنے درخت موجود ہیں۔ پیارے بچو! آپ جلدی سے اس کا جواب سوچ کر ٹوبی اور اس کے ساتھیوں کو بتائیں تاکہ وہ پھل لے کر آرام سے وہاں سے جا سکیں۔

ہمارا اسکول

(عبداللہ آزاد)

جسے دیکھنا ہو ہنر کا کھلونا
بس اک بار دیکھے ہمارا اسکول آکر
ہر اک اس کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے
کواڑوں کی پالش بھی اکھڑی ہوئی ہے
نہ میزیں میسر نہ کرسیاں یہاں ہیں
کبھی تھیں یہاں پر جو دریاں کہاں ہیں ؟
ہر اک کام کی چیز الٹی ہوئی ہے
ٹیچر کی کرسی بھی ٹوٹی ہوئی ہے
جسے دیکھنا ہو ہنر کا کھلونا
بس اک بار دیکھے ہمارا اسکول آکر

رنگ بھریے

وعدہ

عقیل احمد۔ کراچی

پیارے بچو! آپ نے مغل بادشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کا نام ضرور سنا ہوگا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب برصغیر پر جہانگیر کی حکومت تھی۔ جہانگیر بادشاہ کو اپنی ملکہ سے حد سے زیادہ محبت تھی اور وہ بھی بادشاہ کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی ایک دن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ملکہ کے پیر کے ناخن کے پاس ایک پھوڑا نکل آیا جو کسی بھی طرح ٹھیک نہیں ہوا۔ شاہی طبیب علاج کر کے تھک گئے اور آخری حل یہ نکالا کہ اس پھوڑے کو چیرا لگا کر مرہم لگا دیا جائے تو ٹھیک ہونے کے امکان زیادہ ہیں ورنہ مرض خطرناک صورت حال اختیار کر سکتا ہے۔ اس زمانے میں لوگ سفر پیدل یا گھوڑے پر کیا کرتے تھے اور قافلے کا قافلہ روانہ ہوتا تھا ایک قافلے کے ساتھ علی نامی حکیم تھا جو کہ چنیوٹ کے علاقے سے روزگار کی تلاش میں دہلی روانہ ہوا تھا۔
ملکہ کی حالت خطرے میں تھی بادشاہ نے اعلان کروایا کہ جو کوئی ملکہ کو ٹھیک کرے گا۔ اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ یہ اعلان علی نے بھی سنا اور اپنی قسمت آزمانے کے لئے شاہی محل میں پہنچ گیا۔ جب بادشاہ تک خبر پہنچی کہ ایک حکیم بہت دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے اور ملکہ کا علاج کرنا

چاہتا ہے تو اس کو دربار میں بلا لیا گیا۔

بادشاہ نے ملکہ کے مرض کے بارے میں معلومات فراہم کی تو نتیجہ یہ نکلا کہ بغیر چیر اگلے علاج ممکن نہیں ہے علی نے کہا میں یہ علاج کروں گا آپ مجھے اجازت دے دیں۔ اور ملکہ عالیہ کی جوتے کی ایک جوڑی مجھے فراہم کر دیں۔ اب علی نے جس پیر میں پھوڑا تھا اس پیر کے جوتے میں موم لگا کر ایک پن ایسی جگہ لگائی کہ ملکہ جب جوتا پہنے تو پن سیدھا اس کے پھوڑے میں لگے۔

یہ کام کرنے کے بعد جوتا واپس کر دیا گیا اور علاج یہ بتایا گیا کہ ملکہ نور جہاں جب جوتے میں پیر ڈالیں تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر جوتا آہستہ آہستہ پہن لیں انشاء اللہ فائدہ ضرور ہو گا۔ یہ کام کرنے کے بعد علی نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا اور دعا مانگی کہ ملکہ کو صحت و تندرستی عطا ہو اور جو انعام مجھے ملے گا اس سے میں ایک مسجد بنواؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے علی کی دعا کو قبول کیا اور ملکہ نور جہاں نے جب جوتا پہنا تو "پن" سیدھا اس کے پھوڑے میں لگا اور وہ پھٹ گیا کچھ دیر کی تکلیف کے بعد ملکہ کو آرام آ گیا۔ ملکہ نور جہاں جو کہ کئی دنوں سے سو نہ سکی تھیں۔ آرام سے نیند پوری کی۔ بادشاہ جہانگیر کی پریشانی دور ہوئی کیونکہ اس کی عزیز ملکہ کو آرام آ گیا تھا۔ دربار لگایا گیا، جہانگیر بادشاہ نے علی کو بلایا اور اپنے وزیر سے کہا کہ علی کو لباس فاخرہ پہنایا جائے (لباس فاخرہ وہ لباس ہوتا ہے جو کہ ایک خاص کپڑے سے بنتا ہے اور اسے صرف بادشاہ یا شہزادے استعمال کرتے ہیں اس کا دامن بھی بہت بڑا ہوتا ہے کہ آج کل کے تین، چار لباس بن جائیں) جب علی لباس فاخرہ پہن کر آیا تو بادشاہ نے علی سے کہا کہ اپنا دامن پھیلاؤ ہم تم کو انعام دیں گے اور وزیر سے کہا کہ اس کا دامن چاندی، سونے، ہیرے موتی سے بھر دو۔ مزید ہم تم کو لاہور کا گورنر بناتے ہیں آج سے تم لاہور کے گورنر ہو۔ علی کی دعا قبول ہو چکی تھی وہ لاہور روانہ ہو گیا اور دہلی میں ملکہ نور جہاں جو کہ مکمل صحت یاب ہو چکی تھی اس نے بھی علی کے لیے انعام روانہ کیا۔ اب اس عہد کو پورا کرنے کا وقت تھا جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا مگر اس زمانے میں ہر آدمی مسجد نہیں بنوا سکتا تھا۔ مسجد بنوانے سے پہلے بادشاہ سے اجازت لینی پڑتی تھی۔ علی نے بھی بادشاہ کو اپنی دعا کی قبولیت کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ مجھے اجازت عطا کریں کہ میں اللہ تعالیٰ سے کیا گیا وعدہ پورا کر سکوں۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔

علی نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا اور آدھے انعام سے ایک خوبصورت مسجد چنیوٹ میں بنائی جو کہ آج بھی موجود ہے اور باقی ماندہ زندگی اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر مخلوق کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

پیارے بچو! اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے نیک اور سچی لگن کے ساتھ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ دعا کو ضرور پورا کرتے ہیں اور اگر ہم اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کریں تو اسے ہر حال میں پورا کرنا ضروری ہے۔

عنوان تجویز کیجئے

اس تصویر کا خوبصورت سا عنوان لکھ کر نومبر کی 12 تاریخ تک ہمیں ارسال کیجئے۔ بہترین عنوان پر خوبصورت انعام دیا جائے گا۔

[illegible]

کاش میں پرندہ ہوتی	بادلوں میں اُڑتی پھرتی
پیڑوں پر میں ناچتی گاتی	باغوں میں میں کھیلتی کھلاتی
جب بھی بارش آتی	جلدی جلدی گھر کو جاتی
جب بارش تھم جاتی	خوب مزے کے گیت گاتی

راستہ تلاش کریں

ایک سکھ صاحب صبح سویرے کوٹ، پینٹ پہن کر آفس جا رہے تھے کہ اچانک انہیں سڑک کے عین درمیان کیلے کا چھلکا پڑا نظر آیا۔

سکھ صاحب وہیں ایک دم رک گئے اور خود سے کہنے لگے۔

"کوئے یار ا اے کی مصیبت ہے مجھے آج پھر پھسلنا پڑے گا"۔

(مرسلہ: عقیل احمد۔ کراچی)

ایک صاحب بلا ٹکٹ ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ ٹکٹ چیکر جب بھی آتا وہ نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ آخر ٹکٹ چیکر تیسری مرتبہ آیا تو ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور نماز ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ان صاحب نے سلام پھیرتے ہی ٹکٹ چیکر کو دیکھ لیا اور ٹکٹ چیکر نے بھی سلام پھیرتے ہی ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ٹکٹ کے بارے میں پوچھنے ہی والا تھا کہ انہوں نے کہا: "نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز کی، اللہ اکبر"۔

(مرسلہ: شاہدہ سلطان شیخ۔ حیدر آباد)

ایک فوجی کو چھٹی چاہئے تھی۔ وہ اپنے بریگیڈیئر کے پاس گیا اور کہا: "سر! مجھے ایک ہفتے کی چھٹی چاہئے"۔

بریگیڈیئر چھٹی نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے ٹالنے کے لئے کہا: "تمہیں چھٹی ایک صورت میں مل سکتی ہے اور وہ یہ کہ تم جا کر دشمن کا ایک ٹینک لے آؤ"۔

فوجی اسی وقت گیا اور دشمن کا ایک ٹینک لے آیا۔ یہ دیکھ کر بریگیڈیئر بڑا حیران ہوا پوچھا:

"یہ تم کیسے اٹھا لائے؟"

فوجی نے سلوٹ مارا اور کہا "سر! اب دشمن کی فوج کو چھٹی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی ہمارا ٹینک مانگ کر لے جاتے ہیں"۔

(مرسلہ: عابدہ سلطان شیخ۔ حیدر آباد)

ایک بھکاری کسی کے گھر گیا اللہ کے نام پر روٹی دے دو اندر سے آواز آئی صاحب گھر پر نہیں ہے بھکاری نے کہا میں نے روٹی مانگی ہے صاحب نہیں۔

(مرسلہ: سائرہ نجم۔ کراچی)

استاد: (شاگرد سے) اگر رات میں سورج نکل آئے تو کیا ہو گا
شاگرد: اسکول کھل جائے گا۔

استاد: (شاگرد سے) پانچ پھل کے نام بتاؤ؟
شاگرد: جلدی سے تین مالٹے اور دو آم۔

استاد: (شاگرد سے) آم لیٹ کسے کہتے ہیں۔
شاگرد: (معصومیت سے) جو آم لیٹ کر کھایا جائے۔

(مرسلہ: ارم آصف۔ بفر زون کراچی)

افسر: (فوجی سے) تمہارے بال بہت بڑھے ہوئے ہیں تم انہیں کٹواتے کیوں نہیں؟
فوجی: "صاحب کوئی حجام نہیں ملتا"۔
افسر: کیمپ کا حجام کہاں ہے؟
فوجی: وہ میں ہی ہوں جناب۔

(مرسلہ: ارسل آصف۔ بفر زون کراچی)

باپ بیٹے سے: تم نے تاریخ میں کم نمبر کیوں حاصل کئے ہیں۔
بیٹا: ابو تاریخ کے پرچہ میں زیادہ تر سوالات ایسے پوچھے گئے تھے جو میری پیدائش سے بھی پہلے کے تھے۔

(مرسلہ: نور شمسی۔ کراچی)

کھلتی کلیاں مہکتے پھول

خالد کفایت اللہ۔ پشاور

سیما سلیمان۔ کراچی

عظمیٰ سلیمان۔ کراچی

رمشا الماعل۔ کراچی

ام ہانی۔ کراچی

انزیلہ طارق۔ حیدر آباد

نیلم اعجاز۔ نارتھ کراچی

محمد عمیر اور محمد محسن۔ لاہور

محمد یحییٰ بٹ۔ کراچی

انعامی مقابلوں کے نتائج

معلومات عالم ستمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے میں شائع ہونے والے سوالات کے بے شمار خواتین و حضرات نے جوابات ارسال کئے۔ قرعہ اندازی کے ذریعے خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے آٹو گراف کے ساتھ ان کی ایک تصنیف حاصل کرنے والے خوش قسمت **سید عبد الحلیم۔ کراچی** قرار پائے ہیں۔ ادارہ روحانی ڈائجسٹ سید عبد الحلیم کو انعام حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ کتاب جلد ہی ارسال کر دی جائے گی۔ موصول ہونے پر خط کے ذریعے مطلع کریں۔

ستمبر ۲۰۰۰ء کے صحیح جوابات

۱۔ قرآن پاک میں 7 منزلیں ہیں۔
۲۔ میزبان رسول ﷺ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا لقب ہے۔
۳۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا مزار شریف عراق میں واقع ہے۔
۴۔ قوس قزح میں 7 رنگ ہوتے ہیں۔
۵۔ مسجدوں کا شہر ڈھاکہ کو کہا جاتا ہے۔
۶۔ "شہاب نامہ" کے مصنف قدرت اللہ شہاب ہیں۔
۷۔ ون ڈے انٹرنیشنل کرکٹ میں سب سے زیادہ وکٹیں وسیم اکرم نے حاصل کیں۔
۸۔ ٹیلی پیتھی خیالات کی منتقلی کا علم ہے۔

AZEENIA ROHANE LIBRARY

آٹھ درست جوابات بھیجنے والوں کے نام [illegible]

اس ماہ کے بہترین مضامین

ستمبر ۲۰۰۰ء کے بہترین مضامین منتخب کرنے والوں میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے آٹوگراف کے ساتھ ان کی ایک تصنیف حاصل کرنے والی

1-عالمی ڈپریشن	(جمیل احمد خان)
2-استغنا ایک پیغمبرانہ تکنیک	(منیر حسین صدیقی)
3-دعا	(مشعل رحیم)
4- فطرت سے دوری	(رخسانہ کوثر)
5- علمائے دیو بند اور تصوف	(محمد اقبال جیلانی)

خوش قسمت **وجیہہ اسلم، پشاور** قرار پائی ہیں۔ ادارہ روحانی ڈائجسٹ وجیہہ اسلم کو انعام حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ کتاب جلد ہی ارسال کر دی جائے گی۔ موصول ہونے پر خط کے ذریعے ادارے کو مطلع فرمائیں۔

کھلتی کلیاں مہکتے پھول

بچوں کی تصاویر کے ہمراہ اس کوپن کو پر کر کے ضرور ارسال کیجئے۔

نام ____________

ولدیت ____________

عمر ______ کلاس ______

مکمل پتہ ____________

اسکول کا نام ____________

روحانی ینگ رائٹرز کلب

روحانی ینگ رائٹرز کلب کے ممبر بننے کے لئے براہ مہربانی اپنی نگارشات کے ہمراہ اس کوپن کو پر کر کے ضرور ارسال کیجئے۔

نام ____________

ولدیت ____________

عمر ______ تعلیم ______

پیشہ ____________

مشاغل ____________

مکمل پتہ رفون نمبر ____________

(براہ مہربانی اپنی حالیہ تصویر بھی ارسال کیجئے)

روحانی ینگ رائٹرز کلب

روحانی ینگ رائٹرز کلب نوجوان قلم کاروں میں مقبول عام سلسلہ ہے۔ جس سے ان کی صلاحیتوں کو مہمیز ملتی ہے۔ اس کے ذریعہ بہت سے نئے مضمون نگار سامنے آئے اور انہوں نے اپنے جوہر دکھائے۔ ہم اس کلب کو باقاعدہ منظم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اپنی نگارشات ارسال کرنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی نگارشات کے ہمراہ روحانی ینگ رائٹرز کلب کا کوپن بھی پُر کر کے اپنی حالیہ تصویر کے ہمراہ لازماً ارسال کریں۔ یہ گذارش ان تمام ینگ رائٹرز سے بھی ہے جن کی تحریریں پچھلے شماروں میں شامل اشاعت ہو چکی ہیں یا جو اپنی تحریریں ارسال کر چکے ہیں اور اب ان کی اشاعت کے منتظر ہیں۔ ایسے ینگ رائٹرز اپنی نگارشات کا حوالہ بھی تحریر فرمائیں۔ ہم آپ کے کوائف کا ریکارڈ جمع کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ اس سلسلہ میں نئے قلم کاروں کا تعاون ہمارے ساتھ رہے گا۔

آپ پر سلامتی ہو!

(اعجاز احمد ملیر کینٹ، کراچی)

جب آدمی مسائل میں الجھا اپنے آپ کو اکیلا اور پریشان محسوس کرتا ہو اور اپنی سوچوں میں گم کسی راستے میں چلتے ہوئے اگر کوئی آپ کو میٹھی آواز میں السلام علیکم کہے تو ایک لمحے کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ساون کی رم جھم بارش میں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آپ کو چھو کر گذر گیا ہو۔ اس سے آدمی کو خوشگوار مسرت حاصل ہوتی ہے اور اس کو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تو ہے جسے اس سے ہمدردی ہے اور یوں اس کے ارادوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور اس کی ہمت بندھ سکتی ہے۔

ہم لوگ اسلام کے اس پاکیزہ، معصوم اور آسان اصول کو کس حد تک پورا کرتے ہیں اسی سے ہم اپنے باقی اعمال کی مضبوطی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

چاہئے تو یہ کہ ہر مسلمان کو چاہے اسے جانتے ہوں یا نہیں چھوٹا ہو یا بڑا، دشمن ہو یا دوست سب کو سلام کریں اور اس میں پہل کرنے کی کوشش کریں۔

اس حوالے سے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے گھروں اور محلوں میں بچوں اور اپنے سے چھوٹوں کو تو کم ہی لوگ سلام کرتے ہیں جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ بڑوں کو بھی ہم ان کی حیثیت دیکھ کر السلام علیکم کہتے ہیں اگر کوئی غریب ہے بہت شریف ہے، دوسرے محلے کا رہنے والا ہے یا کوئی اپنے محلے کا ہے لیکن اس سے کوئی رنجش ہے یا اس سے ہمیں کوئی کام نہیں ہے یا وہ کسی نچلی ذات کا آدمی ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اسے السلام علیکم کہیں یا پھر اگر مجبوراً کسی کے پاس کھڑا ہونا پڑے تو کوشش کریں گے کہ پہل دوسرا کرے۔

اسی طرح سرکاری اور پرائیویٹ اداروں، کاروباری اداروں اور دفاتر میں دیکھیں تو وہاں صورتحال یہ ہے کہ جو بااختیار طبقہ ہے انہیں چپڑاسی، کلرک اور سائل حضرات تو سلام کرتے ہیں مگر مجال ہے جو یہ لوگ انہیں جواب دیں بس ہاتھ سے اک اشارہ یا غرور و تکبر سے سر کو ہلکی سی جنبش دی اور آگے بڑھ گئے زیادہ تو یہ تکلف بھی نہیں کرتے ان کا

کہتا ہے کہ لوگوں کا ہمیں سلام کرنا ہمارا اسٹیٹس ہے اور اگر ہم جواب دیں تو اس میں ہماری شان کم ہوتی ہے۔

معاشرتی انحطاط کے ایک اور پہلو کا جائزہ لینا چاہیں تو اپنے گھر سے نزدیک ہی کسی پر ہجوم راستے کو منتخب کر کے اس ارادے سے چلیں کہ راستے میں جتنے بھی لوگ آپ کو کراس کریں گے یا آپ کے سامنے آتے جائیں گے سب کو السلام علیکم کہنا ہے۔ یہاں ہمیں کئی طرح کے معاشرتی رویوں اور مجموعی قومی صورتحال اور اس کی سنگینی کا اندازہ ہوگا۔

مثلاً کچھ لوگ آپ کے السلام علیکم کے جواب میں چونک کر ہوشیار انداز میں آپ کو دیکھیں گے مبادا آپ ان سے کچھ مانگنے لگے ہیں پھر مطمئن ہو کر جواب دیں گے۔ کچھ صرف وعلیکم کہنے پر اکتفا کریں گے، کچھ خوفزدہ ہو کر بدک کر تیزی سے آپ کو کراس کرتے ہوئے گذرنے کی کوشش کریں گے۔ کچھ کا ہاتھ لامحالہ اپنے ہاتھ میں پکڑی چیزوں پر مضبوط ہو جائے گا اور کچھ کا ہاتھ یک دم اپنی جیبوں کی طرف جائے گا اور اطمینان کے بعد آپ کو جواب دیں گے کچھ لوگ اس طرح سے ہاتھ بلند کر کے کہ جیسے عام لوگ فقیروں کو کچھ دینے کی بجائے معاف کرو کہنے کے انداز میں بلند کرتے ہیں کر کے جواب دیں گے۔ کچھ لوگ سہمے ہوئے انداز میں آہستگی سے جواب دے کر سائیڈ پر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ کو یہ یقین ہی نہیں آئے گا کہ یہ السلام علیکم ہم نے ان سے ہی کہا ہے۔ کچھ لوگ آپ کو نظروں میں تولنے کی کوشش کرتے ہیں اگر ہم ان کے معیار پر پورے اتریں تو جواب ملتا ہے ورنہ نہیں۔ کچھ بچارے تو اس خوفزدہ انداز میں غور سے گھور کر دیکھتے ہیں جیسے اندازہ لگا رہے ہوں کہ ہم کسی ایجنسی کے آدمی تو نہیں ہیں۔

بہت کم لوگ ہوں گے جو آپ کو خوش دلی سے جواب دیں گے۔

الغرض فہرست تو بہت طویل ہو سکتی ہے مگر اس نیک عمل کی تکرار سے آپ کو ایسی زبردست روحانی تقویت اس تھوڑے وقت میں حاصل ہوتی ہے جس سے آپ نہ صرف ہشاش بشاش ہو جائیں گے بلکہ اس کا اثر آپ کو عملی طور پر جسم میں کئی دنوں تک محسوس ہوتا رہے گا اور آپ کا دل چاہے گا کہ آپ یہ عمل بار بار دہرائیں۔ آزمائش شرط ہے۔ السلام علیکم

لمحے

(عبدالوحید۔ حمید پورہ، میرپور خاص)

لمحے کیا ہیں؟ لمحے زندگی ہیں۔ لمحے ہی زندگی کی اکائی ہیں جس طرح کسی بلند و بالا عمارت کی اکائی ہم اینٹ کو کہتے ہیں۔ اینٹ عمارت نہیں ہوتی لیکن اس کے ہونے سے ہی ایک عمارت تشکیل پاتی ہے اسی طرح لمحے زندگی نہیں ہوتے لیکن زندگی لمحوں سے عبارت ہے۔ لمحے ہی مل کر گھڑیاں بنتے ہیں۔ گھڑیاں سیکنڈوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ پھر منٹ اور پھر گھنٹے، گھنٹے سے دن ماہ و سال پیدا ہوتے ہیں۔ گویا لمحہ ہی وقت کی ماں ہے۔

بعض لمحے تو انسانی زندگی میں بہت ہی اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ کچھ تو اس قدر کہ لگتا ہے ہماری زندگی اسی لمحے میں مقید ہو کر رہ گئی ہے۔ پھر ہم جیتے جی اس لمحے سے نہیں نکل پاتے آخرکار موت ہی ہماری پریشانی کا حل ڈھونڈتی ہے اور ہم لمحوں کے جھرمٹ سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاتے ہیں لیکن لمحوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ پھر کوئی قیدی ڈھونڈ لیتے ہیں۔

لمحے کبھی مرتے بھی نہیں ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہتے ہیں اور ہمیشہ وہ جگہ ہے جہاں موت کی رسائی بھی نہیں ہے۔ یہاں لمحوں کے قیدی مر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو فنا ہونے کے لئے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

لمحوں کا دورانیہ بہت مختصر بھی ہوتا ہے اور بہت طویل بھی بعض لمحے پوری زندگی پر حاوی ہو جاتے ہیں اور

لگتا ہے کہ ہماری زندگی تو بس یہی ایک لمحہ تھی۔ بعض ایسے دبے پاؤں گزرتے ہیں کہ ان کے آنے اور جانے کا پتہ ہی نہیں چلتا یہ وہ لمحے ہوتے ہیں۔ جو کسی مصلحت کے حامل نہیں ہوتے۔

لیکن غور کریں تو پھر لمحہ بہت اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے کیونکہ گیا لمحہ پھر دوبارہ لوٹ کر کبھی نہیں آتا۔

غصہ

(امیر فرید خان۔ محمود آباد، کراچی)

غصہ کیا ہے؟ یہ دراصل حالات و معاملات کے اپنی مرضی سے تکمیل پذیر نہ ہونے پر ایک ذہنی ردعمل کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر جب ہم اپنے کاموں کی انجام دہی میں یا ارادوں کی تکمیل میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو ہمارا ردعمل غصے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ہر قسم کی رکاوٹ غصہ کا سبب نہیں بنتی۔ ایک بہت ہی اچھی اور آسان سی مثال ہے کہ اگر موسم کی خرابی کے باعث ہمارا امتحان مقررہ تاریخ پر نہ ہو سکے تو ہمیں غصہ نہیں آئے گا اور ہم یہی سوچیں گے چلو آج نہیں تو کل ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی ضروری کام سے گھر سے نکلتے ہوئے اچانک کسی سبب سے ہم کو دیر ہونے لگے تو ہمیں غصہ آنے لگے گا۔

آپ نے اکثر یہ بات نوٹ کی ہوگی کہ آپ اس وقت غصہ کرتے ہیں یا غصہ میں آجاتے ہیں جب کوئی کام آپ کی منشاء کے مطابق نہ ہو پا رہا ہو جب کہ لاشعوری طور پر اس وقت ذہن میں یہ بات موجود ہو کہ ایسا کوئی سبب نہیں جس کی وجہ سے مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو سکیں مثلاً بچے کو پڑھاتے ہوئے آپ اس وقت غصہ کرتے ہیں جب آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی تمام تر محنت کے باوجود وہ پڑھائی پر پوری توجہ نہیں دے رہا ہے۔ کام کی نوعیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر اس کی من پسند تکمیل ہمارے لئے انا کا مسئلہ بن جاتی ہے۔ اور مخالفانہ مسائل انا پر چوٹ کے مترادف ہوتے ہیں۔ نتیجتاً اپنی بے عزتی کے احساس، بے بسی، محرومی یا مایوسی پر ہم ذہنی طور پر جھلا اٹھتے ہیں۔ یہ صورتحال اعصاب کے لئے بوجھ کا باعث ہوتی ہے اور ہم وقتی طور پر شور مچا کر ڈانٹ ڈپٹ کر کے یا چیخنے چلانے سے اس دباؤ کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب ایک انسان شدید غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کا ذہن اعصابی اور جسم شدید تناؤ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جسم کے مختلف نظام اپنی معمول کی کارکردگی میں اس تناؤ کے سبب مزاحمت محسوس کرتے ہیں۔ نتیجتاً جسمانی طور پر مختلف منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً دوران خون بڑھ جاتا ہے، نظام ہاضمہ متاثر ہوتا ہے، نیند متاثر ہوتی ہے اور چڑچڑاپن پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہر وقت غصہ میں رہنے والا شخص مختلف جسمانی بیماریوں اور ذہنی دباؤ کے سبب خود اپنی کارکردگی گھٹانے کے علاوہ معاشرہ میں بھی اپنے لئے اچھا مرتبہ حاصل کرنے میں کماحقہ کامیاب نہیں ہو پاتا اس لئے کہ ایک چڑچڑے مزاج اور غصیلے شخص کو لوگ مجبوراً تو برداشت کر سکتے ہیں مگر ایسا شخص عام طور پر ہر دل عزیز اور لوگوں میں مقبول نہیں ہو سکتا۔

اب دو صورتیں ہمارے سامنے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے اور اکثر غصہ میں رہتے ہیں ان کو کئی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں دوسرے یہ کہ کئی بیماریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے انسان جلد غصہ میں آجاتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ آپ کے لحاظ سے منفی یا مخالفانہ صورتحال پیش آنے پر واقع ہونے والے ذہنی دباؤ کو دور کرنے کے لئے فوری ردعمل کے طور پر غصہ کے علاوہ بھی کئی اور طریقے ہیں جو آپ کو غصہ کے منفی اثرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔

غصہ کی حالت میں ٹھنڈا پانی پی لینا، ذہن کو دوسری باتوں میں مصروف کر لینا اور غصہ کی وجوہات کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی کام میں مشغول ہو جانا بھی ایک اچھی مشق

ہے۔ جن لوگوں کو بات بے بات غصہ آجاتا ہے۔ ان کے لئے صبح سورج نکلنے سے قبل گھاس پر ننگے پاؤں چہل قدمی مفید ثابت ہوتی ہے۔

اہل باطن فرماتے ہیں کہ آدمی نور کا بنا ہوا ہے جب کوئی آدمی غصہ کرتا ہے تو نور کا ذخیرہ کم ہو جاتا ہے اور جو نور آدمی ایک سال میں جمع کرتا ہے تین منٹ کے غصہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غصہ کتنی بری چیز ہے المختصر جو لوگ غصہ پر قابو حاصل کرنا سیکھ لیتے ہیں وہ ایک مکمل شخصیت کے انسان بن جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ہر شخص پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"جو لوگ غصہ پر قابو حاصل کر لیتے ہیں اللہ ایسے احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔ (القرآن)

نوجوان مسلم کی ذمہ داری

(شاہد حسین۔ تحصیل ٹیکسلا، راولپنڈی)

پاکستان ایک مملکت خداداد ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا آج تاریخ کے ایک عجیب و غریب دوراہے پر کھڑا ہے۔ بیرونی اور اندرونی سازشوں، بدترین معاشی، اقتصادی اور اخلاقی انحطاط نے اسے دنیا کی کرپٹ اور پسماندہ ترین قوموں میں لا کھڑا کیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بطور مسلمان اپنی پہچان اور شناخت کھودی۔ روایات اور مغربی افکار کی اندھا دھند پیروی نے ہماری اسلامی اور تاریخی بنیادوں پر کاری ضرب لگائی۔ ان حالات میں نوجوان پر جو کہ کسی بھی قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں قوموں کے عروج و زوال کی داستانوں میں اور بڑے بڑے انقلابات زمانہ میں پر جوش نوجوانوں کا کردار کسی تعارف یا تعریف کا محتاج نہیں۔ پاکستان کا مسلم جوان اگر آج کردار کا غازی بن کر شیطانی قوتوں کو للکارے تو خدا کی قسم آج بھی وطن عزیز جنت ارضی کا نمونہ بن سکتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج کے نوجوان نے فکر و فلسفہ اقبال کے برعکس مغربی طرز زندگی و تمدن سے متاثر ہو کر ایک ایسے راستے کا انتخاب کر لیا جو صرف اور صرف تباہی و بربادی کی نشاندہی کرتا ہے ایک باوقار اور عظیم ثقافتی اور تمدنی تاریخ کی حامل قوم ہمیشہ اپنے نظریات اور افکار کی بنیاد پر دنیا میں ابھرتی اور چھا جاتی ہے ان سنہری اصولوں کو ترک کرنے سے ذلت و رسوائی مقدر بن جاتی ہے۔ علامہ اقبال نوجوانوں کو قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس قوم کے جوانوں کی خودی مانند صورت فولاد

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

پاکستان کے نوجوان اگر پیغام حق کو لے کر، فلسفہ اقبال کو سمجھ کر اور تعمیر وطن کا جذبہ لے کر اٹھیں تو کوئی بعید نہیں کہ معاشرہ سماجی اور اخلاقی برائیوں سے پاک نہ ہو جائے۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم کن راستوں پر چل رہے ہیں ہماری منزل کیا ہے۔ بہر حال یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ خدا صرف ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

لمحہ فکریہ

(محمد اظہر۔ کراچی)

روح اور مادی جسم اس دنیا میں باہم ملے ہوئے ہیں۔ مگر جب کسی بھی مخلوق پر موت وارد ہو جاتی ہے تو روح اور مادی جسم کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور مادی جسم تتر بتر ہو جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ روح ہی اصل ہے جسم کی کوئی اصلیت نہیں کیونکہ جب ایک باپ کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بچے سے پوچھا جاتا ہے کہ بیٹے تمہارے ابا کہاں چلے گئے تو وہ برجستہ کہتا ہے ابا جان کا انتقال ہو گیا اور جب ہم جسد خاکی کے لئے پوچھتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے "یہ تو ان کی مٹی ہے"۔ جسے ابھی ابھی زمین کے سپرد کر دیا جائے گا تو ہم کیوں نہ روح کی ہی ترقی کے کام کریں۔

دارالمطالعہ

کسی قوم کی ابتری یا برتری کا دارومدار علم پر ہوتا ہے۔ علم سے محروم افراد اور قومیں معاشی، معاشرتی اور اخلاقی لحاظ سے پستی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ علم کے فروغ کے لئے سلسلہ عظیمیہ کے کارکنان نے "عظیمیہ روحانی لائبریری" کے نام سے کراچی اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں دارالمطالعہ قائم کئے ہیں۔ جہاں پر ہر خاص و عام کے لئے مفت مطالعہ اور ممبر شپ فری کی سہولت موجود ہے۔

برائے حضرات (کراچی)

1- R-127/9، دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا نزد رضیہ اسپتال۔ کراچی۔
2- A/8، C-1 ایریا، لیاقت آباد۔ کراچی۔
3- مکان نمبر L-319 سیکٹر 5C-4 نارتھ کراچی۔
4- مکان نمبر R-748 سیکٹر 15-A-1 عقب ہارون شاپنگ ایمپوریم، بفر زون، نارتھ کراچی۔
5- مکان نمبر 8 مسجد حنفیہ نزد بلاک نمبر 116 سیکٹر 11-F نیو کراچی۔
6- L-384 سیکٹر 5-D معمار آباد، سرجانی ٹاؤن۔ کراچی۔
7- پلاٹ نمبر 542 سیکٹر 8، ایل۔ مین چالیس کا روڈ، نزد فاطمہ کلینک، اورنگی ٹاؤن۔ کراچی۔
8- مکان نمبر 286 سیکٹر 4-E نزد جامع مسجد محمدی، اورنگی ٹاؤن۔ کراچی۔
9- گلشن بہار سیکٹر 16 نزد عظیم ڈیکوریشن اورنگی ٹاؤن۔ کراچی۔
10- 106-1 نزد شہنشاہی پیلس۔ شاہ فیصل کالونی نمبر 3۔ کراچی۔
11- S-2/854 نزد طیبہ مسجد، سعود آباد، ملیر کالونی۔ کراچی۔
12- ایریا 73 - B کہکشاں سوسائٹی۔ ملیر ہالٹ۔ کراچی۔
13- D 36 مکان نمبر 86 نزد بلدیہ گرلز اسکول، فٹبال گراؤنڈ (زمان آباد) لانڈھی۔ کراچی۔
14- مکان نمبر 71 سیکٹر R کورنگی ڈیڑھ نمبر، مین روڈ نزد فرحان کولڈ ڈرنک۔ کراچی۔
15- SC-8 باغ ابراہیم بالمقابل دانش گاہ ہائی اسکول، ملیر سٹی۔ کراچی۔
16- 10/7 کاشانہ کلثوم، دارنگ روڈ کینٹ بازار، نزد روبی ڈیکوریشن۔ کراچی۔
17- A-349 فیز 1، گلشن حدید۔ کراچی۔
18- سیکٹر نمبر B-5/3 پہلوی روڈ، منظور کالونی۔ کراچی۔
19- گلی نمبر 26 محمود آباد نمبر ساڑھے پانچ۔ کراچی۔
20- مکان نمبر 32 سیکٹر A/3 شاہراہ وقاص، سعید آباد بلدیہ ٹاؤن۔ کراچی۔
21- گلی نمبر 26، بلاک B، محمدی روڈ، شیر شاہ کراچی۔
22- نوالین گلی نمبر 3، محراب خان، عیسیٰ خان روڈ، لیاری۔ کراچی۔
23- 104/4 بالمقابل عید گاہ پارک "D" روڈ، بہار کالونی، لیاری۔ کراچی۔

برائے خواتین (کراچی)

24- R-130/9 دستگیر سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا رضیہ اسپتال۔ کراچی۔
25- مکان نمبر L-319 سیکٹر 5C-4 نارتھ کراچی۔
26- مکان نمبر R-748 سیکٹر 15-A-1 عقب ہارون شاپنگ ایمپوریم بفر زون۔ نارتھ کراچی۔
27- مکان نمبر 261 سیکٹر 13-F اورنگی ٹاؤن۔ کراچی۔
28- مکان نمبر R-1-3/13 قصبہ کالونی، منگھوپیر روڈ۔ کراچی۔
29- BN-48 بلاک "M" بینظیر کالونی سیکٹر نمبر ساڑھے گیارہ اورنگی ٹاؤن۔ کراچی۔
30- D4/99 ملیر کالونی، نشتر اسکوائر۔ کراچی۔
31- مکان نمبر 9-10 گلی نمبر 1 سیکٹر C، پنجاب روڈ منظور کالونی۔ کراچی۔
32- D-37 گلی نمبر 19۔ محمود آباد 5۔ کراچی۔

33- MC-150 سروے نمبر 97 گرین ٹاؤن۔ کراچی۔

برائے حضرات (سندھ)

34- نسیم شی سینٹر، بدین۔

35- خانزادہ محلہ یونٹ نمبر 5 شاہی بازار نوشہرو فیروز۔

36- نزد سندھ الیکٹرک اسٹور بھریا سٹی۔ ضلع نوشہرو فیروز۔

37- حق باہو آٹو ورکس، اسٹیشن روڈ بھریا روڈ۔ ضلع نوشہرو فیروز۔

38- B-11,12 قلعہ ایریا عقب پولیس اسٹیشن ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدر آباد۔

39- مکان نمبر 68 بلاک نمبر D یونٹ 9 لطیف آباد، حیدر آباد۔

40- دکان نمبر 485 بلاک C بلدیہ شاپنگ کمپلیکس، میرپور خاص۔

41- محلہ لولڈ ٹاؤن، محراب پور۔ ضلع نوشہرو فیروز۔

42- نزد تاج امروی مسجد، محلہ رحمت پور، لاڑکانہ۔

43- محلہ کزی عطا محمد خان، شکارپور۔

44- نزد HBL ڈگری، ٹنڈو غلام علی روڈ ڈگری ضلع میرپور خاص۔

برائے خواتین (سندھ)

45- معرفت لیاقت علی، صدیق کمہار گوٹھ، مکان نمبر 542 وارڈ نمبر 6 بدین۔

46- کلیم ہیلس 48/c بلاک E یونٹ نمبر 8 لطیف آباد، حیدر آباد۔

47- قاضی عبدالقیوم روڈ، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد۔

48- ہاؤس ڈاکٹر ذوالفقار علی سیف نور اسلام محلہ سانگھڑ۔

49- مکان نمبر 150 بلاک 2، نزد مجید سائیکل ورکس، ایم اے جناح روڈ سانگھڑ۔

50- معرفت منور احمد خان۔ فوڈ انسپکٹر شاہی بازار شاہ پور چاکر سانگھڑ۔

51- کریم ٹاؤن نزد قائم سینما، میر پور خاص

52- نزد مہاجر مسجد، ٹنڈو غلام علی روڈ ڈگری۔ ضلع میرپور خاص۔

53- مکان نمبر F/137 657 نزد میر پور خاص میڈیکل اسٹور اسکیم نمبر 2 سٹلائٹ ٹاؤن۔ میرپور خاص۔

برائے حضرات (پنجاب)

54- بہار کالونی نمبر 2 نزد اتفاق ہسپتال، کوٹ لکھپت روڈ، لاہور۔

55- اقبال پورہ گلی نمبر 4، سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ۔

56- نزد غوثیہ مسجد، کچہری روڈ، منڈی بہاؤالدین۔

57- مقام ڈاکخانہ پھلوکی براہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔

58- گلی نمبر 6/17 نزد آفس کونسلر محمد پورہ، فیصل آباد۔

59- گلی نمبر 2 محلہ رحمت آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد۔

60- گلی نمبر 1 کمرہ نمبر 109 فرسٹ فلور قادر اسکول محلہ عثمان پورہ۔ راولپنڈی

61- نزد ... پبلک اسکول فیصل کالونی نمبر 2 فیصل آباد روڈ۔ اوکاڑہ۔

62- 3/508 MCB محلہ عثمان آباد راولپنڈی روڈ، چکوال۔

63- نزد حوالدار ہوٹل، بڑی روڈ، گوجر خان۔

64- D-273 لین نمبر 12 لالہ رخ، واہ کینٹ۔

برائے خواتین (پنجاب)

65- ڈاکخانہ پھلوکی براہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔

66- 2 - A - 88 پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی۔ نزد جوہر ٹاؤن لاہور۔

67- 9، بیڈن روڈ، لاہور۔

68- E-23 اولڈ تھرمل پلانٹ، عبداللہ پور، فیصل آباد۔

برائے حضرات (سرحد)

69- نزد ڈاکرو ڈاکخانہ ڈب نمبر 1، مانسہرہ

70- سی پلازہ۔ گھنٹہ گھر، پشاور۔

برائے حضرات (آزاد کشمیر)

71- کلیال بلڈنگ چوک شہیداں۔ میر پور آزاد کشمیر۔

72- بالمقابل فرنیچر 2000، دوسری منزل ریڈیو اسٹیشن چوک، مظفر آباد، آزاد کشمیر۔

برائے خواتین (بلوچستان)

73- 10-9/2856 قلات اسٹریٹ عبداللہ جان کالونی۔ جیل روڈ ہدہ۔ کوئٹہ۔

74- مکان نمبر 23 شیخان اسٹریٹ، ارباب کرم خان روڈ، کوئٹہ۔

الشیخ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کا دورہ برطانیہ

رپورٹ: عبد الحفیظ بٹ

مانچسٹر شمال مغربی انگلینڈ کا دار الخلافہ اور بہت بڑا تجارتی مرکز ہے۔ مانچسٹر یونیورسٹی کا شمار دنیا کے بہترین تعلیمی مراکز میں ہوتا ہے۔ صرف دو میل کے فاصلے پر سالفورڈ یونیورسٹی ہے۔ دوسرے ممالک کے طالب علموں کی ایک کثیر تعداد ان دونوں مراکز میں زیر تعلیم ہے۔ جولائی، اگست 2000ء میں COMMON WEALTH گیمز منعقد ہو رہے ہیں۔ جس میں 72 ممالک سے 5000 کھلاڑی اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ مانچسٹر کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ برطانیہ میں سب سے پہلا مراقبہ ہال سالفورڈ میں قائم کیا گیا۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں سالفورڈ یونیورسٹی واحد تعلیمی مرکز ہے جہاں Sufism پر باقاعدہ درس و تدریس کی جا رہی ہے اور یہ کام سلسلہ عظیمیہ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ ستمبر 2000ء میں جس سیشن کا اختتام ہوا اس میں تقریباً 40 انگریز طالب علم تھے۔ کارکنان سلسلہ عظیمیہ فاؤنڈیشن برطانیہ کی دعوت پر جون 2000ء میں خانوادہ سلسلہ عظیمیہ الشیخ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مانچسٹر تشریف لائے، سلسلہ عظیمیہ سے وابستہ کارکنان اور عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد جن کا تعلق، لندن سالفورڈ، لیسٹر، ڈربی، برمنگھم، مانچسٹر، اسٹاکپورٹ، اولڈہم، راچڈیل، نیلسن، ایکرنگٹن، بریڈفورڈ، لیڈز، ہڈرز فیلڈ، گلاسگو اور ہملٹن سے تھا ہوائی اڈے پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ وقت مقررہ پر آپ کا جہاز لینڈ ہوا۔ ایئرپورٹ سے جب آپ تشریف لائے تو سب نے پھولوں کے گلدستوں سے آپ کا استقبال کیا۔ سب سے ملاقات کے بعد ایئرپورٹ سے سعیدہ خاتون کی قیام گاہ پر گئے جہاں سب کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اتوار کا دن تھا جس کی وجہ سے روڈ پر زیادہ ٹریفک نہ تھی۔ ویسے بھی ان کی رہائش گاہ سے ایئرپورٹ سے صرف دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔

دو روز آرام فرمانے کے بعد محفل مراقبہ کا قیام باقاعدہ طور پر عمل میں لایا گیا جس کے لئے صبح پانچ بجے کا وقت مقرر ہوا۔ مراقبہ کے بعد دعا و ختم شریف اور مختصر خطاب بھی ہوتا رہا۔ مانچسٹر میں چند دن قیام کرنے کے بعد آپ لندن تشریف لے گئے۔ لندن ایسٹ میں نجمہ صدیقی کی قیام گاہ میں نئے مراقبہ ہال کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس میں

برطانیہ کے تقریباً سب بڑے شہروں سے سلسلہ عظیمیہ سے وابستہ خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت عبدالحفیظ صاحب کو حاصل ہوئی۔ سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے الشیخ عظیمی نے فرمایا۔

"ایمان ایک ایسا جوہر ہے جس کی چاشنی اور حلاوت دنیا کی ہر شئے سے زیادہ ہے۔ مگر یہ حلاوت اور چاشنی اسی بندے کو حاصل ہوتی ہے جو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے۔ جب ہم محبت کا تذکرہ کرتے ہیں تو محبت ہم سے کچھ تقاضے کرتی ہے۔ اور وہ تقاضہ یہ ہے کہ محبت ہمیشہ قربانی چاہتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ محبت ایک ایسی قلبی کیفیت کا نام ہے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن انسان کا عمل اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ اس کے اندر محبت کا سمندر موجزن ہے یا نہیں۔ جو لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کے دل میں محبت بھر دیتے ہیں اور محبت کا نور اس شخص کے اندر سے نکل کر آسمان کی وسعتوں اور زمین میں ہر سمت پھیل جاتا ہے پس آسمان کی مخلوق اور زمین پر رہنے والے سب کے سب اسی شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور وہ محبوب الٰہی ہوتے ہوئے محبوب خلائق بن جاتا ہے"۔

آپ نے مزید فرمایا کہ

"مادی جسم روح کا ایک آلۂ کار ہے۔ روح چونکہ خود کو ظاہر نہیں کرتی یا ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔ اس لئے اپنی تمام تحریکات پردے کے پیچھے سے انجام دیتی ہے۔ یہ پردہ ہمارا مادی جسم ہے۔ یہ بات انسان ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ زمین کے اوپر جو بھی مخلوق ہے خواہ اس کا نام چرند ہے پرند ہے یا جو کچھ بھی نام ہے۔ وہاں بھی اور ان میں بھی یہ قانون کام کر رہا ہے کہ روح خود کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ اپنا ایک میڈیم بنا کر یا بہروپ بھر کر اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔ روح براہ راست اپنا مظاہرہ کیوں نہیں کرتی؟ اس کی تحریکات کوئی آدمی کیوں نہیں دیکھ سکتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کے اوپر موجود شعور میں اتنی سکت ہی نہیں ہے کہ وہ روح کو یا روح کی تحریکات کو دیکھ سکے۔ ہر آدمی یہ سمجھتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے کہ میرے پاس جو جسم ہے وہ فنا ہونے والا ہے۔ ہر ذی فہم آدمی جب اپنی زندگی پر غور کرتا ہے تو اسے نظر آتا ہے کہ جس روز سے وہ پیدا ہوا ہے اسی روز سے اس کے اوپر فنائیت غالب آرہی ہے۔ وہ بچپن دیکھتا ہے وہ فنا ہو جاتا ہے۔ جن ہستیوں سے وہ محبت کرتا ہے پیار کرتا ہے ان میں ماں باپ بھی ہیں عزیز و اقربا بھی ہیں رشتہ دار بھی ہیں۔ ان کے بارے میں بھی اس کا یہی تجربہ ہے کہ وہ بھی فنا ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ خود جو اپنے آپ کو مادی جسم کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں دیتا وہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے۔ یعنی روح کو شعوری حدود میں دیکھنا اس لئے ممکن نہیں کہ شعور خود کو محدود اور پابند سمجھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب انسانی جسمانی خدوخال میں خود کو قید کر لیتا ہے تو جسمانی خدوخال میں قید کر لینا دراصل محدودیت ہے۔ محدودیت جب کسی انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تو وہ سمٹنے لگتا ہے۔ لامحدودیت ہمیشہ پھیلتی ہے اور محدودیت سمٹتی ہے۔ محدودیت کے اس سمٹنے کو وہ گروہوں اور طبقات میں تقسیم کر دیتا ہے۔ ان گروہوں کے مختلف نام رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اب جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ محدودیت کا دارومدار، متحرک ہونا، دنیاوی کام انجام دینا اسی وقت ممکن ہے جب روح چاہے۔ یعنی اگر روح محدودیت سے اپنا رشتہ توڑ لے تو محدودیت کی کسی بھی طرح کوئی حیثیت قائم نہیں رہتی"۔

الشیخ عظیمی نے دعائیہ کلمات کے ساتھ تقریر کا اختتام کیا آپ اسی شام مانچسٹر تشریف لے گئے۔

مانچسٹر میں سلسلہ عظیمیہ سے وابستہ کارکنان نے عظیمی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ کراچی کی طرز پر برطانیہ میں بھی قلندر شعور اکیڈمی کی تعلیمی اور تربیتی کلاسز باقاعدہ سلیبس کے تحت عمل میں لائی جائیں جس کی آپ نے خوشی اجازت دی اور باقاعدہ اس پر کام کرنے

کی ہدایت دی۔ دو ہفتوں کی رات دن کی محنت کے بعد QALANDER CONSCIOUS ACADE-MY کا قیام عمل میں آیا۔ سعیدہ خاتون اس اکیڈمی کی پرنسپل، اخلاق احمد مغل وائس پرنسپل اور ظفر محمود کو آفس سیکریٹری کی ذمہ داریاں عظیمی صاحب نے مرحمت فرمائیں۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے اساتذہ کا 3 روزہ تربیتی کورس شروع کیا گیا۔ جو مختلف شہروں سے منتخب کئے گئے تھے اس تربیتی کورس کے بعد مانچسٹر، لندن، برمنگھم، بریڈ فورڈ، اور گلاسگو میں باقاعدہ داخلے شروع کئے گئے۔ ابتدائی طور پر مانچسٹر میں دو اردو ایک انگریزی، بریڈ فورڈ میں ایک اردو اور ایک انگریزی، لندن میں دو اردو اور ایک انگریزی کی کلاسز کا آغاز ہوا۔ داخلہ فارم تربیتی کورس اور سلیبس کی تیاری میں رات دن محنت کر کے حضرت عظیمی صاحب کی زیر سرپرستی سلسلہ عظیمیہ کے کارکنان نے نمایاں کردار ادا کیا۔ جس میں سعیدہ خاتون، اخلاق احمد مغل، ظفر محمود، مرزا بشیر حسین، محمد ادریس، طاہرہ نثار، نثار احمد، محمد صدیق، عبدالمالک، نجمہ صدیقی، محمد علی شاہ، شوکت علی، ریحانہ علی، مسرت رانی، گلزار احمد، سلمیٰ چودھری، محمد اشفاق اور دیگر خواتین و حضرات کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔

مانچسٹر میں ابتدائی کلاسز ہیلنگ سنٹر میں شروع کی گئیں۔ مگر لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور شوق کو دیکھتے ہوئے ABRAHAM MOSS CITY COL-LEGE MANCHESTER میں دو کمرے کورس کے لئے بک کئے گئے۔ جہاں اب ہر منگل کو ایک انگریزی اور ایک اردو میں کلاسز ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ بدھ کو ایک کلاس ہیلنگ سینٹر میں کی جاتی ہے۔ اس کورس کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے سلسلہ عظیمیہ سے منسلک کارکنان نے خواہش ظاہر کی کہ دوسرے شہروں میں بھی ایسی کلاسز کا آغاز کیا جائے۔ لہٰذا اساتذہ کا دوسرا تربیتی کورس عنقریب شروع کیا جا رہا ہے۔

بریڈ فورڈ میں مراقبہ ہال کا باقاعدہ افتتاح

5 اگست بروز ہفتہ بریڈ فورڈ مراقبہ ہال کی نئی جگہ کا افتتاح الشیخ عظیمی نے کیا سلسلہ عظیمیہ سے وابستہ خواتین و حضرات کی ایک کثیر تعداد یہاں مقیم ہے بریڈ فورڈ LIT-TLE ASIA کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہاں کے مقیم لوگوں کا تعلق زیادہ تر آزاد کشمیر سے ہے۔ بہت ہی محبت کرنے والے لوگ ہیں ان میں ایک اعظم بشیر بھی ہیں۔ جن کا تعلق میرپور سے ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کے پرانے دوستوں میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کے پچھلے حصے میں ایک بڑا ہال ضروری سہولتوں سے آراستہ کر کے سلسلہ عظیمیہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جہاں مراقبہ ہال بریڈ فورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس افتتاحی تقریب میں سلسلہ عظیمیہ سے منسلک اور مقامی خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریر میں حضرت عظیمی صاحب نے فرمایا

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا ہم نوا بن جائے تو ہمیں اس شخص سے دوستی کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ سے جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے تو ہمیں ایسی فکر اپنانی پڑے گی کہ اللہ ہمیں اپنا دوست بنالے۔ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت خالق کے اپنے بندوں کو ایسا علم عطا کیا ہے کہ بندے کے اندر تخلیقی صلاحیتیں بیدار ہو گئی ہیں۔ اللہ نے اپنی ذات مبارک کے لئے احسن الخالقین (تخلیق کرنے والوں میں بہترین خالق) بیان فرمایا ہے۔ یعنی اللہ نے تخلیقی اختیارات اپنے علاوہ آدم کو بھی تفویض کر دیئے ہیں۔ تخلیق کرنے والی ہستی اس بات پر قدرت رکھتی ہے کہ وہ اپنی منشا اور مرضی کے مطابق جب چاہے کسی شئے کو وجود میں لے آئے۔ جب اس کا دل چاہے روک دے۔ جب اس کے مزاج کے لئے کوئی بات ناگوار گزرے تو اس چیز کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دے۔ یہی اختیارات اللہ نے آدم کو بھی دیئے ہیں۔ آدم اپنی تخلیق سے نوع انسانی کو فائدہ بھی پہنچا سکتا ہے اور نوع انسانی اس کی

تخلیق (ایجادات) سے تباہ و برباد بھی ہو سکتی ہے۔ آج کے دور میں ان باتوں کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ ریڈیو ایک ایجاد یا تخلیق ہے۔ ہر ریڈیو کی اپنی ایک طاقت ہے اس کا نام میڈیم ویو، شارٹ ویو یا فریکوئنسی ہے، نام کچھ بھی ہو بہر حال وہ طاقت ان پرزوں کے اوپر منحصر ہے جو ریڈیو کے اندر نصب ہیں۔ اسی طرح ٹیلی ویژن ہے اس کے اندر بھی چینل کام کرتا ہے اور اس کی طاقت کا دار و مدار ان مقداروں (لہروں) پر ہے جس کا نام چینل رکھا گیا ہے۔ ایٹم بم کے اندر بھی طاقت کا ایک ذخیرہ ہے۔ ایٹم بم میں موجود یورینیم کے الیکٹران میں کمی یا زیادتی کر دی جائے تو بہت قوی توانائی پیدا ہوتی ہے اور اس توانائی سے پوری پوری آبادیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسرا ہائیڈروجن بم جس کے پھٹنے سے لاکھوں آدمی مر جاتے ہیں غور و فکر کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایٹم بم جائے خود ایک طاقت ہے اور اس طاقت کی مقداروں کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

صحت مند آدمی زیادہ کام کرتا ہے۔ زیادہ دوڑ سکتا ہے اور حرکات و سکنات میں چستی اور جوانمردی کا بہترین طریقے پر مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس بیمار، ضعیف و ناتواں آدمی کی چال میں، گفتگو میں حرکات و سکنات میں نمایاں کمی نظر آتی ہے، بات وہی ہے کہ صحت مند اور جوان مرد کے اندر صحت کی معین مقداریں اپنی صحیح حیثیت میں متحرک ہوتی ہیں اور بیمار آدمی کے اندر صحت کی مقداریں کمزور، ٹوٹی ہوئی اور بکھری ہوئی ہوتی ہیں۔

ہمارے سامنے دو آدمی ہیں۔ ایک آدمی ذہین ہے ایک آدمی سیدھا سادا ہے۔ ذہین آدمی کے اندر عقل و شعور کی مقداریں زیادہ کام کر رہی ہیں۔ سیدھے سادے آدمی کے اندر عقل و شعور کی مقداریں کم کام کر رہی ہیں اس لئے وہ سیدھا سادا ہے۔ اسی طرح دو آدمی ہمارے سامنے اور ہیں۔ ایک نارمل ہے دوسرے آدمی کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ یہ پاگل ہے۔ مخبوط الحواس ہے۔ زندگی کے تقاضے پورے کرنے والی معین مقداریں اور وہ مقداریں جو آدمی کے اندر حواس بناتی ہیں۔ اگر صحیح طریقے پر متحرک ہیں تو ایسا آدمی عقلمند کہلاتا ہے۔ صحیح مقداریں غیر متوازن ہو جائیں تو ایسا آدمی کم عقل ہو جاتا ہے۔

ہمیں پیاس لگتی ہے۔ یعنی ہمارے اندر تخلیقی نظام اطلاع دیتا ہے کہ اب جسمانی نظام کو پانی کی ضرورت ہے۔ اعتدال پسند آدمی اتنا پانی استعمال کرتا ہے جتنے پانی کی ہمارے جسمانی نظام کو ضرورت ہے۔ غیر اعتدال پسند آدمی اتنا پانی استعمال کرتا ہے کہ پیٹ پھول جاتا ہے۔ اس کی ایک طبعی شکل یہ بنتی ہے کہ پیاس کا احساس جن معین مقداروں پر قائم ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے اور جس وقت آدمی طبعی طور پر غیر متوازن ہو جاتا ہے پیاس کا احساس بھی ایب نارمل ہو جاتا ہے۔ استسقا کا مریض پانی پینا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور وہ مر جاتا ہے۔ آدمی کو بھوک لگتی ہے اعتدال میں کھانا کھاتا ہے تو آدمی کی جسمانی زندگی کی نشو و نما ہوتی ہے لیکن اگر بھوک کا یہی تقاضا اپنی معین مقداروں پر قائم نہ رہے تو آدمی کھانا کھانے سے بیمار ہو جاتا ہے۔ یا کھانا نہ کھانے سے ضعیف اور ناتواں ہو جاتا ہے۔ ان مثالوں سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ زندگی میں جو حرکت ہے، زندگی کے جتنے رخ ہیں اور زندگی جن خد و خال پر رواں دواں ہے۔ وہ دنیاوی زندگی ہو یا اس دنیا کی زندگی ہو جسے غیب کی دنیا کہا جاتا ہے۔ مقداروں پر قائم ہے جب تک مقداریں قائم ہیں زندگی ہے۔ اور جب ان مقداروں میں رد و بدل ہوتا ہے یا زیادتی ہوتی ہے یا کمی ہوتی ہے حرکت میں فرق آجاتا ہے تو زندگی میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے کہ بظاہر آدمی زندہ نظر آتا ہے لیکن باطن میں وہ آدمی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نہ زندوں میں اس کو شمار کیا جاتا ہے اور نہ اس کا شمار مردوں میں ہوتا ہے۔

تسخیر کائنات کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں تخلیق کے وہ فارمولے معلوم ہوں جن کے اوپر یہ تخلیق قائم اور متحرک ہے باحواس و باشعور ہے۔

قانون یہ سامنے آیا کہ زندگی کا ہر تقاضا معین

مقداروں سے مرکب ہے اور یہ معین مقداریں ہی تقاضے تخلیق کرتی ہیں۔ زندگی کا کوئی تقاضا فارمولوں کے بغیر قائم نہیں ہے۔

اللہ کریم نے ہماری تخلیق فارمولوں سے کی ہے اور انہی فارمولوں کو ہم دانستہ یا نادانستہ متحرک کر لیتے ہیں تو نئی ایجادات اور نئی نئی تخلیقات وجود میں آجاتی ہیں۔

چونکہ آدمی بجائے خود ایک فارمولا ہے۔ اس لئے فارمولے کے اندر وہ تخلیقی عناصر جنہوں نے فارمولے کو زندگی بخشی ہے متحرک ہیں۔ آدمی چونکہ ایک تخلیقی فارمولا ہے اور اسے تخلیقی فارمولوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ ان فارمولوں کا علم سیکھ لیتا ہے جن فارمولوں سے فرشتوں کی تخلیق ہوتی ہے اور جن فارمولوں سے جنت بنائی گئی ہے اور جن مقداروں (فارمولوں) پر سات آسمان قائم ہیں۔ نور علی نور جن فارمولوں سے عرش وجود میں آیا ہے۔ وہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔

المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر تجسس، تلاش اور تفکر ختم ہو گیا ہے مسلمان دعویٰ یہ کرتا ہے کہ میں اللہ کا نائب ہوں۔ جب کہ چیونٹی سے زیادہ عقل و تفکر استعمال نہیں کرتا۔ اللہ کریم کا قانون جاری و ساری ہے۔ قرآن پاک میں اللہ کریم نے فرمایا کہ یہ کتاب ان لوگوں کے اوپر ہدایت کے دروازے کھولتی ہے جو تفکر کرتے ہیں۔ تحقیق و تلاش کرتے ہیں۔ ریسرچ کرتے ہیں گہرائی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اللہ کی ذات واحد ہے ذی احتیاج نہیں ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی خاندان ہے۔ جو تلاش کرتا ہے پالیتا ہے اور جو کفران کرتا ہے محروم رہ جاتا ہے"۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت عبدالحفیظ کو حاصل ہوئی۔ اپنی افتتاحی تقریب میں خانوادہ سلسلہ عظیمیہ الشیخ عظیمی نے تقریر ڈیڑھ گھنٹے کی طویل تقریر فرمائی۔ عظیمی صاحب کے ساتھ ساتھ ہر فرد خوشی سے سرشار تھا اس پر مسرت موقع پر قلندر شعور اکیڈمی سے تربیت یافتہ اساتذہ اور گزشتہ سالوں میں کارہائے نمایاں ادا کرنے والے کارکنان کو سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے اور ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ تقریب میں موجود خواتین و حضرات نے تالیوں سے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر اظہار تشکر کا سرٹیفکیٹ ڈاکٹر اسلام چودھری اور سلمیٰ چودھری کو دیا گیا جنہوں نے گزشتہ چار سال سے اپنا گھر مراقبہ ہال اور آفس کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ آخر میں پر تکلف دعوت کا انتظام تھا۔ حضرت عظیمی صاحب نے اپنی دعاؤں سے سب کو نوازا۔

سالگرہ مبارک

مانچسٹر میں عظیمی صاحب سالگرہ نہایت جوش و خروش سے منائی گئی۔ یوں تو یہ تقریب یہاں ہر سال ہی منائی جاتی ہے لیکن اس سال خاص بات عظیمی صاحب کی بنفس نفیس شرکت تھی۔ جس سے ہر ایک کی خوشیاں دو دوبالا ہو گئیں۔ عظیمی صاحب ایک روز پہلے ہی لندن تشریف لائے تھے۔ مراقبہ ہال مانچسٹر کی بالائی منزل میں عظیمی صاحب کا آفس بھی ہے۔ جسے خوبصورت ساز و سامان سے آراستہ کیا گیا۔ عظیمی صاحب کی والدہ محترمہ کی تصویر خاص طور پر عظیمی صاحب کے قیام لندن کے دوران کراچی سے منگوائی گئی اسے خوبصورت فریم سے آراستہ کر کے عظیمی صاحب کی میز کے سامنے دیوار پر لگایا گیا۔ حضرت عظیمی صاحب جب اپنے آفس میں داخل ہوئے تو اپنی والدہ محترمہ کی تصویر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ تصویر آپ کو کہاں سے ملی۔ خوشی سے ان کا چہرہ ماہتاب کی طرح چمک رہا تھا۔ سالگرہ کا کیک کاٹا گیا۔ سب نے تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کیا اور مرشد کریم کے لئے درازی عمر کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

چند دن قیام کرنے کے بعد آپ دوبارہ لندن تشریف لے گئے جہاں EASTERN TV CHAN-NEL پر ہفتے میں دو پروگرام ریکارڈ ہو رہے ہیں۔ جسے گزشتہ دو ہفتوں سے T.V پر شام کے پروگرام میں دکھایا

جارہا ہے۔ ان پروگراموں کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ابتداء میں صرف دو پروگرام کے لئے آپ کو دعوت دی گئی۔ مگر اب ہفتے میں دو پروگرام نشر ہورہے ہیں۔ اسے سیریل کے طور پر نشر کیا جارہا ہے۔ پروگرام کا نام SPIRITUAL COUNSELLING ہے۔

برطانیہ میں مقیم سلسلہ عظیمیہ کے دوستوں کو اس بات کی بے انتہا خوشی اور فخر ہے کہ ہمارے مرشد کریم نے اس مرتبہ زیادہ دنوں کے لئے برطانیہ میں قیام کرکے ہمیں سعادت بخشی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

- مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن میرپور کے سرگرم رکن عابد حسین کے کزن، پاک فوج کے جری جوان محمد شکور اپنے وطن کا دفاع کرتے ہوئے لائن آف کنٹرول پر معجب سیکٹر میں شہید ہوگئے۔ شہید کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ان کے آبائی گاؤں فتح پور تھیال میں دفنایا گیا۔
- نگران مراقبہ ہال برائے خواتین اٹک مسز مسرت ممتاز کے چچا انتقال کرگئے۔
- مراقبہ ہال شاہ کوٹ کی رکن اور شیخوپورہ میں مقیم فریدہ کی جواں سال اکلوتی صاحبزادی بیس سال کی عمر میں انتقال کرگئیں۔
- مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن کے انتظامی رکن عبدالجبار کی نانی صاحبہ طویل علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔ ان کی عمر 100 برس سے زائد تھی۔
- مراقبہ ہال راولپنڈی کے سرگرم رکن امیر احمد کے بھائی ظہیر احمد کے سسر قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔
- مراقبہ ہال راولپنڈی کے رکن محمد ارشد علی کے ماموں سرگودھا میں وفات پاگئے۔
- مراقبہ ہال راولپنڈی کے رکن فرحت عباس کے والد محمد صدیق قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔
- مراقبہ ہال راولپنڈی کے رکن اویس کاکھی کے والد حسنین کاکھی انتقال کرگئے۔
- عظیمیہ روحانی لائبریری منظور کالونی (برائے خواتین) کی رکن نازیہ حمید کی نومولود بیٹی عائشہ کارضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا۔
- عظیمیہ روحانی لائبریری منظور کالونی (برائے خواتین) کی ممبر یاسمین خانم کے سسر رحلت کرگئے۔
- مراقبہ ہال فیصل آباد کی رکن سروری کی والدہ محترمہ انتقال کرگئیں۔
- مراقبہ ہال فیصل آباد کی رکن ساجدہ کے پھوپھا جان جو انگلینڈ میں مقیم تھے گذشتہ دنوں انتقال کرگئے۔
- مراقبہ ہال فیصل آباد کے رکن ساجد فاروق کی خالہ زاد بہن انتقال کرگئی ہیں۔
- مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن کے نائب انچارج خالد حسین، مراقبہ ہال کے سرگرم رکن مقصود احمد اور سلطان زمرد کے تایا گذشتہ دنوں وفات پاگئے۔
- مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن کے رکن محمد فاروق کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔
- مراقبہ ہال ڈگری کے سینئر رکن و سینئر سول جج قاضی امجد علی کے سسر عبدالرؤف خشی کا انتقال ہوگیا۔
- مراقبہ ہال چنیوٹ کے رکن چنیوٹ شہر کی معروف علمی شخصیت سینئر ہیڈ ماسٹر خطیب جامعہ مسجد فاروقیہ غازی غلام رسول سیالوی گذشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔
- انچارج مراقبہ ہال چنیوٹ کے شاگرد جواں سال طالب علم ڈاکٹر سجاد علی گذشتہ دنوں انتقال کرگئے۔
- عظیمیہ روحانی لائبریری مظفر آباد کے لائبریرین شیخ طاہر رشید کے سسر ملک عبدالستار اعوان مورخہ 8 اکتوبر بروز اتوار انتقال فرماگئے۔

ادارہ روحانی ڈائجسٹ مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل دیں۔ آمین

روحانی مشن کی سرگرمیوں پر مبنی روداد

ملک کے مختلف شہروں میں قائم مراقبہ ہالز کے نگران اور عظیمیہ روحانی لائبریری کے لائبریرین خواتین وحضرات سے درخواست ہے کہ اگر آپ لمحاتِ مسرت اور سانحہ ارتحال کیلئے کوئی خبر یا اُفق کے کالم کے لئے کسی پروگرام کی رپورٹ ارسال فرمارہے ہیں تو ازراہ مہربانی مراقبہ ہال یا عظیمیہ روحانی لائبریری کے مصدقہ لیٹر ہیڈ پر ارسال کریں۔ بصورت دیگر رپورٹ یا خبر کی اشاعت ممکن نہ ہوسکے گی۔ اہم تقاریب کی رپورٹ کے ہمراہ تصاویر بھی ارسال فرمائیں۔ تصاویر صاف اور واضح ہوں۔ مقررین کی تصاویر ایک ہی رُخ اور یکساں فاصلے سے لی گئی ہوں نیز مخاطب کے چہرے کے نقوش نمایاں ہوں۔ لمحاتِ مسرت اور سانحہ ارتحال کی خبریں ہمیشہ علیحدہ علیحدہ کاغذ پر ارسال کریں۔ بصورت دیگر خبر شائع نہیں ہوسکے گی۔

ملیر میں روحانی سیمینار

(رپورٹ: صفیہ خالد)

عظیمیہ روحانی لائبریری برائے خواتین ملیر ٹنشنز اسکوائر کی جانب سے ایک روحانی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کے جوائنٹ سیکریٹری اور ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کے ایڈیٹر وقار یوسف عظیمی تھے۔

مہمان خصوصی وقار یوسف عظیمی نے پروگرام کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کتاب محمد رسول اللہؐ جلد اول کے حوالے سے سیرت النبیؐ کے چند پہلوؤں کو پیش کیا نیز اس حوالے سے مفصل تقریر کی کہ خواتین سیرت النبیؐ کو سامنے رکھتے ہوئے کس طرح ایک اچھا معاشرہ تشکیل دے سکتی ہیں اور یہ کہ خواتین چند مخصوص فیلڈز میں کیوں نظر آتی ہیں وہ اس سے زیادہ بھی کارنامے انجام دے سکتی ہیں۔ مہمان خصوصی نے خواتین کو اس نکتے پر تفکر کی دعوت دی۔

قبل ازیں قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے قریب واقع خوبصورت جناح ہال میں منعقدہ اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اسماء عبدالحق نے قرآن کریم کی آیات تلاوت کیں۔ حمد باری تعالیٰ جمیلہ انیس نے پیش کی۔ ہدیہ نعت پیش کرنے والی خواتین میں مسز حاجرہ، قرۃ العین، مونا، سکینہ اور عذرا شامل تھیں۔

شبانہ، سیما المصطفیٰ اور تحسین فاطمہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف حمیدہ اور موجودہ دور میں اس پر عمل کی اہمیت کو اپنے مقالات میں اجاگر کیا۔

اس پروگرام میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر ریڈیو اور ٹی وی کی مشہور نعت خواں غزالہ عارف کو مدعو کیا گیا تھا۔ جبکہ شیبا حیدری نے بھی اس پروگرام میں شرکت کی اور اپنی کتاب حمد نامہ سے ہدیہ اشعار کئے اس پروگرام میں شریک خواتین میں زیادہ تر اسکول ٹیچرز، کالجز کی لیکچرار ڈاکٹرز اور دیگر تعلیم یافتہ خواتین نے شرکت کی۔

پروگرام کا دوسرا حصہ گروپ ڈسکشن پر مشتمل تھا جس میں 13 گروپ تشکیل دیئے گئے تھے۔ بریفنگ صفیہ خالد نے دی۔ ورکشاپ کے کوآرڈینیٹرز میں مسز مسرور،

آنسہ نصرت، شبانہ عرشی، فرح، آمنہ، عذرا بانو، اسماء عبدالحق، طلعت سعیدہ، صفیہ خالد، تحسین فاطمہ، سیما المصطفیٰ، مسرت اور شمع شامل تھیں۔ اس کے بعد مرکزی مراقبہ ہال میں شعبہ لائبریریز کے نگران حامد علی خان نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا "ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے صداقت کا سبق سیکھنا چاہئے۔ تاکہ ہمارے قول و فعل کا تضاد ختم ہو سکے صداقت ایک طرز فکر کا نام ہے ہم جو کچھ کہتے ہیں جب تک وہ ہماری سوچ، ہماری فکر اور ہمارے اعمال میں ڈھل کر سامنے نہیں آئے گا...... معاشرے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکے گی"۔ آخر میں لائبریرین جمیلہ انیس نے وقار یوسف عظیمی اور تمام مہمانان گرامی کی پروگرام میں آمد پر انتہائی تشکر کا اظہار کیا اور شرکاء خواتین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ تمام حاضرین کے لئے لذت کام و دہن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں نظامت کے فرائض صفیہ خالد نے انجام دیئے جبکہ انتظامی امور میں سیما المصطفیٰ، مسرت، شبانہ، شازیہ تسیم، اسماء المصطفیٰ، صائمہ المصطفیٰ، صائمہ حمید، حنا حمید، تحسین فاطمہ، ہما، عذرا، منیر مسرور، جمیلہ انیس، انوار الحسن اور محمد ناصر نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

راولپنڈی میں روحانی سیمینار

(رپورٹ: شوکت حیات)

مراقبہ ہال سواں کیمپ مراقبہ ہال روڈ موہڑہ کالو راولپنڈی / اسلام آباد میں گزشتہ دنوں "باادب بانصیب بے ادب بے نصیب" کے موضوع پر روحانی سیمینار کا انعقاد ہوا۔ نگران مراقبہ ہال قاضی مقصود احمد نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "چاہے دنیاوی علوم ہوں یا روحانی علوم۔ علم کے حصول کے لئے اپنے استاد یا پیر و مرشد کا ادب و احترام لازم ہے جو شاگرد اپنے استاد یا مرشد کا ادب و احترام نہیں کرتا وہ کچھ نہیں سیکھ سکتا" انہوں نے والدین کے ادب و احترام کا ذکر کرتے ہوئے کہا "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تمہارے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور وہ تمہیں برا بھلا بھی کہیں تو ان کے سامنے اف تک نہ کہو۔ دربار رسالت ﷺ میں صحابہ کرام نہایت ادب و احترام سے بیٹھتے تھے حضور ﷺ کے ادب و احترام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ اے مومنو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے"۔

قاضی مقصود احمد نے مزید کہا کہ "درود پاک جو ہم سرکار دو عالم ﷺ پر بھیجتے ہیں یہ باعث ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ در حقیقت یہ باعث ربط بھی ہے اور درود پاک کے آداب یہ ہیں کہ جب بھی درود پاک پڑھا جائے تو انسان پاک صاف اور باوضو ہو پوری توجہ اور یکسوئی سے پڑھا جائے تاکہ انسان پوری توجہ روضہ اقدس کی طرف مبذول کر سکے۔ جب اس طریقے سے درود پاک پڑھا جاتا ہے تو

راولپنڈی مراقبہ ہال میں منعقدہ روحانی سیمینار میں قاضی مقصود احمد، شیخ طارق، اور شوکت حیات خطاب کر رہے ہیں۔

عظیمیہ روحانی لائبریری مظفر آباد آزاد کشمیر کے تحت منعقدہ تربیتی ورکشاپ کے شرکاء شیخ طاہر رشید کے ہمراہ

حضور ﷺ اپنے کرم و فضل سے ایسے بندوں کو اپنے دیدار سے بھی مشرف فرماتے ہیں"۔

قبل ازیں رفیق احمد نے "باادب بانصیب بے ادب بے نصیب" کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ "دنیاوی و مادی علوم ہوں یا قرآنی و روحانی علوم اپنے استاد کا ادب و احترام نہایت ضروری ہے"۔

اس روحانی محفل کا آغاز شوکت حیات نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ شیخ طارق محمود نے نذرانہ عقیدت حضور سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ پیش کیا۔ روحانی سیمینار کے بعد اجتماعی مراقبہ و دعا ہوئی۔ آخر میں زائرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں قرب و جوار کے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

شوکت حیات، ساجد محمود، ارشد، اشرف فاروقی، محمد بوٹا، عاطف رشید، بشیر احمد، تنویر، طارق، مظہر حسین، ظہیر احمد، خالد محمود، خالد محسن، امیر احمد، عزیز، سرور، جاوید، مبارک الٰہی، خالد قریشی، منظور حسین شاہ، سکندر، طاؤس، شعبان، فخر اسلام اور شاہ رخ خان نے روحانی سیمینار کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا۔

روحانی تربیتی ورکشاپ

(رپورٹ: نوشاد احمد)

عظیمیہ روحانی لائبریری مظفر آباد کی جانب سے گزشتہ دنوں الشیخ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی تحریر کردہ کتاب "مراقبہ" کے موضوعات پر سنگم ہوٹل مظفر آباد میں ایک تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا، جس میں عظیمیہ روحانی لائبریری سے 6 خواتین اور 34 مرد ممبران نے شرکت کی۔

ورکشاپ کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے مفتی سعید شاہ نے کیا۔ عظیمیہ روحانی لائبریری کے لائبریرین شیخ طاہر رشید نے مختصر اور کشاپ کے قواعد و ضوابط کے بارے میں بتایا اور مراقبہ کی اہمیت کے بارے میں غور و فکر کی قرآنی دعوت اور غار حرا سے منسوب رسول اللہ ﷺ کی سنت مراقبہ کے بارے میں اختصار سے بیان کیا۔

ٹریننگ ورکشاپ کے لئے گروپ ڈسکشن کے لئے 4 گروپ بنائے گئے۔ شیخ طاہر رشید، نوشاد احمد، احمر علی اور مہر بدر الاسلام نے کوآرڈینیٹر کے فرائض انجام دیئے۔ تمام شرکاء میں فائلیں تقسیم کی گئیں جس میں ورکشاپ کے قواعد و ضوابط، سوالنامہ، پنسل اور کاغذ موجود تھے۔ ورکشاپ کے لئے 2 گھنٹے کا ٹائم رکھا گیا۔ مراقبہ پر ورکشاپ کے لئے درج ذیل سوالنامہ پر گروپ ڈسکشن ہوئی۔

1- خیال اور تصور سے کیا مراد ہے؟

2- مراقبہ کی تعریف کریں؟ نیز مراقبہ کی اقسام بیان کریں؟

3- مراقبہ میں نشست کے طریق کار کو بیان کریں؟
4- خالی الذہن ہونے سے کیا مراد ہے؟

ٹریننگ ورکشاپ برائے کتاب مراقبہ میں سوال نامہ پر گروپ ڈسکشن ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ گروپ ڈسکشن کے اختتام پر لائبریرین شیخ طاہر رشید نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں عصرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد گروپ فوٹو سیشن ہوا۔

حیدر آباد میں خواتین کی محفلِ میلاد

(رپورٹ: افضالہ شیخ)

مراقبہ ہال لطیف آباد نمبر ۸ حیدر آباد میں خواتین کی ایک محفل میلاد کا انعقاد نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ کیا گیا۔ جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے افضالہ شیخ نے کیا۔ ہدیہ عقیدت حضور سرور کائنات سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نجمہ، عظمیٰ، ثمرین، سعدیہ، رابعہ، مہوش، نازش، ہیثم، فائزہ اور صبا سعید نے پیش کیا۔ اس پر نور محفل میں نظامت کے فرائض نائلہ آصف اور افضالہ شیخ کے سپرد تھے۔ نگران مراقبہ ہال فیروزہ عدیم نے اپنے لیکچر میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ کے روحانی پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ اس جشن عید میلاد النبی ﷺ کو سجانے میں کاشف حکیم، شہناز خالد، شازیہ شیخ، افضالہ شیخ، علیہ چشتی، انجم عظیم، شگفتہ ناز، ساجدہ، شازیہ، سائرہ اور آصفہ نے نمایاں حصہ لیا۔ محفل میلاد میں سینکڑوں خواتین نے شرکت کی۔ آخر میں دعا ہوئی اور عشائیہ پیش کیا گیا۔

شکارپور میں تقریب

(رپورٹ: آغا حق نواز)

عظیمیہ روحانی لائبریری شکارپور کی جانب سے محرم الحرام کی مناسبت سے قرات، نعت اور "شہادت حسینؓ" کے موضوع پر تقاریر کا مقابلہ منعقد کیا گیا۔

اس موقع پر مہمان خصوصی سابق وزیر صحت سندھ ڈاکٹر محمد ابراہیم خان جتوئی اور صدر محفل عبد القادر سومرو ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول تھے۔ موضوع تقریر تھا "حضرت امام حسینؓ ایک عظیم ہستی"۔ اس موقع پر مہمان خصوصی ڈاکٹر محمد ابراہیم خان جتوئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "جناب امام عالی مقام کی ذات اقدس ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپؓ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہم

حیدر آباد میں مراقبہ ہال برائے خواتین کے تحت منعقدہ محفل میلاد میں خواتین نذرانہ نعت پیش کر رہی ہیں۔ فیروزہ عدیم اسٹیج پر موجود ہیں۔

دنیاو آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں"۔

ہر کیٹگری کے لئے تقریباً تین جج صاحبان مقرر کئے گئے تھے۔ قرات میں پہلی پوزیشن گورنمنٹ ہائی اسکول نمبر 2 کے طالب علم ساجد علی نے، دوسری پوزیشن عظیمیہ روحانی لائبریری شکارپور کے رکن عطاالصمد سومرو نے اور تیسری پوزیشن گورنمنٹ ہائی اسکول نمبر 1 کے طالب علم محمد ساجد نے حاصل کی۔

نعتیہ مقابلے میں پہلی پوزیشن ہائی اسکول نمبر 1 کے طالب علم رحمان لودو نے، دوسری پوزیشن ہائی اسکول نمبر 2 کے طالب علم اسد اللہ جتوئی نے اور تیسری پوزیشن وریام احمد نے حاصل کی۔ تقریری مقابلے میں پہلی پوزیشن عظیمیہ روحانی لائبریری شکارپور کے رکن وقار احمد سومرو نے، دوسری پوزیشن عبد الغفور نے اور تیسری پوزیشن گورنمنٹ ہائی اسکول نمبر 1 کے طالب علم عاطف نے حاصل کی۔ اس کے بعد انعام یافتگان کو مہمان خصوصی نے انعامات دیئے۔

ہنس حسین سومرو اور محمد عالم کھلو نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ آخر میں تمام حاضرین مجلس اور مہمانوں کو ریفریشمنٹ پیش کیا گیا۔ جبکہ جج صاحبان اور کارکنان کو تحائف پیش کئے گئے۔ لائبریرین آغا حق نواز نے مہمان خصوصی، صدر محفل، اور تمام حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام کو مقامی ہفت روزہ "شب و روز" میں نمایاں کوریج دی گئی۔

عظیمیہ چلڈرن فاؤنڈیشن فیصل آباد کی ایک تقریب

(رپورٹ: جمال کھوکھر)

فیصل آباد اٹھی جاؤن نزد کوکھووال مراقبہ ہال میں عظیمیہ چلڈرن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام مختلف اسکولوں کے بچوں کے درمیان ہونے والے کوئز مقابلے کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں خواتین و حضرات اور بچوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ صدارت ڈپٹی ڈائریکٹر آؤٹ واپڈا لطیف طاہر نے کی جبکہ مہمان خصوصی اقبال احمد ایڈووکیٹ تھے۔ مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "آج کے بچے ہمارا آنے والا کل ہیں۔ ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں۔ ان کی حفاظت کرنا، پاکیزہ اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنا ہم سب کی اولین ذمہ داری ہے"۔ جمال کھوکھر نے کہا کہ "بچوں کے ذہنوں سے لڑائی جھگڑے، لالچ اور تفرقہ بازی کو ختم کر کے اللہ کی محبت ڈالنا، قرآن مجید کو باترجمہ پڑھ کر اُسے سمجھنا، نماز پنجگانہ قائم کرنا اور والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کرنا عظیمیہ چلڈرن فاؤنڈیشن کے مقاصد ہیں۔ اس کی ممبر شپ فری ہے۔ اس کے سرپرست اعلیٰ الشیخ خواجہ شمس الدین عظیمی ہیں"۔

قبل ازیں ساجد فاروق نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ جبکہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ عقیدت نزہت نے پیش کیا۔ قرعہ اندازی کے ذریعے صدر مجلس نے فضل حق پبلک اسکول نور پور کے کلیم اللہ کو پہلا، ہیپی ہوم ہائی اسکول رضا آباد کے علی رضا کو دوسرا، گورنمنٹ ایلیمنٹری مڈل اسکول کوکھووال کے راشد حمید کو تیسرا جبکہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی اسکول جناح کالونی کے ابوسفیان کو حوصلہ افزائی کا انعام دیا گیا۔ نظامت کے فرائض ثاقب اقبال نے ادا کئے۔ کوئز مقابلے کے آرگنائزر آصف الرحمٰن، محمد معراج دین اور ثاقب اقبال تھے۔ جبکہ حاجی محمد سلیم، رانا تجمل حسین، کلیم احمد، قدیر احمد، محبوب علی، محمد آصف، درخشانہ صادق، عدیلہ، راحیلہ اور نائلہ خورشید نے تقریب کے دیگر انتظام و انصرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

روحانی تربیتی ورکشاپ

(رپورٹ: ثمر)

گذشتہ ماہ عظیمیہ روحانی لائبریری ملتان کے زیر اہتمام ایک روحانی ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جو مراقبہ ہال ملتان میں منعقد کی گئی جس کا موضوع "الصلوٰۃ معراج

المومنین" تھا۔ ورکشاپ میں آٹھ گروپ بنائے گئے جن میں سے 5 مردوں کے اور 3 خواتین کے تھے۔ ورکشاپ میں امین زاہد، سرفراز احمد، محمود علی، جواد فرخ، معظم شاہ، خالدہ اصغر، زہرہ نعیم اور مسرت نے کوآرڈینیٹرز کے فرائض سرانجام دیئے، جبکہ آبزرورز میں کنور طارق، ثمر اور خالد حلیم مرزا شامل تھے۔ ورکشاپ میں ملتان کے علاوہ خانیوال، ڈی جی خان اور روہیلاں والی کے خواتین و حضرات نے بھی شرکت کی۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے گروپ کے کوآرڈینیٹرز کو انعام بھی دیا گیا۔ ورکشاپ کے مہمان خصوصی سلسلہ عظیمیہ ملتان کے سینئر رکن مرزا طفیل احمد صاحب تھے۔ ورکشاپ میں پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن بالترتیب خالدہ اصغر، امین زاہد اور سرفراز احمد کے گروپس نے حاصل کی ورکشاپ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت ڈیرہ غازی خان سے آئے ہوئے ظفر عباس نے حاصل کی۔ نگران مراقبہ ہال ملتان برائے خواتین ثمر نے شرکاء کو ورکشاپ کے انعقاد کا مقصد بیان کیا۔ ورکشاپ کے اختتام پر نگران مراقبہ ہال خواتین ثمر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "آج کی اس ورکشاپ میں آپ کی آمد سے اجتماعیت نظر آئی اور خوشی ہوئی کہ سب بہن بھائی ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر ڈسکشن کر رہے ہیں سلسلہ عظیمیہ کا پیغام ہی اجتماعیت ہے اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت قائم رکھے اور ہم اسی طرح ان ورکشاپس میں اکٹھے ہوتے رہیں"۔ نگران مراقبہ ہال کنور طارق نے فرمایا کہ "میری طرف سے ورکشاپ کے آرگنائزر مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی دن رات کی کاوشوں سے ہم سب بہن بھائی آج کی اس ورکشاپ میں حاضر ہوئے اور اپنے دلوں کو غور و فکر کے بعد منور کیا" انہوں نے مزید فرمایا کہ "مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ ملتان میں مرشد کریم نے جو پودا لگایا تھا اب وہ مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ کہ مضبوط ہوتا جا رہا ہے بلکہ اس نے پھل بھی دینا شروع کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس پھل سے بہت سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پودے کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ اس کے بعد ورکشاپ کے مہمان خصوصی مرزا طفیل احمد کو دعوت خطاب دی گئی آپ نے فرمایا کہ "سب سے پہلے میں ثمر، کنور طارق اور خالد حلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یاد رکھا اور مجھے بحیثیت مہمان دعوت دی آج میں نے جس دلچسپی سے شرکاء کو آپس میں تبادلہ خیال کرتے ہوئے دیکھا، مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اتنے تھوڑے عرصہ میں اتنی اچھی کارکردگی اور بہترین آرگنائزنگ کنور طارق، خالد حلیم مرزا اور تمام کارکنان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے"۔ آخر میں ورکشاپ کے آرگنائزر اور عظیمیہ روحانی لائبریری ملتان کے لائبریرین خالد حلیم مرزا نے تمام شرکاء اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد فوٹو سیشن ہوا پھر پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے گروپس کے کوآرڈینیٹرز کو مہمان خصوصی مرزا طفیل احمد، نگران مراقبہ ہال ملتان کنور طارق اور ثمر نے انعامات تقسیم کئے نماز مغرب کے بعد مراقبہ ہال ملتان کی طرف سے عشائیہ پیش کیا گیا۔

سیرت سیمینار برائے خواتین

(رپورٹ: فریدہ بانو)

مراقبہ ہال چنیوٹ میں گذشتہ دنوں سیرت طیبہ پر ایک سیمینار منعقد ہوا نگران مراقبہ ہال برائے خواتین چنیوٹ خواتین فریدہ طاہر نے سلسلہ عظیمیہ کا تعارف کروایا اور سلسلہ کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط پر روشنی ڈالی۔ تلاوت قرآن ساجدہ نے کی۔ اس موقع پر ناصرہ، صائمہ، اسماء الحسنیٰ، فرحت، عظمیٰ اور کنیز نے ہدیہ نعت پیش کیا جب کہ فوزیہ زاہد نے مراقبہ، روبینہ طارق نے روحانیت اور ناہید ملک نے سیرت رسول پاک ﷺ کے موضوع پر تقاریر کیں آخر میں فریدہ طاہر نے ذکر اور مراقبہ کروایا جس کے بعد دعا ہوئی اور عشائیہ کا انتظام کیا گیا۔ اس تقریب کو سجانے میں فوزیہ زاہد، روبینہ طارق، نسرین، نجمہ، فرحت منیر، راحت محمد علی، بلقیس اور ان کی صاحبزادیوں نے حصہ لیا۔

نارتھ کراچی میں محفل میلاد

(رپورٹ: صدف نوشین)

پیغمبر اسلام سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنے اور انوار نبوت سے فیض یاب ہونے کے لئے گذشتہ دنوں عظیمیہ روحانی لائبریری، نارتھ کراچی (برائے خواتین) کے زیر اہتمام ایک محفل میلاد ﷺ منعقد کی گئی۔ جس میں لائبریری ممبران کے علاوہ اہل محلہ کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت ثوبیہ حمید نے حاصل کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر، اخلاق و روحانی تعلیمات، علمی جدوجہد اور ترویج اسلام کے دوران آپ ﷺ کو پیش آنے والے مصائب کے موضوعات پر ندا حنیف، فرحت ظہیر اور عذرا ندیم نے مقالات پیش کئے۔

روحانی ڈائجسٹ کی اعزازی معاون اور خانوادہ سلسلہ عظیمیہ، حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی زوجہ محترمہ، سیدہ راشدہ عفت پروگرام میں بطور مہمان شریک ہوئیں۔ آپ نے پروگرام کا جائزہ لیا اور علمی اور انتظامی کاوشوں کو سراہا اور اس طرح کے پروگرام کے انعقاد پر زور دیا۔ آپ نے خواتین سے مخاطب ہو کر فرمایا،

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کی وجہ سے آج خواتین تمام شعبہ ہائے زندگی میں مردوں کے شانہ بشانہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پوری کر رہی ہیں۔ ہم سب خواتین کی ذمہ داری ہے کہ ہم نہ صرف حضور ﷺ کی روحانی تعلیمات پر خود عمل کریں بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو پوری دنیا میں عام کر دیں"۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حوریہ رفیق، حمیرا جبین، روبینہ خان، مریم صدیقی، حنا اقبال، صائمہ صدیقی اور ثوبیہ حمید نے حاصل کی۔ حوریہ رفیق حکومتی سطح پر آل پاکستان مقابلہ نعت میں اول انعام حاصل کر چکی ہیں۔ نظامت کے فرائض صدف نوشین نے ادا کئے۔ اختتامی کلمات لائبریرین ڈاکٹر سیما عرشی نے ادا کئے۔ پروگرام کے آخر میں بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ درود و سلام پیش کیا گیا اور دعا کی گئی۔ پھر حاضرین محفل میں شیرینی پیش کی گئی۔

سیالکوٹ میں بابا تاج الدینؒ کا عرس مبارک

(رپورٹ: یاسر ذیشان مغل)

مراقبہ ہال سیالکوٹ کے زیر اہتمام حضرت بابا تاج الدین ناگپوریؒ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقع پر نگران مراقبہ ہال محمد ایاز نے بابا تاج الدین ناگپوریؒ کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا "آپ کی تعلیمات ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔ بابا تاج الدین ناگپوریؒ ایک ایسی ہستی ہیں جنہیں قدرت خود کو متعارف کروانے کے لئے پیدا کرتی ہے اور جو قدرت کے امین ہوتے ہیں۔ قدرت کا یہی جذبہ باباصاحبؒ کی پیدائش کا باعث بنا۔ جس طرح کوئلہ ایک پتھر ہے اور ہیرا بھی مگر ہیرے کی تابانی اپنی مثال آپ ہے اسی طرح انسانوں میں بابا تاج الدینؒ بھی ایک ہیرا تھے جنہیں قدرت کاملہ نے تراش خراش سے گزار کر رنگ اور نور کا مجموعہ بنا دیا۔ آپ کو دربار رسالت مآب ﷺ سے "شہنشاہ ہفت اقلیم" کا اعزاز حاصل ہے" انہوں نے باباصاحب کی کرامات کا حوالہ دیتے ہوئے ان کرامات کی روحانی توجیہہ الشیخ عظیمی کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کی۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین محفل کے لئے طعام کا اہتمام کیا گیا تھا۔

عظیمیہ روحانی لائبریری لاہور میں ذکر تاج الاولیاءؒ

(رپورٹ: ظفر محمود)

گذشتہ دنوں عظیمیہ روحانی لائبریری بہار کالونی نمبر 2 لاہور میں حضرت بابا تاج الدین اولیاءؒ کا عرس مبارک

نہایت احترام و وقار کے ساتھ منایا گیا۔ جس میں حضرت بابا صاحب کے عقیدت مندوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک کی قرات سے ہوا۔ پھر درود شریف کا ورد کیا گیا۔ اس کے بعد فاروق حیدر نے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی ایک رباعی پیش کی اور اس کا مفہوم بیان کیا۔ پھر ظفر محمود نے سلسلہ ولایت کے روشن چراغ حضرت بابا تاج الدین ناگپوریؒ کی شخصیت کا اجمالی خاکہ پیش کیا۔ اللہ کے دوستوں کی مدح میں اشعار و مناقب پیش کرنے والے شاعر محمد انیس حجازی نے حضور بابا تاج الدینؒ کی خدمت میں منقبت پیش کی جسے اس موقع کی مناسبت سے بہت پسند کیا گیا۔ مراقبہ ہال لاہور کے نگران میاں مشتاق احمد ان دنوں علیل تھے اس لئے ان کی علالت کے باعث سلسلہ عظیمیہ کے سینئر دوست عابد جعفری صاحب نے اس پروگرام میں شرکت کی اور تعلیمات تاج الدین باباؒ کو فی البدیہہ مقالے کی شکل میں نہایت ہی اچھے انداز اور آواز کے مخصوص اتار چڑھاؤ کے ساتھ پیش کیا عظیمیہ روحانی لائبریری کے لائبریرین رشید شاہین نے پروگرام کے آخر میں حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا اور لذت کام و دہن کی دعوت دی۔ جس میں تمام حاضرین شریک ہوئے۔ آخر میں میاں مشتاق احمد کی جلد صحت یابی کی دعا کی گئی۔

شاہ کوٹ میں بابا تاج الدین کا عرس مبارک

(رپورٹ: جمیلہ)

مراقبہ ہال شاہ کوٹ برائے خواتین میں حضور بابا تاج الدین اولیاءؒ کی یاد میں ایک تقریب نہایت احترام سے کروائی گئی۔ نگران مراقبہ ہال کوثر النساء نے بابا تاج الدینؒ کی حیاتِ مبارکہ اور آپؒ کی تعلیمات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: "آپؒ نے دو بنیادی باتوں پر بہت زور دیا تھا۔ ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دوسرا اخلاص عمل۔ آپؒ کو مردم آزاری اور ظلم سخت ناپسند تھا۔ آپؒ فرماتے تھے کہ اللہ سے تعلق خاطر ایسا ہونا چاہئے جو ایک بندے اور خالق کے درمیان ضروری ہے"۔ انہوں نے آپؒ کی کرامات بیان کرتے ہوئے گلاب سنگھ کا واقعہ خصوصی طور پر بیان کیا گیا۔

مظفر گڑھ سے عشرٰی نے خصوصی طور پر شرکت کی اور پروگرام کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا۔ پروگرام کے آخر میں لنگر پیش کیا گیا۔

محفلِ میلاد

(رپورٹ: شبانہ عرشی)

عظیمیہ روحانی لائبریری (برائے خواتین) اقرزون کی جانب سے یکم جولائی 2000 کو بارگاہِ رسالتؐ میں ہدیہ درود و نعت اور مقالے پیش کرنے کے لئے محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ محفل میلاد میں مہمان خصوصی قلندر شعور اکیڈمی کی پرنسپل زینب اشرفی کے علاوہ ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی صاحبزادیوں سلیمہ خاتون تسلیمہ خاتون اور آپؒ کے اہل خانہ کی دیگر خواتین کے ساتھ ساتھ سیدہ راشدہ عفت نے بھی خصوصی شرکت کی۔ نظامت کے فرائض عائشہ خاتون نے انجام دیئے۔ انہوں نے میلاد کے آغاز میں میلاد کا مقصد اور آدابِ میلاد خواتین کو بتائے۔ مدیحہ نے سورہ الحشر کی تلاوت اور درخشاں سحر نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ حمد کی سعادت شبانہ شیخ کو حاصل ہوئی۔ شمع، نادیہ، حنا، ندا، عائشہ، تبسم، ہادیہ، سعدیہ اور دیگر بچیوں نے بارگاہِ رسالتؐ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ آسیہ بانو نے تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں خواتین کا اصلاحی کردار اور خالدہ پروین نے "عشق رسول ﷺ" پر اپنا مقالہ پیش کیا۔

مہمان خصوصی زینب اشرفی نے خواتین کو مرتبہ احسان کے بارے میں بتایا کہ آپ نماز اس طرح ادا کریں کہ "میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں" یا "اللہ مجھے دیکھ رہا ہے" اس کے علاوہ انہوں نے سیرت رسول ﷺ، نماز اور مراقبے کے بارے میں خواتین کو بتایا۔ زینب اشرفی نے خواتین کو تصور روضہ رسول ﷺ کا مراقبہ اور دعا کروائی۔ بعد ازاں شمع اور نادیہ نے بارگاہِ رسالتؐ میں سلام اور نادیہ نے مناجات پیش کی۔ لائبریری کی جانب سے مہمان خصوصی اور دیگر مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تقریب کے اختتام پر شیرنی تقسیم کی گئی۔ اس محفل میں قرب وجوار سے سینکڑوں خواتین نے شرکت کی۔

فکری نشست

(رپورٹ: شازیہ شیخ)

گذشتہ ماہ عظیمیہ روحانی لائبریری لطیف آباد حیدر آباد میں فکری نشست منعقد کی گئی۔ جس کا موضوع "ہم سکون آشنا زندگی کس طرح گزار سکتے ہیں" تھا۔ اس نشست کی صدارت فیروزہ ندیم نے کی جبکہ مہمان خصوصی شمشیر خان تھے۔ دیگر مہمانانِ گرامی میں عبدالستار، محمد یوسف، شہناز اور فریدہ قمر شیخ شامل ہیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا تلاوت افضال شیخ نے کی۔ ہدیہ نعت نازش نے پیش کیا۔ نظامت کے فرائض لائبریرین شازیہ شیخ نے ادا کئے۔ پروگرام کے انعقاد میں عطیہ، سائرہ، افضال، شگفتہ، شازیہ، ساجدہ، انجم نے بھرپور حصہ لیا۔ پروگرام کے اختتام پر مہمانوں کو عشائیہ دیا گیا۔

روحانی تربیتی ورکشاپ

(رپورٹ: امجد علی)

عظیمیہ روحانی لائبریری کورنگی کی جانب سے ایک ورکشاپ بمقام کسبری بیبنو ہائی اسکول کورنگی میں منعقد کی گئی۔ ورکشاپ کا موضوع "مراقبہ ٹیکنالوجی" تھا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے گوہر الطاف نے کیا۔ تلاوت کے بعد خورشید فاطمہ نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اس کے بعد محمد کاشف خان نے مقالہ پیش کیا۔ جس کا موضوع تصور شیخ تھا۔ اس ورکشاپ میں 4 گروپ تھے۔ جن میں دو خواتین کے اور دو حضرات کے تھے۔ اس ورکشاپ کے مہمان خصوصی انور الحسن نے اپنے لیکچر میں بتایا کہ ورکشاپ کا مقصد لوگوں کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ لیکچر کے بعد اختتامی کلمات لائبریرین امجد علی نے ادا کئے۔

گلشن حدید میں محفل میلاد

(رپورٹ: جمیلہ انیس)

گلشن حدید کے خوبصورت علاقے میں سلسلہ عظیمیہ کی دوست صوفیہ کوثر نے اپنے گھر ایک محفل میلاد برائے خواتین کا انعقاد کیا۔ جس میں عظیمیہ روحانی لائبریری ملیر کی محفل میلاد کمیٹی کی کارکن خواتین مونا، شکیلہ اور عذرا نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز اللہ کے بابرکت کلام سے ہوا۔ نعت رسول مقبولؐ پیش کرنے کی سعادت مونا، شکیلہ، عذرا اور جمیلہ انیس نے حاصل کی۔ جمیلہ انیس نے شرکاء محفل کے سامنے "حضورؐ کی سیرت عملی نمونہ ہے" پر مقالہ پیش کیا اور روشنی ڈالی کہ خواتین حضورؐ کی سیرت کی روشنی میں زندگی کو عملی نمونہ کس طرح بنا سکتی ہیں، اسلام میں عورت کی اہمیت کیا ہے اور ایک عورت معاشرہ میں اپنا مقام کس طرح حاصل کر سکتی ہے۔ حضور پاکؐ کی بچوں سے محبت و شفقت اور ایک ماں اپنے بچوں کی تربیت تعلیماتؐ کی روشنی میں پرورش کر کے پرسکون ہو سکتی ہے۔ نشست کے آخر میں درود سلام، اجتماعی دعا اور مراقبہ بتایا گیا خواتین میں مختلف کتابچے تقسیم کئے گئے۔ اس خوبصورت اور پرنور محفل کے اختتام پر صوفیہ کوثر اور اہل خانہ نے شرکاء کے لئے طعام کا انتظام کیا۔ قرب وجوار کی کافی تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔

افق کے کالم میں اشاعت کے لئے رپورٹس ارسال کرنے والے خواتین و حضرات سے درخواست ہے کہ تقریب کے انعقاد کے فوراً بعد رپورٹ ارسال کر دیا کریں، نیز روحانی ڈائجسٹ میں شائع شدہ رپورٹس کا مطالعہ کریں اور اسی انداز کو مدِنظر رکھ کر خوشخط تحریر میں ایک سطر چھوڑ کر صفحے کے ایک جانب لکھ کر ارسال کریں۔ رپورٹس کی اشاعت اس کی اہمیت اور نوعیت کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ دیر سے موصول ہونے والی، بے ترتیب اور غیر واضح رپورٹس شائع نہیں کی جائیں گی۔ (ادارہ)

لمحاتِ مسرت

☆..... کویت میں سلسلہ عظیمیہ کے سرگرم رکن عبدالحمید رحمانی کی صاحبزادی مریم رحمانی وفاقی بورڈ کے FSc پری میڈیکل کے امتحان میں 955 نمبر لے کر بورڈ میں اوّل آگئیں اور حکومت نے ان کو گولڈ میڈل سے نوازا ہے۔

☆..... مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن کے سرگرم رکن محبوب احمد کے بیٹے مدثر محبوب نے آزاد جموں و کشمیر انٹر میڈیٹ و ثانوی تعلیمی بورڈ میرپور کے زیرِ اہتمام منعقدہ انٹر کے امتحان میں کامرس گروپ میں پورے آزاد کشمیر میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆..... روحانی ڈائجسٹ کے مضمون نگار اور سلسلہ عظیمیہ کے دوست خالد ریاض ایڈوکیٹ (سندھ ہائی کورٹ) کے صاحبزادے طلحہ بن خالد نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کالج فار مین سے فرسٹ ائیر کامرس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

☆..... مرکزی مراقبہ ہال میں شعبہ خدمت کے رکن حکیم عادل اسمٰعیل اور ڈاکٹر سعدیہ ماہین کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔ مرشد کریم الشیخ عظیمی صاحب نے صاحبزادی کا نام فاطمہ عادل رکھا ہے۔

☆..... مرکزی مراقبہ ہال کے رکن داؤد کمال کی بہن درافشاں کمال گذشتہ دنوں اعجاز حسین چوہان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔ اس تقریب سعید میں لاہور مراقبہ ہال کے نگران میاں مشتاق احمد، سید عابد حسین جعفری اور دیگر عظیمی بہن بھائیوں نے بھی شرکت کی۔

☆..... مراقبہ ہال کاکڑہ ٹاؤن کے انتظامی رکن عیسیٰ خان نگسی کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ سے نوازا ہے۔

☆..... مراقبہ ہال برائے خواتین کاکڑہ ٹاؤن کی رکن فاطمہ عابد کی کزن صائرہ بشیر کیانی اور سعدیہ بشیر کیانی نے انٹر میڈیٹ کے امتحان میں نمایاں نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے۔

☆..... سلسلہ عظیمیہ کے رکن سہیل اختر جو لندن میں انفارمیشن ٹیکنالوجی میں MS کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کے یہاں بیٹی کی ولادت ہوئی۔

☆..... مراقبہ ہال راولپنڈی کے رکن امیر احمد کے بھائی کبیر احمد رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

☆..... عظیمیہ روحانی لائبریری منظور کالونی (برائے خواتین) کی لائبریرین حمیرا نے FSc کے امتحان میں اور کنول عارف نے میٹرک کے امتحان میں نمایاں نمبروں سے کامیابی حاصل کی ہے۔

☆..... عظیمیہ روحانی لائبریری منظور کالونی (برائے خواتین) کی رکن ذکیہ عارف کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے۔

☆..... عظیمیہ روحانی لائبریری منظور کالونی (برائے خواتین) کی رکن روبینہ علی اعوان کے کزن عبدالحمید کریم اعوان کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی رحمت سے نوازا ہے۔

☆..... مراقبہ ہال چنیوٹ کے رکن محمد سعید اظہر کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی کی رحمت سے نوازا ہے۔

☆..... مراقبہ ہال چنیوٹ کی ممتاز رکن نسرین کے بیٹے محمد ابوبکر نے انٹر میڈیٹ میں اور یاسر مسعود نے انٹر کامرس کے امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

☆..... مراقبہ ہال حجرہ شاہ مقیم میں عظیمیہ روحانی لائبریری کے لائبریرین عزیز احمد نے D.Com سال اوّل میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

☆..... مراقبہ ہال فیصل آباد کی دیرینہ رکن شہناز کوثر کو اللہ تعالیٰ نے نواسے کی نعمت سے اور رانا مقصود صادق کو بیٹی کی رحمت سے نوازا ہے۔

☆..... مراقبہ ہال فیصل آباد کے رکن ثاقب اقبال کی ہمشیرہ عائشہ اقبال نے انٹر میڈیٹ میں نمایاں نمبر حاصل کر کے ہیپی ہوم گرلز کالج فیصل آباد میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

☆..... عظیمیہ روحانی لائبریری لیاقت آباد کراچی کے رکن عمران خان نے بی اے کے سال اوّل میں اور محمد آصف احمد خان جمیل نے بی ایس سی میں کامیابی حاصل کی۔

عظیمیہ روحانی لائبریری لیگر
سیکٹر F-11 مکان 110 نزد دوکانات نمبر
مسجد حنفیہ نیو کراچی

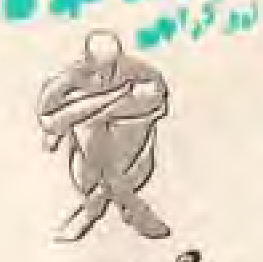

محفلِ مراقبہ

خدمتِ خلق کے تحت مرکزی مراقبہ ہال سرجانی ٹاؤن کراچی میں جمعہ کے روز خواتین و حضرات کو بلا معاوضہ روحانی علاج کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین کو صبح ۷ بجے ملاقات کے لئے نمبر دیے جاتے ہیں اور ملاقات صبح ۸ سے ۱۲ بجے تک ہوتی ہے۔ مرد حضرات کو بعد نماز جمعہ نمبر دیے جاتے ہیں اور ملاقات ساڑھے تین بجے سے ہوتی ہے۔ ہر ہفتے بعد نماز جمعہ جناب خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی زیرِ سرپرستی اجتماعی محفل مراقبہ منعقد کی جاتی ہے۔ جس کے بعد درود شریف اور آیت کریمہ کا ختم ہوتا ہے۔ انگریزی مہینے کے آخری جمعے کو بعد نماز عصر روحانی اور سائنسی علوم پر مبنی لیکچر دیا جاتا ہے۔ محفل مراقبہ کے بعد مغرب کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ انگریزی مہینے کے آخری جمعے کو مرد حضرات کے لئے روحانی علاج کی سہولت نہیں ہوتی۔ جمعہ کے علاوہ خواتین و حضرات ملاقات کے لئے زحمت نہ کریں۔

کراچی: زینت سلطان۔ عثمان غنی۔ جینا اسمٰعیل۔ جاوید اختر۔ حبیبہ خاتون۔ عبدالاحد۔ عقیل احمد۔ صائمہ پروین۔ حسینہ۔ شائستہ۔ شیراز۔ عائشہ۔ ثروت شیخ۔ حمیرا۔ شاہ احمد۔ شاہد ریاض احمد۔ ایاز احمد۔ اعجاز احمد۔ عابدہ انجم۔ اعجاز علی۔ وارث سلیم۔ شاہ صدیق۔ ریاض فاطمہ۔ المصری بیگم۔ محمد شاہ زیب۔ محمد لقمان۔ محمد اسحٰق۔ شگفتہ ارشاد۔ عبدالرشید۔ بلقیس۔ فرح ناز۔ ممتاز۔ مدثر عالم۔ عمیر صدیقی۔ سحر۔ محمد عظیم ابراہیم۔ سعدیہ شکیل۔ شباب۔ ثمینہ خان۔ شہناز صدیقی۔ محمد صدیق۔ زاہد صدیقی۔ شاہد۔ ثروت سلطان۔ رانیہ۔ سید فرحان عالم۔ سید راشد علی۔ فاطمہ بیگم۔ صائمہ راشد۔ ثوبیہ۔ انوار حق۔ سعید خان۔ اسماء خان۔ سعدیہ۔ اختر یار خان۔ شیخ محمد شبیر۔ شیخ محمد خالد۔ مسز سعید یوسف۔ فاطمہ کلثوم۔ نائلہ۔ آصف۔ نزہت اقبال۔ ثاقب حسین۔ ممتاز۔ صوفیہ ناز۔ صائمہ زرین۔ شاہدہ شبیر۔ نگہت۔ محمود زبیری۔ ثمینہ مصطفےٰ۔ اقبال حسین۔ زاہد اقبال حسین۔ رخشندہ جبین۔ واصف الحق۔ روبینہ صادق۔ شکیل صادق۔ نسیم اقبال۔ انیلہ۔ اسد علی اعوان۔ جوہر اسد۔ آفتاب آفندی۔ جہاں آراء بیگم۔ شبانہ۔ ارم۔ آسیہ۔ میمونہ۔ محمد شریف۔ حاجی محمد غفار۔ ثمینہ سرور۔ گل زہرا۔ محمد واثق۔ نوید سرور۔ کلیم سرور۔ آصف سرور۔ سرور حسین۔ زیتون بانو۔ وسیم اختر۔ زاہدہ کلیم۔ محمد فرقان۔ محمد ثناء اللہ۔ فیصل۔ عائشہ۔ نسرین۔ شاہین۔ شازیہ فرزین۔ چوہدری نظیر احمد۔ قمر جہاں۔ عبدالرحمٰن۔ رخسانہ۔ حفیظ الرحمٰن۔ ریحانہ۔ حمیرا۔ طاہرہ۔ عذرا۔ وجیہہ۔ غزالہ۔ رفیع الرحمٰن۔ شعیب عظیمی۔ طوبیٰ۔ فہد۔ ظہیر احمد انصاری۔ محمد حامد۔ الیاس۔ شکیل احمد خان۔ اسماء جمال۔ محمد ادریس۔ جویریہ۔ محمد ادریس۔ محمد عاصم خان۔ افتخار احمد خان۔ زبیدہ عبدالرزاق۔ ریحانہ۔ آسیہ شاہد۔ رضوانہ۔ شاہد حسین اعجاز۔ محمد سہیل صدری۔ محمد سعید۔ محمد یونس عثمان۔ ذیشان سہیل۔ نعمان سہیل۔ مشرف بانو۔ زرینہ سعید۔ ہما یونس۔ عثمان سہیل۔ آرزو سعید۔ نسیم اختر۔ زلیخا تبسم۔ سعدیہ شاہین۔ تاجور شاہین۔ عظمیٰ نوشین۔ عارف شریف۔ وہاب کلیم۔ دانش حلیم۔ انعام عظیم۔ فوزیہ عظیم۔ دانش عظیم۔ رحمت عادل۔ نعمان عظیم۔ فرمان عظیم۔ ذیشان عظیم۔ عشرت بانو۔ زرقا ارم۔ صدف۔ محمد کلیم۔ عمران۔ کامران۔ سرفراز۔ نوید۔ رمشا۔ بیتال۔ احمد خان۔ محمد علی خان۔ رضوانہ یاسمین۔ محمد انور۔ طاہرہ خضر۔ رضوان احمد۔ عمیر رضوان۔ فرزانہ۔ تقی اقبال۔ عطاء الرحمٰن۔ مشتری بیگم۔ اخلاق احمد۔ عالیہ۔ عظیم احمد۔ سید حسین تاج۔ شازیہ۔ شبانہ طاہر۔ سلطانہ۔ حاجی عرفان۔ عائشہ تبسم۔ بھر اج۔ روبینہ بانو۔ شجاع نبی سعید۔ سردار بیگم۔ شاہد ظہور۔ ناہید اختر۔ شاہد۔ نسیم اختر۔ شکیل احمد صدیقی۔ عزیزہ ماہین۔ زاہدہ۔ کنول۔ رانا سعید۔ محمد فصیح الدین۔ محمد مظفر خان۔ امینہ بیگم۔ شوکت علی۔ ملک محمد سعید۔ جویریہ اسد۔ شکیلہ اسد۔ اسد علی اعوان۔ احمد خان۔ نسیم احمد خان۔ آفتاب رشید۔ سہیل۔ محمد فرید اسلم خان۔ نرگس۔ عارف۔ سید افتخار خالد۔ انجم۔ اجالا۔ زبیدہ عبدالرزاق۔ حنا جنید۔ سید عامر حسین۔ سید کاشف حسین۔ سیدہ ثروت۔ چوہدری نذیر احمد۔ میمونہ۔ محمد شریف۔ شبانہ ارم۔ شاہینہ۔ ہاجرہ بی بی۔ صائمہ کرشمہ۔ شبانہ۔ انعام اللہ خان۔ زرینہ۔ ہاجرہ عشرتی۔ نسرین۔ نجم۔ جمیلہ۔ فرحانہ۔ فوزیہ۔ شازیہ۔ شبانہ نگار۔ سراج النساء۔ محمد یعقوب خان۔ ماہ نور خالق۔ فہمیدہ خالق۔ عبد الخالق۔ ہما علی خان۔ شمیم۔ عبدالوہاب۔ محمد عدنان۔ نسرین۔ شائستہ۔ شاہین۔ فرزین۔ زرینہ۔ ہاجرہ عشرتی۔ اقبال حسین۔ زاہد اقبال حسین۔ نگہت سلطانہ۔ فائزہ عرفان۔ محمد سہیل صدری۔ محمد سعید عبداللطیف۔ ریحان فرخ۔ واصف کیانی۔ دانش علی کیانی۔ محمد یونس عثمان۔ مشرف بانو۔ کامران شمیم۔ محمد اسلم خان۔ عابدہ۔ فائزہ خان۔ عارف خان۔ فائزہ مرزا۔ شمیلا۔ سعدیہ عزیز۔ محمد شبیر۔ شمیم اقبال۔ روبی نظیر۔ حامد علی کیانی۔ نور الصباح۔ عشرتی۔ رفیع زیدی۔ آسیہ نورین۔ مسرت۔ نصرت۔ فرقان شاہ۔ محمد ثناء اللہ۔ شکیلہ شاہ۔ عائشہ بیگم۔ محمد یونس لودھی۔ نوشین فاطمہ۔ عفت عذرا۔ ساجدہ یاسمین۔ بلقیس۔ احمد ندیم۔ شجاع العباس۔ صالحہ۔ فرح ناز۔ مدثر عالم۔ ممتاز۔ ثمینہ عمر۔ محمد طاہر ندیم۔ منور سلطانہ۔ مسرت سلطانہ۔ نگار سلطانہ۔ شاہد جمال۔ ماجد جمال۔ بسم

اللہ جمال۔ عبدالستار۔ شاہد جمال۔ ماجد جمال۔ راشد۔ بلال۔ فرحت سلطانہ۔ شاہد جمال۔ ایاز احمد۔ معیز احمد۔ جلال الدین۔ نازنین۔ آصف ملک۔ محمودہ بیگم۔ عظمیٰ زرین۔ نگہت سلطانہ۔ منیر عبدالصمد۔ سلطانہ۔ وسیم۔ نگہت نظیر۔ فاطمہ۔ فرح۔ علیم۔ افشین۔ شازیہ۔ شبانہ طاہر۔ ثروت طاہرہ۔ ممتاز علی۔ سراج النساء۔ حفیظ الرحمٰن۔ شاہدہ حفیظ۔ شبانہ ممتاز۔ سید عامر علی۔ سید یاسر علی۔ سید ممتاز علی۔ نصیر احمد۔ فصیح۔ حفیظ الرحمٰن۔ افتخار حسین۔ ندیم احمد۔ خالد ارشاد ملک۔ پروین خالد۔ محمد علی۔ محمد عمر۔ ثوبیہ خالد۔ محمد مشتاق۔ خورشید۔ عاصمہ بی بی۔ اصغر حسین۔ شیخ ناز۔ ربیع احمد۔ محمد علی خان۔ صہیب۔ واصف کیانی۔ روبینہ ملک۔ حمیرا۔ زاہدہ۔ خالد قریشی۔ اعجاز قریشی۔ قمر جمال۔ انیلہ شیخ۔ ڈاکٹر محمد معراج۔ تجلی خان۔ عظمیٰ انصار۔ شہلا انصار۔ عمر فاروق۔ زیتون۔ رکن الدین۔ محمد افضال۔ صوفیہ تنویر۔ حبیبہ خاتون۔ شیخ محمد شبیر۔ شیخ محمد خالد۔ سید اصغر احمد شاہ۔ شعیب رضوی۔ محمد انور تنگریب۔ عطیہ۔ محمد شفیق۔ نازش کیانی۔ ارم شبانہ۔ عظمیٰ خانم۔ شہاب اللہ خان۔ سمیہ خان۔ ثمرہ خان۔ منظور علی خان۔ تسنیم انور۔ محمد اعظم خان۔ ثروت سلطانہ۔ محمد اصغر۔ عظمیٰ اصغر۔ شہزاد عامر۔ فرحان ظہیر۔ سید عامر حسین۔ سید کاشف حسین۔ سیدہ ثروت۔ عمیر۔ عظمیٰ زرین۔ ریحان احمد۔ فیضان احمد۔ عدنان احمد۔ حاجرہ بی بی۔ انیس۔ طلعت۔ سائرہ۔ خالد قریشی۔ احسن۔ انظر۔ محمد فاروق۔ فیاض۔ ریحانہ۔ محمد وسیم۔ محمد مقیم۔ شہناز۔ بلقیس بانو۔ شائلہ۔ مسرت۔ ترنم۔ صلاح الدین غازی۔ محمد انور۔ حبیب الرحمان۔ صاحب خاتون۔ نور محمد۔ ثمینہ شاہد۔ فیروزہ سلطانہ۔ عشرت اویس۔ اویس لطیف۔ ذکیہ۔ پیر سید صادق علی۔ عقیلہ بیگم۔ اسد علی۔ نگہت مقصود۔ شجاعت علی سید۔ فارینہ فیصل۔ حامد علی کیانی۔ آصف ملک۔ عظمیٰ زرین۔ محمودہ بیگم۔ وسیم۔ نگہت۔ نذیر فاطمہ۔ فرح۔ شہناز۔ محمد رفیق۔ اختر حسین۔ شکیل احمد خان۔ ثروت شکیل۔ ملک محمد ریاض۔ فرزانہ رؤف۔ عامر ملک۔ سید رضا۔ شازیہ رشید۔ ذکیہ جمال۔ امینہ اختر۔ محمد ظفر۔ سید ظفر حسین۔ عفت عذرا۔ ملک محمد سعید۔ زبیدہ شاہدہ۔ صالحہ۔ مس فرزانہ۔ خانم۔ سلیم اختر۔ رضوانہ خانم۔ شہزاد احمد۔ اقبال۔ سیدہ نصرت غزل۔ نمی۔ رمی۔ حمید۔ کوثر اقبال۔ ثمینہ ارم۔ خلیق۔ سعدیہ۔ ثروت۔ شاہد خان۔ پرویز خالد۔ شبانہ۔ زاہدہ۔ نجم النساء۔ جمیلہ۔ فرحانہ۔ فوزیہ۔ شازیہ۔ عائشہ محمود۔ زاہدہ جاوید۔ فاطمہ کلثوم۔ نائلہ۔ آصف۔ نگہت۔ شائستہ۔ سحر۔ ملک محمد سعید۔ ثوبیہ۔ مسز افتخار زیدی۔ ام ایمن۔ ذاکرہ خاتون۔ صائمہ اقبال۔ وسیم۔ نگہت۔ نظیر فاطمہ۔ فرح۔ افشاں صلاح الدین۔ یوسف ظہیر۔ طاہرہ بیگم۔ ڈاکٹر ذیشان حیدر۔ نظیر احمد۔ شاہدہ۔ آسیہ نورین۔ وسیم۔ فریدہ۔ صائمہ نازش۔ واصف۔ نورین۔ محمد منیب۔ مسعود۔ سید راشد علی۔ فرحت بانو۔ خدیجہ۔ فاطمہ بیگم۔ حماد۔ فرح ناز۔ فرزانہ۔ راحت۔ نگہت ناز۔ صائمہ راشد۔ طاہرہ شریف الدین۔ عبدالرحیم۔ سرفراز۔ محمد عیسیٰ۔ افتخار احمد خان۔ پروین۔ مدثر۔ کامران۔ نگار۔ محمد شہزاد وسیم۔ شیخ الرحمان۔ محمد تحسین۔ عذرا فردوس۔ مشہود۔ مشہر عالم۔ خالدہ مشہر۔ انجم۔ پروین فاطمہ۔ سلام الدین۔ حفیظ بیگم۔ شائستہ اسلام۔ شگفتہ اسلام۔ عائشہ اسلام۔ شہزاد احمد۔ محمد ذیشان۔ محمد مشیر الدین۔ ندیم۔ عبدالباسط۔ ارسلان عمر۔ تنویر

عبدالغنی۔ سلیم۔ روبینہ۔ شاہد جمال۔ ماجد جمال۔ ناصر جمال۔ راشد اللہ۔ فرحت سلطانہ۔ فضاء راشد۔ نوالہ۔ سلیم الدین۔ نسرین۔ شائستہ۔ شاہین۔ فرزین۔ نگہت سلطانہ۔ محمد عباس۔ ارسلان۔ رئیس احمد خان۔ نجمہ خاتون۔ تبسم ناز۔ فردوس۔ سلیم۔ تنیم۔ بلقیس۔ غلام زہرہ امینہ۔ ماریہ۔ پروین اختر۔ غلام زہرہ امینہ۔ محمودہ۔ ماریہ۔ پروین اختر۔ غلام نبی۔ نسرین۔ شہزاد۔ وقاص۔ جواد۔ روبینہ۔ حمیرا۔ جمیلہ۔ عامر وسیم۔ روبی شہزاد۔ اختر شہزاد۔ فرحت علی خان۔ فہمیدہ خالق۔ عبدالخالق۔ سراج النساء۔ آمنہ۔ مظفر۔ محمد انیس۔ محمد شاکر قادری۔ محمد قاسم۔ محمد خلیق احمد۔ وقار حسین۔ محمد اسد عزیز۔ مسز رعنا انور۔ شاہدہ حامد۔ سروری بیگم۔ محمد صدیق شہناز۔ زاہدہ صدیق۔ پروین اختر۔ شبانہ۔ ریحانہ شمائلہ۔ فرح صدیق۔ فوزیہ۔ محمد فاروق۔ عبدالغفور۔ ممتاز۔ واصف۔ محمد علیم۔ احسن۔ مظفر۔ سیدہ شہناز۔ مسز فیاض۔ ترنم۔ مہر النساء۔ عارف فرید۔ روبینہ ناز۔ آسیہ درانی۔ محمد علی درانی۔ شوکت علی۔ طارق سعید۔ نوید سعید۔ ریحان تحسین۔ اسماء۔ سحر۔ محمد یاسر۔ کوثر تحسین۔ عائشہ۔ سجاد علی۔ قدیر الدین۔ صفیہ سلطانہ۔ صوفیہ ندیم۔ فرزانہ فرح۔ رضوان۔ خالد حکیم۔ ثمینہ شاہد۔ محمودہ بیگم۔ سارا اشتیاق۔ شہلا پروین۔ ارم انور۔ سید ماجد علی۔ عائشہ۔ نازش اسحاق۔ صوفیہ ناز۔ راحت۔ محتشم احمد۔ فرزانہ۔ لوبیہ فاطمہ۔ رعنا انور۔ سید انور علی۔ تاج محمد خالد۔ حنا تبسم۔ عائشہ خان۔ انور تنگریب ملک۔ نسرین گل رخ۔ زرین۔ عبدالرحمان۔ نسیم۔ محمد فرقان۔ فرحا تحسین۔ عروج۔ عبدالستار گھتری۔ ثمرین فاطمہ۔ نسیم اختر۔ عظمیٰ زرین۔ محمودہ بیگم۔ آصف ملک۔ ناصر کمال۔ احمد اشرف۔ جمال اشرف۔ ثوبیہ۔ سیدہ قمر جمال۔ انصار خان۔ انصار خان۔ فرحت حسین رضوی۔ فرحا تحسین علی۔ شائستہ۔ تبسم۔ یاسمین۔ شاہین۔ شکیلہ۔ فرزانہ۔ محمد عرفان۔ محمد سلمان۔ کنیز کبریٰ فاطمہ۔ پروین بیگم۔ شبانہ جواد۔ فرزانہ شہزاد۔ شہزاد ظفر۔ فرحت امداد۔ نور الصباح۔ نعیم اقبال۔ ثروت طاہرہ۔ رخسانہ۔ عفت عظمیٰ۔ عامر علی خان۔ عرفان علی۔ ساجد علی۔ انجم۔ قاسم۔ عائشہ۔ ذکیہ۔ خرم سراج احمد۔ محمد بلال۔ محمد احمد۔ آمنہ شعیب۔ نازش عابد۔ عمرین عابد۔ عبداللہ۔ فرزانہ۔ عظمیٰ آفاق۔ نثار احمد شیخ۔ حسن آراء۔ آفتاب کامران۔ محمد شعیب۔ صوفی احمد۔

حیدرآباد: واصف۔ ماریہ۔ بارش۔ مدیحہ۔ نگہت اعجاز۔ رفعت شاکر۔ کشور سلطانہ۔ ثمینہ عرف ثمن۔ اقبال حسین۔ ثریا۔ صغریٰ۔ فہیم۔ شبنم۔ گل۔ فرحت۔ خورشید بیگم۔ شکیل الدین مرحوم۔ محمد شمس الدین مرحوم۔ رشیدہ مرحوم۔ اعجاز فاطمہ مرحوم۔ ثمینہ ناز۔ ممتاز ظفر۔ محمد محسن۔ عالیہ ناز۔ شبانہ ناز۔ عمران۔ محمد انیس۔ رئیس احمد۔ دین محمد۔ مرحوم ضیاء پروین۔ اللہ وسائی۔ نسیم اختر۔ شکیل۔ محمد عالم۔ جمیلہ۔ خرم۔ جاوید اختر۔ نوید اختر۔ سجاد اختر۔ نفیس اختر۔ انیس اختر۔ پارس اختر۔ الطاف حسین۔ حمزہ۔ اقراء۔ طارق رحیم۔ طاہرہ رحیم۔ امرالہ۔ شکیل۔ گلزار احمد۔ وزیر احمد۔ خلیل احمد۔ رضوانہ امیر۔ محمد یاسین۔ ضیاء الرحمٰن۔ شہباز سومرو۔ محمد اکبر۔ محمد منور۔ نثار احمد نوشاد۔ گل محمد گھمی۔ جان محمد۔ امداد۔ دلشاد۔ نرگس۔ راشدہ۔ شہلا۔ حمیدہ۔ صفدر۔ ضیاء الدین قریشی۔ عرشیہ۔ اختری۔ محمد عاقل۔ ندیم۔ شاہدہ

سلیم۔ محمد فیصل ندیم۔ محمد نذیر بیگ۔ فرزانہ ندیم۔ محمد کامل علی۔ محمد نوالہ شباب۔ نور جمال۔ عبدالمجید۔ عبدالرشید۔ نجم الدین۔ سعید احمد۔ ناہید اختر۔ مشاہد احمد۔ زاہد احمد۔ خالد احمد۔ راشد احمد۔ پرور جمال۔ کوثر جمال۔ شہناز۔ فرقان۔ افضال۔ امرین۔ یاسمین۔ ناصر۔ گل۔ طاہر۔ دلاور حسین۔ شمشاد۔ راحیل احمد۔ ارم کامران۔ جمیل۔ شکیل۔ ثمینہ۔ نعیم الحسن۔ سلیم۔ سعید۔ عظمیٰ۔ فرحان۔ شائستہ۔ جعفر فریدہ مشتاق۔ منظور النساء۔ فریدہ۔ طاہرہ پروین۔ رفیق احمد۔ ارشد علی۔ کبریٰ ظفر۔ سہیل۔ عظمیٰ۔ سعید احمد۔ زرینہ خاتون۔ حمیرا۔ صبا۔ نعیم وسیم۔ نجم الحسن۔ حسین۔ زکی۔ فائقہ۔ محمد آصف۔ لیلیٰ۔ فاطمہ۔ محمد علی بخش۔ جاوید اختر۔ جاوید عقیل۔ ارجمند۔ غلام شبیر۔ مسعود احمد۔ محمد عمران۔ زیتون۔ رضوان۔ احسان۔ محمد اسلم وزیر۔ سید نعمت علی۔ اختر۔ انجم۔ کنول۔ اسماء کنول۔ ثناء۔ زینب۔ عشرت۔ قمر علی۔ زبیدہ بیگم۔ شمس النساء۔ مہر النساء۔ طاہرہ۔ سعید۔ اشرف احمد۔ تنویر وسیم۔ ندیم۔ بے بی حرمل۔ اختر علی۔ ندیم۔ عامر۔ کاشف۔ جاوید عقیل۔ الطاف حسین۔ عدیل حسین۔ اعجاز علی۔ کلیم اللہ۔ اعجاز۔ مرحوم آمنہ۔ مرحوم حاجی ولی محمد۔ مرحوم عزیزہ۔ کوثر۔ فرشاد۔ انیس۔ شیخ فردوس۔ عدنان۔ ثوبیہ۔ عارف۔ عبدالحئی۔ قربان علی۔ سیدہ تحرین بانو۔ نورالعین۔ فرخندہ۔ محمود حسین۔ زبیدہ۔ نور محمد۔ محمد شریف۔ محمد شعیب۔ حرا۔ سدرہ۔ علی محمد۔ حبیب عالم۔ حنیف۔ یسرا طلعت۔ محمد عثمان۔ محمد فیضان۔ محمد فرحان۔ نورین۔ افشاں۔ ثمرین گل۔ عبدالجبار۔ شمشاد۔ عبدالغفار۔ خدیجہ۔ مزمل۔ شاہدہ۔ صائمہ۔ نعیم اللہ۔ شبنم رضوان۔ دلاور حسین۔ فرزانہ۔ ماہ جبین۔ عظمیٰ۔ ناہید۔ نور جبین۔ شہناز۔ آپا چاند بی بی۔ پروین چندا۔ فیروزہ ندیم۔ منظور النساء۔ ممتاز۔ دلشاد۔ راشد شکیل۔ شاہین۔ رابعہ۔ شازیہ۔ بارو۔ زاہدہ۔ ثوبیہ۔ شبانہ۔ ثمینہ۔ کوثر۔ حمیرا۔ شہناز۔ تسنیم۔ شہزاد۔ سہیل۔ ندیم۔ وسیم۔ ساجدہ۔ انیلا۔ مسرت۔ احمد نواز۔ کرن۔ فاطمہ۔ نائلہ۔ حمیرا۔ آمنہ۔ پروین۔ ثمینہ۔ ناصر نرگس۔ راشدہ۔ محمد سلیم۔ زہرہ بائی جان۔ شازیہ۔ نازیہ۔ فریدہ قریشی۔ تسنیم اختر۔ شاہدہ سلیم۔ محمد عاقل۔ محمد سلیم۔ جہانگیر خان۔ محمد فاضل خواجہ۔ محمد یوسف خان۔ سائرہ یوسف خان۔ محمد ندیم۔ محمد کامل۔ عقیلہ۔ فریدہ مشتاق۔ ساجدہ۔ ماریہ۔ عارف۔ عشرت۔ بشیر احمد۔ کلثوم۔ عمادالدین۔ نصیر الدین۔ مرحوم بدر الدین۔ فریدہ۔ مرزا بیگ۔ ملک مرحوم۔ وقار الدین۔ محمد بدر الدین۔ پرویز۔ ماہ۔ حمیرا۔ محمد وصی۔ جمیل احمد۔ شعیب۔ شاکر۔ اسلم خان۔ مریم فاروق۔ غلام خدیجہ۔ جنید احمد۔ صغیر احمد۔ محمد عارف۔

لاہور: اسماء امیر۔ عروج۔ مسز مسرت نواب۔ نگی۔ منال قدیر۔ مسز منظور۔ زاہدہ۔ مجید احمد۔ سعیدہ سلطانہ۔ مسز افتخار۔ مسز حمید۔ مسز کاکی۔ مسز سرفراز۔ عائشہ۔ مسز مظفر علی خان۔ ثمینہ۔ زاہدہ لطیف۔ آمنہ۔ مسز بشیر۔ مسز حمیدہ گل۔ کلثوم اشفاق۔ شبیلہ۔ افشاں۔ زاہدہ۔ روبینہ اکرم۔ معراج بیگم۔ رقیہ۔ مسز نیازی۔ مصباح۔ فیروزہ۔ صفیہ۔ جویریہ۔ نسیم۔ کرن۔ مسز قمر۔ سائرہ بی بی۔ فاروق۔ نصرت۔ رخسانہ۔ مسز مسرت۔ ہالہ۔ زین۔ مریم۔ نور۔ طاہرہ۔ مسز نواز۔ ثمینہ۔ ریاض بی بی۔ سرور بیگم۔ نبیلہ۔ مسز ثروت رزاق۔ آسیہ۔ گلناز۔

حمیرا۔ عالیہ گلزار۔ مسز نوالہ اختر۔ مسز آفتاب۔ عبدالرحمان۔ رحیم اختر۔ فرزانہ جمشید۔ جمشید اقبال۔ طلعت۔ نورین عابد ستار۔ رفعت جاوید۔ کلثوم نذیر۔ ماہ نور۔ نسیم مسعود۔ مسز فیاض۔ ذکیہ رخسانہ۔ محمد جاوید اقبال۔ اصغر۔ ماہ رخ۔ رحمت بی بی۔ امداد حق۔ عمرین ظفر۔ شازیہ۔ حمیرا امتیاز۔ ارسلان۔ ریاض بیگم۔ زاہدہ۔ بینی طاہر۔ شہناز۔ فراست۔ مسز علی۔ فرحان۔ آمنہ نصر۔ مصطفیٰ ظفر۔ کنول نصر۔ فارحہ نصر۔ سعدیہ الماس۔ شکیلہ پروین۔ قاسم سعید۔ عاصم سعید۔ عبدالرشید۔ طارق رشید۔ شبنم مجید۔ کلیم۔ ندیم۔ شہناز اختر۔ حمزہ حبیب احمد۔ شعیب احمد۔ مشتاق احمد۔ انصاری۔ انجم صدیق۔ محمد عارف۔ کلثوم اختر۔ اشفاق احمد۔ محمد علی۔ محمد عثمان۔ محمد عمر۔ فوزیہ اقبال۔ رابعہ عارف۔ عظمیٰ خان۔ طیبہ تنویر۔ عائشہ۔ ندیم۔ راشدہ۔ محمد حنیف۔ بشریٰ۔ آمنہ۔ نگہت کمال۔ زاہدہ الحق۔ حمیرا۔ نعیم۔ انیلہ۔ سرفراز احمد۔ بلال قریشی۔ طلعت۔ عاطف۔ نیلوفر۔ مسز میر۔ سجاد احمد۔ نواز احمد۔ عدیل۔ عشرت محمود۔ قیوم فاطمہ۔ بیگم فاطمہ۔ مسز قریشی۔ مسز ریاض۔ فرح۔ غلام فاطمہ۔ فرحانہ۔ وسیم۔ مسز حامد۔ مسز جمیل راؤ۔ مسز نوید چوہدری۔ فرح نبیلہ۔ مسز فیاض سرور۔ آسیہ آفتاب۔ ثمینہ رضوان۔ یحییٰ۔ سدرہ۔ مسز طلعت نذیر۔ محمد محسن الحق۔ محمد یمین الحق۔ محمد رحمان۔ محمد عثمان۔ محمد شاہ جہان۔ شمس۔ صفیہ۔ طلعت علی۔ عظمیٰ۔ جمشید عارف۔ عظمیٰ ارشد۔ صائمہ اعجاز۔ نعمان رابعہ۔ عثمان واحد۔ نازیہ۔ محمد جہانگیر۔ منظور الٰہی۔ شمیم میر۔ صفیہ میر۔ ریحانہ۔ مسز طلعت۔ انجم۔ ملک عارف۔ نوید عارف۔ سجاد احمد۔ نواز احمد۔ عائشہ۔ طلعت۔ وحید فیاض۔ صائمہ اشفاق۔ مسز مظفر۔ تحریم عباس۔ عمرین۔ ارم سلمان۔ ولید شاہد۔ عمران۔ امین۔ شان۔ مسز اختر۔ زینت۔ نجمہ۔ نسرین۔ رشیدہ۔ ارشاد بیگم۔ مسز عذرا۔ محمد احمد جرمل۔ نوشین نذیر۔ محمد نذیر۔ محمد اکرم۔ روحی اعجاز۔ رقیہ۔ ذاکر موہن۔ محمد علی۔ احمد علی۔ شاہد۔ مبارک۔ فاروق۔ عبدالرؤف۔ وقاص۔ سعیدہ فیض۔ شاہد طارق۔ نذیر بیگم۔ رضیہ سلطانہ۔ میر انور دین۔ عاصمہ احسن عباسی۔ عقیلہ آفتاب۔ فریحہ جاوید۔ عائشہ عمران۔ سید افضل احسن۔ احمد یار خان۔ آجابدہ خان۔ شہریار خان۔ لیلیٰ آفتاب۔ ماہ نور آفتاب۔ ماہ رخ آفتاب۔ ماہ رخ عمران۔ راحیلہ شفیق۔ ام سلمیٰ۔ ولی محمد۔ تبسم اختر۔ قریشہ۔ یاسر احمد۔ اروبہ۔ فاطمہ۔ حلیمہ۔ محمد علی۔ سلطان اقبال۔ نسیمہ۔ … بیگم۔ گل نفیس۔ مجیداں بیگم۔ پروین اختر۔ روبینہ اختر۔ شگفتہ انور۔ نسرین بی بی۔ پروین۔ راحیلہ شبیر۔ نذیراں بی بی۔ منصوراں بیگم۔ نوراں بی بی۔ سیدہ ناصر۔ خورشید بی بی۔ سعیدہ۔ حمزہ بی بی۔ محمد اکرم۔ نسیم۔ بشیراں بی بی۔ بلقیس۔ حسنداں بی بی۔ شجاعت دین۔ کوثر شفیق۔ غزالہ۔ خالدہ پروین۔ ثروت ندیم۔ مختاراں بی بی۔ مسز صفیہ زیدی۔ فیروزہ صدیق۔ آمنہ بی بی۔ شریفاں بی بی۔ عبدالمجید۔ ممتاز خان۔ شکیلہ جبین۔ جمیلہ بی بی۔ ریاض بیگم۔ زاہدہ۔ زوبی۔ زاہدہ بیگم۔ محمد جان۔ توحید بیگم۔ عرشیہ۔ رمضان بی بی۔ صدیق النساء۔ صغراں۔ سلمیٰ۔ تاج بی بی۔ بشیر احمد۔ عظمیٰ خان۔ حبیب پارہ شاہد۔ شمشاد۔ عذرا جبین۔ رضوانہ خالد۔ سعیدہ درانی۔ آسیہ۔ آمنہ۔ بدر وحید۔ رحمت بی بی۔ کوثر۔ طاہر علی بی بی۔ اسماء۔ پروین اختر۔ مقبول بی بی۔ غلام فاطمہ۔

زرینہ محمد صدیق۔ تسنیم بی بی۔ شاہد۔ حنیفاں بی بی۔ جینہ۔ نسرین خالد۔ بشیر مت۔ نسیم اختر۔ پروین ظہور۔ ظفر۔ رخسانہ۔ ثروت۔ فرحت بیگم۔ تسلیم کوثر۔ انجم۔ مہتاب بی بی۔ نور محمد۔ حبیب بیگم۔ زین العابدین۔ ہجیرا بی بی۔ نذیر بی بی۔ تاج گل۔ گلشن ریاض۔ محمد وقاص۔ شہناز۔ سعیدہ انور۔ رشید نذیر۔ عنایت بی بی۔ عزیزاں بی بی۔ الیاس بی بی۔ رقیہ۔ آمنہ حسن۔ محمود خان۔ زینب۔ ثریا نذیر۔ ارشاد بیگم۔ قمر النساء۔ نسرین اصغر۔ ثریا بی بی۔ کنیز بی بی۔ رفعت۔ عفت جاوید۔ محمد ریاض۔ رخسانہ۔ نسیم اختر۔ رخسانہ کوثر۔ ممتاز بیگم۔ زاہدہ۔ نذیراں بیگم۔ سعیدہ سلامت۔ تسنیم اختر۔ مسرت حنیف۔ بشیراں بی بی۔ شبنم سلیم۔ انوری بی بی۔ شہباز۔ رضا شاہ۔ کیسرہ۔ مقبول بی بی۔ نصرت لیاقت۔ تاندہ ظفر۔ حیدر خان۔ سائرہ بانو۔ وزیراں بی بی۔ رضیہ۔ گلی۔ ایمن۔ صغراں۔ ہاجرہ بی بی۔ سعدیہ۔ رخسانہ۔ ریحانہ۔

گجرات: نذیر احمد۔ محمد سہیل۔ ڈاکٹر محمد سلیم۔ طارق ہمایوں۔ حسن احمد۔ سلطان۔ ذیشان۔ محمد افضل۔ احتشام عباس۔ محمد شبیر۔ خولہ۔ شکیل احمد لودھی۔ فرح جاوید۔ زبیر احمد۔ زین ندیم۔ کلثوم نذیر۔ نزہت نذیر۔ خالدہ نذیر۔ فائزہ نذیر۔ صغراں بی بی۔ جمیلہ بی بی۔ منظور بی بی۔ عتاول عباس۔ زاہدہ بی بی۔ ساجدہ بی بی۔ نگہت بی بی۔ ثمینہ شفیق۔ سمیعہ شفیق۔ سلمٰی بی بی۔ آسیہ بی بی۔ سعدیہ۔ صفیہ بی بی۔ تحریم۔ ندیم بشیر۔ بلال۔ نعیم ارشد۔ فضل حسین ڈار۔ رانا امجد حسین۔ حاجی غلام حیدر۔

جنیوٹ: غلام محمد۔ ارشاد احمد۔ محمد شاہد۔ محمد کاشف۔ محمد خالد۔ زاہد عرفان۔ عبد السلام۔ سید حسین شریف۔ سید باوشاہ۔ مرزا ذکریا۔ الیاس۔ اسلم۔ اکرم۔ ارشد۔ نواز۔ بابی شکور۔ سید مظفر زیدی۔ ملک احمد۔ سلیم سراج۔ خالد سراج۔ شکیل لوہب۔ کشور چوہدری۔ احسان الحق۔ احتشام الحق۔ اکرام الحق۔ انعام الحق۔ قاسم۔ اسلم۔ محمد سلیم۔ محمد نعیم۔ محمد ارشد۔ غلام علی۔ اعجاز حسین۔ والدہ عائشہ بیگم۔ احمد دین۔ محمد علی۔ طلعت اسلم۔ محمد ظفر۔ احمد حسن۔ طاہرہ۔ مائدہ۔ خدیجہ۔ عبد المجید۔ انور علی۔ برہان شاہ۔ فضل شاہ۔ مزمل۔ مدثر۔ حاجی شاہد نواز خان۔ انور علی۔ شوکت علی۔ ارشد علی۔ عید علی۔ محمد مظاہر۔ محمد طاہر۔ پیر زادہ ناصر شاہ۔ میاں محمد نواز۔ میاں عمران علی۔ طاہر اعجاز۔ میاں اعجاز۔ محمد ندیم۔ مت صاحب۔ ملک غلام محمد۔ خالد ٹیڈی۔ سید حامد پرویز۔ سید اختر عباس۔ سید ہمایوں۔ سید عارف رضا۔ نذیر الحسن۔ امیر علی۔ اختر علی۔ ملک نثار۔ فہد۔ ایقان بابر۔ محرش۔ صدیقہ۔ نوشین۔ نجمہ۔ نسرین۔ نسیمہ۔ روبینہ۔ فریدہ۔ فوزیہ زاہد۔ صفدر علی۔ طارق مشتاق علی ارشد۔ اشوک کمار۔ گلزار حسین۔ محمد ارشد۔ چاچا چاچی محمد حسین۔ میاں ساجد حسام۔ قاضی اسد عباس۔ قاضی عابد حسین۔ منشی عابد۔ منشی نور محمد۔ منشی غلام حسین۔ ممتاز۔ سرفراز۔ رابعہ فیاض۔ فاطمہ بی بی۔ لقمان۔ مرجان۔ واحدہ۔ اقبال اسلم۔ عثمان شوکت شہزاد۔ ظہور احمد۔ ماسٹر غلام رسول۔ ماسٹر صادق۔ میاں یعقوب۔ الیاس شہزاد۔ پروفیسر سلیمان سلیمی۔ آصف۔ کاشف۔ باتی شجر۔ بہاول شیر گل۔ محمد مدثر۔ لوہار۔ شاہد منیر۔ محمد علی۔ گلریز ارشاد۔ ڈاکٹر ارشاد۔ ملک نثار۔ ذوالفقار علی۔ عابد علی۔ اختر علی۔ محمد ارشاد۔ زاہد نواز۔ شاہد نواز۔ میر نواز خان۔ منیر مجاہد۔ غزالہ ناہید۔ وجاہت حسین۔ رابعہ۔ کامران کومل۔

زاہد پرویز۔ طاہر رانا۔ عبد الوحید علوی۔ عبد المجید علوی۔ فرخ ناز۔ محمد عثمان۔ ریحان۔ صدروں۔ ناہید۔ کوکب۔ نذیرہ بیگم۔ اشتیاق۔ شاہدہ نجف۔ زاہد نواز۔ شبیر حیدر۔ تنویر علی۔ محمد گلزار۔ عاشق علی۔ زاہد۔ شاہد شوکت۔ انور۔ آصف۔ عبید۔ محمد سعید۔ قاسم علی۔ اقبال اسلم۔ رمشہ۔ راحت۔ نزہت۔ فرحت۔ نسرین۔ روحی۔ فریدہ۔ رابعہ فیاض۔ قاضی مشرف۔ قاضی بابر۔ قاضی مسعود۔ سید عارف رضا۔ سید اختر عباس۔ سید پرویز حامد۔ عابد علی۔ میاں اعجاز۔ پروفیسر مظفر۔ پروفیسر رانا منظور۔ پروفیسر الیاس۔ پروفیسر ہاشم۔ پروفیسر حنیف۔ مہر سکندر۔ ڈاکٹر نواز۔ چوہدری حنیف۔ عزیز الحسن۔ محمد انیس۔ پیر ناصر عباس۔

پشاور: محمد نبی۔ فاطمہ گل بی بی۔ ذوالفقار علی۔ علی رضا۔ یثرب۔ معوذ۔ ضیاء احمد۔ رخسانہ اقبال۔ ندیم ارشد۔ زینب بی بی۔ حمید اللہ شاہ۔ فرہاد۔ محمد طارق۔ فضل حیات۔ قمر تاج۔ اختر علی۔ عمران خان۔ شکیل احمد۔ مشتاق۔ خان گل۔ شمیم۔ رفیق۔ نعمت اللہ۔ الطاف حسین۔ نواب خان۔ منظور۔ عنایت الحق۔ منظور حسین۔ نوید اختر۔ راز محمد۔ سید ضیاء الحسن۔ عبد الرب۔ عدیل رضا۔ سید بلال حسین۔ حبیب اللہ۔ شازیہ اشتیاق۔ سید کمال حسین۔ حیدر خان۔ عمر حیات۔ عبد الحمید۔ لیاقت علی۔ جہانزیب۔ خورشید جمال۔ غلام سرور۔ جمیل حسین۔ سجاد حسین۔ فیصل۔ اشتیاق۔ مصباح۔ حبیب اللہ۔ نیاز محمد۔ عبد الرحمٰن۔ فاطمہ بی بی۔ نجمہ۔ اجمل۔ سکینہ بی بی۔ آمنہ بی بی۔ ملائکہ بی بی۔ رضوانہ بی بی۔ طاہرہ بی بی۔ ولایت شاہ۔ محمد اکبر علی شاہ۔ نیاز محمد۔ جمشید علی۔ راحت بیگم۔ کلثوم۔ نجمہ۔ فاطمہ۔ راحیلہ۔ صائمہ۔ حبیب اللہ۔ سرو جمال۔ روشن دین۔ مسز ظہور۔ کاشف۔ روح الامین۔ محمد فاروق۔ شیر افضل۔ نور جمال۔ عبد اللہ جان۔ علی گوہر۔ جان محمد۔ شیر محمد۔ جاوید۔ اشتیاق۔ شاہد۔ راشد۔ کفایت اللہ۔ عنایت اللہ۔ جمال الدین۔ جنید۔ محمد داؤد۔ ریاض۔ یثرب۔ رضا۔ سمیع الحق۔ خالد جمیل۔ مظفر علی۔ جمال شاہ۔ عمر داؤد۔ مبارک علی۔ صالح محمد۔

سیالکوٹ: مدثر علی کھوکھر۔ عائشہ نواز۔ روزینہ نواز۔ گلشن۔ سلمٰی صابر۔ محمد الیاس۔ محمد عالم۔ نور فاطمہ۔ ممتاز قیصر۔ فریحہ مت۔ کامران مت۔ رخشندہ اعجاز۔ کامران اعجاز۔ بدر النساء احمد۔ شاہینہ مت۔ احسان۔ محمد عمر۔ احسان نواز۔ عزیز خان۔ عفت خان۔ نواز حسن۔ توفیق احمد۔ رضا مصطفیٰ۔ روبینہ شمس۔ رخسانہ نواز۔ ممتاز بیگم۔ رشیدہ بیگم۔ عمیرا۔ قمر النساء۔ نسیم اختر۔ رحیم بی بی۔ پروین شمشاد۔ محمد شفیع۔ صفیہ شاہد۔ صائمہ خانم۔ شہناز خانم۔ علوم فاطمہ۔ ثمینہ۔ اکبر۔ یوسف۔ فرزانہ جبین۔ نبیلہ شاہین۔ حکیم۔ وسیم۔ لبنیٰ۔ سجاد۔ محمد قمر۔ نرگس۔ کوثر۔ ستارہ جبین۔ شمیم اوسی۔ طیبہ کوثر۔ عشرت زاہد۔ فرحت عبد القیوم۔ تسنیم اشرف۔ ارشد۔ آمنہ۔ صائمہ۔ امینہ بیگم۔ اجمل مت۔ مزمل مت۔ ظفر۔ محمد عرفان۔ رسول احمد۔ نورین۔ محمد نواز۔ نازیہ۔ بلال۔

جہلم: محمد امین۔ ثمینہ امین۔ ڈاکٹر حفیظ انور۔ ملیحہ حفیظ۔ محمودہ بیگم۔ صائقہ۔ ڈاکٹر تنویر حسین۔ رخشندہ تنویر۔ صائقہ نیر۔ مقبول بیگم۔ محمد یعقوب۔ منیر حسین۔ تصیر حسین۔ میجر محمد علی تابش۔ سعدیہ تابش۔ نادرہ تابش۔ صارم تابش۔ ارشاد حسین۔ مسعود ارشاد۔ مسعود احمد ملک۔

غلام فاطمہ۔ مس فریدہ۔ مس مقصودہ۔ مسز نعمت الماس۔ راشد محمود۔ احمد علی۔ ڈاکٹر گلزار حسین۔ ڈاکٹر روبینہ فیاض۔ ڈاکٹر سجاد احمد۔ ڈاکٹر ابو یوسف۔ انوار الحق۔ خالد محمود۔ عبد الرشید مت۔ شاہد اقبال۔ محمد عارف مغل۔ ڈاکٹر ظہیر احمد۔ ڈاکٹر اعجاز احمد رانجھا۔ حبیب احمد۔ نجیب احمد۔ وحید احمد۔ زبیدہ بی بی۔ محمد الطاف۔ عدیل احمد۔ محمد عمران۔ سید طلعت علی شاہ۔ سید منظور حسین شاہ۔ توقیر احمد۔

فیصل آباد: ارشاد بیگم۔ صغراں بی بی۔ عبد الغفور۔ عثمان غنی۔ منیر۔ آصف۔ شائلہ۔ محبوب علی۔ ریحانہ ظفر۔ غلام اصغر۔ عبد الغفار۔ محبوب علی۔ قدیر احمد۔ ظہیر احمد۔ فیصل خورشید۔ ہمایوں خورشید۔ نائلہ۔ انیلا اسماء۔ محمد زاہد بلوچ۔ محمد ارشاد احمد۔ غلام زاہد بلوچ۔ زبیدہ خان۔ ممتاز بیگم۔ کنیز فاطمہ۔ نشاط بیگم۔ کلیم اللہ۔ منظور تبسم۔ رفعت مختار۔ جویریہ۔ سہیل احمد۔ محمد آصف۔ محمد ابراہیم۔ عذرا بی بی۔ محمد تحسین۔ انوار الحسن۔ علی نوری۔ جہانگیر۔ صائمہ جہانگیر۔ صغیر۔ ناصر۔ عمر محمد۔ عطاء محمد۔ محمد شعیب۔ حسان طاہر۔ نعمان طاہر۔ ہدیٰ طاہر۔ عثمان طاہر۔ محمد لطیف طاہر۔ سعادہ بی بی۔ مغل۔ صائمہ۔ ذیشان۔ حمیدہ۔ رشیدہ۔ نصرت اعجاز۔ تمیزاں۔ فرح۔ عنصر۔ محمد یاسر۔ عطاء الحسن۔ عطاء۔ کنول۔ ام کلثوم۔ مریم مقدس۔ عدنان۔ نوید۔ ممتاز۔ شائلہ۔ سائرہ۔ طاہرہ۔ تحریم۔ شہناز۔ وجیہہ کرن۔ ناہید شہاب۔

سرگودھا/حجرہ شاہ مقیم: کوکب آرا ناصر۔ ناصر محمود۔ محمد زکی۔ عائشہ محمود۔ مومنہ۔ ظفر۔ لیلیٰ۔ عرفان۔ نعیم شاہد۔ ثمینہ طارق۔ طارق محمود۔ ہمایوں۔ مریم۔ ایمان۔ حمیدہ بی بی۔ پروین اختر۔ شمس منیر۔ حمیدہ۔ نسرین۔ سمیرا نورین۔ آمنہ رمضان۔ نسرین۔ شاہین امین۔ لطیفہ بی بی۔ خورشید بی بی۔ معراج نورین۔ ریحانہ ناہید۔ حمیرا نورین۔ پروین اختر۔ ماریہ وسیم۔ نبیلہ۔ شاہدہ۔ عمران احمد۔ محمد رضوان عالم۔ غلام تحسین۔ اشتیاق احمد۔ شفیع احمد۔ محمد ندیم شاہد۔ منیر۔ عدیل شہزاد۔ آفتاب۔

راولپنڈی/اسلام آباد: عمر مشتاق۔ فرخندہ لیاقت۔ حنا ریاض۔ منور سلطانہ۔ اسماء الحسینی۔ فرحت یاسمین۔ فائزہ خاتون۔ سید عمر حسن۔ سمعیہ طارق۔ نجم النساء۔ گلشن۔ نسرین بی بی۔ سلمیٰ سلطانہ۔ شبنم بیگم۔ فرحت یاسمین۔ آمنہ آصف۔ حنا منور سلطانہ۔ سمعیہ۔ ندیم صدیقی۔ ثمینہ۔ یمین اللہ رکی۔ طاہرہ مجاہد۔ شمیس جہاں۔ محمد لطیف۔ گل ہما۔ سعیدہ جاوید۔ شاہدہ۔ سعیدہ لطیف۔ ثروت لطیف۔ محمد اکرم۔ فرحان قطب۔ ثمینہ رشید۔ ادریس بیگم۔ فرزانہ ناہید۔ ساجد محمود اعوان۔ گلی۔ حمیدہ بیگم۔ ثنا ریاض۔ عالیہ تبسم۔ ہاشم ساجد۔ عامر مقصود۔ روبینہ۔ محمد عمر۔ فرح عبد القیوم۔ طیبہ مغل۔ فرح شازیہ۔ کنول مغل۔ محمودہ۔ رانا محمد طاؤس۔ شفقت سلطانہ۔ رانا خدا داد خان۔ قاضی عبد الباقی۔ رزاق خان۔ عاطف رشید۔ ظفر مت۔ مریم رشید۔ ثمینہ رشید۔ فاروق مت۔ ملک محمد اقبال۔ نجمہ بانو۔ منیر احمد۔ نعیم احمد۔ محمد شریف۔ محمد اسحاق۔ ممتاز بیگم۔ حسنین کاظمی۔ مریم بی بی۔ فیصل محمود۔ مسعود احمد۔ فرخ مسعود۔ صارف مسعود۔ جمشید مسعود۔ تحسین اقبال۔ محمد ارشد۔ عذرا رانی۔ محمد حنیف۔ نعیم حمید۔ ناہید حمید۔ ندیم حمید۔

عاصم ستار۔ سلطانہ بی بی۔ شفقت علی۔ محمد آصف۔ گلفام ناز۔ ثمینہ ناز۔ حبیب الرحمٰن۔ شفقت سلطانہ۔ احمد خان۔ نعیم حمید۔ نوید حمید۔ ندیم حمید۔ محمد ارشد۔ فاطمہ بی بی۔ عبد اللطیف۔ مسعود احمد۔ یاسمین اختر۔ قاسم عباس۔ فریال صدیقی۔ شہزاد چوہدری۔ روبینہ کوثر۔ نبیلہ یوسف۔ سعیدہ۔ محمد حنیف۔ فتح علی۔ سیف الاسلام۔ فخر الاسلام۔ اورنگ زیب۔ عفت بی بی۔ غلام جیلانی۔ عبد الشریف۔ نسیم منظور۔ محمد ارشد۔ عبد اللطیف۔ فاطمہ بی بی۔ سعید رفیق۔ قاضی طاہر محمود۔ عدیلہ یونس۔ نوازش علی۔ شاہدہ نوازش۔ محمد سعید مہدی۔ عروسہ اختر۔ ساجدہ اختر۔ محمد حارث۔ شہلا اسرار۔ محمد اسلم۔ رقیہ۔ راشدہ پروین۔ خورشید بیگم۔ سعید باقی۔ فیروز احمد۔ محمد عدنان۔ حنا۔ اسامہ۔ ماریہ۔ بشیر احمد۔ محمد امیر۔ شہزاد۔ محمد توقیر۔ محمد توصیف۔ شکیلہ۔ کاشف۔ کوثر پروین۔ مسرت پروین۔ روبینہ پروین۔ محمد عمر۔ سید عظمت علی۔ روبینہ۔ حکیم شیخ انوار الحق۔ شازیہ چوہدری۔ محمد الیاس۔ محمد صدف۔ خورشید بیگم۔ ندیم الرحیم۔ علی رضا۔ غلام حسین شیرازی۔ راحیلہ۔ محمد احمد۔ فرح یونس۔ طیبہ مغل۔ محمد اقبال۔ محمد شہریس۔ ممتاز بیگم۔ ڈاکٹر ریاض احمد۔ ارشاد بیگم۔ ورداہ۔ سلمٰی۔ عامر۔ عدنان۔ بلقیس۔ انوار الحق۔ احسان الحق۔ سندس فاطمہ۔ شاہ جہاں۔ محمد صدف۔ خورشید بیگم۔ فرح یونس۔ طیبہ مغل۔ نوشابہ رشید۔ اسرار حسین۔ نعیم اختر۔ اسماء۔ سرفراز۔ ارشد محمود۔ اظہر محمود۔ ساجد محمود۔ محمد نثار۔ ضیاء الدین۔ محمد رفیق علوی۔ طاہرہ کومل۔ زاہدہ اعجاز۔ شہزاد خان۔ شاہد فاروق۔ عائشہ پروین۔ خالدہ پروین۔ فرح یونس۔ مغل تبول۔ شازیہ تبول۔ سعدیہ تبول۔ حیدر۔ ریحانہ۔ عبد الرشید خان۔ مریم۔ فاطمہ۔ قرۃ العین۔ کنیز فاطمہ۔ ثریا۔ مسعود احمد۔ کنول۔ محمد شہزاد اختر۔ عائشہ جمیل۔ علی عبد اللہ۔ عطیۃ الرحمٰن ممتاز۔ غفور۔ عبد الغفور۔ طارق محمود۔ ساجدہ اسد۔ آسیہ ظہور۔ رابعہ ارشد۔ عابدہ مظفر۔ طاہرہ آصف۔ محمد اسحاق۔ مریم اسحاق۔ شکیلہ اسحاق۔ غزالہ شوکت۔ سعدیہ عباس۔ سدرہ عباس۔ شاہ عباس۔ عمر عباس۔ فیضان شوکت۔ حسنین شوکت۔ آصف ندیم۔ عاطف۔ ثاقب۔ عدیل۔ وقاص۔ بلال۔ محبوب۔ جہانگیر۔ عاصم اسحاق۔ عابد۔ امجد۔ اسد۔ وقار احمد۔ اعجاز بیگ۔ لبیب حسن۔ شیر زمان۔ شفقت علی شاہ۔ عزیزہ۔ علی۔ عمیرہ آمین۔ محمد آمین۔ اللہ دتہ۔ کرم جان۔ نور جان۔ محمد شریف۔ محمد الطاف۔ شوکت حیات۔ ساجد محمود۔

کوئٹہ: انور علی خان۔ ڈاکٹر طارق۔ شاہ تاج۔ شاہد سلیم۔ سلمٰی حسام۔ ابرار احمد۔ احمد حسن۔ ثاقب۔ یونس احمد میر۔ محمد اسحاق۔ محمد اسلم قریشی۔ کنول۔ ندیم۔ شمیم اختر۔ شہریار۔ ناصر خان۔ ثناء اللہ۔ مزمل۔ بی بی لالہ۔ اختر حسین۔ شاہدہ بشیر۔ ناصر محمود۔ عذرا بیگم۔ ارشد محمود۔ آمنہ۔ عبد المنان۔ نرگس جبین۔ حمیرا مسعود۔ کاشف مسعود۔ سائرہ تصدق۔ اکمل۔ سید رضا۔ شکیلہ۔ ریحانہ۔ شاہد۔ محرش۔ عامر خان۔ سرور جان۔ صائقہ نیر۔ نعیمہ کوثر۔ محمد یعقوب۔ مقبول۔ ثمینہ امین۔ ناشیہ۔ مسعود۔ اوصاف احمد میر۔ نوالنساء۔ حلیم بانو۔ اصیل جان۔ الیور خان۔ صابرا تحسین۔ علی احمد۔ شازیہ۔ نزہت جان۔ گل وحید۔ احسان شاہ۔ بادہ عباس۔ روشن آرا۔ طالب۔ حافظ ضیاء الدین۔ ساجدہ۔ عمیر۔ محمد عظیم۔ ارسلی۔ جویریہ۔ عالیہ۔ محمد سلیم۔ اصغری۔ خالد۔

عابد۔ شاہد۔ راشد۔ تاباک۔ حبیب۔ ثاقب۔ انوار احمد۔ طاہرہ۔ اریب۔ کوکب۔ علاؤ الدین احمد۔ ہما احمد۔ تسنیم کوثر۔ عدیلہ۔ بار۔ فیصل۔ گلیتی۔ قمر۔ زہت۔ عروسہ۔ محمد نعیم۔ رضیہ۔ احمد عشق لزری۔ محمد سلیم چشتی۔ حبیب احمد۔ ناصرہ۔ نادرہ۔ عبدالرزاق۔ خلیل احمد۔ عامر مرزا۔ ہاور مرزا۔ شاذیہ۔ ثمینہ۔ عبدالحمید۔ امینہ۔ جاوید احمد۔ انور۔ محمد ادریس۔ مظہر علی۔ شبیر حسین۔ اکبر کمال۔ گل شاہ۔ علی اختر۔ آصف۔ ارشد۔ احسن۔ عباس۔ مسعود احمد۔ احمد جان۔ محمد ایوب۔
ذنمارک: زاہدہ سلطانہ۔ ثنا حسین۔ یٰسین حسین۔ امتیاز اکرم۔ تسنیم حیات۔ نسیمہ طیبہ۔ شہناز سلطانہ۔ نسیم چوہدری۔ تسنیم لیاقت۔ عصمت قریشی۔ معین اختر۔ رضیہ۔ شازانی۔ سہیلا عاصم۔ شہلا عاطف۔ ریحانہ۔ جمیلہ۔ نیلم انجم۔ صائمہ غلام۔ صارہ غلام۔ نرگس طاہرہ۔ محمود حسین۔

اشرف بٹ۔ محمد ریاض۔ شوکت خان۔ پرویز ہاگی۔ لیاقت حسین۔ عاشق حسین۔ حنیف چوہدری۔ رشیدہ اکرم۔ علی اسلم۔ عمر اسلم۔ سلمیٰ خلیل۔ عابدہ۔ ایوب کھوکھر۔ فرزانہ محمود۔ مسز انور ریاض۔ شبنم اقبال۔ مسز اینکا عنصر محمود۔ روبی افضل۔ فریدہ رؤف۔ سائرہ تصدق۔ میرا علی ریاض۔ رضوانہ رشید۔ رخسانہ۔ مسعود فروز۔ امتیاز احمد۔ ثمینہ طارق۔ فروزدین انصاری۔ نعیم بٹ۔ نوید بٹ۔ فرحت۔ روبینہ۔ زبیدہ اکرم۔ راحیلہ رشید۔ شمشاد۔ کلثوم انور۔ نزہت نعیم۔ شیراز احسن اسمٰعیل۔ یٰسین حسین۔ مسز خلیل۔ اشرف بٹ۔ محمد حنیف۔ لیاقت حسین۔ غلام محی الدین۔ نسیمہ غلام۔ عاشق حسین۔ ایم۔ یعقوب کھوکھر۔ ریاض حسین۔ فرزانہ محمود۔ شبنم اقبال۔ عنصر محمود۔ روبی افضل۔ فریدہ رؤف۔ سائرہ تصدق۔ ڈاکٹر حفیظ انور۔ روبینہ اقبال۔

- ✂

ٹوکن ٹوکن

ٹیلی پیتھی سیکھئے

ٹیلی پیتھی سیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل معلومات فراہم کریں

پورا نام .... والدہ کا نام ....

عمر .... تعلیم ....

مٹھاس سے رغبت زیادہ ہے یا نمکین سے .... اگر آپ کسی روحانی سلسلے میں بیعت ہیں تو

اپنے پیرومرشد اور سلسلے کا نام لکھیں ....

....

مکمل پتہ: ....

....

یہ تمام معلومات ایک الگ کاغذ پر ٹوکن کے ساتھ ضرور بھیجیں

۱۔عام صحت ۲۔جسمانی حالت ۳۔مزاج ۴۔حافظہ ۵۔مشاغل ۶۔والدین کی مزاجی حالت ۷۔والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ تعلقات ۸۔اگر شادی شدہ ہیں تو میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہے یا نہیں؟ ۹۔بچپن سے لے کر اب تک جن بیماریوں میں مبتلا ہوئے ہیں خصوصاً دماغی اور جنسی امراض کی تفصیل ضرور تحریر کریں۔

نوٹ: ٹیلی پیتھی کے لفافے میں مسائل کے حل یا کسی دوسری چیز کے بارے میں کچھ نہ لکھیں۔ تمام خطوط پتہ لکھے ہوئے جوابی لفافے کے ساتھ ارسال کریں۔

ٹیلی پیتھی سیکھئے ۱۔ڈی ، ۷ /۱ ، ناظم آباد کراچی ۷۴۶۰۰

ماورائی دنیا

روحانی طالبات و طلباء سے گذارش ہے کہ وہ جب اپنی واردات و کیفیات ارسال فرمائیں تو اپنا پورا نام اور مکمل پتہ تحریر کرنا ہرگز نہ بھولیں۔

محمد ثاقب

ایک روز رات کے وقت آنکھ کھلی فوراً ہی مراقبہ کا خیال ذہن میں آگیا دیکھا میرے ہی جیسا ایک ثاقب عرش کے نیچے ایک گلی میں مراقبہ میں مصروف ہے اور ایک ثاقب یعنی میں خود بستر پر جسم سے الگ اور جسم سے بے جان پڑا تھا یعنی بیک وقت تین ثاقب کا مشاہدہ کیا۔

ایک مرتبہ بستر پر لیٹا تھا آنکھیں بند کیں تو بہت ترتیب سے کئی ستارے نظر آئے ستاروں کی لو کیں بہت واضح تھیں میں نے چاہا ستارے گن لوں لیکن منظر غائب ہو گیا۔

کبھی کسی چیز مثلاً گلاب جامن شہد وغیرہ کا تذکرہ ہوتا تو ذائقہ زبان پر محسوس ہوتا ابھی کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ شہد کا تذکرہ چل نکلا چائے پی رہا تھا کہ چائے کے بجائے شہد کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ اکثر یہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ گزرا ہوا کوئی واقعہ اپنی خوشبو کیفیات اور احساسات کے ساتھ محسوس ہوتا ہے چاہے وہ واقعہ کتنے ہی سالوں پرانا ہو ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ پڑھنے کے دوران خود ایسے ماحول میں موجود محسوس کرتا ہوں۔

فضہ وحید قریشی

سانس کی مشق کرنے کے بعد ورد کیا اور پھر ورد کے بعد مراقبہ شروع کیا۔ دیکھا کہ مراقبہ کے انداز میں بیٹھی ہوں اور میرے سر پر نیلے رنگ کی بارش ہو رہی ہے اور دماغ سے ہوتی جسم سے گزر کر زمین میں جذب ہو رہی ہے۔ اسکے بعد دیکھا کہ میرے سر کے عین اوپر سے ایک نیلے رنگ کی روشنیوں سے بھری ہوئی گیند آکر رک گئی ہے اس میں سے نیلی روشنیاں میرے اوپر گرتی ہیں اور دماغ میں سے ہوتی جسم سے گزر کر زمین میں جذب ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ میں خود اس گیند کے اندر مراقبہ کے انداز میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ گیند اوپر کو اٹھتی ہے ایک جگہ بہت سے بادل ہیں یہاں پر گیند رکتی ہے پھر گیند غائب ہو گئی اور میں بادل پر بیٹھی ہوں یہاں پر روشنی کی بارش ہو رہی ہے لگا کہ جیسے بہت ہی نورانی ماحول میں ہوں۔

اس کے بعد اچانک سامنے یہ منظر آگیا کہ میں کھڑی ہوں اور میرے مرشد کریم تشریف لاتے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر بہت حیران ہوتی ہوں اور انہیں سلام کرتی ہوں۔ وہ میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں پھر دیکھا کہ آپ ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور میں ان کے قدموں میں بیٹھی ہوں۔ آپ میری جانب دیکھتے ہیں تو میرے اوپر نیلے رنگ کی بارش ہوتی ہے جو کہ جسم سے گزر کر زمین میں جذب ہوتی ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ مرشد کریم کے سامنے ہی مراقبہ کے انداز میں بیٹھی ہوں اور میرے جسم سے سفید روشنی دودھیا رنگ یا نور نکل رہا ہے۔ یہ روشنیاں بہت سفید ہیں اور میرے اندر سے نکل کر دور دور تک پھیل رہی ہیں۔ اس کے بعد نیلی روشنی

کی بارش گرتی دیکھی جو کہ دماغ سے ہوتی جسم سے گزر کر زمین میں ختم ہو رہی ہے۔

جب سے مراقبہ کرنا شروع کیا ہے کافی حد تک بدل گئی ہوں آج کل سب گھر میں میری بہت تعریف کرتے ہیں حالانکہ پہلے سب الٹی باتیں کرتے تھے مگر اب سے دیکھو میری اتنی تعریفیں کر رہا ہے کہ اس کی تو عادتیں بدل گئی ہیں۔ پہلے گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتی تھی۔ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تھی۔ اگر کوئی مجھے ذرا سا ڈانٹ دے یا برا بھلا کہے تو اس کو ایسا جواب دیتی تھی کہ وہ بغلیں جھانکتا رہ جاتا تھا۔ انتہائی ضدی تھی کسی کی بات نہیں مانتی تھی مگر اب سب کا کہنا مانتی ہوں خاص کر اپنے والدین کا اور کسی کو جواب نہیں دیتی چپ کر کے بیٹھی رہتی ہوں پہلے ہر وقت غصہ آجاتا تھا۔ اب غصہ نہیں آتا ہے۔ مسکراتی رہتی ہوں۔ گھر کے سب کام کرتی ہوں۔ سب بڑوں کا ادب کرتی ہوں۔ اگر میرے بڑے چچا اور پھوپھیاں وغیرہ غیر مناسب بات کہہ بھی دیں تو چاہنے کے باوجود چپ رہتی ہوں اور یاحی یاقیوم پڑھتی ہوں اور سوچتی ہوں کہ یہ کسی اور کو کہہ رہے ہیں (ہمارے خاندان میں ایک دوسرے پر طنز اور مذاق اڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا) شکر ہے یہ عادت اب مجھ میں ختم ہو رہی ہے۔ جہاں پر کسی کی برائیاں ہو رہی ہوں وہاں سے اٹھ جاتی ہوں اور کسی کو دکھ نہ دوں ہمیشہ یہ کوشش کرتی ہوں۔ بڑوں کو سلام کرتی ہوں چھوٹوں سے پیار سے پیش آتی ہوں۔ خوشبو استعمال کرتی ہوں کیاریوں میں موتیا اور گلاب کے پھول ہیں ان سے باتیں کرتی ہوں کمرے میں ایک چھوٹا سا پودا اور منی پلانٹ کی بیل لگا رکھی ہے۔

صبح چڑیوں کی چہکار سنتی ہوں اکثر سورج طلوع ہونا اور غروب ہونا دیکھتی ہوں۔ آسمان پر رنگوں کو شمار کرتی ہوں۔ چڑیوں کو دانہ اور پانی ڈالتی ہوں۔ اکثر چاندنی رات میں چاند کو دیکھتی ہوں۔ اس کے علاوہ سچ بولنے اور تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتی ہوں۔

نتھولعل۔ کیماڑی کراچی

آج مراقبہ اور ٹیلی پیتھی کی مشق کرتے ہوئے 93 دن ہوئے ہیں، نیند بہت گہری ہو گئی ہے۔ اپنے اندر ایک عجیب سا ہلکا پن محسوس کرتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ جلد سے جلد ٹیلی پیتھی کا کورس مکمل کر لوں اور روحانیت میں مزید آگے بڑھوں زیادہ سے زیادہ ترقی کروں۔ آج بھی دن بھر کثرت کے ساتھ "رام" کا ورد کیا۔ رات کو آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ اس کی چمک کو دیکھ کر بھگوان کی حمد کی۔ رات کو غسل کر کے سفید لباس پہن کر "رام" کا جاپ کیا اس کے بعد نیلی روشنی کا مراقبہ کیا۔ تصور تھوڑی دیر کے بعد قائم ہو گیا کہ آسمان سے نیلی روشنی کی بارش ہو رہی ہے اور میرے سر سے ہوتی ہوئی دل سے اتر کے پاؤں سے زمین میں جذب ہو رہی ہے۔ یہ تصور تقریباً 20 منٹ تک قائم رہا۔

فرحانہ تسکین۔ سیالکوٹ

حسب معمول 300 بار یا سلام کے بعد بند آنکھوں سے نیلی روشنی کا مراقبہ کیا۔ پہلے تو نیلے رنگ کی آبشار دیکھی۔ پھر ہر طرف نیلی روشنی اور نور پھیلے ہوئے دیکھا۔ یہ منظر کافی دیر تک رہا۔ پھر میں نے نیلے رنگ کے سمندر میں سفید اور کالی موٹی سی مچھلی تیرتی ہوئی دیکھی اور وہ سمندر کچھ دور جا کر گرین کلر کا ہو گیا۔ پھر نیلا آسمان اور اس پر سفید بادل دیکھے اور بادلوں میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ ان کے ہلکی سرخ مہندی لگی ہوئی لمبی داڑھی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ نیلی روشنی اور نور کو ہر طرف پھیلے ہوئے دیکھا اور نیلی روشنی کی بارش بھی ہوتے ہوئے دیکھی۔ بارش اتنی زیادہ ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا اور میں بھی اس پانی میں تھی۔ اس میں پہلے تو مجھے نیلی اور پھر عجیب طرح کی مچھلیاں دکھائی دیتی ہیں۔ میں نے روشنی اور نور کو دیکھا اور آسمان پر سفید بادل اور سمندر کی سفید بڑی بڑی لہروں کو دیکھا جو کہ آسمان کو چھو رہی تھیں اور بادلوں کی مجھے مختلف شکلیں بنتی نظر آئیں۔ نیلی روشنی کی بارش ہوتے ہوئے

دیکھی۔ میں ایک بڑے سے محرابی کمرے میں جس طرح کہ بارہ دری بنی ہوتی ہے اس میں کھڑی ہوتی ہوں۔ باہر شاید جنگل ہے کیونکہ باہر بہت لمبے لمبے درخت اور بہت زیادہ سبزہ ہوتا ہے اور ان محرابوں میں شیشے لگے ہوتے ہیں نیلی روشنی اور نور کی بارش ہو رہی ہے۔ اس کمرے کی کوئی کھڑکی نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی مجھ پر بارش ہوتی ہے اور مجھے بہت ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

آج عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے خانہ کعبہ اور روضہ رسول کا دیدار کیا اور میرے سامنے روضہ رسول کی سنہری جالی آگئی اور میں اسے کافی دیر تک دیکھتی رہی اور پھر مجھے لگا کہ جیسے میں اس کے اندر چلی گئی ہوں۔ وہاں پر ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ اس کی چھت اور وہ سارا کمرہ بہت خوبصورت تھا۔ اس میں بہت سے بزرگ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بزرگ جن کی سفید داڑھی تھی ان کا سامنے دیوار میں صرف چہرہ نظر آتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ انہیں ہدایات دے رہے ہیں اور ایک راستہ نظر آتا ہے۔ اس کے اردگرد درخت تھے اور راستے پر نور ہی نور تھا۔

نماز پڑھ کر دعا مانگتے وقت حاجیوں کو مسجد نمرہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر خانہ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کافی دیر تک میں دعا مانگتی رہی اور یہی منظر میرے سامنے رہا۔ پھر رات کو 300 بار یا سلام کے بعد نیلی روشنی کا مراقبہ کیا۔ پہلے تو خیال آتے رہے۔ پھر ہلکی سی نیلی روشنی پھیلی ہوئی محسوس ہوئی اور آسمان پر بجلی چمکتی رہی اور چشمے میں پانی بہتا ہوا دیکھا پھر لگا کہ پانی اونچائی سے گر رہا ہے اور اس پانی میں روشنی تھی۔ جیسے اس میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ پھر لگا کہ مسجد نبوی کا مینار میرے دل کے پاس سے آسمان تک گیا ہوا ہے اور اس کی نوک پر خانہ کعبہ ہے اور خانہ کعبہ کے اردگرد بہت سے سفید پرندے بیٹھے ہوئے ہیں مینار کے اردگرد ہلکی نیلی روشنی تھی۔ میرے ذہن میں خیال آیا کہ جیسے یہ حضور ﷺ کے دور سے پہلے کا خانہ کعبہ ہے۔ پرندے بہت زیادہ تھے۔ کچھ بیٹھے تھے اور کچھ اڑ رہے تھے اور وہ کون سے پرندے تھے یہ میں نہیں سمجھ سکی۔

نیلے رنگ کی چھوٹی سی آبشار دیکھی پہلے تو وہ پانی آنکھوں کے سامنے رہا میں اس آبشار کے پاس کھڑی تھی۔ میرے بائیں طرف پہلے تو ہلکی سی برف باری شروع ہوئی اور تیز برف باری ہونے لگی پھر درخت اور زمین اس برف سے بھر گئے۔ برف میرے بائیں بازو پر بھی پڑ رہی تھی۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ٹھنڈ کی وجہ سے میرے بازو میں خون جم گیا ہے اور اب وہ حرکت نہیں کرے گا ہر طرف سفید برف پھیلی ہوئی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ کافی آگے جا کر سفید بادل نظر آرہے تھے یہ منظر بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کافی دیر تک یہی منظر رہا۔ اس کے بعد پھر نیلی روشنی کی بارش ہونے لگی۔ مجھے محسوس ہوا کہ آسمان سے تیز نیلی روشنی آتی ہے اور میرے سر دماغ اور جسم سے ہوتی ہوئی ذہن میں جذب ہو رہی ہے اور جیسے ہی وہ تیز روشنی میرے جسم سے گزرتی ہے تو میں بالکل نیلی ٹرانسپیرنٹ ہو جاتی ہوں اور میرے نزدیک کوئی اور بھی بالکل ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ صرف نیلا رنگ ہی نظر آتا ہے۔ یہ منظر کافی دیر تک رہا۔ پھر نیلے پانی کا چشمہ آنکھوں کے سامنے آگیا اور پھر جگمگاتے مسجد الحرام سامنے آگیا۔ جو کہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا اور پھر ایک نظر خانہ کعبہ کو نزدیک سے دیکھا اور پھر ایک عورت کالا سوٹ پہنے سامنے آگئی میں نے غور کیا تو وہ میری امی جان تھیں اور انہوں نے میرے بیٹے کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور پھر میں نے آسمان کی بلندی سے نیچے دیکھا تو سبزہ، گھر اور دریا، سمندر پہلے تو نیلے اور پھر ٹرانسپیرنٹ نظر آئے۔ میں نے دیکھا کہ آبادی کے ہر طرف دریا اور سمندر ہی ہیں اور پھر مجھے لگا کہ ساری دنیا کے اوپر پانی ہے اور پانی میں ہی وہ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں اور میں پانی میں تیرتی ہوئی یہ سب کچھ دیکھتی ہوں اور پھر میں نے ایک جگہ پر نور کا چشمہ دیکھا اور پھر نیلی روشنی کی بارش ہوتے ہوئے دیکھی۔ اس کے بعد نور کی بارش ہوتے ہوئے دیکھی۔ ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا اور نور اور نیلی روشنی مکس نظر آئے۔

تحریر قاری کے اوپر ایک تاثر چھوڑتی ہے اور یہ تاثر فکر و فہم میں تخم ریزی کرتا ہے اور جب فکر تناور درخت بنتی ہے تو طرز فکر میں سے نئے نئے شگوفے پھوٹتے ہیں۔

خواجہ شمس الدین عظیمی ایک نام ہے

جس کو سُن کر ماورائی دنیا کا نقش اُبھرنے لگتا ہے، فہم میں گہرائی پیدا ہوتی ہے۔

دل اللہ اور اللہ کی مخلوق کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ عظیمی صاحب کے اوپر اللہ کا کرم محیط ہے۔ ان کے قلم سے لکھی ہوئی ہر کتاب کو عوام نے پسند اور قبول کیا ہے۔ عظیمی صاحب کی مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیے اور سکون حاصل کیجیے۔

آوازِ دوست یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ درخت کا بیج ایک مائیکرو فلم ہے۔ اس مائیکرو فلم میں ایک پورا درخت اپنی جزئیات کے ساتھ پوشیدہ ہے۔	**روحانی نماز** نماز دل، جگر، گردے، گٹھیا اور بلڈ پریشر کا مؤثر علاج ہے۔
تجلیات اس کتاب میں صاحب قرآن کی رہنمائی میں قرآنی استدلال کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے کی تیاری کی گئی ہے۔	**ٹیلی پیتھی سیکھئے** ہر انسان کا دماغ قدرت کا بنایا ہوا ایک کمپیوٹر ہے۔ اس میں دو کھرب سے زیادہ آلات ہیں۔ جب ہم اپنے اندر اس کمپیوٹر کو چلانا سیکھ لیتے ہیں تو ہماری آنکھ خلاء کے پار دیکھنے لگتی ہے۔
کشکول بزرگوں، نوجوانوں، طلباء و طالبات اور ماورائی دنیا میں سفر کرنے والے خواتین و حضرات کے لئے ایک دستاویز۔	**قلندر شعور** روحانی علوم کے متلاشی خواتین و حضرات، راہِ سلوک کے مسافر، عرفانِ حق کے طالب، سائنسی علوم کے ماہر اور روحانی سائنس کے مبتدی طلباء و طالبات کے لئے یہ کتاب مشعلِ راہ ہے۔

یہ کتابیں ہر بڑے بک سٹال پر دستیاب ہیں۔
براہِ راست منگوانے کے لئے اس پتہ پر رابطہ کیجئے:

مکتبہ روحانی ڈائجسٹ D-1، 1/7 ناظم آباد ۔ کراچی 74600
فون : 6688931-6685469

روحانی فون سروس

فوری مشورے کے لئے رجوع کریں

کراچی	حیدر آباد	لاہور	راولپنڈی	فیصل آباد	کوئٹہ

میں آپ کی خدمت کیلئے

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی زیر سرپرستی ادارہ روحانی ڈائجسٹ نے آپ کے مسائل کے حل پر مبنی جوابات براہِ راست پیش کرنے کے لئے روحانی فون سروس شروع کی ہے۔ روحانی فون سروس کے ذریعے حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کے اجازت یافتہ حضرات دی گئی ہدایات کے مطابق قارئین کے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ روحانی فون سروس کے ذریعے آپ اپنے مسائل کا براہِ راست حل معلوم کر سکتے ہیں۔ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کے کالم میں شائع ہونے والے کسی جواب کے بارے میں کوئی وضاحت طلب کرنا ہو تو معلوم کر سکتے ہیں۔ محفلِ مراقبہ میں دعا کے لئے نام لکھوا سکتے ہیں، نومولود بچوں کے نام کے بارے میں دریافت کر سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی کتاب "روحانی علاج"، "رنگ و روشنی سے علاج" یا ان کی کسی بھی دوسری کتاب کے بارے میں کوئی بھی بات دریافت کر سکتے ہیں۔

ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیجئے
یہ ہمارے لئے باعثِ افتخار ہے

حکیم وقار یوسف عظیمی

کراچی	6685469 6688931	پیر سے جمعرات شام 5 بجے سے رات 8 بجے تک۔ جمعہ، ہفتہ اور اتوار تعطیل
حیدر آباد	866411	شام 6 بجے سے رات 9 بجے تک علاوہ جمعہ، ہفتہ و سرکاری تعطیلات
لاہور	7243541	شام 4 بجے سے 6 بجے تک
راولپنڈی	584557	3 بجے سے 1/2 5 بجے شام تک
فیصل آباد	719065	صبح 10 بجے سے 1 بجے تک علاوہ جمعہ
کوئٹہ	837187	شام 7 بجے سے رات 9 بجے تک علاوہ اتوار

روحانی ڈاک

روحانی ڈائجسٹ پاکستان اور روحانی ڈائجسٹ انٹرنیشنل برطانیہ میں ہر ماہ خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت مسائل کا روحانی حل اور لاعلاج بیماریوں کا علاج پیش کیا جاتا ہے۔ کوائف معلوم ہونے سے مسائل کا حل اور بیماریوں کا علاج تجویز کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

پورا نام.................. والدہ کا نام..................

عمر.................. آنکھوں کا رنگ..................

اندھیرے سے ڈر تو نہیں لگتا..................

بچپن سے خط لکھنے تک عام صحت کیسی رہی..................

....

مکمل پتہ..................

....

اپنے بارے میں کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہوں تو الگ کاغذ پر ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور براہِ راست جواب کے لئے پتہ لکھا ہوا جوابی لفافہ بھیجنا ضروری ہے۔

روحانی ڈاک

1-D,1/7 ناظم آباد۔ کراچی 74600

روحانی ڈاک میں مسائل کا حل رنگ و روشنی سے علاج، مراقبہ کے ذریعے علاج، روحانی علاج اور پیراسائیکالوجی کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔

روحانی ڈاک

خواجہ شمس الدین عظیمی

روحانی اسکول

مہناز فاطمہ۔ راولپنڈی

تین سال پیشتر جب میں امید سے تھی اور دوسرے بچے چھوٹے تھے اکثر رات میں جب بھی نیند ٹوٹتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ اذان ہو رہی ہے میں سوچتی کہ شاید کوئی اذان دیتا ہے۔ پھر ہم لوگوں نے گھر بدل لیا اس گھر میں بھی کچھ عرصہ تک رات میں ایسا لگتا رہا کہ اذان ہوتی ہے۔ جب میں نے اس بات کو محسوس کیا کہ یہ صرف میرا احساس ہے اور اس کا تذکرہ اپنی امی اور بہن سے کیا تو اب اذان کی آواز نہیں آتی۔ ایک مرتبہ اور اسی گھر میں میں عشاء کے بعد بیٹھی یونہی خیالوں میں تھی خیالوں میں محو بھی ایسا ہوتا ہے کہ ذہن میں کوئی بات نہیں انسان ساکت بیٹھا ہے کچھ سوچ رہے تھے شوہر اسلام آباد میں ہوتے ہیں اچانک ایسا لگا کہ ایک مستطیل تقریباً 2x7 جگہ میں بارش ہونے لگی میں چونک پڑی پھر ایسا لگا کہ پورے کمرے میں پھوار پڑ رہی ہے پانی کے قطرے محسوس نہیں ہوئے لیکن نظر آ رہے تھے۔ پھر میں نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا تو یہ کیفیت ختم ہو گئی۔ میرے ماشاء اللہ چار بچے ہیں شوہر سے اتنی ذہنی مطابقت نہیں ہے لیکن میں اپنے حال میں خوش اور خدا کی ہر طرح مشکور ہوں۔ اپنے شوہر کے لئے میں اور وہ میرے لئے ہمیشہ دعا گو ہیں۔

جواب :- آپ پتہ لکھا ہوا جوابی لفافہ بھیج کر روحانی اسکول میں داخلہ کا فارم منگوالیں تاکہ آپ کی ذہنی سکت کے مطابق اسباق تجویز کر دیئے جائیں۔ روحانی اسکول اور داخلہ فارم کی کوئی فیس نہیں ہے۔ لیکن پتہ لکھا ہوا جوابی لفافہ بھیجنا ضروری ہے۔

خواتین کے امراض

نائلہ۔ حیدر آباد، رقیہ عثمان۔ د۔ ع۔ عشرت ثناء اللہ۔ ش۔ اسد۔ نورین فاطمہ۔ تبسم۔ آسیہ نذیر۔ ساحرہ جمیل۔ صوفیہ غضنفر۔ راحیلہ خان۔ نوشی اکبر۔ وجیہہ وقار

الدین۔ صبوحی خانم۔ نازیہ گل۔ حسنہ جمال۔ عالیہ مہر۔ ثوبیہ اطہر۔ زبیدہ نذیر۔ کراچی، فرخندہ ظفر۔ رحیم یار خان، لیلیٰ کبیر۔ نزہت نثار۔ نواب شاہ۔ فہمیدہ پری جمال۔ کوئٹہ، فریدہ تحسین۔ روہڑی، اختری بیگم۔ سکھر، جوہی۔ میر پور خاص، فاخرہ کنول۔ ٹنڈوالہ یار، اصغری بیگم۔ جمیلہ خاتون۔ ناصرہ۔ کوثری، صبا وجاہت۔ رانی صغیر اور سکینہ جان۔ بدین۔

جواب :۔ آپ تمام خواتین کے امراض ایک ہی نوعیت کے ہیں یعنی لیکوریا رہتا ہے کمر، ایڑیوں اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے، آنکھیں جلتی ہیں، رنگ پیلا اور پھیکا رہتا ہے، ماہانہ نظام خراب ہے، رحم گل جاتا ہے، رحم میں ورم یا رسولی ہے، بچہ دانی نیچے اتر آئی ہے، سفید رطوبت خارج ہوتی ہے، پیشاب بدبودار ہوتا ہے، جسم نڈھال رہتا ہے اور آنکھوں کے ارد گرد سیاہ حلقے ہیں ان جملہ تکالیف کا علاج یہ ہے کہ سونٹھ باریک پیس کر رکھیں۔ روزانہ ایک گرام سونٹھ پر نہار منہ اور شام 5 بجے تین بار

هو الامرهي عمانويل

بحق ياحي ياقيوم

ياباري المصور الارحام

پڑھ کر دم کر کے ایک ماہ تک کھائیں۔ انڈہ، کھٹائی، تیز مصالحہ دار غذاؤں اور غلاظت سے بچیں۔

جوئیں اور لیکھیں

زاہدہ پروین

مسئلہ یہ ہے کہ میرے سر میں جوئیں اور لیکھیں بہت زیادہ ہیں۔ ہر طرح سے کوشش کر چکی مگر ختم نہیں ہوتیں آپ کوئی ایسا علاج بتائیں کہ میرا سر مہینہ بھر میں صاف ہو جائے۔

جواب :۔ جوؤں اور لیکھوں سے مکمل نجات کے لئے ہمارا میرا کا خالص تیل حسب ضرورت پلیٹ میں ڈال کر اس پر گیارہ دفعہ یا واسع پڑھ کر دم کر کے دن کو بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح لگا کر دس منٹ تک مالش کریں۔ پھر آدھ گھنٹہ سے ایک گھنٹہ تک دھوپ میں بیٹھ کر مزید آدھ گھنٹہ سایہ میں بیٹھیں پھر سر کو دھولیں۔ یہ علاج ہفتہ میں صرف تین بار کرنا کافی ہے۔ اس علاج میں احتیاط کی ضرورت یہ ہے کہ تیل آنکھوں میں نہ لگے کیونکہ یہ بہت تیز ہوتا ہے۔ اس کو سر میں لگانے کے بعد بھی خاصی دیر تک سر میں جلن سی رہتی ہے مگر گھبرانے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ تھوڑی دیر بعد اس کی تختی ختم ہو جاتی ہے۔ تارامیرا کے تیل کے خالص ہونے کی پہچان ہی یہی ہے کہ جسم کے کسی بھی حصے پر لگانے سے دس پندرہ منٹ تک تیزی کا اثر دکھاتا ہے۔

خوف آتا ہے

نزہت بلوچ۔ لیاری۔ کراچی

عید کے دوسرے روز میں اپنی نند کے ساتھ عید ملنے اپنی امی کے گھر گئی تھی وہاں سے واپسی مغرب کے وقت ہوئی۔ رات کے تقریباً 12 بجے کا ٹائم تھا میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ جس بیڈ پر میری نند سوئی تھی وہ بیڈ پر سے سوتے میں گر پڑی اور زمین پر اکڑوں بیٹھی تھی میں بتی جلانے کے لئے اٹھی تو میری نند ایک دم اٹھ کر میری طرف لپکی اندھیرے کی وجہ سے میں سمجھی کہ کوئی سایہ وغیرہ ہے بے اختیار چیخنے لگی بتی جلا کر کمرے کا دروازہ کھولا چیخوں کی آواز سن کر میرے جیٹھ آگئے ان کو دیکھ کر جان میں جان آئی اور خوف تھوڑا کم ہوا اس کے بعد سے میری نند کو دورے پڑنے لگے۔ نند بتاتی ہے کہ جب میں کروٹ لینے لگی تو میری نظر ہوا دان پر پڑی میں نے دیکھا کہ ایک کالا سیاہ آدمی جس کے دو لمبے دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے ہیں مجھے دیکھ رہا ہے میں خوف زدہ ہو کر بستر سے نیچے گر گئی میرا اپنا یہ حال ہے کہ میں کبھی خوف زدہ نہیں ہوئی لیکن اب دن کو بھی کمرے میں جانے سے خوف آتا ہے ذرا سی آہٹ ہو تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دل اچھل کر باہر آجائے گا۔

جواب :۔ گھر میں بازار کا پسا ہوا نمک استعمال نہ کریں بلکہ لاہوری نمک گھر میں پیس کر کم سے کم مقدار میں استعمال کریں تین وقت شہد ایک بڑے چمچے کے اوپر

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یا مهلائیل

یا منائیل

یا میکائیل

یا جبرائیل

پڑھ کر دم کر کے آپ اور آپ کی نند کھائیں علاج کی مدت چالیس دن ہے گھر میں عصر اور مغرب کے درمیان لوبان بھی جلائیں تاکہ گھر کی فضا صاف رہے۔

خیالوں کی دنیا

تسنیم رشید۔ کراچی

آپ اکثر سوالات کے جوابات میں سائل کو مراقبے کی تلقین فرماتے ہیں جبکہ سائل کے اکثر سوال مادّی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ مراقبے سے ایک شخص کی وہ دنیاوی مشکل حل ہو جائے جس کا تعلق سراسر عمل سے ہو۔ اصولی طور پر ان کا حل عملی جدوجہد اور کوشش سے ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی خوبصورت اور اسمارٹ بننے کے لئے پوچھتا ہے تو آپ اس کو بھی مراقبہ کی تلقین فرماتے ہیں کیا مراقبے سے محض ان کی ذہنی سوچ کو بدلنا مقصود نہیں؟ جب وہ روزانہ چند منٹ یہ سوچنے لگیں گے کہ وہ خوبصورت ہو رہے ہیں اور اسمارٹ بنتے جا رہے ہیں تو کچھ عرصہ بعد وہ پوری طرح ذہنی طور پر مطمئن ہو جائیں گے کہ وہ واقعی خوبصورت اور اسمارٹ ہیں حالانکہ ان کی جسمانی ساخت میں یا روحانی کشش میں تبدیلی لانے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اور ورزش کرنی پڑتی ہے اور روحانی کشش کے لئے روحانی کلمات کا قواعد و ضوابط کے مطابق ورد کرنا ضروری ہے محض تصور کرنے سے یہ کیسے ممکن ہے؟

البتہ اس سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ اس طرح تصور کرنے سے مطلوبہ خواہش حقیقی دنیا کے بجائے خیالوں کی دنیا میں پوری ہو جائے گی اور نفسیاتی اصول کے مطابق حقیقی دنیا میں اس خواہش کی طلب کمزور پڑتی جائے گی اور اس طرح کچھ عرصہ بعد خود بخود اس مشکل سے جان چھوٹ جائے گی۔ اب تک مراقبے کے متعلق جو کچھ پڑھا اور سنا ہے وہ یہ کہ کسی نامعلوم بات کے معلوم کرنے کے لئے مراقبہ کیا جاتا ہے اور یہ اولیاء کرام کرتے ہیں جو کہ ریاضت اور محنت سے اپنے اندر موجود اس صلاحیت کو ابھار چکے ہوتے ہیں ایسے کئی واقعات ہیں کہ لوگ اولیاء کرام کے پاس جاتے ہیں اور وہ مراقبہ فرما کر ان کی صحیح رہنمائی فرماتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی سائل کو بزرگانِ دین نے یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا ہو کہ آپ اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیں اور یہ تصور کریں وغیرہ وغیرہ۔

روشنی، رنگ اور شعاعیں ایک اٹل حقیقت ہیں لیکن عقلی طور پر ان کی تاثیر اس وقت تک پیدا نہ ہوگی جب تک انہیں جسم کے اندر داخل نہ کیا جائے محض روشنی، رنگ اور شعاعوں کے تصور سے ان کی تاثیر پیدا کرنا عقل میں نہیں آتا۔ براہ کرم اس مسئلہ کی عقلی تصحیح فرما کر مطمئن فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت خلق کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

جواب :۔ انسان نا قابلِ تذکرہ تھا کہ اللہ نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی پھر اللہ نے اسے مخاطب کیا۔ انسان نے پہلے اللہ کی آواز سنی پھر اللہ کو دیکھا اور اس کے بعد اللہ کی ربوبیت کو تسلیم کیا۔ غور و فکر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسان صرف اور صرف اللہ کے خیال کا عکس ہے۔ اللہ کو خیال آیا تو تخلیق ہوئی اور اس تخلیق کو سماعت، بصارت اور قوت گویائی منتقل ہوئی۔ اسی بات کو نفسیاتی اصول پر بیان کیا جائے تو مشاہدات یہ ہیں کہ ساری زندگی خیال کے اوپر قائم ہے۔ بھوک، پیاس، غصہ، محبت، نفرت، تخریب، تعمیر اور زندگی کا ہر تقاضا اس وقت پورا ہوتا ہے جب [illegible] کا خیال آتا ہے یہ الگ بات ہے کہ کسی خیال کا نام بھوک رکھ لیں اور کسی خیال کو آپ محبت کا

نام دے دیں غالب نے اس بات کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

زندگی کیا ہے خیال ہے کہ ہم زندہ ہیں، جیسے ہی خیالات کی رو ٹوٹ جاتی ہے جسمانی اعضاء بکھر جاتے ہیں اور جسم کا ہر ہر عضو مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

مراقبہ انسان کے اندر خیالات کی ٹوٹ پھوٹ کو ختم کر دیتا ہے اور مراقبہ سے قوت ارادی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے ورزش کیا ہے مستقل مزاجی سے بہتر صحت کی عملی جدوجہد کا نام ورزش ہے مراقبہ کے ذریعہ جب کسی انسان کے اندر قوت ارادی بحال ہو جاتی ہے تو از خود اس کا ذہن عملی جدوجہد کی طرف مائل ہو جاتا ہے مثلاً وہ صبح بیدار ہو کر لان میں جائے گا خوش ہو گا خوشی سے متعلق ساری کیفیات اور لوازمات خیال بن کر ذہن میں دور کریں گے جس طرح اچھی غذائیں صحت کے لئے بہترین انرجی پیدا کرتی ہیں اسی طرح صاف ستھری روشنیاں انسان کو خوبصورت بناتی ہیں آپ جب کسی سبزہ زار میں جاتے ہیں تو آپ کی کیفیات وہ نہیں رہتیں جو جھلس دینے والی لُو اور ہوا کے گرم تھپیڑوں میں ہوتی ہیں...... کیوں؟ اس لئے کہ تیز دھوپ اور سبزہ زار کی روشنی الگ الگ ہے ایک روشنی سکون پہنچاتی ہے اور دوسری روشنی سے گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے مراقبہ بھی ایک بہترین ورزش ہے جس سے روحانی اور جسمانی دونوں فوائد مرتب ہوتے ہیں ۔۔۔!

سونے پر سہاگہ

تسنیم سومرو ۔ سکھر

گھر ایک ایسی جگہ ہے جہاں انسان باہر سے تھک ہار کر سکون پاتا ہے مگر ہمارے گھر میں سکون نام کی کوئی شے نہیں ہے ماں کی گود بچے کی تربیت کا آغاز ہوتی ہے ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے مگر یہ بات ہم جانتے ہیں کہ ہماری ماں نے ہمیں کس کس طرح اور کتنے دکھ دیئے ہیں ماں کہتی ہیں کہ یہ لڑکیاں میرے لئے وبال جان ہیں۔ بالخصوص لڑکیوں یعنی اپنی بیٹیوں کو ہر وقت کوستی رہتی ہیں۔ ہر روز ہمارے گھر میں ایک نیا ہنگامہ ہوتا ہے ہمارے والد صاحب سے ہماری والدہ ہر روز کسی نہ کسی بہن بھائی کی جائز ناجائز شکایت لگاتی ہیں اور بڑھا چڑھا کر بیان کرتی ہیں اور اسی وقت والد صاحب سب کو ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں والد اور والدہ دونوں ایسی ایسی باتیں اور گالیاں دیتے ہیں کہ کوئی انسان سن کر برداشت نہیں کر سکتا۔ بہن بھائی والد و والدہ سے محبت کے بجائے بدگمان رہتے ہیں اسی وجہ سے چھوٹے بہن بھائی بھی ڈھیٹ ہوتے جا رہے ہیں۔ بھائی نے بھی گھر کی بے سکونی اور پریشانی کی وجہ سے پڑھائی چھوڑ دی ہے۔ والد صاحب نہ ہی بچوں کی پڑھائی کی طرف توجہ دیتے ہیں نہ ہی تربیت کی طرف میں نے اپنی انتہائی کوشش سے بذات خود اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ خدارا کوئی حل بتایئے کہ ہمارا گھر پر سکون ہو جائے اور سب ایک دوسرے سے محبت سے رہیں اور ہم بھی دیکھیں کہ سچی خوشی کیسی ہوتی ہے۔

جواب: ۔ آپ کے اندر قدرت نے ایسی صلاحیتیں چھپا رکھی ہیں کہ اگر آپ ذرا سی کوشش سے ان کو تلاش کر لیں تو گھر کا پورا نظام قابل رشک ہو جائے گا۔ مخفی صلاحیتوں کو نمایاں کرنے کے لئے آپ سبز روشنی کا مراقبہ کریں۔ رات کو اور صبح فجر کے وقت پاک صاف ہو کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ آپ کے اوپر سبز رنگ روشنی بارش بن کر برس رہی ہے۔ ایک بار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ودود۔

پڑھ کر پانی یا چائے پر دم کر کے والد صاحب اور والدہ کو پلایا کریں پانی نہ پئیں تو چائے پر، لسی پر یا کسی بھی مشروب پر دم کر کے پلا دیا کریں۔ آپ کی والدہ صاحبہ کی تربیت صحیح نہیں ہوئی ان کے خاندان میں لگائی بجھائی کو زیادہ دخل ہے۔ اس غلط تربیت کی وجہ سے انہیں کسی نہ کسی کی شکایت کرنے کی عادت پڑ گئی ہے سونے پر سہاگہ یہ ہے والد صاحب کی سوچ بھی گہری نہیں ہے۔ بہر کیف جو بھی ہے

آپ تجویز کردہ علاج پر عمل کریں انشاء اللہ گھر کے حالات صحیح ہو جائیں گے۔

مختصر مختصر

شازیہ...... جس کام سے آپ کو ڈر لگتا ہے۔ اپنے اوپر جبر کر کے اس کام کو ضرور کریں۔ مثلاً اگر آپ کو بس میں بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ بس میں ایکسیڈنٹ ہو جائے گا تو پرواہ کئے بغیر بس میں ضرور سفر کریں آہستہ آہستہ ڈر اور خوف نکل جائے گا۔

نائلہ...... صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی نماز ادا کر کے ایک مرتبہ یا ودود پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیں سب گھر والوں میں محبت بڑھ جائے گی اور آپس میں لڑائی جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

جاوید خان ...... آپ پرانے نزلے کے مریض ہیں ایک ماہ تک رات کو اور صبح جوشاندہ پئیں کھٹی اور ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔

مسز پروین سلیم...... آپ کو اور آپ کے خاندان کے افراد کو گھر میں برکت کے لئے۔ اللھم لک الحمد و لک الشکر پڑھنے کی اجازت ہے خوش رہئے اور اللہ کا شکر کرنے سے وسائل میں ترقی ہوتی ہے۔ گھر میں سکون رہتا ہے ۔

دلشاد...... دانتوں کے بیچ میں خلا کا کوئی علاج نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی عیب کی بات ہے۔ ہم نے بوڑھی بوڑھیوں سے یہ سنا ہے کہ دانتوں میں خلا خوش نصیبی کی علامت ہوتی ہے۔

پنکی...... آپ نے کسی ڈائجسٹ میں ٹیلی پیتھی کے بارے میں جو کچھ پڑھا وہ قارئین کو متاثر کرنے اور رسالہ کی اشاعت بڑھانے کے لئے ایک مفروضہ کہانی ہے۔ جس طرح کوئی رائٹر مافوق الفطرت کرداروں پر کہانی تخلیق کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ کہانی بھی ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ان کرداروں سے متاثر ہو کر ٹیلی پیتھی سیکھنا محض وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔

زینت...... سونے سے پہلے تنہائی میں بیٹھ کر 93 دفعہ یا حمید پڑھ کر اپنے بیٹے پر دم کر دیا کریں مسائل میں کمی ہو جائے گی۔ عمل کی مدت چالیس دن ہے۔

علی محمد...... قرص مقوی دماغ، دو دو گولیاں صبح نہار منہ اور شام کے وقت 21 بار یا علیم پڑھ کر دم کر کے ایک ماہ تک کھائیں۔ حافظے کا مسئلہ اور دیگر مسائل حل ہو جائیں گے۔

فاروق...... دو ماہ تک بکری کا دودھ پئیں۔ داڑھی گھنی ہو جائے گی۔

شاہدہ...... سوتے وقت ایک دیسی انڈے کی زردی ایک کپ گرم دودھ میں پھینٹ کر چالیس روز پئیں۔ سانولا رنگ پرکشش ہو جائے گا۔ انڈا دیسی مرغی کا ہونا چاہئے۔

ساجدہ صبح اور رات گلے کے غدود پر روغن سورنجان کی دائروں کی شکل میں مالش کریں مکمل صحت ہونے تک یہ عمل جاری رکھیں۔

کامران نمکین غذائیں کم اور میٹھی زیادہ کھائیں۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کریں۔ کدورتیں دور ہو جائیں گی۔

طاہر سلیمان...... یونانی دوا جوارش کمونی اور جوارش جالینوس چوتھائی چوتھائی چمچی ملا کر دونوں وقت کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے 12 دفعہ یا حسین ماہو پڑھ کر دم کر کے ایک ماہ تک کھائیں۔

عالیہ جیلانی...... منہ سے آگ کی طرح گرم بھاپ نکلنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہاضمہ کی خرابی، معدے اور آنتوں میں تعفن، اندرونی زہائی بیماری، رحم میں رسولی، کسی چیز سے الرجک ہونا۔ ان بیماریوں میں سے ایک یا زائد بیماریوں کا ہونا ضروری ہے۔ آپ بیماری کی نشاندہی کر دیں علاج تجویز کر دیا جائے گا۔

جواد مشاء کے بعد 300 بار یا علیم پڑھ کر بھائی کا تصور کر کے دم کر دیں اس عمل کی برکت سے آپ کا بھائی امتحان کے سخت مقابلہ میں انشاء اللہ پاس ہو جائے گا۔ دعا کے ساتھ ساتھ محنت کرنا اور زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا بھی

ضروری ہے۔

شادی ایک مسئلہ

زیب النساء شیخ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ آج کل لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ میری سات بیٹیاں ہیں ابھی تک کسی کی بھی شادی نہیں ہو سکی۔ سب شادی کے قابل ہیں۔ بڑی کی عمر 35 سال ہے۔ پہلے بہت رشتے آتے تھے اچھے اور پڑھے لکھے گھرانوں کی آس میں اتنا عرصہ گزر گیا ہے کہ اب تو رشتے بھی آنا بند ہو گئے ہیں۔ میری چھوٹی بیٹی کے لئے ایک رشتہ آیا ہے لڑکا نان میٹرک ہے جب کہ میری لڑکی نے انٹر کیا ہوا ہے اس کے علاوہ مالی حالات بھی بہت زیادہ بہتر نہیں ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ پہلے اپنی بڑی لڑکیوں کی شادی کروں لیکن خدا کو نہ جانے کیا منظور ہے۔ ان ہی سوچوں نے مجھے پریشان کر رکھا ہے برائے مہربانی آپ مجھے کوئی مشورہ دیں تاکہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں اگر میں اس رشتے کو قبول کرتی ہوں تو یہ بھی فکر ہے کہ دنیا والے کیا کہیں گے کہ لڑکی کو کہاں دھکیل دیا ویسے لڑکا صورت شکل میں اچھا اور شریف ہے اپھر بھی ڈر لگتا ہے۔

جواب :- اب سے چالیس سال پہلے یہ بات عام تھی کہ لڑکا پڑھا لکھا ہوتا تھا اور لڑکی صحیح طرح اردو بھی نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اس وقت لڑکے والوں کو اعتراض نہیں ہوتا تھا کہ لڑکی جاہل ہے ہمارا لڑکا تعلیم یافتہ ہے۔ انسان ہمیشہ حالات کے ہاتھ میں کھلونا رہا ہے اور رہا ہے گا۔ اب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ رشتوں کے انتخاب میں اعتدال اور سوجھ بوجھ سے کام لینا چاہئے۔ ہم اس قدر مادہ پرست ہو گئے ہیں کہ مادیت ہی ہمارے لئے سب کچھ ہو گئی ہے۔ بڑے بوڑھے ابھی زندہ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ شادی سے پہلے مالی حالات اچھے نہیں ہوتے تھے لیکن شادی کے بعد جیسے جیسے ذمہ داریاں بڑھتی تھیں مرد زیادہ محنت اور لگن سے کام کرتا تھا اور حالات اچھے ہو جاتے تھے۔ آپ کے خیال میں جب لڑکا شریف ہے محنتی ہے اور کماؤ ہے تو آپ کو شادی کر دینی چاہئے۔ دنیا کو چھوڑیں دنیا نے کب کسی کو اچھا کہا ہے۔ اگر آپ کو دنیا کی اتنی فکر ہے تو دنیا نے آپ کے ساتھ کیا اچھا سلوک کیا ہے۔ کیا دنیا والوں نے آپ کی بیٹیوں کی شادی کرا دی ہے۔ بیٹی کی عمر 35 سال کم تو نہیں ہوتی۔

کنپٹی کی رگیں

فائزہ۔ لاہور

میری امی کئی سالوں سے ذہنی مریضہ ہیں اکثر دماغی دورے پڑتے ہیں ڈر، خوف اور وحشت کی کیفیت بہت ہے ہر وقت ڈر اور خوف کی کیفیت رہتی ہے سر میں عموماً شدید درد رہتا ہے درد کے دوران سیدھی طرف کی کنپٹی کی رگیں ابھرنے کی شکایت کرتی ہیں۔ شک، وہم وسوسے اور منفی سوچیں دماغ میں رہتی ہیں۔ دورے کے دوران کیفیت کچھ یوں ہوتی ہے کہ شدید غصہ آتا ہے اور سب کو بُرا بھلا کہتی ہیں خوب چیختی ہیں اور بہت روتی ہیں چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتے ہیں اور چہرہ بھاری ہو جاتا ہے۔ سر میں شدید درد رہتا ہے پورا جسم اور ٹانگیں ٹھنڈی اور سن ہو جاتی ہیں کہتی ہیں کہ ذہن میں گندے خیالات آتے ہیں میرا ذہن گندگی کی طرف جاتا ہے اور میرے دماغ کی رگیں الٹ پلٹ جاتی ہیں اور دماغ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے۔

جواب :- رات کو سونے سے پہلے اپنی امی کو وضو کرا کے ایک ایسا سفید کپڑے کا کرتا پہنا دیں جو ٹخنوں تک نیچا ہو اور آستین ایک ایک بالشت ہاتھ سے نیچی ہو گلے میں بٹن کی جائے ڈوری ہو، جیسے جوں کے شلوکا میں مائیں مولے دھاگے یا ڈوری باندھ دیتی ہیں۔ یہ لباس پہنا کر مصلی پر بٹھا دیں سر کھلا رکھیں۔ دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر 100 بار یا رحیم یا کریم پڑھیں اور مصلی پر سے بستر میں چلی جائیں۔ بات کئے بغیر سو جائیں۔ کھانوں میں میٹھی چیزیں زیادہ نمکین اور چٹ پٹی چیزیں کم کھلائیں۔ یونانی طریقہ علاج سے تیار کردہ خمیرہ گاؤزبان جدوار عود صلیب صبح شام آدھی آدھی چمچی کھلائیں چالیس دن تک۔ جو لباس پہنائیں صبح سے شام تک نیلا رنگ اور شام سے رات تک زرد رنگ کا ہو۔ روزانہ دس اور بارہ بجے دن کے درمیان سر میں تیل کی مالش کریں۔

دو دانت

نجمہ۔ کراچی

میرے سامنے کے دونوں دانتوں میں سوجن ہو گئی ہے۔ وقتی طور پر تو کم ہو جاتی ہے لیکن پھر ہو جاتی ہے۔ جون کے مہینے سے سامنے کے دو دانتوں اور نیچے کے دو دانتوں میں کچھ کالا کالا سا جمنا شروع ہوا میں ڈینٹسٹ کے پاس گئی تو انہوں نے صفائی کر دی۔ جس سے وہ تہہ وقتی طور پر ختم ہو گئی۔ تقریباً دو مہینے بعد یہ کالی تہہ پھر جمنا شروع ہو گئی۔ علاج کرایا جس سے اتنا فائدہ ہوا کہ سامنے کے دو دانتوں کے بیچ میں جو سوجن تھی وہ ختم ہو گئی اندر کی طرف بھی سوجن کم ہو گئی لیکن اب پھر ہو گئی ہے۔

جواب :- بچوں اور بچیوں کو بچپن میں عادت ہوتی ہے کہ دانتوں کی مضبوطی کو آزماتے رہتے ہیں۔ دانتوں سے پیسے موڑتے ہیں یا بادام اخروٹ توڑتے ہیں۔ ناخنوں کی ڈوری کاٹتے ہیں۔ بچیاں دانتوں کے بیچ میں جو فاصلہ ہوتا ہے اس میں دوپٹہ کی کناری ڈال کر دانتوں کو صاف کرتی ہیں۔ کچھ لوگ سخت برش استعمال کرتے ہیں مسوڑھے کمزور ہونے کی وجہ سے چھل جاتے ہیں اور پھر اس میں پیپ پڑنے لگتی ہے۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ دانتوں کی صفائی سے لاپروائی اختیار کی جاتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد منہ صاف نہیں کیا جاتا۔ ان بے احتیاطیوں سے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔ ہاضمہ کا نظام صحیح نہ ہونے سے بھی دانت خراب ہو جاتے ہیں۔ پہلے منہ میں سے بدبو آتی ہے اور پھر یہی گیس مسوڑھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ میں پائیوریا ہو جاتا ہے۔ پائیوریا میں پس مسوڑھوں میں جمع ہوتی رہتی ہے اور مسوڑھے کٹتے رہتے ہیں۔ نتیجہ میں ماس خورہ ہو جاتا ہے اور دانتوں کی جڑیں کھل جاتی ہیں۔ آپ یاد کریں آپ کے ساتھ بھی ان میں سے کوئی ایک یا زیادہ بے احتیاطی ہوتی رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے دانت خراب ہیں۔ دانتوں کے علاج کے ساتھ معدہ کا علاج بھی ہو جائے تو دانت اور مسوڑھے ٹھیک ہو جائیں گے۔ نیلی شعاعوں کے پانی سے کلیاں کریں اور زرد شعاعوں کا پانی 2-2 اونس دونوں وقت کھانے سے پہلے پئیں۔ دانتوں پر برش استعمال نہ کریں ٹوتھ پیسٹ کے ذریعہ انگلی سے مسوڑھوں پر مساج کریں۔

پشیمانی

جبار علی۔ کراچی

میں نے اپنے عزیز و اقرباء سے پوچھے بغیر جائداد کا سودا کر لیا مجھے یقین تھا کہ کوئی اعتراض نہیں کرے گا لیکن جب اعتراض ہوا تو مجھے سخت پشیمانی نے آگھیرا اور نادم ہوا۔ رات کو سونے کے لئے لیٹا تو کانوں اور دماغ میں سنسناہٹ شروع ہو گئی جو اب تک جاری ہے یہ آواز یا سنسناہٹ سمندر کی آواز سے ملتی جلتی ہے۔ کبھی کانوں اور کبھی دماغ میں محسوس ہوتی ہے۔ کانوں اور دماغ کا ایلوپیتھک علاج کروایا۔ کان بظاہر ٹھیک ہیں دماغ کے سادہ ایکسرے اور ریڈیو آئسکوپ بھی کرایا۔ ان کی رپورٹ بھی ٹھیک ہے اب بھی دوائیاں کھا رہا ہوں جن میں نفسیات کی دوا بھی شامل ہے۔ نیند ٹھیک آتی ہے لیکن جب آنکھ کھلتی ہے تو اسی سنسناہٹ سے سامنا ہوتا ہے تو ڈر جاتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ سوتا رہوں۔ سارا دن یہی کیفیت رہتی ہے۔ ٹی وی دیکھنے اور اخبار پڑھنے سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے کسی سے زیادہ دیر بات کروں تو سنسناہٹ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس بیماری کا علاج تجویز فرمائیں تاکہ اس پریشانی سے نجات ملے۔ آپ کو دعائیں دوں گا۔

جواب :- صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت جو شاندہ پئیں سر کے بال کم کرا کے تالو کی جگہ روغن کدو، روغن کاہو کی مالش کریں۔ اللہ کے کرم اور حضور پاک ﷺ کی رحمت سے 21 دن میں یہ مرض ختم ہو جائے

گا۔ اس عرصہ میں جب بھی پانی یا چائے پئیں 9 مرتبہ یافاروق پڑھ کر دم کردیا کریں۔

اپنے چہرے سے خوف آتا ہے

عابدہ ریاض، حیدر آباد

میں تقریباً چار یا پانچ سال سے سمجھ نہ آنے والی الجھن میں گرفتار ہوں میرے دل میں ہول اٹھتی رہتی ہے دل گھبراتا ہے کبھی دل تیز تیز چلنے لگتا ہے۔ کبھی دل ڈوبتا محسوس ہوتا ہے ہاتھ پیروں میں پسینے آتے ہیں شدید گھٹن ہوتی ہے دم گھٹتا ہے۔ دماغ بھاری معلوم ہوتا ہے سن رہتا ہے کان سائیں سائیں کرتے ہیں دماغ میں برے خیالات آتے ہیں ناامیدی نظر آتی ہے۔ کبھی نیند آتی ہے کبھی نیند نہیں آتی دل و دماغ پر انجانا خوف و ہراس طاری رہتا ہے دنیا میں دل نہیں لگتا کوئی امنگ نہیں ہے زندگی بوجھ معلوم ہوتی ہے اچھے خیالات ختم ہوگئے ہیں۔ سارا بدن خاص طور پر ٹانگیں لرزتی ہیں۔ مجھ سے اچھے تو بڈھے ہیں جو چل پھر لیتے ہیں میں تو بڈھوں سے بھی بدتر ہوگئی ہوں، پیٹ اور سینہ میں شدید جلن ہے۔ اپنا چہرہ دیکھتی ہوں تو خوف آتا ہے کہ میں روز بروز کمزور اور ناتواں ہورہی ہوں، رونا آتا ہے اور روتی ہوں۔ بچوں کو سنبھال نہیں سکتی نہ شوہر کی خدمت کرسکتی ہوں۔ میرے ماشاء اللہ چھ بچے ہیں۔ تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں حتیٰ کہ کراچی کے ایک بڑے اسپتال میں بھی دکھایا مگر کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی۔ آپ اللہ کے واسطے میری الجھن اور پریشانی کا حل بتادیں۔

جواب :۔ قبض اور گیس کا علاج ہوجانے سے آپ کی تمام تکلیفیں ختم ہوجائیں گی۔ آپ کو گیس اور قبض کی تکلیف ہے مقامی طور پر کسی طبیب سے علاج کرائیں۔ چکنائی اور فریج میں رکھی ہوئی چیزوں سے پرہیز کریں دل کھول کر خیرات کیا کریں۔

اقتدار کی جنگ

عامر احمد، کراچی

میں زندگی سے بہت مایوس ہوتا جارہا ہوں میں نے بہت کوشش کی اپنے آپ کو سدھارنے کی لیکن ناکام رہا۔ دوستوں کی غلط صحبت نے غلط راہ پر ڈال دیا شروع شروع میں تو بہت لطف آیا لیکن اب حال بہت خراب ہے نظر دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔ یادداشت کمزور ہوگئی ہے، قوت ارادی بالکل ختم۔ صحت تو خیر ختم ہوگئی ہے دیکھنے والے دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ میں نے آپ کو مفصل طور پر لکھ دیا ہے اب آپ کی مرضی ہے کہ میرے لئے کچھ تجویز کریں یا سزا کے طور پر ایسے ہی چھوڑ دیں۔ محترم اگر میری تربیت صحیح ہوئی ہوتی تو میرا یہ حشر ہرگز نہ ہوتا کیونکہ مجھے اور میرے جیسے ہزاروں لوگ جن میں میرے دوست بھی ہیں۔ جنہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ نماز عشاء میں کتنی رکعت ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس کون کون سی نئی فلمیں آئی ہیں اور کون سی اس ماہ آنے والی ہیں یہ تمام باتیں عام معلومات کی طرح معلوم رہتی ہیں۔ دراصل میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگر والدین اپنے بچوں کو شروع سے تمام باتیں بتائیں انہیں اچھے برے کی تمیز سکھائیں تو ہم جیسے لوگ یوں بے راہ روی اختیار نہ کریں ہمارے یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ جب بچہ تقریباً ماہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے تو ماں اسے آیاؤں پر چھوڑ دیتی ہے اور خود فنکشن اور پارٹیاں اٹینڈ کرتی ہے۔ یا والدین میں ہر وقت لڑائی اور نفرت بچوں کے ذہن کو مفلوج کردیتی ہے۔ بچے ذہن کو مصروف رکھنے کے لئے یا تو دوستوں میں بیٹھتے ہیں یا فلمیں دیکھتے ہیں۔ والدین کو اتنی بھی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ یہی دیکھ لیں کہ ہمارے بچوں کی مصروفیات کیا ہیں۔ ماں باپ کو مورد الزام ٹھہراتی ہے اور باپ کو ماں میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ اس طرح بچہ بڑا ہوجاتا ہے۔ آگے آپ خود سمجھ لیں کہ کیا حال ہوتا ہو گا۔

جواب :۔ میں پہلے بھی کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ والدین کی لڑائی جھگڑے اور آپس کی تو تکار سے گھر جہنم بن جاتا ہے۔ بچوں کے اندر سے خوشگوار زندگی گزارنے کا یقین ٹوٹ جاتا ہے بچے سہمے رہتے ہیں اور کچے ذہن، کج روی کا

شکار ہوجاتے ہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نظر نہیں آتا جہاں شوہر اور بیوی میں اقتدار کی جنگ نہ ہو۔ آپ ایسا کریں کہ ہر نماز کے بعد 100 بار یاشافی یا کافی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کریں اور عشاء کے بعد پندرہ منٹ تک سبز روشنی کا مراقبہ کریں۔

اندھیرا بھی روشنی ہے

وسیم احمد، کراچی

آپ کی محفل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ محفل مراقبہ میں ایک جملہ سنا "اندھیرا بھی روشنی ہے" میں نے سمجھنے کی بہت کوشش کی لیکن عاجز رہا۔ آپ سے درخواست ہے کہ آسان الفاظ میں سمجھادیں کہ اندھیرا روشنی کس طرح ہے؟

کیونکہ اندھیرا اندھیرا ہے اور روشنی روشنی ہے۔

جواب :۔ نوع انسانی کے پڑھے لکھے حضرات کہتے ہیں، آدمی شعور اور لاشعور کا مرکب ہے۔ جبکہ روحانیت ہمیں بتاتی ہے کہ آدمی کے اندر بیک وقت چار شعور کام کرتے ہیں۔ ایک شعور اور باقی تین لاشعور۔ سائنس دان اپنی کوشش، تفکر اور جدوجہد سے دوسرے شعور یعنی پہلے لاشعور سے کسی حد تک واقف ہوگئے ہیں۔ اس لاشعور سے واقفیت کے اوپر ہی پوری سائنسی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔ مذکورہ چاروں شعوروں میں عامتہ الناس صرف چوتھے شعور سے باخبر ہیں۔ اگر ہم اس باخبری کی اصلیت تلاش کریں بالآخر روشنی ہی کو وجہ شعور قرار دیں گے۔ یہاں لفظ روشنی سے مراد وہ روشنی نہیں ہے جس کو عوام روشنی کا نام دیتے ہے۔ بلکہ وہ روشنی مراد ہے جو آنکھ کے لئے دیکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ خواہ وہ اندھیرا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی جاندار اندھیرے میں دیکھنے کا عادی ہے تو اس کے لئے اندھیرا ہی روشنی کا مترادف سمجھا جائے گا۔ کتنے ہی حشرات الارض اور درندے رات کے وقت اندھیرے میں دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔

فرض کیجئے ہم کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر وہ روشنی جو اس چیز اور ہمارے درمیان موجود ہے نکال دی جائے تو وہ چیز ہمارے شعور کی حدود سے نکل جائے گی۔ اس مثال سے ہم فقط ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں، یعنی روشنی شعور ہے یا شعور روشنی ہے۔ اگر کسی وجہ سے روشنی کے خدوخال میں تبدیلی واقع ہوجائے تو شعور کے خدوخال میں بھی تبدیلی ہوجائے گی۔ عام حالات میں اس چیز کو جانچنے کے بہت سے طریقے ہوسکتے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر پانی بھرے ٹب میں ایک پیالہ ڈبو دیا جائے تو اس کی گہرائی، قطر اور وزن میں تغیر ہوجائے گا۔ یہ تغیر یا تو شعور کا تغیر ہے یا روشنی کا۔ دونوں صورتوں میں ہم ایک کلیہ قائم کرسکتے ہیں کہ جو چیز خارج میں روشنی ہے، وہی چیز داخل میں شعور ہے۔ گویا شعور اور روشنی ایک ہی چیز ہے۔ جب وہ انسان کے محسوسات میں واقع ہوئی تو اس کو شعور کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور جب وہ خارج میں آنکھ کے سامنے ہوتی ہے تو اسے روشنی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

قرآن پاک کی آیت کے مطابق کائنات کی ہر چیز کے دو رخ ہیں۔ روشنی کے بھی دو رخ ہیں۔ روشنی کا ایک رخ روشنی ہے اور روشنی کا دوسرا رخ اندھیرا ہے۔ یعنی روشنی، اندھیرا اور روشنی دو رخوں سے مرکب ہے۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ یہ دیکھنے کی عادت پر منحصر ہے۔ حشرات الارض اور بے شمار دوسری مخلوقات جو اندھیرے میں دیکھتی ہیں، ان کے لئے اندھیرا ہی روشنی ہے۔

روحانیت میں ایک عمل کا نام "استرخاء" ہے اس عمل کی مشق کے بعد کوئی بھی انسان اندھیرے میں اس طرح دیکھ سکتا ہے جس طرح وہ روشنی میں دیکھتا ہے۔ آپ یوں سمجھئے کہ جس طرح روشنی روشنی ہے، اسی طرح اندھیرا بھی روشنی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ٹھنڈا پانی بھی پانی ہے اور گرم پانی بھی پانی ہے۔

بدمزاج لگتا ہوں

لطیف خان، راولپنڈی

میری آواز انتہائی موٹی اور لہجہ بہت کرخت ہے۔

کسی سے پیار سے بھی بات کروں تو وہ کہتا ہے کہ لڑ کیوں رہے ہو۔ بات کرتے کرتے اچانک لہجہ خود بخود کرخت ہو جاتا ہے اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں بدمزاج اور لڑاکا ہوں اس لئے کوئی ایسا قرآنی عمل بتائیں جس سے میرا لہجہ انتہا شیریں ہو جائے کہ لوگ مثالیں دیں آواز میں سوز پیدا ہو جائے تاکہ میں ایک اچھا نعت خواں بن سکوں جس کا مجھے بے حد شوق ہے۔ نیز کوئی ایسا مجرب عمل بتایئے کہ مجھ میں عقلمندی آجائے کیونکہ میں بے حد بے وقوف اور احمق مشہور ہوں۔ کسی کا اچھا کام کروں تو وہ الٹا ہو جاتا ہے اور میرے ہی گلے پڑ جاتا ہے۔

جواب :- کھلے منہ کا مٹکا لے کر رات کو 12 بجے کے بعد مٹکے میں منہ ڈال کر قرات کے ساتھ سورہ رحمٰن کی تلاوت کیا کریں۔ قرآن پاک پڑھ کر سورہ رحمٰن حفظ کرلیں۔ تلاوت کرنے سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ وضو کرکے چہرہ تولیے سے صاف نہ کریں۔ یہ عمل چالیس رات کرنا ہے پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔

دماغی کمزوری

س۔ م۔ ح۔ ج۔ کوئٹہ۔ ش۔ شکورالدین، ذوالفقار علی شیخ، اسرار احمد، سجان خان، فوزیہ تبسم، محمد الیاس، عذرا، شہاب الدین، ثاقب قریشی، نعیم احمد، صبا کرن، سید عبدالمالک، محمد نواز، شاہد، دہلی، عبدالرحیم غوری۔

جواب :- آپ تمام خواتین و حضرات کے امراض کسی نہ کسی سبب دماغی کمزوری سے متعلق ہیں۔ خوراک کی خوراک اور دوائی دوا کے طرز پر بادام گری عمدہ قسم کی ایک سو پچاس گرام، چاروں مغز سو گرام اور اسپغول کی بھوسی سو گرام لے کر بادام کا چھلکا اتار کر سکھا کر تمام اشیاء ملا کر پیس کر رکھ لیں۔ روزانہ رات سوتے وقت ایک کپ گرم دودھ میں ایک بڑا چمچہ دوا ملا کر تین بار الرضاعت عصا تو بل پڑھ کر دم کر کے پی لیا کریں۔ اس نسخہ کی افادیت یہ ہے کہ پوری دوا ختم ہونے تک ناغہ نہ ہونے دیں۔ اس علاج سے درد سر، نزلہ، زکام، ضعف معدہ، ضعف بصارت، عام کمزوری اور خاص کر دماغی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ طلبہ وطالبات اور دفتروں میں دماغی کام کرنے والوں کے لئے بہترین نعمت ہے۔

اولاد نرینہ

رقیہ شمیم۔ کراچی

اللہ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں خداوند کریم آخرت میں بھی آپ کے درجات بلند فرمائے آمین۔ میں امید سے ہوں یہ دوسرا مہینہ ہے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے خوبصورت نیک اور صالح فرزند عطا فرمائے۔ اس کے لئے آپ کوئی آسان سا وظیفہ تحریر کریں۔ الحمدللہ میں پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتی ہوں۔ اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھئے گا۔

جواب :- صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک بار سورہ یٰسین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے۔ دعا کریں یہ عمل تین مہینے تک کریں بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھیں۔

شادی کا مسئلہ

نام شائع نہ کیا جائے

میں پانچ وقت کی نمازی اور اللہ کے راستے پر چلنے والی لڑکی ہوں محض والدہ کی بے جا ضد اور خاندانی رقابت کی وجہ سے میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ میری عمر تیس سال کی ہو رہی ہے خدارا میری مدد کریں اور وظیفہ بتائیں کہ والدہ صاحبہ کا مزاج نرم ہو جائے اور جہاں اس وقت بات چل رہی ہے وہاں شادی ہو جائے۔

جواب :- عشاء کے بعد 300 بار یا وھاب پڑھ کر دس منٹ تک عرش کا تصور کریں اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ شادی کے لئے دعا کریں۔ قارئین روحانی ڈاک سے درخواست ہے کہ وہ بھی اپنی غیر شادی شدہ سب بہنوں کے لئے نماز کے بعد دعا کیا کریں۔ بیٹیوں کی شادی کا مسئلہ بہت پریشان کن ہو گیا ہے۔